تفسیر ابن عباس ۲ (کامل اردو)

Tafsir-i-Ibni Abbas Vol I, II, III
Ma Lubab-i-Naqool fis Asbab-i-Nazool. Tr. by Allama Jallaluddin Sayooti (RA) D (911 H) with Tr. by Moulana Aabid ur-Rahman Siddiqi & Hazrat Moulana Ashraf Ali Thanwi.
Idara Dars-i-Quran Deoband U.P.
(1393 H) (Para I to Para 24) (1975)

تفسیر ابن عباس رضؔ کامل اردو

مع

لباب النقول فی اسباب النزول

ادارہ درس قرآن (رجسٹرڈ) دیوبند یوپی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اَللّٰھُمَّ عَلِّمْہُ الْکِتَابَ صحیح بخاری

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے اللہ ابن عباسؓ کو قرآن کریم کی تفسیر کا علم عطا فرما"



جلیل القدر صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مشہور و مقبول تفسیر!

تنویر المقباس من تفسیر ابن عباسؓ کا

سلیس و شگفتہ ترجمہ

مع ترجمہ

لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ جلال الدین سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ)

ترجمہ قرآن
حکیم الامت حضرت مولانا
اشرف علی
تھانویؒ

پارۂ ۲۶
الحٰمٓ

ترجمہ تفسیر
مولانا عابد الرحمٰن
صدیقی

ناشر

ادارۂ درس قرآن (رجسٹرڈ) دیوبند یوپی

قرآن شریف کی قدیم ترین اور جامع تفسیر ___ جس کی صحت پر

دنیائے اسلام کے تمام علماء کا اتفاق ہے

تنویر المقباس من تفسیر ابن عباسؓ

جامع مجد الدین ابو طاہر محمد بن یعقوب شیرازیؒ

مترجم ___ حضرت مولانا عابد الرحمن صدیقی

تفسیری عنوانات ___ مولانا مفتی کفیل الرحمن نشاط عثمانی فاضل دیوبند

پیش کش مجلس درس قرآن دیوبند

سرپرست:- فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی مفتی اعظم دار العلوم دیوبند

بانتظام:- قاری اخلاق احمد صدیقی ناظم ادارہ درسِ قرآن دیوبند

معاونین

- مولانا سید عبد الرؤف عالی مرتب معارف المشکوٰۃ
- مولانا اظہار احمد قاسمی فاضل دیوبند
- مولانا وقار احمد قاسمی فاضل دیوبند
- قاری دلشاد احمد صدیقی

دو ماہی پروگرام بابت ماہ جولائی ۱۹۷۳ء ___ ہدیہ فی پارہ چار روپے (۴/-)

ممبران کے لئے محصول ڈاک بذمہ ادارہ ___ مطبوعہ نیشنل پریس دیوبند

ناشر رجسٹرڈ

ادارہ درس قرآن دیوبند (یو، پی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہر از بیستی سو نہیں معلوم کہ مومن ٭ قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

فہرست مضامین

تفسیر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پارہ الٓمٓ ۱

ناشر:- اخلاق احمد صدیقی ناظم ادارہ:- درس قرآن دیوبند (یو۔پی)

پیش لفظ

دین اور دنیا کا ہر کام توفیق الٰہی پر موقوف ہے۔ بالخصوص وہ امور جن کا دین سے یا دین کے کسی شعبے سے تعلق ہے۔ ان میں توفیق الٰہی ایک بہت بڑی سعادت ہے۔ اس لئے علم دین کی خدمت بھی ایک زبردست توفیق الٰہی ہے۔ بلاشبہ علم ایک مسلم فضیلت ہے، اس کی فضیلت کو ہر گروہ اور قوم نے تسلیم کیا، تسلیم ہی نہیں کیا بلکہ اس کی فضیلت کے حصول کی جدوجہد اور مسابقت میں پورا پورا حصہ بھی لیا ہے کیونکہ علم انسانی زندگی اور انسانی تہذیب کی ایک ناگزیر ضرورت ہے۔ زندگی کی گاڑی علم کی راہنمائی کے بغیر ایک انچ نہیں سرک سکتی۔ علم ہی کی قوت سے اس بزم حیات میں رونق اور اسی کے دم سے اس کا فروغ ہے۔

اسلام نے بھی علم کو سب سے زیادہ اہمیت دی ہے۔ قرآن کریم نے جو انسانی راہنمائی کے لئے نسخۂ کیمیا کی حیثیت رکھتا ہے۔ اپنی تمام تعلیمات میں سب سے پہلے انسان کو اسی طرف متوجہ کیا ہے کہ سب سے پہلی وحی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو اتری وہ اقرأ ——— سیکھنے اور پڑھنے کا حکم دیا گیا تھا گویا انسان کی بنیادی ضرورت ہی علم کو قرار دیا گیا تھا، اسی لئے قرآن کریم نے اپنی سب سے پہلی ہدایت ہی تعلیم کے بارے میں دی۔

اسلام نے انسان کو جس علم کی تلقین کی اس کا واضح مقصد اصلاح معاش و معاد اور درستگی دین و دنیا ہے۔ اسی لئے اس کی تعلیم جامع و ہمہ گیر اور مکمل ہے۔ اسلامی معاشرہ میں سانس لینے والے کسی شخص کی زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے جو علم کی روشنی سے محروم رہ گیا ہو۔ پیدا ہونے والا ہر مسلمان بچہ اپنے کان میں سب سے پہلی آواز توحید اور رسالت کی سنتا ہے اور دم واپسیں اس کے ہونٹوں پر جو آخری کلمہ آتا ہے یا اسکے کان جو آخری الفاظ سنتے ہیں وہ بھی اسی اقرار اور اعتراف پر مشتمل ہیں۔

علم دین کی اس ہمہ گیری اور جامعیت کا تقاضا ہے کہ ہر مسلمان اس علم سے زیادہ سے زیادہ واقف ہو بالخصوص آجکل کے دور شرک و الحاد میں جبکہ ہر طرف فسق و فجور اور بے یقینی و بدعقیدگی کا دور دورہ ہے۔ ہماری آج کی نسل دینی علوم ہی نہیں دینی عقائد سے بھی محروم ہوتی جارہی ہے اور مصروف رضائے باری حضرات بھی دینی معلومات

حاصل کرنے کا وقت نہیں پاتے۔ علم دین کو مسلمان گھرانوں تک پہنچانا اور مصروف لوگوں اور جدید نسل تک دین کی معلومات کو منتقل کرنا وقت کی ایک بہت بڑی ضرورت کو پورا کرنا ہے۔

جو ادارے علم دین کی نشر و اشاعت کے کام میں لگے ہوئے ہیں اگرچہ اس کے ذریعہ ان کی ساری ضرورتیں بھی پوری ہو رہی ہیں مگر حقیقتاً ان پر یہ اللہ کا فضل اور انعام ہے کہ انسے تبلیغ دین و اشاعت علم کا کام لیا جا رہا ہے۔

اس مذکورہ تفصیل کی روشنی میں ہم یہ سمجھنے میں حق بجانب ہیں کہ ادارہ درس قرآن پر بھی اللہ کا بہت بڑا فضل ہے جس کا شکر ہم کسی طرح ادا نہیں کر سکتے کہ اسی رب کریم نے اولاً یہ توفیق بخشی کہ ادارہ نے حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے مواعظ دعوات عبدیت کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا اور تکمیل پذیر ہوا۔

دوسری عظیم خدمت تفسیر قرآن کریم کی تھی جو درس قرآن کے نام سے ادارہ کے ہاتھوں سرانجام پائی۔ تیسری خدمت حدیث نبوی کی ادارہ نے کی کہ مشہور محدث امام نووی کی کتاب "ریاض الصالحین" کا ترجمہ بالاقساط اشاعت پذیر ہو کر زیب تکمیل ہے۔ فللہ الحمد۔

اب چوتھی خدمت ادارہ کی یہ ہے کہ رب العزت نے قرآن کریم کی قدیم ترین اور مستند تفسیر، تفسیر ابن عباس کی اشاعت کا جذبہ دل میں پیدا کیا، جس کا پہلا پارہ پیش کیا جا رہا ہے۔ جو اپنی بے مائیگی اور بے سروسامانی کے باوجود محض توکلاً علی اللہ اور مخلص معاونین کے بھروسہ پر شائع کی جا رہی ہے۔ یہ سلسلہ بھی انشاء اللہ پارہ وار شائع ہوگا۔

امید قوی ہے کہ قارئین کے لئے ادارہ کے اشاعتی پروگرام دنیا میں ان کی راہنمائی اور عقبیٰ میں بھلائی کا باعث ہوں گے۔ انشاء اللہ ان کے لئے تفسیر ابن عباس کا مطالعہ بھی اور ادارہ کی جانب سے اس کی اشاعت کا سلسلہ بھی کل یوم آخرت میں ذریعہ نجات ثابت ہوگا کہ احقر کے پاس ان دینی خدمات کے علاوہ کوئی اور سرمایہ عمل نہیں ہے جسے پیش کر کے چھٹکارا حاصل کر سکے :۔ اللھم اغفرلی ولوالدی وجمیع المؤمنین والمؤمنات۔ آمین۔ فقط

اے اللہ میری اور میرے والدین کی، ہر مومن مرد و عورت کی

اور اس تفسیر کو پڑھنے والوں اور پڑھنے والیوں کی مغفرت

فرما

اخلاق احمد صدیقی

ناظم :- ادارۂ درس قرآن دیوبند (یو۔پی)

یکم جمادی الثانی ۱۳۹۳ھ

قرآن کا پیغام

ترجمان القرآن کی زبان سے

قرآن کریم وہ زندہ معجزہ ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبر آخر الزماں کی حیثیت سے عطا ہوا ہے، وہ لاثانی اور ابدی کلام الٰہی ہے جس کے اعجاز بیان نے پوری دنیا کو نہ صرف انگشت بدنداں کر دیا، بلکہ حقیقتاً چودہ صدی سے اس نے پورے عالم انسانی کو جو چیلنج دے رکھا ہے وہ اس کی صداقت و حقانیت کی دلیل ہے۔

انسانی ذہن اس جیسی بے مثال کتاب پیش کرنے سے قاصر ہے، خواہ وہ عرب کا امرأ القیس ہو، فارسی کا فردوسی ہو، یورپ کا شیکسپیر ہو یا ملٹن اور گوئٹے ہو۔ یہ وہ کلام سرمدی و ابدی ہے جسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے باقی رہنا ہے اور جس کا محافظ خود اس کتاب کا نازل کرنے والا ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون

خدا کی طرح خدا کی صفت کلام بھی بے مثال ولاشریک ہے۔ اس کے کلام کی تاثیر اس سے ظاہر ہے کہ اس نے اس کے ذریعے سے ایک ایسی مردہ قوم کو زندہ کر دیا جس میں کسی قسم کی تہذیب و تعلیم نہ تھی اور جس کا کوئی تاریخی ماضی نہ تھا۔ قرآن کو اٹھا کر دیکھئے اس میں کیا کچھ ہے، حکمت و موعظت، پند و نصائح، تعلیم و تلقین امر و نواہی، رشد و ہدایت، تزکیۂ نفوس، تطہیر قلوب کے اعلیٰ جواہر پارے کس طرح بکھرے پڑے ہیں۔

پھر قرآن کا زور بیان، صنائع بدائع اعجاز اور ضرب الامثال، حقائق و قصص، علوم و معارف، اصلاح و تبلیغ، دعوت و تذکیر کا بے پناہ ذخیرہ ہے۔

غرض قرآن اپنے مضامین، اسلوب، پیغام اور زبان کے لحاظ سے ایسی بے نظیر کتاب ہے جس کا نمونہ کوئی قوم پیش نہیں کر سکتی۔

قل لئن اجتمعت الانس والجن علیٰ ان یاتوا بمثل هذا القرآن لا یاتون بمثله ولو کان بعضهم لبعض ظهیرا (بنی اسرائیل)

آپ کہہ دیجئے کہ اگر سارے جن و انس بھی جمع ہو جائیں اور ایک دوسرے کی مدد بھی کریں اور پھر وہ اسی قرآن جیسی کوئی کتاب لانا چاہیں تو ہرگز ہرگز وہ ایسا نہ کر سکیں گے۔

اسی قرآن کا یہ معجزہ تاریخ میں محفوظ ہے کہ اس کو پڑھنے والی قوم جب قرآن کو ہاتھ میں لے کر اٹھی تو اس نے نصف صدی کے اندر دو تہائی کرۂ ارض پر قرآن کا پرچم بلند کر دکھایا۔ قرآنی تہذیب کے سامنے دنیا کی طاقتور سے

طاقتور تہذیب کھڑی نہ رہ سکی۔
یہ قرآن ہی کی اثر آفرینی تھی کہ دلوں کی کایا پلٹ ہوگئی۔ بندوں کے پجاری خدائے موحد کے پرستار بن گئے یتیموں اور بیواؤں کے دشمن ان کے پاسبان بن کر کھڑے ہوگئے۔ چور اور ڈاکو کہلانے والے جب اس کی پناہ میں آگئے تو دیانتدار اور خداترس ہوگئے۔ شراب کے متوالے شراب سے چڑنے لگے۔ قانون شکن قانون کے امین کہلائے۔ قرآن کا وعدہ تھا :-
"کہ اے ایمان والو تم میں سے جو لوگ ایمان لائیں اور اس کے ساتھ نیک عمل بھی کریں تو ان سے اللہ کا وعدہ ہے کہ انھیں زمین پر حکومت عطا فرمائے گا" (سورہ النور)
چنانچہ خداوند قدوس نے اپنا یہ وعدہ پورا کر دکھایا۔ تقریباً ایک ہزار سال تک مشرق سے مغرب تک، جنوب سے شمال تک ایشیا، افریقہ، یورپ، غرض دنیا کے ہر خطے اور ہر گوشے میں مسلمانوں کی حکمتیں قائم ہوئیں۔ کسی بھی قوم کی قوت وسطوت کا عرصہ اتنا طویل نہیں تھا جتنا کہ مسلمانوں کا رہا۔ یہ الگ بات ہے کہ اپنی بداعمالیوں کے نتیجہ میں انھیں کچھ عرصہ کے لئے غیروں کی غلامی قبول کرنی پڑی لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی حقیقت ہے کہ آج پھر مسلمان دنیا کے نقشہ پر ابھر رہے ہیں۔ اگر توفیق الٰہی نے ان کی دستگیری کی اور قرآن کی راہ نمائی کو انھوں نے پوری طرح قبول کیا تو کوئی وجہ نہیں کہ پھر خدائی وعدہ پورا نہ ہو۔ وہ پہلے بھی پورا ہوا تھا اور کل بھی پورا ہو کر رہیگا۔ بشرطیکہ اس وعدہ کی شرط مسلمان پوری کر دکھائیں
قرآن کی دعوت اور اس کا پیغام خود قرآن کی زبان میں سمجھنے کی ضرورت ہے۔ قرآن کیا کہنا چاہتا ہے اور کس طرح کہتا ہے اس کو ان لوگوں نے بخوبی سمجھ لیا تھا جو قرآن کے مخاطب اول تھے۔ یہ صحابہ کرام ہی کی جماعت تھی جس نے نبی ؐ کی زبان حق ترجمان سے قرآن کی تشریح و توضیح سنی۔ بعد کے لوگوں نے قرآن کو کیا سمجھا اور اس کی کیا تفسیر کی، اس سے پہلے اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم یہ جانیں اور سمجھیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے قرآن کا کیا مفہوم اخذ کیا تھا پیش نظر تفسیر ابن عباس دراصل اسی ضرورت کی صحیح تکمیل ہے۔ یہ تفسیر ترجمان القرآن حضرت ابن عباس ؓ مفسر قرآن کی زبان سے ہمیں بتلاتی ہے کہ ارشادات الٰہی کی تشریح ارشادات نبوی سے کس طرح ہوتی ہے اور ارشادات نبوی کا مفہوم ابن عم رسول نے کیا سمجھا ہے ۔۔۔ یہ تفسیر براہ راست دل میں اترتی ہے اور رشد و ہدایت کی صحیح منزل کی طرف ہمیں لے جاتی ہے۔ بلاشبہ اس کے الفاظ میں جو برکت و رحمت اور عظمت پنہاں ہے اس کا اندازہ مطالعہ کے بعد ہی ہو سکتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ مولانا عابد الرحمٰن صاحب نے عمدہ اور شگفتہ و سلیس ترجمہ کیا ہے۔ ناشر نے اس کو شائع کر کے تفسیر ابن عباس کے چشمۂ صافی سے اردو داں طبقہ کو روشناس کرانے کی جو خدمت انجام دی ہے اس پر وہ بلاشبہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ مترجم، ناشر اور راقم کو اس تفسیر ابن عباس کے طفیل اپنے فضل سے نوازے اور ایمان پر خاتمہ فرمائے۔ والسلام :- احقر عبد الرؤف عالی۔ مرتب معارف المشکوٰۃ :- ابن حافظ عبد اللطیف رحمۃ اللہ علیہ ناظم مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور۔ یوپی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

تفسیر حضرت عبد اللہ بن عباسؓ

علمائے امت نے ہر دور میں کتاب و سنت کی عظیم خدمت انجام دی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دین کا جو سرمایہ مسلمانوں کے پاس ہے روئے زمین پر کسی کے پاس نہیں۔ چنانچہ تفسیر، حدیث، فقہ اور علم کلام ہر فن میں بے شمار کتابیں لکھی گئیں اور ہر زبان میں لکھی گئیں۔

اردو کا دامن مذہبیات سے بڑا وسیع ہے۔ ضخیم سے ضخیم عربی کتابوں کا اردو ترجمہ میں علماء وقت نے محنت کر کے ترجمہ کیا، تاکہ اردو خواں بھی دین کی بے شمار دولت سے محروم نہ رہ سکیں، بلکہ وہ بھی ان سے فائدہ اٹھاتے رہیں۔

ترجمہ کا یہ سلسلہ برابر جاری ہے۔ ان تراجم میں ایک قیمتی ترجمہ جلیل القدر صحابی حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی اس تفسیر کا اردو ترجمہ بھی ہے جسے علامہ مجد الدین فیروز آبادی شیرازی (م ۸۱۷ھ) نے "تنویر المقباس" کے نام سے جمع کیا تھا اور جو ہر دور کے علماء میں مقبول رہی ہے۔ گویا پونے چھ سو سال بعد یہ عربی تفسیر پہلی مرتبہ اردو میں منتقل ہوئی ہے۔

یہ اردو ترجمہ خاکسار نے کہیں کہیں سے دیکھا اور اصل عربی تفسیر سے ملا کر دیکھا، الحمد للہ یہ ترجمہ مستند اور با محاورہ معلوم ہوا، اور مترجم کے لئے زبان پر بے ساختہ کلمات تشکر آئے۔

مسرت ہے کہ اب یہ ترجمہ دیوبند کا مشہور ادارہ "درس قرآن" قسط وار شروع کر رہا ہے، جو مسلسل کئی سال پہلے سے تفسیر "درس قرآن" نامی شائع کر رہا تھا، اور جس سے بلاشبہ مسلمانوں کو بڑے فوائد پہنچے۔ انشاء اللہ تفسیر ابن عباسؓ کا یہ ترجمہ بھی مسلمانوں کے لئے بے حد مفید اور نافع ثابت ہوگا۔

مجھے توقع ہے کہ اردو خواں طلبہ، علماء، عوام اور خواص سب کے سب اس سلسلۂ اشاعت سے خود بھی مستفید ہوں گے اور دوسروں کے لئے بھی استفادہ کا موقعہ فراہم کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ناشر کی اس خدمت قرآن کو قبول فرمائیں اور ادارہ کو اس خدمت میں کامیابی سے ہمکنار کریں۔

طالب دعا۔ محمد ظفیر الدین عفی عنہ

دار العلوم دیوبند

۳، جمادی الاولیٰ ۱۳۹۳ھ م ۱۹۷۳ء



تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا



(خدائے عزوجل) بہت ہی بابرکت ہیں جنہوں نے اپنے بندۂ خاص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر فیصلہ کی کتاب (قرآن) نازل فرمائی تاکہ وہ اہلِ عالم کو متنبہ کریں (ڈرائیں)

ناشر

ادارۂ درس قرآن دیوبند (یوپی)

(کتبہ فاروقی سہارنپوری)

عرض مترجم

از مولانا عابد الرحمٰن صدیقی

الحمد للہ وکفیٰ والسلام علیٰ نبیہ المصطفیٰ وآلہ المجتبیٰ

یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر و نمایاں ہے کہ جیسے حق تعالیٰ شبحانہٗ کو تمام مخلوقات پر فوقیت اور فضیلت حاصل ہے کہ اس کی حقیقت معلوم کرنے سے عقول بشری قاصر ہیں۔ اسی طرح کلام الٰہی کو جملہ کلاموں پر وہ فوقیت اور برتری حاصل ہے کہ اس کی خوبیوں کے احاطہ سے عقول بشری عاجز ہیں۔

صحیح حدیث میں ہے کہ قرآن کے عجائب تمام نہیں ہو سکتے۔ اور جیسے خداوند عالم کی ذات لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ ہے اسی طرح اس کے کلام کی بھی کوئی نظیر پیش نہیں کر سکتا فَأْتُوا بِسُوْرَۃٍ مِّنْ مِّثْلِہٖ۔

جو خوبیاں اور جو علوم اس میں پنہاں ہیں، اس سے قطع نظر اگر صرف بندش و ترتیب ہی کو دیکھا جائے تب بھی طاقت بشری سے خارج ہے۔ گلاب اگرچہ عناصر اربعہ سے مرکب ہے مگر اس کی ترکیب ایسی عجیب و غریب واقع ہوئی ہے کہ کوئی اسکی نظیر نہیں لا سکتا، اسی طرح قرآن کریم ان ہی حروف سے مرکب ہوا ہے جس کو استعمال کرتے ہیں مگر کلمات و الفاظ اس خوبی سے مرتب ہیں کہ کوئی اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ ھٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِہٖ وَلَوْ کَانَ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ ظَہِیْرًا۔

یعنی آپ فرما دیجئے کہ اگر جن و انسان سب مل کر بھی اس قرآن کا مثل لانا چاہیں تو نہ لا سکیں گے۔ اگرچہ ایک دوسرے کا معین و مددگار ہو جائے۔

پھر آخرت میں اس قدر نافع کہ قیامت کے دن تہی دستی کے وقت حق تعالیٰ کے سامنے کلام پاک سے بڑھ کر کوئی سفارش کرنیوالا نہ ہوگا اور جیسا کہ حق تعالیٰ سے شدت محبت ضروری ہے اسی طرح اسکے کلام پاک سے محبت ضروری ہے بلکہ دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ کونسی خوبی اور بھلائی ایسی ہے جو خدا کے کلام میں موجود نہیں۔ جن بزرگوں کو ان حقائق کا استحضار ہوا، ان میں مختلف کیفیات کا ظہور رہا:-

حضرت عکرمہ جب قرآن کریم پڑھنے کیلئے کھولا کرتے تھے تو بیہوش ہو کر گر جاتے تھے اور زبان پر یہ الفاظ جاری ہو جاتے کہ "یہ میرے خدا کا کلام ہے" ثابت بنانی فرماتے ہیں کہ بیس سال میں نے کلام پاک کو مشقت سے پڑھا اور بیس سال سے مجھے اس کی ٹھنڈک پہونچ رہی ہے۔ حضرت عثمان غنیؓ کا ارشاد ہے کہ اگر قلوب نجاست سے پاک ہو جائیں تو تلاوت کلام اللہ

سے کبھی سیری نہ ہو۔ کیونکہ ہر کلام میں متکلم کے صفات اور اثرات ضروری ہوا کرتے ہیں لہٰذا کلام الٰہی کی کثرت تلاوت سے خداوند تعالیٰ کے اثرات پیدا ہونا اور ان سے طبعی مناسبت پیدا ہونا حسب استطاعت یقینی ہے اور کچھ بھی نہ ہو تو یہ بات تو بدیہی ہے کہ جب آدمی کسی کی تصنیف کا اہتمام کیا کرتا ہے اور اس کو پڑھتا پڑھاتا، سمجھتا اور سمجھاتا ہے تو وہ فطرۃً مصنف کو اس کی طرف التفات اور توجہ ہو جایا کرتی ہے اس لئے حق تعالیٰ کے کلام سے تعلق رکھنے والوں کی طرف حق تعالیٰ کی توجہ قطعی اور یقینی ہے۔

قرآن کریم کی تو کفار پر بھی عجیب وغریب کیفیت تھی، تو پھر مسلمانوں پر آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کیا ہوگی، حبشہ کے بادشاہ اور ارکین سلطنت کا حال آپ کو معلوم ہو گا کہ جب حضرت جعفرؓ نے ان کے سامنے سورۂ مریم کی تلاوت شروع کی تو سب کی آنکھوں سے آنسوؤں کی ایک مسلسل بارش جاری تھی اور بادشاہ ایمان لے آیا۔

حضرت عمر فاروقؓ کو ایمان کی دولت قرآن ہی کی بدولت نصیب ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے، مدینہ منورہ میں تبلیغ کے لئے حضرت مصعب بن عمیرؓ کو روانہ فرمایا۔ حضرت سعد بن زرارہؓ، مدینہ کے ایک مشہور اور با اثر سردار تھے، ان کو جب خبر ہوئی کہ اسلام کی آواز پھیلتی جا رہی ہے تو وہ ایک دن ہتھیار لگا کر گھر سے نکلے، مگر حضرت مصعبؓ کی زبان سے قرآن سنکر انکی دنیا ہی بدل گئی۔ فوراً ایمان لے آئے۔ اس قسم کے واقعات بکثرت موجود ہیں جن کا احاطہ ممکن نہیں:

ایک روز حضرت عمرؓ مسجد میں سو رہے تھے، یکایک آنکھ کھلی تو ایک نصرانی عالم کو کلمۂ شہادت پڑھتے سنا حضرت عمرؓ نے اسلام لانے کا سبب دریافت کیا تو بولا کہ میں نصاریٰ کا ایک بہت بڑا عالم ہوں، عربی زبان سے خوب واقف ہوں۔ میں نے ایک مسلمان قیدی کو تمہاری کتاب کی یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ اس آیت میں مجھے غور کرنے سے معلوم ہوا کہ دنیا و آخرت کے وہ تمام اصول جو حضرت عیسیٰؑ پر نازل ہوئے تھے وہ سب اس ایک آیت میں جمع کر دیئے گئے ہیں۔

اب آپ غور فرمائیے کہ حضرات انبیاء کرام کو جس قدر معجزات عطا ہوئے تھے وہ سب کے سب حسی اور انھیں حضرات کے وجود باوجود تک باقی رہنے والے تھے بعد میں ختم ہو گئے۔ برخلاف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اولاً تو علمی معجزہ جامع علوم قرآن پاک دیا گیا۔ پھر نزول سے لے کر اس وقت تک اسی شان سے محفوظ ہے۔ رسم الخط بھی محفوظ۔ طریق ادا بھی محفوظ الفاظ بھی محفوظ۔ معانی اور اثرات کا تو ذکر ہی کیا۔

اب بھی جن آسمانی کتابوں کو مقدس سمجھا جاتا ہے ان میں سے کسی کتاب میں بھی یہ دعویٰ نہیں کیا گیا کہ کتاب بھیجنے والے نے اس کتاب کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے۔ یہ شرف وخصوصیت صرف قرآن مجید ہی کو حاصل ہے۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ یعنی ہم نے قرآن نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

نیز قرآن کریم آخری اور ابدی کتاب ہے اور ایسی کتاب کے لئے ضروری ہے کہ وہ زیادہ تر شریعت کے کلی اور ابدی اصول

پرزور دے، چنانچہ اس آخری وحی الٰہی نے اپنی کتاب الٰہی کو صرف اصول وکلیات تک محدود رکھا اور جزئیات کیلئے اپنی آیتوں میں ایسے اشارے رکھے ہیں کہ جنکے سہارے وہ دل جو علم ومعرفت سے پرنور اور علم وحکمت سے معمور اور شرح صدر اور تائید الٰہی ربانی سے فیضیاب ہوں۔ وہ علمی قدر مراتب جزئیات کو صحیح طور پر جان لیں۔ چنانچہ یہ رتبہ سب سے پہلے خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا، اور چونکہ آپ خطا سے معصوم ہیں، اس لئے آپ کے اس منصب کے نتائج بھی خطا سے محفوظ ہیں۔

پھر حضورؐ کے وسیلہ سے یہ رتبہ خلفائے راشدین، اکابر صحابہ، ائمۂ تابعین اور تبع تابعین اور مجتہدین کرام کو ہمیشہ کے لئے ملتا رہا جس کو ہر زمانے میں فیضیاب علوم نبوّت اور حاملین اسرار شریعت خدا کی دی ہوئی بصیرت کے مطابق اس وحی کی روشنی میں ہمیشہ انجام دیتے رہیں گے۔

یہی وجہ ہے کہ خداوند کریم نے قرآن کریم کی توضیح وتفسیر کی ذمہ داری بھی خود اپنے اوپر لی ہے، کہ:-

ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ۝ یعنی ہمارے ذمہ اس کی شرح کرنا ہے۔

اس بیان اور شرح کی ذمہ داری کبھی بذریعہ وحی الٰہی ادا ہوئی ہے، جو قرآن میں مذکور ہے، اور کبھی رسول کی تقریر وعمل سے پوری ہوئی ہے، جو عملی تواتر سے منقول اور احادیث کے مستند ذخیرہ میں موجود ہے اور نیز اس بیان وشرح کی طاقت اور اس تفسیر وتوضیح کا اختیار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کی طرف سے عطا ہوا تھا، چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝ یعنی ہم نے آپ کی طرف یہ نصیحت کی کتاب نازل کی، تاکہ لوگوں کیطرف جو نازل کیا گیا ہے آپ اسے کھول کر بتائیں تاکہ وہ سوچیں

معلوم ہوا کہ کتاب اللہ کے محض لفظی معنی سمجھنے سے اس کا صحیح علم حاصل نہیں ہوتا، اسی لئے نبی کو وضاحت کا حکم ہوا، اور جو توضیح نبی کے بیان سے ہو، اس کا نام حدیث وسنّت ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے، کہ حضور کا کام یہ ہے کہ تمام انسانوں کے لئے اس کتاب کے مضامین خوب کھول کھول کر بیان فرمائیں جو چیز قابل تشریح ہے اس کی تشریح فرمائیں۔ اور جو مجمل ہے اس کی تفصیل کر دیں۔ یہ آیت اس حقیقت پر دلیل قاطع ہے کہ آیات قرآنی کا وہی مطلب قابل اعتبار ہے جو حضورؐ کے بیان فرمودہ حدیثوں کے مطابق ہو۔

ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ایک روایت نقل کی ہے جس میں آپ فرماتے ہیں کہ کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں نہو، لیکن بات یہ ہے کہ ہماری سمجھ اس کے فہم سے قاصر ہے۔ اسی بنا پر حق تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرکے فرماتا ہے کہ جو چیزیں آپ پر نازل کی گئی ہیں۔ آپ لوگوں کے سامنے اس کی تشریح کر دیں (نمل) یحیٰی بن کثیر فرمایا کرتے تھے کہ:-

السنة قاضية على الكتاب وليس الكتاب قاضيا على السنة یعنی قرآن مجید کی حیثیت متن کی ہے اور سنت کی حیثیت شرح کی ہے، قرآن میں خفی بھی ہے، مشکل اور مجمل بھی، سنت ان سب کا بیان کرتی ہے اور اس کی تفصیل کرتی ہے۔

چنانچہ امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں ان السنة تفسير الكتاب، آیت کریمہ جو ہم نے اوپر ذکر کی اس سے بھی یہ چیز ثابت ہے بلکہ حق تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو قرآن نازل کیا ہے اس کی غایت یہی ہے کہ آپ اس کو کھول کھول کر لوگوں کے سامنے بیان کریں، یعنی آپ ہی اس کے بہترین شارح، مفسر اور اس کے معانی ومطالب کو بیان کرنے والے ہیں۔ کوئی شخص فہم قرآن میں آپ سے اور آپ کی بیان کردہ تشریحات سے مستغنی نہیں ہو سکتا۔

آیات قرآنیہ کو سامنے رکھتے ہوئے یہ امر بالکل منقح ہو جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات گرامی پر عمل کرنا

ایسا ہی ضروری ہے جیسا کہ قرآن پر، اسی چیز کی وضاحت کرتے ہوئے حافظ ابن قیم اعلام الموقعین میں تحریر فرماتے ہیں، کہ:-
حدیث کا تعلق قرآن کریم کے ساتھ تین طرح کا ہے، ایک یہ کہ سنت قرآن کریم کے ساتھ پورے طور پر موافق ہو تو اب اس صورت میں قرآن اور سنت کا ایک حکم پر توارد ایسا ہی ہے، جیسا کہ مختلف دلیلوں کا کسی ایک مدعا کے لئے جمع ہو جانا، دوسری صورت یہ کہ سنت میں اس چیز کا بیان ہو، جو قرآن میں مذکور رہے، اور اس کی تفسیر ہو، تیسری صورت یہ ہے کہ قرآن کریم جس حکم کے ایجاب یا تحریم سے خاموش رہا ہو اس کو سنت میں واجب یا حرام قرار دیا گیا ہو، اس کے بعد علامہ ابن قیم فرماتے ہیں کہ سنت ان تین اقسام سے خارج نہیں۔ اس بنا پر اس کو قرآن کے ساتھ کسی قسم کا تعارض نہیں، پس جو سنت قرآن پر کسی طرح بھی زائد ہوگی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک مستقل تشریع ہے اور اسکی اطاعت واجب اور معصیت حرام ہے، غرضکہ آپ کے ارشادات گرامیہ کی تعمیل تو بعینہٖ خدا کے فرمان کی بجا آوری ہے جو اس نے اپنے رسول کی اطاعت کے متعلق دیا ہے اور اگر اس قسم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہ کی جائے تو پھر آپ کی اطاعت کے کچھ معنی ہی نہیں رہتے

در اصل دین الٰہی کا مکمل نقشہ قرآن وسنت کے امتزاج ہی سے سامنے آسکتا ہے اور تشریع واحکام کا مبنیٰ دونوں ہیں چنانچہ صحابہ کرام اور تابعین عظام یہی سمجھتے تھے اور ان دونوں ہی پر دین کا مدار رکھتے تھے۔ اور حقیقت یہی ہے کہ قرآن کریم کی شان جامعیت تشریحات احادیث سے ہرگز بے نیاز نہیں کرتی بلکہ احادیث کے بغیر قوانین قرآنی، اشکال، کیفیات، شرائط وجزئیات کا علم ہی نہیں ہو سکتا

نزول قرآن کریم

قرآن کریم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے اکتالیسویں سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بتدریج نازل ہونا شروع ہوا۔ اس نزول کی ابتدا ایک قول پر رمضان شریف کی ستر ہویں رات سے ہوئی اور سب سے پہلے غار حرا میں جس میں آپ معتکف تھے یہ آیت نازل ہوئی:-

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۝

یعنی اے نبی آپ پر جو قرآن نازل ہوا کریگا آپ اپنے رب کا نام لیکر پڑھا کیجئے (یعنی جب پڑھئے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہہ کر پڑھا کیجئے) جس نے مخلوقات کو پیدا کیا، جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ آپ قرآن پڑھا کیجئے اور آپ کا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم سے تعلیم دی، انسان کو ان چیزوں کی تعلیم دی جن کو وہ نہ جانتا تھا۔

اس کے بعد قرآن کریم بتدریج نازل ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ ۱۰ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک کا تریسٹھواں سال تھا۔ ۹ ذی الحجہ کو، حج اکبر کے دن سب سے آخری یہ آیت نازل ہوئی اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔

اس بنا پر نزول قرآن کی ابتدا و انتہا کی کل مدت ۲۲ سال ۲ مہینے اور ۲۲ دن ہے۔ نزول قرآن کی ابتدا جس رات میں ہوئی اس کا نام لیلۃ القدر ہے۔ چنانچہ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:-

اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ الآیۃ۔ — ہم نے قرآن کو مبارک رات میں نازل کیا۔

اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ الآیۃ۔ — ہم نے قرآن کو لیلۃ القدر میں نازل کیا۔

اور یہ ایک متفق علیہ مسئلہ ہے کہ یہ رات رمضان کی تھی، چنانچہ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ۔ — رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن کریم اتارا گیا۔

اور یہی وہ مہینہ ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غارِ حرا میں اعتکاف کرتے تھے اور روزہ رکھتے تھے۔ چنانچہ ابن اسحاق نے روایت کی ہے کہ آپ سال کے ایک مہینہ میں غارِ حرا میں اعتکاف کرتے تھے۔ یہانتک کہ جب آپکی بعثت کا سال آیا تو آپ رمضان شریف میں حسبِ معمول غارِ حرا کی طرف بغرض اعتکاف گئے، البتہ جس رات میں وحی کی ابتدا ہوئی اسکے تعین میں سخت اختلاف ہے۔ حافظ ابن عبد البر فرماتے ہیں کہ یہ ماہ ربیع الاوّل کی ۸ تاریخ تھی اور امام احمد اور بیہقی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام کتب سماویہ رمضان المبارک میں نازل ہوئی ہیں اور قرآن کریم بھی چوبیس رمضان المبارک کو نازل ہوا ہے اور یہی اکثر علماء کے نزدیک مشہور ہے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ یہ روایت فرمان خداوندی کے (جو مذکور ہوئے) مطابق ہے، کیونکہ ممکن ہے کہ اس سال شب قدر کی رات چوبیسویں رات ہو۔ رات میں قرآن کریم لوح محفوظ سے آسمانِ دنیا پر پورا ایک دم نازل ہو گیا ہو، اور پھر صبح کو آپ پر اسکے نزول کی سورۂ اقرأ سے ابتدا ہوئی ہو (زرقانی جلد ۱ صفحہ ۲۰۸)،

اور ابن اسحٰق کا میلان یہ ہے کہ یہ رمضان المبارک کی سترہویں رات تھی اور قرآن پاک نے اس آیت میں اسطرف اشارہ کیا ہے۔

اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۔ یعنی اگر تم خدا پر اور اسکی کتاب پر جسکو ہم نے اپنے بندوں پر حق و باطل کے جدا ہونیکے دن یعنی اس دن جس میں دونوں فریق نے جنگ نازل کی ایمان لائے

تو یوم التقی الجمعان سے مراد وہ دن ہے جس میں بمقام بدر مسلمانوں اور مشرکوں میں جنگ ہوئی اور جمعہ کا دن تھا اور سترہ رمضان المبارک تھی اور یوم الفرقان سے مراد وہ دن ہے جس میں نزول قرآن کی ابتدا ہوئی اس بنا پر ان دونوں کا سنہ اگرچہ مختلف ہے، تاہم وصف تاریخ اور مہینہ میں باہم متحد ہیں۔

طبری نے اپنی تفسیر میں حسن بن علیؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حق و باطل کے جدا ہونے کی یہ رات جس کے دن میں مسلمانوں اور مشرکوں میں جنگ ہوئی۔ رمضان المبارک کی سترہویں تاریخ تھی، قسطلانی نے شرح بخاری میں اس رات کی تعیین کے متعلق علماء کے بہت سے اقوال کئے ہیں جس میں ایک قول وہ ہے جس کی طرف ابن اسحاق کا میلان ہے اور اسکے متعلق خود ان کا بیان ہے کہ ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے زید بن ارقم سے یہ روایت کی ہے اور نیز حافظ ابن حجر عسقلانی نے اسی قول کو راجح قرار دیا ہے۔

اور میں نے صرف اس بنا پر اس رات کو اختیار کیا ہے کہ ایسی عظیم الشان رات کی تعیین کو قرآن پاک نظرانداز نہیں کر سکتا، اگر صراحۃً نہیں تو کم از کم اشارۃً ضرور اس کی تعیین کرنا لازمی ہے۔

اور قرآن پاک نے نہایت عمدہ موقعہ پر اس کی طرف اشارہ کیا ہے، کیونکہ بدر کا دن ایسا دن تھا جس میں خدا نے مسلمانوں کو غالب کیا اور ان کو سربلندی عطا کی اور اسی دن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی رسالت کا شرف بخشا، اس بنا پر اس آیت میں قرآن پاک کا یہ اشارہ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا الآیۃ نہایت موزوں اور موقع کے مناسب ہے۔

لیکن نزول قرآن کی انتہا جس دن ہوئی اس کے متعلق طبری نے الیوم اکملت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ جس سال رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع فرمایا، اس میں عرفہ کے دن یہ آیت نازل ہوئی اور مفسرین کا بیان ہے کہ اس کے بعد امر و نہی کے متعلق آپ پر کوئی آیت نازل نہیں ہوئی۔ اور آپ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد صرف اکیاسی دن زندہ رہے۔

قرآن کریم کے بتدریج نازل ہوتے پر مشرکین کو اعتراض تھا۔ چنانچہ قرآن مجید نے خود اس اعتراض کو ذکر کرکے اس کا جواب دیا ہے، سورۂ فرقان میں ہے:-

وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً كَذٰلِكَ ۔ کفار کہتے ہیں کہ پیغمبر پر قرآن مجید دفعۃً واحدۃً کیوں نازل نہیں کیا

لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ۔ گیا اس لئے تاکہ ہم اس کے ذریعہ سے تیرے دل کو مضبوط کریں اور ہم نے اس کو ٹھیر ٹھیر کر پڑھا ہے۔

نزول قرآن کا زمانہ دو الگ الگ حصوں میں منقسم ہے جو باہم ایک دوسرے سے ممتاز ہیں۔ پہلا حصہ اس زمانہ سے تعلق رکھتا ہے جس میں آپ کا قیام مکہ مکرمہ میں تھا، یہ کل بارہ سال پانچ مہینہ اور تیرہ دن کا زمانہ ہے جس کی ابتداء ۱۷ رمضان المبارک سنہ ۴۱ ولادت نبویؐ سے ہوتی ہے اور یکم ربیع الاول سنہ ۵۴ ولادت تک وہ ختم ہو جاتا ہے، اس مدت میں قرآن کریم کا جو حصہ نازل ہوا ہے اسکو مکی کہتے ہیں۔

دوسرا حصہ ہجرت کے بعد سے شروع ہوا، یہ کل نو سال نو مہینہ اور نو دن کا زمانہ ہے جس کی ابتداء یکم ربیع الاول سنہ ۵۴ ولادت نبویؐ سے ہوئی اور ۹ ذی الحجہ سنہ ۶۳ ولادت نبوی اور سنہ ۱۰ھ پر ختم ہو گیا۔ اس زمانہ میں جو سورتیں نازل ہوئیں، ان کو مدنی کہتے ہیں۔ قرآن مجید کا مکی حصہ قرآن کا ۱۹/۳۰ اور مدنی حصہ اس کا ۱۱/۳۰ ہے۔

قرآن مجید کی سورتوں کی مجموعی تعداد ۱۱۴ ہے جن میں سب سے پہلی سورہ فاتحہ ہے اور سب سے آخری سورہ والناس ہے۔

مراتب بلند میں سے ایک مرتبہ کو سورہ کہتے ہیں۔ چنانچہ نابغہ کہتا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَعْطَاكَ سُوْرَةً ✽ تَرٰی كُلَّ مَلِكٍ دُوْنَهَا يَتَذَبْذَبُ

اس شعر سے اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے تجھکو مراتب شرف میں سے ایک ایسا مرتبہ عطا فرمایا ہے کہ اور بادشاہوں کے مرتبہ اس سے کم ہیں لیکن سورۃ قرآن کے اس حصہ کا نام ہے جو مخصوص نام کے ساتھ مشہور ہوا اور وہ نام نبی اکرم سے منقول ہوا اور کم از کم اس میں تین آیتیں ہوں۔

امام سیوطی اتقان میں فرماتے ہیں، سورتوں کے نام احادیث اور آثار سے ثابت ہیں، ترتیب سور میں جمہور سلف کے قول اور اجماع صحابہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سورتوں کی ترتیب میں اجتہاد صحابہ کو دخل نہیں بلکہ یہ ترتیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اور توقیف شارع پر مبنی ہے۔

ابوبکر انباری کا قول ہے فیوقف جبرئیل النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی موضع الآیۃ والسورۃ کہ جبرئیل نبی کریم کو سورت اور آیات کے مقامات بتلاتے تھے، کرمانی فرماتے ہیں کہ جس طرح سورتوں کی ترتیب مصحف عثمان میں ہے لوح محفوظ میں اسی طرح تھی اور حضورؐ ہر سال جبرئیل امین کو اسی ترتیب سے قرآن پیش فرمایا کرتے تھے اور سال وفات میں دو مرتبہ پیش فرمایا علامہ طیبی اور جم غفیر علماء سلف کی یہی رائے ہے، جس کے احادیث اور اقوال سلف میں کثیر دلائل اور شواہد موجود ہیں۔

اکثر سورتوں کے نام ان کی ابتدائی آیتوں سے ماخوذ ہیں، مثلاً سورہ انفال، سورہ اسراء وغیرہ اور آیتوں کی تعداد کے لحاظ سے قرآن مجید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مختلف حیثیتوں سے نازل ہوا ہے، کبھی پانچ کبھی دس کبھی اس سے کم اور کبھی اس سے زیادہ آیات آپ پر نازل ہوئی ہیں۔ روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ قصہ افک کے متعلق دس آیتیں ایک ساتھ نازل ہوئی ہیں اس کے برعکس سورۃ نساء میں غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ کا جملہ تنہا نازل ہوا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لکھنا پڑھنا نہ جانتے تھے۔ اس بنا پر آپ فرشتہ خداوندی سے قرآن مجید کو زبانی یاد فرمالیتے تھے۔

قرآن کریم کے حقیقی واصلی مفسر اور شارح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جیسا کہ اوپر معلوم ہو چکا۔ اس کے بعد طبقات مفسرین میں سب سے اعلیٰ طبقہ ان برگزیدہ ہستیوں کا ہے جو قرآن کریم کے سب سے پہلے مخاطب ہیں اور ان حضرات میں دس صحابہ کرامؓ دوسروں

اس شان میں ممتاز اور نمایاں ہیں۔ خلفائے راشدین حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابی بن کعبؓ حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ۔

خلفائے راشدین کے بعد تفسیر قرآن کریم میں سب سے بلند مرتبہ حضرت ابن عباس کا ہے۔ آپ کی فضیلت اور جلالت علمی سے ہر ایک فرد بشر واقف ہے۔ اس بنا پر اس موضوع پر قلم اٹھانے کی ضرورت ہی نہیں۔

آپ ترجمان القرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اللھم علمه الکتاب والحکمة والتاویل کے حقیقی مظہر ہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مشفقانہ دعاؤں کا یہ نتیجہ ہوا کہ آپ صحابہ کرام میں علم و فضل کے لحاظ سے نہایت نمایاں مقام کے مالک ہیں، اکثر اکابر صحابہ جو عمر اور مرتبہ میں حضرت ابن عباسؓ سے کہیں زیادہ تھے۔ انھیں بھی ان کے سامنے قصور علم کا اعتراف کرنا پڑتا تھا۔ حضرت ابن عباس کی طرف تفسیر کے متعدد مجموعے منسوب ہیں جن میں سے تفسیر تنویر المقباس بھی ہے جو تفسیر ابن عباسؓ کے نام سے مشہور ہے جس میں صاحب قاموس ابوطاہر محمد بن یعقوب تبرازی شافعی متوفی ۸۱۷ھ نے اپنی سند سے حضرت ابن عباسؓ سے تفسیری روایات کو جمع کیا ہے۔

باقی ان سندوں میں سے معتبر سند علی بن ابی طلحہ ہاشمی کی ہے اور اسی سند سے مروی شدہ نسخہ مصر میں ابوصالح کاتب اللیث محدث کے پاس موجود تھا ——— امام جلال الدین سیوطی نے ان تفسیری روایات کے بارے میں جو حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہیں۔ اتقان میں مفصل کلام کیا ہے جس کے تذکرہ کی اس مقام پر کوئی خاص ضرورت نہیں۔

البتہ اس تفسیر ابن عباسؓ کے ترجمہ کی افادیت اور قدر و منزلت کو نویں طبقہ کے مفسر اعظم جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ کی کتاب لباب النقول فی اسباب النزول کے ترجمہ کے اضافہ نے اور دوبالا کر دیا کہ کتاب ہذا کے ساتھ امام سیوطی کی کتاب کا ترجمہ بھی شائع کیا جارہا ہے جو شان نزول و اسباب نزول میں اپنی ایک خصوصی شان رکھتی ہے۔

حق تعالیٰ جل شانہ کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ اس نے اس ذلیل و خوار کو ان دونوں کتابوں کے ترجمے اور اپنے کلام پاک کی خدمت کی توفیق عطا فرمائی۔

بارگاہِ ایزدی میں نہایت آہ و زاری کے ساتھ درخواست ہے کہ حق تعالیٰ ناچیز کی اس کوشش کو قبول فرمائے اور اس کے والدین کے لئے درجات عالیہ کا باعث بنائے۔ نیز ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قرآن کریم کی خدمت اور اس کی ظاہری و باطنی اور دنیوی و اخروی برکتوں و سعادتوں سے لطف اندوز فرمائے۔ آمین!

برحمتك یا ارحم الراحمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

عابد الرحمٰن صدیقی

از :- مولانا کفیل الرحمن نشاط عثمانی
فاضل دارالعلوم دیوبند

ہدیۂ عقیدت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ

فخرِ ملت، حبرِ امت، اے صحابیٔ جلیل
صاحبِ فضل و کرامت، صاحبِ رفعت نبیل

علم و فضل و زہد و تقویٰ و طہارت کے چراغ
حاملِ نورِ فراست، روشن و عالی دماغ

اہلِ دانش کی نگاہوں کے درخشاں انتخاب
واقفِ اسرارِ قرآں شارحِ ام الکتاب

ہاشمی فہری قریشی باعثِ صد افتخار
یعنی ارشادِ رسولِ پاک کے آئینہ دار

تیری تفسیری بصیرت بے مثیل و بے مثال
تیرے تلمیذوں میں شامل سیکڑوں اہلِ کمال

تو اگرچہ آج زیرِ ارضِ محوِ خواب ہے
پر بلندی کا ستارہ نور میں مہتاب ہے

ؔ

مُقدّمہ لُبابُ النُّقولُ فی اَسبابُ النُّزولُ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام تعریفیں اسی ذات وحدہٗ لاشریک کے لئے سزاوار ہیں کہ جس نے ہر ایک چیز کے لئے ایک سبب بنایا۔ اور اپنے بندے پر عجیب وغریب کتاب نازل فرمائی جس میں ہر ایک چیز کی حکمت اور آگاہی ہے اور ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کہ مشرق ومغرب میں اشرف المخلوقات اور باعتبار حسب ونسب کے سب سے پاکیزہ وبرتر ہیں درود وسلام نازل ہو، اور آپکی آل اور اصحاب پر بھی جو کہ ہر ایک اعتبار سے برگزیدہ ہیں، رحمتیں اور سلام نازل ہوں۔

اما بعد! اس کتاب کا نام میں نے لباب النقول فی اسباب النزول رکھا ہے، اس کتاب میں میں نے حدیث، اصول حدیث اور اصحاب روایت کی تفاسیر سے مضامین کو ملخص کیا ہے، حق تعالیٰ سے اس کے ذریعہ نفع کا امیدوار ہوں اور وہ سوالوں کے قبول کرنے اور امیدوں کے بر لانے میں بہت ہی بلند اور برتر ہے۔

اسباب نزول کے معلوم کرنے میں بکثرت فوائد ہیں اور جو اسباب نزول کو محض تاریخی حیثیت دیتے ہوئے اس بات کا قائل ہے کہ ان کے معلوم کرنے میں کوئی فائدہ نہیں ہے، وہ غلطی پر ہے اور منجملہ فوائد کے ایک یہ بھی ہے کہ آیات قرآنیہ کے معانی سے آگاہی اور شکوک کا ازالہ ہو جاتا ہے۔

واحدی بیان کرتے ہیں کہ آیت کریمہ کی تفسیر کو سمجھنا، اس کے واقعہ اور شان نزول کے معلوم کئے بغیر ممکن نہیں ہے۔

ابن دقیق العید بیان کرتے ہیں کہ شان نزول کا بیان معانی قرآن کریم سمجھنے کے لئے بہت ہی قوی ذریعہ ہے۔

اور امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں شان نزول سے آگاہی آیت قرآنیہ کے سمجھنے میں معین ومددگار ہوتی ہے۔ اس لئے کہ سبب کے معلوم کرنے سے مسبب کا علم حاصل ہو جاتا ہے، سلف صالحین کی ایک جماعت کو آیات قرآنیہ کے معانی میں اشکال پیدا ہوا، چنانچہ انہوں نے ان آیات کے شان نزول معلوم کئے، نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے اشکال ختم ہو گئے۔

کتاب الاتقان کی نویں قسط میں، میں نے اس قسم کی بکثرت مثالیں پیش کی ہیں اور ان کے ساتھ ساتھ دوسرے فوائد مباحث وتحقیقات کے ساتھ بیان کئے ہیں کہ جن کے تذکرے کی اس کتاب میں گنجائش نہیں ہے۔

واحدی بیان کرتے ہیں کہ بغیر روایت اور ان حضرات سے سنے ہوئے جو کہ آیت کریمہ کے نزول کے وقت موجود تھے اور شان نزول سے واقف ہیں، شان نزول کے بارے میں کسی قسم کا کلام کرنا حلال نہیں۔

امام محمد بن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ میں نے عبیدہ سے دریافت کیا، انہوں نے فرمایا حق تعالیٰ سے ڈرو اور صحیح بات بیان کرو وہ حضرات اس دار فانی سے چلے گئے ہیں جو آیات قرآنیہ کے شان نزول سے بخوبی واقف تھے۔

اور ان کے علاوہ اور حضرات نے فرمایا ہے کہ اسباب نزول کا علم صحابہ رضی اللہ عنہم کو چند ایسے قرائن کے ذریعہ حاصل ہوا تھا، جن سے وہ قضایا اور فیصلے فرماتے تھے۔ مگر اس کے باوجود بعض صحابہ کرام اس چیز کو قطعی طور پر بیان نہیں کرتے تھے بلکہ فرماتے تھے کہ جہاں تک مجھے یاد ہے یہ آیت اس واقعہ کے بارے میں ہوئی ہے جیسا کہ حضرت زبیرؓ نے حق تعالیٰ کے فرمان فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ کے بارے میں

امام حاکم اپنی کتاب علوم حدیث میں فرماتے ہیں کہ جب وہ صحابی جو کہ وحی اور اس آیت کے نزول کے وقت موجود ہو، اور

پھر وہ بیان کرے کہ آیت فلاں واقعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور یہی طریقہ ابن صلاح وغیرہ نے اختیار کیا ہے۔

اور صحیح مسلم کی ایک روایت ہے جو کہ حضرت جابرؓ سے مروی ہے، اس کی شہادت کبھی پیش کی ہے۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ یہود کہا کرتے تھے کہ جو شخص اپنی عورت کے ساتھ اس کے پیچھے سے ہو کر ہمبستری کرے تو اس سے اولاد بھینگی پیدا ہوگی۔ حق تعالیٰ نے اس پر یہ آیت نازل فرمائی کہ تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں۔

امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں، صحابہ کرامؓ کا یہ فرمانا، کہ یہ آیت اس بارے میں نازل ہوئی ہے، کبھی اس کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ یہ واقعہ ہی آیت کریمہ کے نزول کا سبب ہے

اور کبھی یہ مطلب ہوتا ہے کہ یہ واقعہ بھی اس آیت کریمہ کے حکم میں داخل ہے اگرچہ یہ واقعہ اس آیت کریمہ کا شان نزول نہ ہو جیسا کہ تم کہہ دیتے ہو کہ اس آیت سے یہ معنی مراد لئے ہیں۔

صحابی جو فرماتے ہیں کہ یہ آیت فلاں واقعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے تو اس میں علماء کرام کا اختلاف ہے کہ صحابی کا یہ فرمانا حدیث مسند کے قائم مقام ہے جیسا کہ صحابی اس سبب کو بیان کریں جس کی وجہ سے آیت کریمہ کا نزول ہوا ہو، یا صحابی کا یہ فرمان اس تفسیر کے قائم مقام ہے جو کہ حدیث مسند نہیں ہے ــــــ چنانچہ امام بخاریؒ تو اس قول کو بھی حدیث مسند میں داخل فرماتے ہیں، اور ان کے علاوہ دیگر حضرات حدیث مسند میں اس کو داخل نہیں فرماتے۔ احادیث میں جو مسانید کی کتابیں ہیں وہ سب اسی اصطلاح کے مطابق ہیں جیسا کہ مسند امام احمد وغیرہ۔ برخلاف اس قول کے جب کہ ایسا شان نزول بیان کیا جائے کہ اس کے بعد فوراً اس واقعہ کے مطابق آیت کریمہ کا نزول ہو گیا ہو تو یہ قول صحابی سب کے نزدیک حدیث مسند کے حکم میں داخل ہے۔

علامہ زرکشیؒ برہان میں فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام اور تابعین کی عادت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جس وقت ان میں سے کوئی یہ فرماتا ہے کہ یہ آیت کریمہ اس واقعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے تو اس کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ یہ حکم بھی اس آیت سے ثابت ہوتا ہے نہ یہ کہ یہ واقعہ نزول آیت کا سبب ہے۔ تو یہ آیت کریمہ سے اس حکم کو ثابت کرنے کے لئے استدلال کرنا ہے۔ نقل واقعہ اور سبب نزول کا بیان نہیں ہے۔

امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ حقیقی بات یہ ہے کہ سبب نزول کے بارے میں جو چیز قابل ذکر ہے وہ یہ کہ آیت کریمہ واقعہ پیش آنے کے زمانے میں نازل ہوئی ہو، تاکہ اس تحقیق سے واحدی کا وہ قول جو انہوں نے سورہ فیل کے بارے میں بیان کیا ہے، کہ اس کے نزول کا سبب حبشہ کا آنا اور حملہ کرنا ہے تو ان چیزوں کو اسباب نزول میں کوئی دخل نہیں ہے، بلکہ یہ گزشتہ زمانہ میں جو حوادثات اور وقائع پیش آئے ان کی اطلاع کرنا اور ان کو بیان کرنا ہے جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام عاد اور ثمود بیت اللہ کی تعمیر کے واقعات وغیرہ۔ اسی طرح واحدی کا وَاتَّخَذَ اللّٰهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا کی تفسیر میں فرمانا کہ اس کے نزول کا سبب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنانا ہے تو یہ چیزیں اسباب نزول میں سے نہیں ہیں۔

اور جیسا کہ ہم نے صحابی کے قول کو حدیث مسند میں داخل کیا ہے، اسی طرح اگر آیت کی تفسیر کے بارے میں تابعی سے کوئی چیز مروی ہو تو وہ بھی حدیث مرفوع ہے، لیکن مرسل ہے۔ چنانچہ جب سند صحیح کا ثبوت ہو جائے گا تو اس مرسل کو قبول کر لیا جائیگا اور ائمہ تفسیر جیسا کہ مجاہدؒ، عکرمہؒ، سعید بن جبیرؒ۔ یہ صحابہ کرام سے آیات کی تفسیر نقل کرتے ہیں یا تفسیر کو کسی مرسل حدیث سے تقویت حاصل ہو جائے تو اس کو لے لیتے ہیں۔

بسا اوقات مفسرین نزول آیت کے بہت سے اسباب بیان کر دیتے ہیں، اس مقام پر وجہ ترجیح کا طریقہ یہ ہے کہ ان عبارتوں کو دیکھا جائے جو کہ حضرات مفسرین نے اس مقام پر بیان کی ہیں۔ سو اگر مفسرین میں سے کسی نے ان الفاظ کے ساتھ بیان

کیا کہ یہ آیت اس بارے میں نازل ہوئی اور دوسرے مفسر نے بھی یہی چیز بیان کی کہ یہ اس بارے میں نازل ہوئی ہے لیکن اس کے ساتھ دوسرے امور اور بیان کر دیئے، تو یہ چیز پہلے ہی ذکر کر دی گئی ہے کہ وہ اس طریقہ سے آیت کریمہ کی تفسیر کرنا چاہتے ہیں، شانِ نزول کا بیان کرنا ان کا مقصود نہیں ہے تو ان دونوں قولوں کے درمیان کسی قسم کی کوئی منافات نہیں ہے جبکہ الفاظ دونوں اقوال کے متحمل ہوں جیسا کہ میں نے کتاب الاتقان میں اس چیز کو بیان کر دیا ہے، اب اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ اسباب نزول کی تصانیف میں ان چیزوں کو ذکر نہ کرنا چاہیئے بلکہ احکام قرآن کے ماتحت ایسی چیزوں کا تذکرہ کرنا چاہیئے ــ اور اگر مفسرین میں سے کسی نے یہ بیان کیا کہ یہ آیت فلاں واقعہ کے تحت نازل ہوئی ہے اور دوسرے مفسر نے اس کے خلاف دوسرے شانِ نزول کی تصریح کر دی تو اسی پر اعتماد کیا جائے گا جیسا کہ آیت کریمہ نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ کی تفسیر میں حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا ہے کہ یہ آیت عورتوں سے ان کے پچھلے راستہ کی طرف سے صحبت کرنے کی اجازت دینے کے لئے نازل ہوئی ہے اور حضرت جابرؓ نے ایسے شان نزول کی تصریح کی ہے جو اس کے بالکل مخالف ہے تو حضرت جابرؓ ہی کی حدیث پر اعتماد اور بھروسہ کیا جائے گا ۔ اور اگر ایک مفسر نے ایک سبب اور دوسرے نے دوسرا سبب بیان کیا تو اس وقت کہا جائے گا کہ آیت کریمہ ان تمام اسباب کے وقوع کے بعد نازل ہوئی ہے جیسا کہ لعان کی آیت میں اس چیز کی وضاحت آجائے گی اور کبھی آیت کریمہ دو مرتبہ نازل ہوتی ہے جیسا کہ آیت روح اور سورہ نحل کی آخری آیات اور مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الآیۃ ۔

اب ان امور میں ترجیح دینے کے لئے جن باتوں کو ملحوظ رکھا جائے گا وہ یہ کہ سند پر غور کیا جائے اور دونوں سببوں کو بیان کرنے والوں میں سے کونسا راوی اس واقعہ کے پیش آنے کے وقت موجود تھا یا کونسا راوی علماء تفسیر میں سے ہے جیسے کہ حضرت ابن عباسؓ و حضرت ابن مسعودؓ اور بسا اوقات آیت کریمہ کا نزول دونوں واقعوں میں سے ایک واقعہ کے متعلق ہوتا ہے مگر راوی دونوں واقعوں کو ملا دیتا ہے اور پھر بیان کرتا ہے کہ آیت کریمہ اس واقعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جیسا کہ سورہ زمر میں اس کی بحث آجائے گی ۔ اس وقت اس فن میں سب سے زیادہ مشہور کتاب واحدی کی کتاب اور میری یہ کتاب ہے، مگر واحدی کی کتاب سے میری کتاب کو چند باتوں میں فوقیت حاصل ہے (۱) اختصار (۲) بہت سے مضامین کا احاطہ کیونکہ یہ تمام سرمایہ مضامین کو مشتمل ہے کہ جو واحدی نے بیان کئے ہیں اور میں نے لفظ ”ک“ کی علامت و نشانی لگا کر اس کتاب کی طرف اشارہ کر دیا ہے (۳) جس حدیث کو جن صحیح اور معتبر کتابوں سے نقل کیا ہو اس حدیث کو انہی کتابوں کی طرف منسوب کر دیا ہو جیسا کہ صحاح ستہ، مستدرک امام حاکم، صحیح ابن حبان، سنن بیہقی، دار قطنی، مسند امام احمد، مسند بزار، مسند ابو یعلیٰ، معجم طبرانی ۔ (صغیر، کبیر، اوسط) تفسیر ابن جریر طبری، تفسیر ابن ابی حاتم، تفسیر ابن مردویہ، ابو الشیخ ابن حبان فریابی، عبدالرزاق، ابن منذر وغیرہ، اور واحدی اکثر حدیث کو اس کی سند کے ساتھ لاتے ہیں، مگر اتنی تطویل کہ یہ معلوم نہیں کہ حدیث کونسی کتاب کی ہے تو اس لئے ان کتب مذکورہ کی طرف حدیث کو منسوب کر دینا بہ نسبت واحدی کی کتاب کی جانب منسوب کرنے کے باوجودیکہ وہ مشہور بھی ہے اور لوگوں میں معتمد اور قابل قبول بھی ہے زیادہ بہتر معلوم ہوتا ہے اور بسا اوقات واحدی تو حدیث کو منقطع ذکر کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے معلوم ہی نہیں ہوتا کہ حدیث کی کوئی سند موجود بھی ہے یا نہیں ۔

(۴) صحیح حدیث کو غیر صحیح سے اور مقبول کو مردود سے ممتاز کر دینا ۔ (۵) متعارض روایتوں کو جمع کر دینا ۔ (۶) جو روایتیں شانِ نزول کو بیان نہیں کرتیں ان سے کتاب کو صاف کر دینا ــ یہ مقدمہ کی آخری سطور رہ گئیں، اب ہم یہاں سے ملک معبود کی توفیق کے ساتھ مقصود کو بیان کرتے ہیں ۔ (از جلال الدین السیوطیؒ)

محبّت رسول صلی اللہ علیہ وسلم — ادارہ — محبّت صحابہ رضی

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِیْ اَصْحَابِیْ، اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِیْ اَصْحَابِیْ، لَا تَتَّخِذُوْھُمْ غَرَضًا مِّنْ بَعْدِیْ، فَمَنْ اَحَبَّھُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّھُمْ، وَمَنْ اَبْغَضَھُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَھُمْ، وَمَنْ اٰذَاھُمْ فَقَدْ اٰذَانِیْ، وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰہَ، وَمَنْ اٰذَی اللّٰہَ فَیُوْشِکُ اَنْ یَّاْخُذَہٗ

رَوَاہُ التِّرْمِذِیْ

(مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۵۵۴)

ترجمہ

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم) کی شان میں زبان پر نازیبا کلمات لانے سے اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اللہ پاک سے ڈرو، اور میرے صحابہ کرام رضی کے حقوق کی نگہداشت کے سلسلہ میں رب العالمین سے ڈرو، رب العالمین سے ڈرو، تم میرے بعد ان کو نشانہ نہیں بنانا، کیونکہ جو ان سے محبت رکھتے ہیں وہ میری محبت کی وجہ ان سے محبت کرتے ہیں اور جو ان سے بغض وعداوت رکھتے ہیں وہ مجھ سے بغض رکھنے کی وجہ سے بغض رکھتے ہیں۔

جس نے ان (صحابہ رضی) کو اذیت دی انہوں نے مجھے اذیت دی، اور جنہوں نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی، اور جس نے اللہ رب العزت کو اذیت دی وہ عنقریب اللہ تعالیٰ کی گرفت میں آئے گا۔

محبّت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور محبّت صحابہ رضی اللہ عنہم کا تقاضا ہے کہ صحابہ کرام رضی نے تفسیر قرآن کے سلسلہ میں جو کچھ فرمایا ہے اسے عقیدت ومحبّت کے ساتھ پڑھا جائے اور پھر اس پر اخلاص کے ساتھ عمل کیا جائے۔

ادارہ نے اسی محبّت سے سرشار ہو کر تفسیر صحابہ رضی کی اشاعت شروع کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسکی یہ خدمت قبول فرمائے اور جزائے خیر عطا کرے۔

(ادارہ)

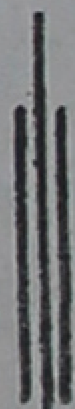
تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ (کامل اردو)

افادات

ابن عم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

امام المفسرین حضرت عبداللہ ابن عباسؓ

المتوفی سنہ ۶۸ھ





بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ

ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے تمام اہل بیت پر درود و سلام نازل ہو۔

سند: عبداللہ بن ثقفہ، ابن المامور الہروی، ابو عبداللہ، محمود بن محمد الرازی، عمار بن عبدالمجید ہروی، علی بن اسحاق سمرقندی، محمد بن مروان، کلبی، ابو صالح، حضرت ابن عباس رضی۔

بسم اللہ الخ لفظ با سے حق تعالیٰ کی تجلیات آرائش اور برکات مراد ہیں اور اس سے اس کے نام باری کی ابتدا ہے۔ لفظ سین سے حق تعالیٰ کی علوِ شان اور رفعت مراد ہے جس سے اسکے نام سمیع کی ابتدا ہے۔ میم سے حق تعالیٰ کی بادشاہت اور بزرگیاں اور اس کے انعامات احسانات کی طرف اشارہ ہے جو اس نے اپنے بندوں کو ایمان کی ہدایت دیکر عطا فرمائے ہیں اور اس لفظ سے حق تعالیٰ کے نام مجید کی ابتدا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کی جانب سب اپنی ضروریات اور حاجتوں کے وقت آہ و زاری کرتے ہیں جو کہ ہر ایک نیک و بد پران کی تکالیف کو دور کر کے اور انھیں روزی عطا کر کے مہربانی فرماتا ہے خصوصیت کے ساتھ مومنین کے لئے تو بہت ہی مہربان ہے کہ ان کے گناہوں کی مغفرت فرماتا اور انھیں جنت میں داخل کرتا ہے یعنی دنیا میں ان کے عیوب کی پردہ پوشی فرماتا اور آخرت میں انھیں اپنی خصوصی رحمتوں کی وجہ سے جنت میں داخل فرماتا ہے

آیاتہا ۷ —— (۱) سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سَبْعُ اٰيَاتٍ (۵ —— رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ﴿۱﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ﴿۲﴾

سب تعریفیں اللہ کو لائق ہیں جو مربی ہیں ہر ہر عالم کے — جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ؕ﴿۳﴾ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ؕ﴿۴﴾

جو مالک ہیں روزِ جزا کے — ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں اور آپ سے درخواست اعانت کی کرتے ہیں

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ

بتلا دیجئے ہم کو رستہ سیدھا — رستہ اُن لوگوں کا جن پر آپ نے انعام

عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾ ع

فرمایا ہے — نہ رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ کا غضب کیا گیا — اور نہ ان لوگوں کا جو رستہ سے گم ہو گئے۔

سُورۂ فاتحہ یہ مدنی ہے یا مکی

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ہر قسم کے شکر اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں یعنی حق تعالیٰ اپنی مخلوق پر احسانات کرتا ہے مخلوق اس کی حمد و ثنا کرتی ہے اور کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ان عظیم الشان نعمتوں پر شکر ہے، جو اس نے اپنے مومن بندوں پر ان کو ایمان کی ہدایت عطا فرما کر انعامات کئے ہیں اور کہا گیا ہے کہ شکر وحدانیت اور الوہیت اس ذات وحدہٗ لاشریک کے لئے ہے جس کا کوئی مددگار اور وزیر نہیں ہے، اور وہ ہر ذی روح کا پروردگار ہے، جو کہ روئے زمین اور آسمان پر ہے اور کہا گیا ہے، کہ وہ جن و انس کا مالک اور سردار ہے۔ اور یہی تفسیر کی گئی ہے کہ وہ مخلوق کو پیدا کرنے والا اور انکو روزی دینے والا اور ایک حالت سے دوسری حالت کے ساتھ تبدیل فرمانے والا ہے۔

لفظ رحمٰن میں رقیق یعنی رحیم سے زائد رقت و رحمت ہے۔ اور رحیم بمعنی رقیق ہے، یوم الدین کا وہ قاضی ہے اور وہ روز جزا ہے، جس میں مخلوقات کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا یعنی لوگوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ اس دن اسکے علاوہ اور کوئی قاضی نہیں ہوگا۔

تیری ہی ہم وحدانیت بیان کرتے اور تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے تیری عبادت پر، اور تیرے ان احسانات کے جن کی وجہ سے ہم تیری اطاعت و فرمانبرداری پر مستقیم رہیں طلب گار ہیں، اس دین مستقیم یعنی دین اسلام کی جانب ہماری رہبری فرما جس سے تو راضی ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہمیں اس دین پر ثابت قدمی عطا فرما، اور کتاب اللہ کیساتھ بھی

اس کی تفسیر کی گئی ہے، یعنی ہمیں اس کتاب کے حلال و حرام اور اس کے معانی سمجھنے کی توفیق عطا فرما، ان لوگوں کا دین جن پر تو نے دین عطا کر کے احسان کیا ہے اور وہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم ہے، اور ان کا وہ وقت ہے جب تک حق تعالیٰ نے ان سے اپنی نعمتوں کو تبدیل نہیں فرمایا تھا، کہ ان پر وادی تیہ میں بادل نے سایہ کیا اور ان حضرات پر من و سلویٰ آسمان سے نازل کیا گیا، اور یہ بھی کہا گیا ہے، کہ انعام شدہ جماعت سے انبیاء کرام کی جماعت مراد ہے ان یہودیوں کے دین کے طالب نہیں جن پر تو نے اپنا غصہ نازل کیا، اور ان کو ذلیل و رسوا کیا اور ان کے قلوب کو مضبوط نہیں کیا، تاآنکہ وہ یہودی بن گئے اور نہ ان نصاریٰ کے دین کے طلب گار ہیں جو اسلام سے بے راہ ہو گئے، اسی طرح ہماری یہ امید پایہ تکمیل کو آئی رہیں، اور اسی طرح ہوتا رہے یا یہ کہ ہمارے پروردگار ہم نے جو تجھ سے سوال و درخواست کی ہے، وہ ہی ہم کو عطا فرما۔

آیاتها ۲۸۶ —— (۲) سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ مِائَتَانِ سِتٌّ ثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَاَرْبَعُوْنَ رُكُوْعًا (۴۰) رکوعها

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

الٓمّٓ ۝۱ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛۚ فِيْهِ ۛۚ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝۲

الم — یہ کتاب ایسی ہے جس میں کوئی شبہ نہیں — راہ بتلانیوالی ہے خدا سے ڈرنے

الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ

والوں کو — وہ خدا سے ڈرنے والے لوگ ایسے ہیں کہ یقین لاتے ہیں چھپی ہوئی چیزوں پر اور قائم رکھتے ہیں نماز کو اور جو کچھ

يُنْفِقُوْنَ ۝۳ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ

دیا ہے ہم نے ان کو اسمیں سے خرچ کرتے ہیں — اور وہ لوگ ایسے ہیں کہ یقین رکھتے ہیں اس کتاب پر بھی جو آپ کی طرف اتاری گئی ہے اور ان کتابوں پر

مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝۴ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى

بھی جو آپ سے پہلے اتاری جا چکی ہیں — اور آخرت پر بھی وہ لوگ یقین رکھتے ہیں — پس یہ لوگ ہیں ٹھیک راہ پر جو انکے

مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۵

پروردگار کی طرف سے ملی ہے، اور یہ لوگ ہیں پورے کامیاب۔

● سورہ بقرہ مدنی ہے اور اس کے مکی ہونے کا بھی قول اختیار کیا گیا ہے اس سورت میں دو سو اسی (۲۸۰) آیتیں اور تین ہزار ایک سو (۳۱۰۰) کلمات اور پچیس ہزار پانچسو (۲۵۵۰۰) حروف ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قرآن ہدایت کا سرچشمہ

عبد اللہ بن مبارک، علی بن اسحاق سمرقندی، محمد بن مروان، کلبی، ابوصالح، حضرت ابن عباس رضی حق تعالیٰ کے فرمان الٓمٓ کے بارے میں فرماتے ہیں الف سے اللہ، لام سے جبریل اور میم سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں، اور یہ بھی قول اختیار کیا گیا ہے کہ الف سے اللہ تعالیٰ کی نعمتیں، لام سے اس کا لطف میم سے اس کا ملک و بادشاہت مراد ہے، اور کہا گیا ہے کہ الف سے حق تعالیٰ کے نام کی ابتداء اللہ، لام سے لطیف، میم سے مجید ہے، اور اللہ اعلم کے ساتھ بھی اس کی تفسیر کی گئی ہے اور یہی قول اختیار کیا گیا ہے کہ یہ قسم کے الفاظ ہیں جن کے ساتھ حق تعالیٰ نے قسم کھائی ہے، یہ کتاب جس کی محمد صلے اللہ علیہ وسلم تمہارے سامنے تلاوت کرتے ہیں، اس کے بارے میں کسی قسم کے کوئی شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ یہ میری کتاب ہے اگر تم اس کتاب پر ایمان لاؤ گے تو میں تمہیں ہدایت عطا کروں گا اور اگر اس پر ایمان نہیں لاتے ہو تو میں تم کو عذاب دوں گا اور کتاب کی تفسیر لوح محفوظ کے ساتھ بھی کی گئی ہے اور کتاب کی تفسیر اس وعدہ کے ساتھ بھی کی گئی ہے جو کہ عہد میثاق میں رسول اللہ صلے علیہ وسلم سے کیا گیا تھا کہ میں آپ پر وحی بھیجوں گا اور کہا گیا ہے کہ کتاب سے اس مقام پر توارت و انجیل مراد ہے، اس میں بھی کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ ان دونوں کتابوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت اور نعت مذکور ہے، پرہیزگاروں کیلئے یہ قرآن کریم کفر و شرک اور فواحش کو واضح طور پر بیان کرنے والا ہے، اور کہا گیا ہے کہ یہ قرآن کریم مومنوں کے لئے کرامت ہے اور اس کے ساتھ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے جو متقی و پرہیزگار ہیں ان کے لئے باعث رحمت ہے۔

وہ لوگ جو کہ ان چیزوں پر ایمان رکھتے ہیں جو کہ انکی نگاہوں سے پوشیدہ ہیں، جیسا کہ جنت دوزخ، پل صراط میزان، اعمال بعث بعد الموت حساب کتاب وغیرہ۔

اور یہ بھی تفسیر بیان کی گئی ہے کہ وہ لوگ جو کہ غیب پر ایمان رکھتے ہیں یعنی ان امور میں سے جو کہ قرآن کریم میں نازل کئے گئے ہیں، یا یہ کہ قرآن کریم میں ان کا نزول نہیں ہوا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے، کہ غیب سے مراد حق تعالیٰ اکی ذات ہے، اور نماز کو اس کے وضو رکوع و سجود اور جو امور اس میں واجب ہیں اس کے وقت پر ادا کرتے ہیں اور جو اموال ہم نے ان کو دیئے ہیں، اس میں سے وہ صدقہ و خیرات کرتے ہیں اور کہا گیا ہے کہ اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، اور یہ حضرات حضرت ابوبکر صدیق رضا اور آپ کے صحابہ کرام ہیں۔

اور جو حضرات قرآن کریم اور تمام انبیاء کرام پر جو کتابیں نازل کی گئی ہیں۔ ان کی اور مرنے کے بعد پھر زندہ ہونے کی اور جنت کی نعمتوں کی تصدیق کرتے ہیں، یہ حضرت عبد اللہ بن سلام اور ان کے ساتھی ہیں ایسی خوبیوں کے مالک اپنے پروردگار کی جانب سے رحمت و کرامت اور بزرگی کے مالک ہیں اور یہ حق تعالیٰ کے غصہ اور عذاب سے نجات پانے والے ہیں۔

اور یہ بھی تفسیر بیان کی گئی ہے کہ وہ حضرات جنہوں نے حضورؐ کو پایا، اور جن چیزوں کا ان حضرات نے مطالبہ کیا تھا، اس کو حاصل کر لیا، اور جن برائیوں سے بھاگ کر آئے تھے، اس سے نجات حاصل کر لی یہ حضرات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

سورہ بقرہ کے بارے میں فریابی اور ابن جریر نے مجاہد رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ سورۂ بقرہ کی پہلی چار آیتیں مومنوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ اور اس کے بعد کی دو آیتیں کافروں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں، اور تیرہ آیتیں منافقین کے بارے میں نازل ہوئی ہیں ؛

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا

بے شک جو لوگ کافر ہو چکے ہیں برابر ہے انکے حق میں خواہ آپ ان کو ڈرائیں یا ڈرائیں وہ ایمان نہ

يُؤْمِنُونَ ⑥ خَتَمَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَعَلَى سَمْعِهِمْ ۖ وَعَلَى أَبْصَارِهِمْ

لاویں گے بند لگا دیا ہے اللہ تعالیٰ نے انکے دلوں پر اور انکے کانوں پر اور انکی آنکھوں پر

غِشَاوَةٌ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ⑦ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا

پردہ ہے اور انکے لئے سزا بڑی ہے اور ان لوگوں میں بعضے ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں ہم

ع ۱

بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ ⑧ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ

وقف لازم

ایمان لائے اللہ پر اور آخری دن پر حالانکہ وہ بالکل ایمان والے نہیں چال بازی کرتے ہیں اللہ سے اور ان

آمَنُوا ۚ وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ⑨ فِي قُلُوبِهِمْ

لوگوں سے جو ایمان لا چکے ہیں (یعنی محض چالبازی کی راہ سے ایمان کا اظہار کرتے ہیں) اور واقع میں کسی سے بھی چالبازی نہیں کرتے بجز اپنی

مَرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۙ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ ⑩

ذات کے اور وہ اس کا شعور نہیں رکھتے، انکے دلوں میں بڑا مرض ہی سو اور بھی بڑھا دیا اللہ تعالیٰ نے انکے مرض کو اور انکے لئے سزائے دردناک ہے اس لئے کہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے۔

بے سود کوشش

جو حضرات کفر پر پختہ ہو چکے ان کو نصیحت کرنا، اور انھیں قرآن کریم کے ذریعہ سے ڈرانا یا نہ ڈرانا برابر ہے وہ ہرگز ایمان کا ارادہ ہی نہیں کرینگے۔ اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ حق تعالیٰ کے علم میں یہ بات ہے کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے ؟ حق تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگادی ہے، اور ان کے کانوں اور آنکھوں پر پردہ ہے، اور آخرت میں ان کے لئے سخت قسم کا عذاب ہے، یہ یہود میں سے کعب بن اشرف حی بن اخطب، اور جدی بن اخطب ہیں، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس آیت سے مکہ مکرمہ کے مشرکین عتبہ، شیبہ اور ولید مراد ہیں، علانیہ اور ظاہری طور پر ایمان لاتے ہیں، اور ہمارے ایمان باللہ اور بعث بعد الموت جس میں اعمال کا

بدلہ دیا جائیگا۔ تصدیق کرتے ہیں، مگر پوشیدگی اور دلوں کے اعتبار سے وہ مومن نہیں اور اپنے دعوئ ایمانی میں وہ سچے نہیں ہیں۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی مخالفت کرتے ہیں اور پوشیدگی میں اس کے احکام کی تکذیب کرتے ہیں اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ وہ مخالفت خداوندی میں اس قدر دلیر اور جری ہو گئے ہیں کہ وہ خود اس زعم کاذب میں مبتلا ہیں کہ العیاذ باللہ وہ حق تعالیٰ کو اور حضرت ابو بکر صدیق رضؓ اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرامؓ کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ مگر حقیقت میں وہ اپنی ہی تکذیب کر رہے ہیں کیونکہ انھیں یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو ان کے دلوں کے بھید سے مطلع کر دیتا ہے، انکے دلوں میں شک، نفاق، نافرمانی اور تاریکی ہے حق تعالیٰ ان کے شک نفاق نافرمانی اور تاریکی میں اضافہ فرماتا ہے، اور ان لوگوں کو آخرت میں ایسا دردناک عذاب ملے گا جس کی تکلیف ان کے دلوں تک پہنچے گی، کیونکہ وہ پوشیدگی اور خفیہ طریقہ پر تکذیب خداوندی کرتے ہیں ؛ ؛

لباب النقول فی اسباب النزول

ابن جریر نے ابن اسحٰق، محمد بن ابی، عکرمہ، سعید بن جبیر، ابن عباسؓ کے واسطے سے حق تعالیٰ کے فرمان اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا الخ کے بارے میں نقل کیا ہے، کہ یہ دو آیتیں مدینہ منورہ کے یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں (ک) اور ابن جریر ہی نے ربیع بن انسؓ کے واسطے سے نقل کیا ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سے وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ تک یہ دو آیتیں جنگ احزاب کے بارے میں نازل ہوئی ہیں ؛

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱﴾

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ فساد مت کرو زمین میں تو کہتے ہیں ہم تو اصلاح ہی کرنے والے ہیں

اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا

یاد رکھو بے شک یہی لوگ مفسد ہیں لیکن وہ اسکا شعور نہیں رکھتے۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم بھی

كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَاۗءُ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاۗءُ

ایسا ہی ایمان لے آؤ جیسا ایمان لائے ہیں اور لوگ تو کہتے ہیں کیا ہم ایمان لاوینگے جیسا ایمان لائے ہیں یہ بیوقوف، یاد رکھو بیشک

وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى

یہی ہیں بیوقوف لیکن وہ اسکا علم نہیں رکھتے، اور جب ملتے ہیں وہ منافقین ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم

شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۴﴾ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ

ایمان لے آئے ہیں اور جب خلوت میں پہنچتے ہیں اپنے شریر سرداروں کے پاس تو کہتے ہیں کہ ہم بیشک تمہارے ساتھ ہیں ہم تو صرف استہزاء

بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿١٥﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا

کیا کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ بھی استہزاء کر رہے ہیں انکے ساتھ اور ڈھیل دیئے چلے جاتے ہیں انکو کہ وہ اپنی سرکشی میں حیران سرگرداں ہو رہے ہیں

الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ فَمَا رَبِحَت تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ﴿١٦﴾

یہ وہ لوگ ہیں کہ انہوں نے گمراہی لے لی بجائے ہدایت کے تو سود مند نہ ہوئی انکی تجارت اور نہ یہ ٹھیک طریقہ پر چلے

گھاٹے میں رہنے والے

اور یہ منافقین یعنی عبداللہ بن ابی، وجدی بن قیس، اور معتب بن قشیر ہیں، اور جس وقت یہود سے کہا جاتا ہے کہ لوگوں کو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے دین سے نہ روکو، تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو اطاعت پر آمادہ کرنے والے ہیں، آگاہ ہو جاؤ یہی رکاوٹ ڈالنے والے ہیں، لیکن انکے کمزور آدمی یہ نہیں سمجھتے کہ ان کے رؤساء ہی ان کو گمراہ کر رہے ہیں، اور جس وقت یہود سے کہا جاتا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لاؤ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی ایمان لائے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر اسطرح ایمان لائیں، جیسا کہ بے وقوف اور ذلیل آدمی ایمان لائے ہیں آگاہ ہو جاؤ یقیناً یہی بیوقوف اور ذلیل ہیں لیکن اس بات کو جانتے نہیں، یعنی منافقین جب حضرت ابوبکر صدیقؓ اور آپکے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم بھی سچائی اور دل سے اسی طرح ایمان لائے ہیں، جیسا کہ تم ایمان لائے ہو اور تم نے تصدیق کی ہے، اور جب اپنے لیڈروں اور رؤساء کے پاس آتے ہیں اور وہ پانچ آدمی ہیں، کعب بن اشرف، مدینہ منورہ میں ابوبردہ اسلمی بنی اسلم میں اور ابن السوداء شام میں عبدالدار جہینہ میں اور عوف بن عامر بنی عامر میں تو ان سے آکر کہتے ہیں کہ حقیقۃً ہم تمہارے ہی دین پر قائم ہیں ہم تو کلمہ لا الٰہ الا اللہ زبان سے کہہ کر عیاذاً باللہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مذاق کرتے ہیں، حق تعالیٰ آخرت میں ان کا مذاق اڑائیگا بایں طور کہ ان کے سامنے اولاً جنت کا ایک دروازہ کھول دے گا، اور پھر ان کو وہ دروازہ دکھا کر ان سے بند کر دے گا جس کی بنا پر مومنین ان منافقین کا مذاق اڑائیں گے۔

حق تعالیٰ دنیاوی زندگی میں بھی ان کے کفر اور گمراہی میں اسقدر ڈھیل دیتا ہے کہ جسکی بناء پر انکی قوت بصارت کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور حق کا امتیاز اور دیکھنا باقی نہیں رہتا۔ یہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے ایمان کی دولت کے بجائے کفر کو اختیار کر لیا ہے اور ہدایت وحقانیت کے بدلے گمراہی مول لے لی ہے لیکن ان کو اپنی اس تجارت میں کوئی فائدہ نہیں ہوا بلکہ گھاٹے اور نقصان ہی میں مبتلا ہوئے اور اب یہ گمراہی سے راہ راست پر آنیوالے نہیں ہیں!

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان خداوندی وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ الخ واحدی اور ثعلبی نے بواسطہ محمد بن مروان، سدی صغیر، کلبی، ابوصالح، ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آیت کریمہ عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور اسکے نزول کا سبب یہ پیش آیا کہ ایک دن یہ منافقین کی جماعت نکلی، راستہ میں انھیں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے

کچھ صحابۂ کرام نظر آئے، عبداللہ بن ابی نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ دیکھو کس طرح میں تم سے (العیاذ باللہ) ان بے وقوفوں کو ہٹاتا ہوں چنانچہ عبداللہ بن ابی نے آکر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا، اور کہنے لگا صدیق اکبر بنی تیم کے سردار، اسلام کے شیخ غار میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے رفیق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنی جان اور مال کو خرچ کرنے والے آپ کو مرحبا ہو۔

پھر اس کے بعد اس مردود نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا، اور بولا عدی بن کعب کے سردار فاروق اعظم حق تعالیٰ کے دین میں بہت قوی و بہادر اپنی جان و مال کو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے خرچ کرنے والے مرحبا ہو، اسکے بعد اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا، اور کہنے لگا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی اور آپ کے داماد حضور کے علاوہ بنی ہاشم کے سردار مرحبا، اس کے بعد عبداللہ بن ابی نے اپنے ساتھیوں سے کہا دیکھا تم نے میں نے کیا کیا، جب تم ان حضرات کو دیکھو تو تم بھی میری طرح ان کے سامنے پیش آؤ یہ سنکر اس کے ساتھیوں نے اسکی تعریف کی۔

صحابۂ کرام کی یہ جماعت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف لائی اور آپ کو سارے واقعہ سے مطلع کیا تب یہ آیت نازل ہوئی، اس روایت کی یہ سند بہت ہی بیکار اور لغو ہے، کیونکہ سدی صغیر اور اسی طرح کلبی دونوں کذاب ہیں، اور ابو صالح ضعیف ہے۔

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّآ أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ

انکی حالت اس شخص کی حالت کے مشابہ ہے جس نے کہیں آگ جلائی ہو پھر جب روشن کر دیا ہو اس آگ نے اس شخص کے گرد اگرد کی سب چیزوں کو ایسی حالت

بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَٰتٍ لَّا يُبْصِرُونَ ﴿١٧﴾ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْىٌ فَهُمْ لَا

میں سلب کر لیا ہو، اللہ تعالیٰ نے انکی روشنی کو اور چھوڑ دیا ہو انکو اندھیروں میں کہ کچھ دیکھتے بھالتے نہوں بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں سو یہ اب

يَرْجِعُونَ ﴿١٨﴾ أَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيهِ ظُلُمَٰتٌ وَرَعْدٌ وَبَرْقٌ ۚ

رجوع نہ ہوں گے
یا ان منافقوں کی ایسی مثال ہے جیسے بارش ہو آسمان کی طرف سے اس میں اندھیری بھی ہو اور رعد و برق بھی ہو۔

يَجْعَلُونَ أَصَٰبِعَهُمْ فِىٓ ءَاذَانِهِم مِّنَ الصَّوَٰعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ۚ

جو لوگ اس بارش میں چل رہے ہیں وہ ٹھونسے لیتے ہیں اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں کڑک کے سبب اندیشۂ موت سے

وَاللَّهُ مُحِيطٌۢ بِالْكَٰفِرِينَ ﴿١٩﴾ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَٰرَهُمْ ۖ

اور اللہ تعالیٰ احاطہ میں لئے ہوتے ہیں کافروں کو
برق کی یہ حالت ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی انکی بینائی اس نے لی

كُلَّمَآ أَضَآءَ لَهُم مَّشَوْا فِيهِ وَإِذَآ أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا ۚ وَلَوْ شَآءَ اللَّهُ

جہاں ذرا ان کو بجلی کی چمک ہوئی تو اس کی روشنی میں چلنا شروع کیا، اور جب ان پر تاریکی ہوئی پھر

لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٠﴾

کھڑے کے کھڑے رہ گئے، اور اگر اللہ تعالیٰ ارادہ کرتے تو ان کے گوش و چشم سب سلب کر لیتے بلاشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں

منافقین کا ایمان

منافقین کی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں ایسی مثال ہے، جیسا کہ کسی شخص نے اندھیرے اور تاریکی میں آگ جلائی، تاکہ اس کے ذریعہ سے اپنے مال اور اہل و عیال کی حفاظت کر سکے چنانچہ جب وہ آگ روشن ہو گئی اور آس پاس کی اور چیزیں بھی نظر آنے لگیں اور اپنے مال و اہل و عیال کے بارے میں بھی اطمینان اور بے فکری ہو گئی تو اچانک وہ آگ بجھ گئی، اسی طرح منافقین رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے ہیں، اور حقیقت میں ان کا ایمان صرف اتنا ہے کہ وہ اپنی جانوں اور اموال اور اہل و عیال کی قتل اور قید سے حفاظت کریں، چنانچہ جب وہ مر جائیں گے، تو ان کے ایمان کا نفع ختم ہو جائے گا، اور ان کو حق تعالیٰ قبر کی ایسی سختیوں میں مبتلا کر دے گا کہ اس کے بعد ان کو راحت و آرام ہی نظر نہ آئے گا۔

اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان یہودیوں کی یہ بھی مثال بیان کی گئی ہے، جیسا کہ کسی شکست خوردہ انسان نے کوئی علم حاصل کیا، اور اس کے پاس اور شکست خوردہ لوگ جمع ہو گئے، پھر انہوں نے اپنے علم کو تبدیل کر دیا جس کی وجہ سے ان کا نفع اور امن و سلامتی سب ہی برباد ہو گئی، اسی طرح یہ یہود رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل آپ کے اور قرآن کریم کے ذریعہ سے مدد طلب کیا کرتے تھے، جب آپ کی بعثت ہوئی تو آپ کا انہوں نے انکار کیا، تو حق تعالیٰ نے اس کفر و انکار کی وجہ سے ان کے ایمان لانے کی خواہش اور ان کے ایمان کے نفع کو ختم کر دیا، اور انہیں یہودیت کی ایسی گمراہیوں اور تاریکیوں میں چھوڑ دیا کہ انھیں ہدایت کا راستہ ہی نظر نہیں آتا، یہ بہرے گونگے اور اندھے بنے ہوئے ہیں، کہ اپنے کفر اور گمراہی سے ہرگز نہیں لوٹ سکتے۔

یہ دوسری مثال ہے، منافقین اور یہودیوں کی قرآن کریم کے ساتھ ایسی مثال ہے جیسا کہ جنگل میں رات کے وقت آسمان سے بارش برسے اسی طرح قرآن کریم حق تعالیٰ کی جانب سے نازل ہوا ہے کہ اس میں فتنوں کی تاریکیاں بیان کی گئی ہیں، اور گرج، چمک، ڈر اور ڈانٹ اور بیان و تبصرہ اور وعید ہے، موت اور ہلاکت کے ڈر سے، کڑک کی آواز سے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ٹھونس لیتے ہیں، اسی طرح یہ منافقین قرآن کریم کے بیان اور وعدہ و وعید کے وقت موت سے بچنے کے لئے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ٹھونس لیتے ہیں، کہ کہیں دل اس کی طرف مائل ہو جائے مگر حق تعالیٰ منافقین کے احوال کو بخوبی جانتا ہے، اور ان سب کو دوزخ میں جمع کرنے والا ہے، قریب ہے کہ یہ آگ اور چمک کافروں کی نگاہوں کو ختم کر دے اسی طریقہ سے بیان قرآن کریم بھی ان گمراہوں کی آنکھوں کو ختم کر دینے والا ہے۔

جب بجلی کی چمک ہوتی ہے تو چل پڑتے ہیں، اسی طرح منافقین جب اظہار ایمان کرتے ہیں تو مومنین کے درمیان چلنے لگتے ہیں کیونکہ ان کا اظہار ایمان بظاہر قبول کر لیا جاتا ہے، مگر جب مرتے ہیں تو قبر کی تاریکی میں پڑے رہتے ہیں اور اگر حق تعالیٰ چاہے تو گرج سے ان کے کانوں اور چمک سے ان کی نگاہوں کو ختم کر دے، اسی طرح اگر چاہے تو قرآن کریم کی

وعید اور عذاب سے منافقین اور یہودیوں کی قوت سماعت اور قرآن کریم کے بیان سے انکی قوت بصارت کے خاتمہ پر قادر ہے ۞

لباب النقول فی اسباب النزول

ک، ابن جریر، سدی کبیر، ابی مالک، ابوصالح، ابن عباس رض مرہ، ابن مسعود رض، نیز صحابہ کرام رض کی ایک جماعت اس بات کو بیان کر رہی ہے، مدینہ منورہ کے منافقین میں سے دو آدمی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے بھاگ کر مشرکین کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں انھیں اسی بارش سے سابقہ پڑا جس کا حق تعالیٰ نے قرآن کریم میں تذکرہ کیا ہے کہ اس میں بہت سخت گرج، اندھیرا اور چمک ہے، چنانچہ جب خوب زور کے ساتھ بادل گرجتا یہ دونوں اس خوف کے مارے کہ کہیں گرج کی آواز سے ان کے کان نہ پھٹ جائیں اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں دے لیتے تھے۔ اور جب بجلی چمکتی تو اس کی روشنی میں چلنا شروع کر دیتے تھے اور جب بجلی نہ چمکتی تو نظر تو کچھ نہ آتا اس لیے چلتے چلتے پھر اپنی جگہوں پر پہنچ جاتے، اور دل ہی دل میں کہتے کاش کہ صبح ہوجائے تو ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے ہاتھ آپکے ہاتھ پر رکھدیں گے۔ چنانچہ صبح ہوئی اور وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہو گئے اور اپنے ہاتھ آپ کے ہاتھ میں رکھ دیئے، اور ان کا اسلام بھی اچھا ہو گیا، حق تعالیٰ نے منافقین مدینہ منورہ میں سے ان دونوں منافقوں کی حالت بیان فرمائی ہے جو مدینہ منورہ سے نکل کر گئے تھے، اور ویسے منافقین کا طریقہ یہ تھا کہ جب وہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس مبارک میں حاضر ہوتے تھے تو وہ اپنی انگلیوں کو اپنے کانوں میں اس ڈر کی وجہ سے کہ کہیں ان کے بارے میں قرآن کریم کی کوئی آیت نازل نہ ہوجائے، دے لیا کرتے تھے، یا ان کی کسی بات کا اظہار کر دیا جائے جس کی بناء پر وہ قتل کر دیئے جائیں، جیسا کہ مدینہ منورہ سے نکلنے والے دونوں منافقین کا طریقہ تھا، کہ وہ اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیتے تھے، اور جب روشنی ہوتی تو چل پڑتے تھے، چنانچہ جب ان منافقین کے اموال اولاد میں اضافہ اور زیادتی ہو گئی، اور فتوحات مال غنیمت بکثرت ہو گیا تو دین کی حمایت کرنے لگے، اور کہنے لگے کہ اب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا دین سچا ہے اور اس پر قائم ہو گئے، جیسا کہ دونوں منافقین جب بھی بجلی چمکتی تھی تو اس کی روشنی میں چلنا شروع کر دیتے تھے، اور جب تاریکی ہوتی تو کھڑے ہوجاتے، اسی طرح دوسرے منافقین جب ان کے اموال و اولاد ہلاک و برباد ہو گئے، اور مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا تو کہنے لگے کہ یہ سب مصیبتیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دین کی وجہ سے ہیں،

اور العیاذ باللہ مرتد ہو گئے اور پھر اسی طرح اپنے کفر پر جم گئے، جیسا کہ دونوں منافقین کو جب تاریکی ہوتی تو کھڑے ہوجاتے تھے ۞

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱعْبُدُوا۟ رَبَّكُمُ ٱلَّذِى خَلَقَكُمْ وَٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ

اے لوگو! عبادت اختیار کرو اپنے پروردگار کی جس نے تم کو پیدا کیا، اور ان لوگوں کو بھی کہ تم سے پہلے گذر چکے ہیں عجب نہیں کہ تم

تَتَّقُوْنَ ﴿۲۱﴾ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً ص

دوزخ سے بچ جاؤ وہ ذات پاک ایسی ہے جس نے بنایا تمہارے لئے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت

وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ج فَلَا

اور برسایا آسمان سے پانی پھر پردہ عدم سے نکالا بذریعہ اس پانی کے پھلوں کی غذا کو تم لوگوں کیواسطے اب تو

تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا

مت ٹھیراؤ اللہ پاک کے مقابل اور تم جانتے بوجھتے ہو اور اور اگر تم کچھ خلجان میں ہو اس کتاب کی

نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ص وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ

نسبت جو ہم نے نازل فرمائی ہے اپنے بندۂ خاص پر تو اچھا پھر تم بنالاؤ ایک محدود ٹکڑا جو اس کا ہم پلہ ہو، اور بلالو

دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۲۳﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا

اپنے حمایتیوں کو جو خدا سے الگ (تجویز کر رکھے) ہیں اگر تم سچے ہو پھر اگر تم یہ کام نہ کر سکے اور قیامت تک بھی نہ کر سکوگے

فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ج اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ ﴿۲۴﴾

تو پھر ذرا بچتے رہیو دوزخ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں تیار ہوئی رکھی ہے کافروں کے واسطے

شفقت ربانی

اے اہل مکہ اور یہودی بھی اس خطاب سے مراد لئے گئے ہیں، اپنے اس پروردگار کی وحدانیت بیان کرو جس نے تم کو نطفہ سے پیدا کیا ہے، اور تم سے پہلے لوگوں کو بھی پیدا کیا ہے، تاکہ تم حق تعالیٰ کے غصہ اور عذاب سے بچو، اور حق تعالیٰ کی عبادت کرو جس ذات نے تمہارے لئے زمین کو بستر اور بچھونا، اور آسمان کو بلند چھت بنایا، اور آسمان سے بارش نازل فرمائی جس سے قسم قسم کے پھل تمہارے لئے اور تمام مخلوقات کے کھانے کے لئے بنائے، لہٰذا حق تعالیٰ کے برابر و مشابہ کسی کو مت بناؤ، کیونکہ تم بخوبی جانتے ہو کہ ان تمام چیزوں کا خالق حق تعالیٰ ہی ہے یا یہ کہ باوجودیکہ تم اپنی کتابوں میں یہ بات پاتے ہو کہ اس وحدہٗ لاشریک کے نہ کوئی اولاد ہے اور نہ کوئی اس کے مشابہ اور شریک ہے، اور اگر تم کو اس کلام میں جو کہ ہم نے بذریعہ جبریل امین اپنے خصوصی بندے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا ہے، شک ہے کہ یہ کلام انہوں نے خود بنالیا ہے تو اس کلام جیسی ایک سورت تو لے کر آؤ، اور اپنے معبودوں کو بھی ساتھ میں ملالو، جن کی تم پرستش کرتے ہو، یا اپنے سرداروں کو بلالو، اگر تم اپنی بات میں سچے ہو، اور تم ہرگز اس جیسی سورت لانے پر قادر نہیں ہو سکتے، سو اگر تم اس جیسی سورت نہ لاسکو

اس مقام پر تقدیم وتاخیر ہے یعنی لن تفعلوا ولم تفعلوا تو اگر پھر بھی ایمان نہیں لائے تو اس آگ سے بچو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں جو کافروں ہی کے لئے پیدا اور تیار کی گئی ہے ؛

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ

اور خوشخبری سنا دیجئے آپ اے پیغمبر ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور کام کئے اچھے اس بات کی کہ بیشک انکے واسطے بہشتیں ہیں کہ

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا

چلتی ہونگی انکے نیچے سے نہریں جب کبھی دیئے جاویں گے وہ لوگ ان بہشتوں میں سے کسی پھل کی غذا تو ہر بار میں

هٰذَا الَّذِيْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ۭ وَلَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ

یہی کہیں گے کہ یہ تو وہی ہے جو ہم کو ملا تھا اس سے پیشتر اور ملے گا بھی ان کو دونوں بار کا پھل ملتا جلتا۔ اور

مُّطَهَّرَةٌ ڎ وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۲۵

ان کے واسطے ان بہشتوں میں بیبیاں ہونگی صاف پاک کی ہوئی اور وہ لوگ ان بہشتوں میں ہمیشہ کو بسنے والے ہونگے

مومنین کو بشارت

اس کے بعد مومنین کو جنت میں جو کرامت و بزرگی حاصل ہوگی، حق تعالیٰ اس کو بیان فرماتے ہیں، ان حضرات کو جو کہ حق تعالیٰ کے ان احکامات کے جو کہ ان کے درمیان اور حق تعالیٰ کے درمیان ہیں بجا آوری کرتے ہیں، اور اعمالِ صالحہ کے ساتھ بھی تفسیر کرتے ہیں، محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے ذریعہ بشارت و خوشخبری حاصل کرلینی چاہیئے کہ ان کے لئے ایسے باغات ہیں کہ وہاں درختوں اور ان کے مکانات کے نیچے سے شراب، دودھ، شہد اور پانی کی نہریں جاری ہیں، جب ان حضرات کو جنت میں رنگ برنگ کے پھل اور میوے کھانے کے لئے دیئے جاتے تھے، تو وہ کہیں گے کہ اس جیسے ہمیں اس سے قبل بھی کھانے کے لئے دیئے گئے ہیں کیونکہ انھیں پھل رنگ میں ایک جیسے اور مزے و لذت میں مختلف قسم کے دیئے جائیں گے اور ان کے لئے جنت میں ایسی بیویاں ہوں گی جو حیض اور ہر قسم کی گندگیوں سے پاک صاف ہوں گی اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے مریں گے نہیں اور نہ اس سے یہ حضرت کبھی نکالے جائیں گے ؛

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْىٖٓ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ۭ

ہاں واقعی اللہ تو نہیں شرماتے اس بات سے کہ بیان کردیں کوئی مثال بھی خواہ مچھر کی ہو خواہ اس سے بھی بڑھی ہوئی ہو

فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَیَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَاَمَّا الَّذِیْنَ

سو جو لوگ ایمان لائے ہوئے ہیں خواہ کچھ ہی ہو وہ تو یقین کریں گے کہ بیشک یہ مثال تو بہت ہی موقع کی ہے انکے رب کی جانب سے اور

كَفَرُوْا فَیَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ یُضِلُّ بِهٖ كَثِیْرًا

رہ گئے وہ لوگ جو کافر ہو چکے ہیں سو چاہے کچھ بھی ہو جاوے وہ یوں ہی کہتے رہیں گے وہ کون مطلب ہو جسکا قصد کیا ہوگا اللہ تعالیٰ نے اس حقیر

وَّیَهْدِیْ بِهٖ كَثِیْرًا ؕ وَمَا یُضِلُّ بِهٖۤ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ ﴿۲۶﴾ الَّذِیْنَ

مثال سے گمراہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس مثال کی وجہ سے بہتوں کو اور ہدایت کرتے ہیں اس کی وجہ سے بہتوں کو اور گمراہ نہیں کرتے اللہ تعالیٰ اس مثال سے

یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ ۪ وَیَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ

کسی کو مگر بے حکمی کرنے والوں کو، جو کہ توڑتے رہتے ہیں اس معاہدہ کو جو اللہ تعالیٰ سے کر چکے تھے اسکے استحکام کے بعد اور قطع کرتے رہتے ہیں ان تعلقات کو کہ

بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ ؕ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۲۷﴾

حکم دیا ہے اللہ نے ان کو وابستہ رکھنے کا اور فساد کرتے رہتے ہیں زمین میں پس یہ لوگ پورے خسارہ میں پڑنے والے ہیں

کفر کی نحوست

اب اس کے بعد حق تعالیٰ جل شانہٗ یہودیوں کے ان اعتراض کا جواب دینا ہے جو انہیں قرآن کریم کی تمثیلات پر تھا، کہ اللہ تعالیٰ کسی مثال کے بیان کرنے کو نہیں چھوڑتا ہے اور وہ کسی چیز کے تذکرہ سے کیوں شرمائے۔ کیونکہ اگر تمام مخلوق بھی مل کر کسی چیز کو پیدا کرنا چاہے تو وہ سب ذرا سی چیز کے پیدا کرنے پر بھی قادر نہیں اور مخلوق کے لئے کوئی مثال بیان کر دینے میں اسے حیاء حائل نہیں ہوتی، کہ وہ مچھر یا اس سے بڑی چیز مثلاً مکھی اور مکڑی وغیرہ یا اس سے چھوٹی کی مثال بیان فرمادے جو حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہیں وہ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ یہ مثال حق ہے، اور جو رسول اللہ صلے اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے منکر ہیں وہ کہتے پھرتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے ایسی مثالوں سے کیا ارادہ کیا ہے، اے نبی کریم آپ فرما دیجئے کہ حق تعالیٰ نے اس مثل کے ساتھ یہ ارادہ فرمایا ہے کہ اس کے ذریعے سے بہت سے یہودیوں کو گمراہ اور بہت سے مومنین کو ہدایت عطا فرمادے اور اس قسم کی مثل سے وہ یہودی گمراہ ہوتے ہیں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بہت پختگی اور تاکید و زور کے ساتھ وعدہ کرتے ہیں اور پھر بدعہدی کے مرتکب ہوتے ہیں اور ایمان اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صلہ رحمی کو ختم کرتے ہیں، اور لوگوں کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم سے بدظن کرتے ہیں، یہی لوگ دنیا و آخرت کے برباد ہونے کی وجہ سے گھاٹے اور خسارہ میں ہیں ؛

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ خداوندی اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیٖۤ الخ ابن جریر نے سدی سے اپنی اسانید کے ساتھ روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے منافقین کی یہ دو مثالیں بیان فرمائیں کَمَثَلِ الَّذِی اسْتَوْقَدَ نَارًا اور اَوْ کَصَیِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ تو منافقین بولے کہ حق تعالیٰ کی ذات تو اس سے بہت اعلیٰ اور بلند ہے، کہ اس قسم کی مثالیں بیان فرمائے، تب حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ ہاں واقعی اللہ تعالیٰ تو نہیں شرماتے اس بات سے کہ کوئی مثال بیان کردیں اخیر تک نازل فرمائی اور واحدی نے عبدالغنی بن سعید ثقفی، موسیٰ بن عبدالرحمان، ابن جریج، عطاء، حضرت ابن عباس رضی کے واسطہ سے نقل کیا ہے، کہ حق تعالیٰ نے قرآن کریم میں جب مشرکین کے معبودوں کا تذکرہ فرمایا، کہ اگر مکھی بھی ان سے کسی چیز کو چھین لے تو وہ اسے دور نہیں کر سکتے، اور ان کے معبودوں کی حقیقت واضح فرمائی، اور مکڑی کا جالا ان کو قرار دیا تو کہنے لگے دیکھا اللہ تعالیٰ نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر جو قرآن کریم نازل کیا ہے اس میں مکھی اور مکڑی کا ذکر کیا ہے، ان چیزوں کے ذکر سے کیا ہوگا. اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی، امام سیوطیؒ فرماتے ہیں عبدالغنی غیر معتبر راوی ہیں، عبدالرزاق نے اپنی تفسیر میں بواسطۂ معمر قتادہ سے نقل کیا ہے، کہ جب حق تعالیٰ نے مکھی اور مکڑی کا تذکرہ کیا تو مشرکین بولے کہ مکھی اور مکڑی سے کیا فائدہ تب حق تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کو نازل فرمایا اور ابن ابی حاتم رضی نے حسن سے نقل کیا ہے کہ جب حق تعالیٰ نے یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ آیت نازل فرمائی تو مشرکین بولے کہ ان مثالوں اور اس قسم کی مثالوں سے کیا حاصل ہے تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ ہاں واقعی اللہ تعالیٰ تو نہیں شرماتے اس بات سے کہ کوئی مثال بیان کردیں، امام سیوطی رحمہ فرماتے ہیں کہ پہلا قول سند کے اعتبار سے زیادہ صحیح اور سورت کے شروع میں جو واقعہ بیان کیا گیا ہے اسکے زیادہ مناسب ہے، اور روایت میں مشرکین کا جو ذکر آرہا ہے وہ اس آیت کریمہ کے مدنی ہونے کے کوئی مخالف نہیں، اور ہم نے قتادہ اور حسن کی واحدی کے حوالہ سے جو روایتیں نقل کی ہیں وہ بغیر سند کے زیادہ مناسب ہیں،

کَیْفَ تَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَکُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاکُمْ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ

بھلا کیونکر ناسپاسی کرتے ہو اللہ کے ساتھ حالانکہ تھے تم محض بے جان سو تم کو جاندار کیا پھر تم کو موت دینگے پھر زندہ کرینگے (یعنی

ثُمَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۸﴾ ہُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ق

قیامت کے دن) پھر ان ہی کے پاس لیجائے جاؤگے وہ ذات پاک ایسی ہے جس نے پیدا کیا تمہارے فائدے کے لئے جو کچھ بھی زمین میں موجود ہے

ثُمَّ اسْتَوٰۤی اِلَی السَّمَآءِ فَسَوّٰىہُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ط وَہُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۲۹﴾

سب کا سب، پھر توجہ فرمائی آسمان کی طرف سو درست کرکے بنادیئے انکو سات آسمان اور وہ تو سب چیزوں کے جاننے والے ہیں

۳ ع ۹

انسان کی حقیقت

اب بطور تعجب کے ان کی حقیقت کو آشکارا فرماتے ہیں کہ تم نطفہ کی صورت میں اپنے باپوں کی پشتوں میں موجود تھے، اس کے بعد تمھیں تمھاری ماؤں کے رحم میں زندہ کیا، پھر تمھاری عمر کے پورا ہونے پر تم کو موت دی، اس کے بعد قیامت میں تم کو زندہ کریگا اور آخرت میں پھر تمھیں حق تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا پڑے گا، جہاں تمہارے اعمال کا بدلہ دیا جائیگا اس کے بعد حق تعالیٰ اپنے احسانات کا جو اس کے انسانوں پر ہیں تذکرہ فرماتا ہے، کہ اس ذات وحدہٗ لاشریک نے تمہارے لئے چوپاؤں اور باغات وغیرہ کو بنایا اور مسخر کیا، پھر آسمان کے پیدا کرنے پر متوجہ ہوا، اور سات آسمان برابر زمین کے اوپر بنائے، اور وہ ذات آسمانوں اور زمینوں میں سے ہر ایک چیز کے پیدا کرنے پر قادر ہے ؛

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ؕ قَالُوْٓا

اور جس وقت ارشاد فرمایا آپکے رب نے فرشتوں سے کہ ضرور میں بناؤں گا زمین میں ایک نائب فرشتے کہنے لگے کیا آپ

اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ

پیدا کرینگے زمین میں ایسے لوگوں کو جو فساد کرینگے اور خونریزیاں کرینگے اور ہم برابر تسبیح کرتے رہتے ہیں بحمد اللہ

وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ

اور تقدیس کرتے رہتے ہیں آپکی حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں جانتا ہوں اس بات کو جسکو تم نہیں جانتے اور علم دیدیا اللہ تعالیٰ

كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِىْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ

نے (حضرت) آدم علیہ السلام کو (ان کو پیدا کرکے) سب چیزوں کے اسماء کا پھر وہ چیزیں فرشتوں کے روبرو کردیں پھر فرمایا

صٰدِقِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ

کہ بتلاؤ مجھ کو اسماء ان چیزوں کے (یعنی مع ان کے آثار و خواص کے) اگر تم سچے ہو فرشتوں نے عرض کیا کہ آپ تو پاک ہیں ہم کو کچھ

الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ﴿۳۲﴾

علم نہیں مگر وہی جو کچھ ہم کو آپ نے علم دیا بیشک آپ بڑے علم والے ہیں حکمت والے ہیں۔

اعترافِ عجز

اب حق تعالیٰ ان فرشتوں کا واقعہ بیان فرماتا ہے، جنہیں آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا، چنانچہ فرماتا ہے کہ جس وقت حق تعالیٰ نے ان فرشتوں سے جو کہ زمین میں

رہنے والے تھے فرمایا (صحیح قول یہ ہے کہ تمام فرشتوں سے مترجم) کہ میں تمہارے عوض زمین سے ایک خلیفہ پیدا کرنے والا ہوں، انہوں نے کہا کہ کیا آپ ایسے لوگوں کو پیدا کرنے والے ہیں جو معاصی اور ظلم کا ارتکاب کریں گے، اور ہم آپ کے حکم کے مطابق نماز پڑھتے ہیں اور پاکی کے ساتھ آپ کا ذکر کرتے ہیں، ارشاد ہوا میں اس خلیفہ کی حکمتوں کو زیادہ جانتا ہوں، چنانچہ حق تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو تمام اولاد کے نام سکھا دیئے اور کہا گیا کہ جانوروں وغیرہ کے حتیٰ کہ پیالہ اور چینی تک نام تبلا دیئے پھر ان چیزوں کے نام ان فرشتوں پر جن کو سجدہ کا حکم دیا گیا تھا پیش کئے گئے اور فرمایا کہ مجھے مخلوق اور ان کی اولاد کے متعلق اطلاع دو، اگر تم اپنی سابقہ بات میں سچے ہو، انہوں نے عرض کیا کہ ہم اپنے قول سے رجوع کرتے ہیں ہمیں جو تو نے تبلا دیا، اتنا ہی علم ہے، ہم سے اور ان سے اور ہماری باتوں اور ان کی باتوں سے زیادہ باخبر ہے ۞

قَالَ يَآدَمُ أَنْبِئْهُمْ بِأَسْمَآئِهِمْ ۚ فَلَمَّآ أَنْبَأَهُمْ بِأَسْمَآئِهِمْ ۙ قَالَ أَلَمْ

ذکر جسقدر جسکے لیے مصلحت جانا اسی قدر فہم وعلم عطا فرمایا) حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے آدم ان کو ان چیزوں کے اسماء تبلادو سو جب تبلادیئے

أَقُلْ لَّكُمْ إِنِّيْٓ أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۙ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ

ان کو آدمؑ نے ان چیزوں کے اسماء تو حق تعالیٰ نے فرمایا (دیکھو) میں تم سے کہتا نہ تھا کہ بیشک میں جانتا ہوں تمام پوشیدہ چیزیں آسمانوں اور

وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا

زمین کی اور جانتا ہوں جس بات کو تم ظاہر کر دیتے ہو۔ اور جس بات کو دل میں رکھتے ہو اور جس وقت ہم نے حکم دیا فرشتوں کو (اور جنوں کو بھی) کہ

إِلَّآ إِبْلِيْسَ ۭ أَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ۫ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۴﴾

سجدہ میں گر جاؤ آدمؑ کے سامنے سو سب سجدہ میں گر پڑے بجز ابلیس کے اس نے کہنا نہ مانا اور غرور میں آ گیا اور ہو گیا کافروں میں سے۔

نافرمانی کی سزا

اب حضرت آدمؑ کو ان اسماء کے تبلانے کا حکم ہوا جب انہوں نے تبلا دیا ارشاد باری ہوا کہ تمام آسمانوں اور زمینوں کی پوشیدہ باتوں کو اور ان چیزوں کو جو تم حضرت آدم کے بارے میں اپنے پروردگار کی اطاعت کا اظہار کرتے ہو اور جو پوشیدہ رکھتے ہو، اور جو چیز شیطان ملعون نے ان کے سامنے ظاہر کی اور جو پوشیدہ رکھی، سب کو بخوبی جانتا ہے، اور یقیناً ہم نے فرشتوں کو آدم علیہ السلام کو سجدہ تعظیمی کرنے کا حکم دیا۔ مگر ابلیس نے حکم الٰہی کی خلاف ورزی کی اور حضرت آدم کو سجدہ کرنے سے اپنے آپ کو بڑا سمجھا، اور وہ اسکے بعد حکم الٰہی کی نافرمانی کرنے کی وجہ سے کافروں میں ہو گیا، اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ حق تعالیٰ کے علم میں

پہلے ہی سے یہ بات تھی کہ وہ کافروں میں سے ہے یا یہ کہ سب سے پہلا کافر شیطان بنا ۔

وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ

اور ہم نے حکم دیا کہ اے آدم رہا کرو تم اور تمہاری بیوی بہشت میں پھر کھاؤ دونوں اس میں سے بافراغت جس جگہ

شِئْتُمَا ۠ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۵﴾ فَاَزَلَّهُمَا

سے چاہو اور نزدیک نہ جائیو اس درخت کے ورنہ تم بھی ان ہی میں شمار ہو جاؤ گے جو اپنا نقصان کر بیٹھتے ہیں پھر لغزش دیدی

الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۠ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ

آدم وحوا کو شیطان نے اس درخت کی وجہ سے سو برطرف کر گئے رہا ان کو اس عیش سے جس میں وہ تھے اور ہم نے کہا کہ نیچے اترو

لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِى الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۳۶﴾ فَتَلَقّٰٓى

تم میں سے بعضے بعضوں کے دشمن رہیں گے اور تم کو زمین پر چندے ٹھہرنا ہے اور کام چلانا ایک میعاد معین تک ۔ بعد ازاں حاصل کر لئے

اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۳۷﴾

آدم (علیہ السلام) نے اپنے رب سے چند الفاظ تو اللہ تعالیٰ نے رحمت کے ساتھ توجہ فرمائی ان پر (یعنی توبہ قبول کر لی) بیشک وہی ہیں بڑے توبہ قبول

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَاىَ

کرنے والے بڑے مہربان ہم نے حکم فرمایا نیچے جاؤ اس بہشت سے سب کے سب پھر اگر آوے تمہارے پاس میری طرف سے کسی قسم کی ہدایت

فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ

سو جو شخص پیروی کریگا میری اس ہدایت کی تو نہ کچھ اندیشہ ہوگا ان پر اور نہ ایسے لوگ غمگین ہوں گے اور جو لوگ کفر کرینگے

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۹﴾ ع

اور تکذیب کریں گے ہمارے احکام کی یہ لوگ ہونگے دوزخ والے وہ اسمیں ہمیشہ کو رہیں گے ۔

ع ۴

مستحق جنت و دوزخ

اب اس کے بعد حق تعالیٰ حضرت آدم اور حضرت حوا کا واقعہ بیان کرتا ہے کہ تم اور حوا جنت میں جاؤ، تمہارے لئے وہاں بہت کشادگی ہے، اور جہاں تمہاری طبیعت چاہے جاؤ، باقی اس درخت میں سے مت کھانا ۔

اور یہ علم کا درخت تھا جس پر ہمہ قسم کا رنگ اور فن تھا۔ (یہ تفسیر قتادہ سے مروی ہے حضرت ابن عباس رضہ سے یہ تفسیر منقول نہیں مترجم) ورنہ تم اپنے نفسوں کو نقصان پہنچانے والے ہو جاؤ گے، چنانچہ ان دونوں کو شیطان نے جنت سے پھسلانے کی کوشش کی اور اس وسعت کی جگہ سے ان کو نکلوا دیا، اور ہم نے حضرت آدم حوا شیطان سانپ اور مور سے کہا (مور کی تفسیر حضرت ابن عباس رضہ سے ثابت نہیں مترجم) کہ زمین پر اترو، جہاں تمہارے لئے موت تک ٹھکانا منفعت اور معیشت ہے، حضرت آدم نے یاد کر لئے اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ حضرت آدم کو وہ کلمات سکھائے گئے اور انہوں نے سیکھ لئے یا ان کو بطور الہام کے بتائے گئے، تاکہ یہ کلمات حضرت آدم اور ان کی اولاد کے لئے توبہ کرنے کا باعث ہوں، چنانچہ حق تعالیٰ نے ان کی لغزش کو معاف فرمایا، اور جو شخص کبھی توبہ کی حالت میں مرے، حق تعالیٰ اس کی لغزش کو معاف فرمانے والے ہیں، اور پھر ہم نے حضرت آدم حوا ابلیس سانپ سے کہا کہ آسمان سے اترو، اب اس کے بعد حق تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام کی ذریت کو خطاب کر کے فرماتا ہے کہ جس وقت اور جب بھی تمہارے پاس میری جانب سے کتاب اور رسول آئے سو جو شخص کتاب و رسول کی اتباع کرے گا تو اسے پیش آنے والے عذاب کا خوف اور جو انہوں نے کام کئے ہیں، ان پر غم نہیں ہوگا، اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ انھیں ہمیشہ خوف اور غم نہیں ہوگا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جس وقت موت کو ذبح کیا جائے گا ان کو خوف اور جب دوزخ کو پر کیا جائے گا انھیں غم نہیں ہوگا، اور جن لوگوں نے کتاب اور رسول کی تکذیب کی وہ دوزخ والے ہیں اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے نہ ان کو وہاں موت آئے گی، اور نہ وہ دوزخ سے نکالے جائیں گے۔

يٰبَنِىٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِىَ الَّتِىْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا

اے بنی اسرائیل یاد کرو تم لوگ میرے احسانوں کو جو کئے ہیں میں نے تم پر اور پورا کرو تم میرے عہد کو

بِعَهْدِىْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ وَاِيَّاىَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۴۰﴾ وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ

پورا کروں گا میں تمہارے عہدوں کو اور صرف مجھ سے ہی ڈرو اور ایمان لے آؤ اس کتاب پر جو میں نے نازل

مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ ۖ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِىْ

کی ہے (یعنی قرآن پر) ایسی حالت میں کہ وہ سچ بتلانے والی ہے اس کتاب کو جو تمہارے پاس ہے (یعنی توریت کے کتاب الٰہی ہونے کی تصدیق

ثَمَنًا قَلِيْلًا ۡ وَّاِيَّاىَ فَاتَّقُوْنِ ﴿۴۱﴾ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ

کرتی ہے) اور مت ہو تم سب میں پہلے انکار کرنے والے اس قرآن کے اور مت لو بمقابلہ میرے احکام کے معاوضہ حقیر کو اور خاص کر مجھ سے پورے طور پر ڈرا کرو

وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۴۲﴾ وَأَقِيمُوا الصَّلَوٰةَ وَآتُوا الزَّكَوٰةَ

خلط ملط مت کرو حق کو ناحق کے ساتھ اور پوشیدہ بھی مت کرو حق کو جس حالت میں کہ تم جانتے ہو اور قائم کرو تم لوگ نماز کو (یعنی مسلمان

وَارْكَعُوا مَعَ الرّٰكِعِينَ ﴿۴۳﴾

ہوکر) اور دو زکوٰۃ کو اور عاجزی کرو عاجزی کرنے والوں کے ساتھ۔

کامیابی کا راستہ

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر جو انعامات کئے ہیں اب انکی یاد دہانی فرماتا ہے اکہ اے اولاد یعقوب میرے انعامات کا شکر کرو اور میرے احسانات کو محفوظ رکھو جو میں نے تم پر کتاب نازل کرکے اور رسول بھیجکر اور ایسے ہی فرعون اور غرق ہونے سے نجات دے کر اور من وسلویٰ وغیرہ نازل کرکے کئے ہیں، اور اس نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں میرے عہد و میثاق کو پورا کرو، میں تم کو جنت میں داخل کروں گا اور بد عہدی کرنے میں مجھ سے ڈرو میرے علاوہ اور کسی سے مت ڈرو، اور میں نے جبریل امین کے واسطے جو کتاب نازل کی ہے اور جو اس کتاب کے جو کہ تمہارے پاس ہے توحید اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک اور آپ کی صفات اور بعض احکام شریعت میں موافق ہے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے سب سے پہلے منکر مت بنو اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی صفت اور آپ کے اوصاف (جو توریت میں مذکور ہیں) ان کو چھپاکر معمولی سا عوض مت لو اور اس نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں خاص مجھ ہی سے ڈرو، باطل کو حق کے ساتھ مخلوط مت کرو، کہ دجال کی صفت کو العیاذ باللہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی صفت کے ساتھ مخلوط کرنے لگو اور اپنے پوشیدہ کرنے کو جانتے ہوئے حق بات کو مت چھپاؤ ایمان کے بعد حق تعالیٰ اب ان پر بعض احکام شریعت کی فرضیت کو بیان کرتا ہے کہ پانچوں نمازوں کو پورا کرو اور اپنے اموال کی زکوٰۃ دو اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ پانچوں نمازیں باجماعت پڑھو۔

أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتٰبَ

کیا غضب ہے کہ کہتے ہو اور لوگوں کو نیک کام کرنے کو (نیک کام سے مراد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ہے) اور اپنی خبر نہیں لیتے حالانکہ تم

أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿۴۴﴾ وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَوٰةِ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ

تلاوت کرتے رہتے ہو کتاب کی تو پھر کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے اور (اگر تم کو حب مال و جاہ کے غلبہ سے ایمان لانا دشوار معلوم ہوتو) مدد لو صبر اور نماز سے

اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ﴿۴۵﴾ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ

اور بیشک وہ نماز دشوار ضرور ہے مگر جن کے قلوب میں خشوع ہے ان پر کچھ دشوار نہیں، خاشعین وہ لوگ ہیں جو خیال رکھتے ہیں اسکا کہ وہ بیشک

اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۴۶﴾ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ

ملنے والے ہیں اپنے رب سے اور اس بات کا بھی خیال رکھتے ہیں کہ وہ بیشک اپنے رب کیطرف واپس جانیوالے ہیں، اے اولاد یعقوب کی تم لوگ میری اس نعمت کو

عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ

یاد کرو جو میں نے تم کو انعام میں دی تھی اور اس (بات) کو (یاد کرو) کہ میں نے تم کو تمام دنیا جہاں والوں پر (خاص برتاؤ میں) فوقیت دی تھی اور

عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ

ڈرو تم ایسے دن سے کہ نہ تو کوئی شخص کسی شخص کی طرف سے کچھ مطالبہ ادا کر سکتا ہے اور نہ کسی شخص کی طرف سے کوئی سفارش قبول ہو سکتی ہے

وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۸﴾

اور نہ کسی شخص کی طرف سے کوئی معاوضہ لیا جا سکتا ہے اور نہ ان لوگوں کی طرفداری چل سکیگی

غلط روش اختیار نہ کرو

اب اللہ تعالیٰ جل شانہ رؤسا یہود کی حالت کو بیان فرماتا ہے۔ کہ کمتر اور ذلیل لوگوں کو تو توحید اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا حکم کرتے ہو اور اپنے آپ کو بھلائے بیٹھے ہو خود اتباع نہیں کرتے، اور ان کو خود کتاب پڑھکر سناتے ہو، کیا تمھارے پاس انسانی سمجھ اور عقل نہیں، اور حق تعالیٰ کے فرائض کی ادائیگی اور معاصیات کے ترک پر صبر سے اور گناہوں کا خاتمہ کرنے کے لئے زیادہ نمازوں سے مدد لو۔ اور نماز بہت گراں ہے مگر تواضع کرنے والوں پر جو اس بات کو جانتے ہیں اور انھیں یقین ہے کہ وہ (قیامت کے دن) اپنے پروردگار کا دیدار کریں گے اور مرنے کے بعد اسی کے سامنے حاضری دینی ہے۔ اے یعقوب علیہ السلام کی اولاد میرے ان احسانات کو محفوظ رکھو جو میں نے تم پر کئے ہیں اور میں نے تم کو کتاب رسول اور اسلام کے ذریعہ تمہارے زمانہ کے عالم پر تم کو فضیلت دی ہے، اور اگر تم ایمان نہ لاؤ اور یہودیت سے توبہ نہ کرو تو اس دن کے عذاب سے ڈرو جس دن کوئی کافر جان کسی کافر کی حق تعالیٰ کے عذاب سے کوئی حفاظت نہیں کر سکتی نہ اس دن کسی شفاعت کرنے والے کی شفاعت قبول کی جائے گی اور نہ کسی قسم کا فدیہ قبول ہوگا اور نہ ان کو عذاب الٰہی سے بچایا جا سکے گا۔

لباب النقول فی اسباب النزول

واحدی اور ثعلبی نے کلبی، ابوصالح کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ الخ مدینہ منورہ کے یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی کیونکہ ان میں سے ہر ایک اپنی ننھیال اور اپنے رشتہ داروں اور ان مسلمانوں سے جن کے ساتھ ان کا معاہدہ تھا کہتے تھے کہ جس دین پر تم ہو اسی پر ثابت رہو اور یہ شخص یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس بات کا تم کو حکم دیتا ہے وہ حق اور درست ہے اور لوگوں کو ایمان لانے کا حکم دیتے تھے اور خود نہیں لاتے تھے ؛

وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ

اور (وہ زمانہ یاد کرو) جبکہ رہائی دی ہم نے تم کو متعلقین فرعون سے جو فکر میں لگے رہتے تھے تمہاری سخت آزاری کے گلا کاٹتے تھے تمہاری اولاد

اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿۴۹﴾

ذکور کے اور زندہ چھوڑ دیتے تھے تمہاری عورتوں کو اس (واقعہ) میں ایک امتحان تھا تمہارے پروردگار کی جانب سے بڑا بھاری اور جب

وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۰﴾

شق کر دیا ہم نے تمہاری وجہ سے دریائے شور کو پھر بچنے (ڈوبنے سے) بچا لیا تم کو اور غرق کر دیا متعلقین فرعون کو (مع فرعون) اور تم (اس کا) معائنہ کر رہے تھے

وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ

اور (وہ زمانہ یاد کرو) جبکہ وعدہ کیا تھا ہم نے موسیٰؑ سے چالیس رات کا (زمانہ ہو گیا تھا) پھر تم لوگوں نے تجویز کر لیا گوسالہ کو موسیٰؑ کے (جانے کے)

بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۱﴾ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ

بعد اور تم نے ظلم پر کمر باندھ رکھی تھی۔ پھر بھی ہم نے (تمہارے توبہ کرنے پر) درگزر کیا تم سے اتنی بڑی بات ہوئے پیچھے

تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ

اس توقع پر کہ تم احسان مانوگے، اور (وہ زمانہ یاد کرو) جب دی ہم نے موسیٰؑ کو کتاب (توریت) اور فیصلہ کی چیز

تَهْتَدُوْنَ ﴿۵۳﴾

اس توقع پر کہ تم راہ پر چلتے رہو۔

انعاماتِ ربّانی

اور جس وقت ہم نے تم کو فرعون اور اس کی قوم سے نجات دی جو تمہیں سخت قسم کا عذاب دیا کرتے تھے، حق تعالیٰ ان کے عذاب کی کیفیت بیان فرماتا ہے کہ تمہاری چھوٹی اولاد کو وہ ذبح کر ڈالتے تھے اور بڑی عورتوں کو خادم بنا لیا کرتے تھے اور یہ تمہارے رب کی جانب سے بہت بڑی آزمائش تھی یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ پھر فرعون سے نجات دلانے میں یہ حق تعالیٰ کی بہت ہی بڑی نعمت تھی، اب نجات دے کر جو ان لوگوں پر احسان کیا اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا ہے۔ حق تعالیٰ اس کا تذکرہ فرماتا ہے۔ اور جس وقت ہم نے دریا کو شق کر کے تم کو غرق سے نجات دی اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا اور اس منظر کو تم تین دن کے بعد تک دیکھتے رہے۔ اور یقیناً ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دینے کا وعدہ کیا تھا، پھر تم نے حضرت موسیٰ کے پہاڑ پر جانے کے بعد گوسالہ کی پرستش شروع کر دی مگر حقیقت میں تم نقصان اٹھانے والے تھے اور اس بچھڑے کی پرستش کے بعد ہم نے تم کو چھوڑ دیا اور تمہارا خاتمہ نہیں کیا، تاکہ تم میرے معاف و درگذر کرنے پر شکر بجا لاؤ اور جس وقت ہم نے حضرت موسیٰؑ کو توراۃ دی اور اس میں حلال و حرام اور امر و نہی وغیرہ کو بیان کیا اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ اس میں فرعون پر غلبہ حاصل کرنے کو بیان فرمایا، تاکہ تمہیں گمراہی سے ہدایت حاصل ہو۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ

اور (وہ زمانہ یاد کرو) جب موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا اپنی قوم سے کہ اے میری قوم بیشک تم نے اپنا بڑا نقصان کیا اپنے اس گوسالہ (پرستی) کی

الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ

تجویز سے سو تم اب اپنے خالق کی طرف متوجہ ہو پھر بعض آدمی بعض آدمیوں کو قتل کرو یہ (عمل درآمد) تمہارے لئے بہتر ہوگا تمہارے

عِنْدَ بَارِئِكُمْ ؕ فَتَابَ عَلَيْكُمْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۴﴾

خالق کے نزدیک پھر حق تعالیٰ تمہارے حال پر (اپنی عنایت سے) متوجہ ہوئے بیشک وہ تو ایسے ہی ہیں کہ توبہ قبول کر لیتے ہیں اور

وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ

عنایت فرماتے ہیں اور جب تم لوگوں نے (یوں) کہا کہ اے موسیٰ ہم ہرگز نہ مانیں گے تمہارے کہنے سے یہاں تک کہ ہم (خود) دیکھ لیں

الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۵﴾ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ

اللہ تعالیٰ کو علانیہ طور پر سو (اس گستاخی پر) آپڑی تم پر کڑک بجلی اور تم (اس کا آنا) آنکھوں سے دیکھ رہے تھے پھر ہم نے تم کو زندہ کر اٹھایا

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۶﴾ وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ

تمہارے مرجانے کے بعد اس توقع پر کہ تم احسان مانو گے اور سایہ افگن کیا ہم نے تم پر ابر کو (میدان تیہ میں) اور (خزانہ غیب سے) پہنچایا ہم نے

الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَمَا ظَلَمُوْنَا

تمہارے پاس ترنجبین اور بٹیریں کھاؤ نفیس چیزوں سے جو کہ ہم نے تم کو دی ہیں اور (اس سے) انہوں نے ہمارا کوئی نقصان

وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ

نہیں کیا لیکن اپنا ہی نقصان کرتے تھے اور جب ہم نے حکم کیا کہ تم لوگ اس آبادی کے اندر داخل ہو پھر کھاؤ

فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا

اس (کی چیزوں میں) سے جس جگہ تم رغبت کرو بے تکلفی سے اور دروازہ میں داخل ہونا (عاجزی سے) جھکے جھکے اور (زبان سے)

حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ؕ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ

کہتے جانا کہ توبہ ہے (توبہ ہے) ہم معاف کر دیں گے تمہاری خطائیں اور ابھی ابھی مزید برآں اور دینگے دل سے نیک کام کرنیوالوں

ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

کو سو بدل ڈالا ان ظالموں نے ایک اور کلمہ جو خلاف تھا اس کلمہ کے جس (کے کہنے) کی ان سے فرمائش کی گئی تھی اسپر ہم نے

رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۵۹﴾ ع

نازل کی ان ظالموں پر ایک آفت سماوی اسوجہ سے کہ وہ عدول حکمی کرتے تھے۔

ع ۶ / ۱۳

سرکشی کی سزا

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ان کی قوم کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا، اب حق تعالیٰ اس کا تذکرہ فرماتا ہے، حضرت موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اس گوسالہ پرستی سے تم نے اپنے آپ کو نقصان پہونچایا ان کی قوم نے کہا اب آپ ہم کو کیا حکم دیتے ہیں۔
حضرت موسیٰ نے فرمایا اپنے خالق سے توبہ کرو انہوں نے عرض کیا کہ کس طرح توبہ کریں، حضرت موسیٰ نے ان سے فرمایا، کہ جس شخص نے گوسالہ پرستی نہیں کی وہ اس شخص کی گردن اڑائے کہ جس نے گوسالہ پرستی کی ہے اس قتل کے ذریعہ جو توبہ ہوگی وہ تمہارے حق میں تمہارے پروردگار کے یہاں بہتر ہوگی اور وہ تم سے

درگزر فرمائے گا اور جو توبہ کرے وہ اس سے درگزر فرمانے والا اور جو توبہ پر مرے وہ اس کے حق میں رحیم ہے اے قوم موسیٰ تم نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ ہم آپ کی باتوں کی تصدیق نہیں کریں گے تاوقتیکہ ہمیں بھی حق تعالیٰ کا اس طرح دیدار نہ حاصل ہو جائے جیسا کہ آپ کو دیدار حاصل ہوا ہے، نتیجہ یہ ہوا کہ تم کو آگ نے جلا دیا اور تم آپس میں اس منظر کو دیکھ رہے تھے، پھر ہم نے مارنے کے بعد تم کو زندہ کیا تاکہ اس زندہ کرنے پر تم شکر ادا کرو، اور ہم نے وادی تیہ میں تم پر بادل کو سایہ افگن کیا، اور ترنجبین اور بٹیریں تمہارے پاس وادی تیہ میں پہونچائیں، اور یہ حلال روزیاں ہم نے تم کو کھانے کے لئے عطا کیں مگر کل کے لئے اس میں سے ذخیرہ بنا کر مت رکھو لیکن تم نے ایسا کیا اور ہم نے ان کے ذخیرہ بنانے کی وجہ سے کوئی کمی نہیں کی مگر خود انہوں نے اپنے کو نقصان پہونچایا، اور جس وقت ہم نے کہا کہ اس اریحا بستی میں داخل ہو اور جہاں سے چاہو کھاؤ تمہارے لئے کشادگی اور وسعت ہے اور اس بستی کے دروازہ سے جھکے ہوئے اپنے گناہوں کی معافی کی درخواست کرتے ہوئے یا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتے ہوئے داخل ہو، تمہارے گناہوں کی معافی کے ساتھ تمہاری نیکیوں میں بھی ہم زیادتی کریں گے، چنانچہ ان اصحاب حطہ نے جو اپنے حق میں ظالم تھے ہمارے حکم میں تبدیلی کی اور حطۃ (یعنی توبہ) کہنے کے بجائے بطور تمسخر کے حنطۃ سمعاتا یعنی سرخ گیہوں کہنا شروع کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان اصحاب حطہ پر جنہوں نے ہمارے حکم میں تبدیلی کی تھی، ہم نے اس حکم عدولی کی بناء پر ان پر طاعون کی آفت نازل کر دی ؞

وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ؕ فَانْفَجَرَتْ

اور (وہ زمانہ یاد کرو) جب (حضرت) موسیٰ نے پانی کی دعا مانگی اپنی قوم کے واسطے اس پر ہم نے (موسیٰؑ کو) حکم دیا کہ اپنے اس عصا کو فلاں پتھر پر

مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ

مارو بس فوراً اس سے پھوٹ نکلے بارہ چشمے (اور وہ بارہ ہی خاندان تھے بنی اسرائیل کے چنانچہ) معلوم کر لیا ہر ہر شخص نے اپنے پانی پینے کا موقع کھاؤ اور

رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿٦٠﴾ وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى

(پینے کو) ہیوا اللہ تعالیٰ کے رزق سے اور حد (اعتدال) سے مت نکلو فساد (و فتنہ) کرتے ہوئے سرزمین میں اور جب تم لوگوں نے (یوں) کہا کہ

لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا

اے موسیٰؑ (روز کے روز) ہم ایک ہی قسم کے کھانے پر کبھی نہ رہیں گے آپ ہمارے واسطے اپنے پروردگار سے دعا کریں کہ وہ ہمارے لئے ایسی چیزیں

تُنۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ؕ

پیدا کریں جو زمین میں اُگا کرتی ہیں ساگ (ہوا) گکڑی (ہوئی) گیہوں (ہوا) مسور (ہوئی) پیاز (ہوئی)

قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِیْ هُوَ اَدْنٰی بِالَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ ؕ اِهْبِطُوْا مِصْرًا

آپ نے فرمایا کیا تم عوض میں لینا چاہتے ہو ادنیٰ درجہ کی چیزوں کو ایسی چیز کے مقابلہ میں جو اعلیٰ درجہ کی ہے کسی

فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ؕ وَضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ ۗ وَبَآءُوْ

شہر میں (جاکر) اترو (وہاں) البتہ تم کو وہ چیزیں ملیں گی جن کی تم درخواست کرتے ہو اور جم گئی ان پر ذلت اور پستی (کہ دوسروں

بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا یَكْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَیَقْتُلُوْ

کی نگاہ میں قدر اور خود ان میں اولوالعزمی نہ رہی) اور مستحق ہو گئے غضب الٰہی کے (اور) یہ اس وجہ سے (ہوا) کہ وہ لوگ منکر ہو جاتے

النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا یَعْتَدُوْنَ ﴿۶۱﴾ ع ۷

تھے احکام الٰہیہ کے اور قتل کر دیا کرتے تھے پیغمبروں کو ناحق، اور (نیز) یہ اس وجہ سے (ہوا) کہ ان لوگوں نے اطاعت نہ کی اور دائرہ (اطاعت) سے

ناشکری کا وبال

اور وادی تیہ میں موسیٰ نے پانی کی دعا کی حق تعالیٰ نے اس پتھر پر جو حضرت موسیٰ کے ساتھ تھا عصا مارنے کا حکم دیا یہ پتھر حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو عطا کیا تھا اس پر عورت کے پستان کی طرح بارہ نشان تھے ہر ایک نشان سے جس وقت اس پر اپنا عصا مارتے تھے ایک نہر جاری ہو جاتی تھی، چنانچہ بارہ نہریں جاری ہو گئیں اور ہر ایک قبیلہ نے اپنی نہر جان لی حق تعالیٰ نے ان سے فرمایا ترنجبین اور بٹیر کھاؤ اور ان تمام نہروں سے پانی پیو اور زمین میں فساد نہ پھیلاؤ، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حکم عدولی نہ کرو، اور تم نے پھر کہا کہ محض اس قسم کے کھانے یعنی ترنجبین اور بٹیر پر ہم نہیں رہ سکتے، حق تعالیٰ سے زمین کی پیداوار کی درخواست کرنے لگے، تاکہ ساگ، لہسن، پیاز، گکڑی وغیرہ پیدا ہو حضرت موسیٰ نے فرمایا لہسن اور پیاز جیسی ادنیٰ چیز کو من وسلویٰ کے بدلہ میں جو افضل اور اشرف ہے تبدیل کرتے ہو یعنی ادنیٰ درجہ کی چیز مانگتے ہو اور اعلیٰ چیز کو چھوڑتے ہو جس شہر سے آئے ہو وہاں چلے جاؤ یا اور کسی شہر میں وہاں جو تم نے درخواست کی ہے وہ ہی ملے گا نتیجہ یہ ہوا کہ اسکے بعد ان پر جزیہ کی ذلت نازل کر دی گئی اور فقر و افلاس کی آفت میں مبتلا ہو گئے اور حق تعالیٰ کی جانب سے لعنت ذلت اور مسکنت کے مستحق ہو گئے، کیونکہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا انکار

اور انبیاء کرام کو ناحق قتل کرتے تھے، اور سنیچر کے بارے میں حق سے تجاوز کرنے اور انبیاء کرام کے قتل کرنے اور گناہوں کو حلال سمجھنے کی وجہ سے یہ غصہ ان پر نازل ہوا۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰی وَالصّٰبِـِٕیْنَ مَنْ اٰمَنَ

یہ حقیقی بات ہے کہ مسلمان اور یہودی اور نصاریٰ اور فرقہ صابئین (ان سب میں) جو شخص یقین رکھتا ہو اللہ تعالیٰ

بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ

(کی ذات اور صفات) پر اور روز قیامت پر اور کارگذاری اچھی کرے ایسوں کیلئے انکا حق الخدمت بھی ہے انکے پروردگار کے پاس اور (وہاں جاکر)

وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾

کسی طرح کا اندیشہ بھی نہیں ان پر اور نہ وہ مغموم ہوں گے

خوش نصیب بندے

ان یہودیوں میں سے جو حضرات مشرف باسلام ہوئے ہیں۔ اب حق تعالیٰ ان کا ذکر فرماتے ہیں کہ جو حضرات حضرت موسیٰ علیہ السلام اور تمام انبیاء کرام پر ایمان لائے ہیں، ان کو جنت میں ان کے پروردگار کی جانب سے ثواب ملے گا، اور ہمیشہ کیلئے انھیں خوف اور کسی قسم کا کوئی غم نہیں ہوگا، اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ آئندہ پیش آنے والے عذاب سے ان کو کوئی خوف اور سابقہ اعمال پر انہیں کوئی غم نہیں ہوگا، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جس وقت موت کو ذبح کیا جائے گا اور جب دوزخ کو پُر کیا جائے گا انھیں کوئی خوف اور غم نہیں ہوگا، اب اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا تذکرہ فرماتے ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور تمام انبیاء کرام پر ایمان نہیں لائے کہ جو لوگ حضرت موسیٰ کے دین سے ہٹ کر یہودی بن گئے اور جو نصاریٰ ہو گئے اور اسی طرح جو صابی بن گئے یہ بھی نصاریٰ کی ایک جماعت ہے جو اپنے سروں کے درمیان حلقہ کراتے ہیں، اور زبور پڑھتے ہیں، اور فرشتوں کی عبادت کرتے ہیں اس کے بعد اس بات کے دعویدار بنتے ہیں کہ ہمارے دل حق تعالیٰ کی جانب متوجہ ہو گئے ہیں لیکن جو شخص ان میں سے ایمان لایا اور اعمال صالحہ کئے جو کہ حق تعالیٰ اور اس کے درمیان ہیں تو اس کا ثواب ضائع نہیں ہوگا۔

لباب النقول فی اسباب النزول

حق تعالیٰ کا فرمان اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا الخ (ک) ابن ابی حاتم اور عدنی نے اپنی سند میں ابن ابی نجیح کے واسطہ سے مجاہد سے نقل کیا ہے، حضرت سلمان فارسی رضہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے

ان حضرات کے دین کے متعلق دریافت کیا کہ جن کے دین پر میں خود تھا، چنانچہ میں نے آپ سے انکی نماز اور عبادت کا ذکر کیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔
اور واحدی نے عبد اللہ بن کثیر کے واسطہ سے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت سلمان رضی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے ساتھیوں کا تذکرہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ سب دوزخ میں ہیں۔
حضرت سلمان رضی فرماتے ہیں کہ یہ فرمان سنتے ہی زمین میرے لئے تاریک ہوگئی تب یہ آیت کریمہ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ نازل ہوئی فرماتے ہیں کہ اس آیت کے نزول سے میرے اوپر سے پہاڑ ہٹ گیا۔ اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے سدی سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ حضرت سلمان فارسی رضی کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ

اور جب ہم نے تم سے عہد و اقرار لیا (کہ تورات پر عمل کرینگے) اور ہم نے طور پہاڑ کو اٹھا کر تمھارے اوپر (محاذات میں) معلق کردیا کہ (حکم دیا کہ)

بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ

قبول کرو جو کتاب ہم نے تم کو دی ہے مضبوطی کے ساتھ اور یاد رکھو جو (احکام) اس میں ہیں جس سے توقع ہی کہ تم متقی بن جاؤ پھر تم اس قول و قرار کے

ذٰلِكَ ۚ فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۶۴﴾

بعد بھی (اس سے) پھر گئے سو اگر تم لوگوں پر خدا تعالیٰ کا فضل اور رحم نہ ہوتا تو ضرور تم (فوراً) تباہ اور (ہلاک) ہو جاتے اور تم جانتے ہی

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِى السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا

ہو ان لوگوں کا حال جنہوں نے تم میں سے (شرع سے) تجاوز کیا تھا دوبارہ (اس حکم کے جو) یوم ہفتہ کے سو ہم نے ان کو کہدیا کہ تم بندر

قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ ﴿۶۵﴾ فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا

ذلیل بن جاؤ پھر ہم نے اس کو ایک (واقعہ) عبرت (انگیز) بنا دیا ان لوگوں کے لئے بھی جو اس قوم کے معاصر تھے اور ان

وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۶۶﴾

لوگوں کے لئے بھی جو ما بعد زمانہ میں آتے رہے اور موجب نصیحت (بنایا خدا سے) ڈرنے والوں کے لئے۔

عبرت و نصیحت } اب لوگوں سے عہد و میثاق لینے کا حق تعالیٰ تذکرہ فرماتے ہیں، کہ جب ہم نے تم سے اقرار لیا اور عہد و میثاق لینے کے لئے تمہارے سروں پر کوہ طور

بلند کیا تاکہ جو ہم نے کتاب کے ذریعہ تم پر احکام نازل کیے ہیں، ان پر پوری کوشش اور ہمیشگی کے ساتھ عمل پیرا ہو اور جو اس میں ثواب وعتاب کا تذکرہ ہے اس کو یاد کرتے رہو، اور حلال و حرام کو بخوبی محفوظ کرلو تاکہ حق تعالیٰ کے عذاب اور ناراضگی سے بچو اور حق تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے رہو، مگر تم نے اس عہد و پیمان سے روگردانی کی اگر حق تعالیٰ کی جانب سے عذاب کے نازل ہونے میں تاخیر نہ ہوتی اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو تمہاری طرف نہ بھیجا جاتا تو تم عذاب الہٰی اور عقوبت کی وجہ سے بہت ہی نقصان میں ہوتے۔

اور تمہیں بخوبی معلوم ہے اور ان لوگوں کا تم نے انجام بھی سنا ہے جنہوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں عہد و پیمان کے بعد بھی شنبہ کے دن حق تعالیٰ کی نافرمانی کی، ہم نے ان کو ذلیل و خوار بندر بنا دیا تاکہ یہ بندر بنا دینا سابقہ گناہوں کی سزا ہو، اور بعد والوں کے لئے عبرت کا باعث ہو تاکہ وہ لوگ ان کے نقش قدم پر نہ چلیں اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضؓ اور متقی لوگوں کیلئے نصیحت کا باعث ہو۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ؕ قَالُوْٓا

اور وہ زمانہ یاد کرو، جب موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے فرمایا کہ حق تعالیٰ تم کو حکم دیتے ہیں کہ تم ایک بیل ذبح کرو وہ لوگ کہنے لگے کہ کیا

اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ؕ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۶۷﴾ قَالُوا ادْعُ

آپ ہم کو مسخرا بناتے ہیں موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا نعوذ باللہ جو میں ایسی جہالت والوں کا سا کام کروں وہ کہنے لگے کہ آپ درخواست

لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ؕ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا

کیجئے اپنے رب سے ہم سے بیان کر دیں کہ اس (بیل) کے کیا اوصاف ہیں آپ نے فرمایا کہ وہ یہ فرماتے ہیں کہ (وہ) ایسا ہو کہ نہ بالکل بوڑھا

بِكْرٌ ؕ عَوَانٌۢ بَيْنَ ذٰلِكَ ؕ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ﴿۶۸﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا

ہو نہ بہت بچہ ہو بلکہ پٹھا ہو دونوں عمروں کے وسط میں سو اب زیادہ حجت مت کیجیو بلکہ کر ڈالو جو کچھ تم کو حکم ملا ہے کہنے لگے کہ

رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ ۙ فَاقِعٌ

(اچھا یہ بھی) درخواست کر دیجئے ہمارے لئے اپنے رب سے ہم سے یہ (بھی) بیان کر دیں کہ اس کا رنگ کیسا ہو آپ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ یہ فرماتے ہیں وہ ایک

لَوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ ﴿۶۹﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۙ اِنَّ الْبَقَرَ

رنگ کا بیل ہے جس کا رنگ تیز زرد ہو ناظرین کو فرحت بخش ہو، کہنے لگے کہ (اب کی بار اور) ہماری خاطر اپنے رب سے دریافت کر دیجئے

تَشٰبَهَ عَلَيْنَا ؕ وَاِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ ﴿۷۰﴾ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ

کہ ہم سے بیان کر دیں کہ اسکے اوصاف کیا کیا ہوں کیونکہ ہمکو اس بیل میں (فدیے) اشتباہ ہے اور ہم ضرور انشاء اللہ تعالیٰ (اب کی بار)

اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ ۚ مُسَلَّمَةٌ

ٹھیک سمجھ جاوینگے موسیٰ (علیہ السلام) نے جواب دیا کہ حق تعالیٰ یوں فرماتے ہیں کہ وہ نہ تو بیل میں چلا ہو جس سے زمین جوتی جاوے اور نہ اس سے زراعت کی

لَّا شِيَةَ فِيْهَا ؕ قَالُوا الْـٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ؕ فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۱﴾

ع ۸

آبپاشی کیجاوے (غرض ہر قسم کے عیب سے) سالم ہو اور اسمیں کوئی داغ نہ ہو (یہ سنکر) کہنے لگے کہ اب آپ نے پوری بات فرمائی پھر اسکو ذبح کیا اور (انکی حجتوں سے ظاہر

ذبح بقر

اب گائے کے ذبح کرنے کا واقعہ بیان فرما رہے ہیں کہ حضرت موسیٰ نے فرمایا گایوں میں سے کوئی گائے ذبح کر ڈالو، تو ان کی قوم بولی، اے موسیٰ کیا آپ ہم سے مذاق کر رہے ہیں، حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ میں مومنین کے ساتھ مذاق کروں اس بات سے حق تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں، جب انکی قوم کو حضرت موسیٰ ؑ کی سچائی ظاہر ہوئی تو کہنے لگے کہ ہمارے لئے اپنے پروردگار سے یہ بات معلوم کروا دیجیے کہ وہ گائے چھوٹی ہے یا بڑی۔ حضرت موسیٰ ؑ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ گائے نہ بڑی ہے اور نہ چھوٹی بلکہ ان دونوں کے درمیان ہے اب دوبارہ تفتیش مت کرو پھر بولے کہ اپنے پروردگار سے ہمیں اس کے رنگ کی بھی تحقیق کرا دیجیے، حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ وہ سخت گوشت اور سخت سینگوں والی سیاہ رنگ کی ہے (صحیح تفسیر زرد رنگ کی ہے ابن کثیر و بغوی از مترجم) اس کی رنگت بالکل صاف ہے کہ دیکھنے والے کو عمدہ معلوم ہوتی ہے، پھر بولے کہ اپنے پروردگار سے یہ بھی دریافت کروا دیجیے، کہ وہ کھیتی باڑی کے کام کی ہے یا نہیں کیونکہ اس کی تحقیق ہے مشکل ہو گئی انشاء اللہ اس کا صحیح وصف معلوم ہو جائے گا حضرت موسیٰ ؑ نے فرمایا حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ گائے نہ زمین جوتتے اور نہ زمین کی سیرابی کے کام میں آئی ہو، ہر عیب سے محفوظ ہو نہ اس کے رنگ میں دھبے ہوں اور نہ سفیدی، بولے اب پورے طور پر اس کا صحیح نقشہ ہمارے سامنے بیان کر دیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس کی تلاش شروع کی اور اس کی کھال میں سونا بھر کر اس کی قیمت ادا کی مگر اول میں اس کو ذبح کرنا نہیں چاہتے تھے اور یہ تفسیر بھی کی گئی ہے کہ اس کی قیمت کے زیادہ ہونیکی وجہ سے مذبذب تھے۔

وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا ۭ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ﴿۷۲﴾ۚ

اور جب تم لوگوں (میں سے کسی) نے ایک آدمی کا خون کر دیا پھر ایک دوسرے پر اسکو ڈالنے لگے اور اللہ تعالیٰ کو اس امر کا ظاہر کرنا منظور تھا جسکو تم

فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ۭ كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ

مخفی رکھنا چاہتے تھے۔ اسلئے ہم نے حکم دیا کہ اسکو اسکے کوئی سے ٹکڑے سے چھوا دو اسی طرح حق تعالیٰ (قیامت میں) مردوں کو زندہ کرینگے اور

لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۷۳﴾ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ

اللہ تعالیٰ اپنے نظائر قدرت تم کو دکھلاتے ہیں اسی توقع پر کہ تم عقل سے کام لیا کرو ایسے ایسے واقعات کے بعد تمہارے دل پھر بھی سخت ہی رہے تو یوں کہنا

اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ۭ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ۭ

چاہیے کہ ان کی مثال پتھر کی سی ہے بلکہ سختی میں (پتھر سے بھی) زیادہ سخت اور بعضے پتھر تو ایسے ہیں جن سے (بڑی بڑی) نہریں پھوٹ کر چلتی ہیں

وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاۗءُ ۭ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ

اور انہیں پتھروں میں سے بعضے ایسے ہیں کہ جو شق ہو جاتے ہیں پھر ان سے (اگر زیادہ نہیں تو تھوڑا ہی) پانی نکل آتا ہے اور ان ہی پتھروں میں

مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۴﴾ اَفَتَطْمَعُوْنَ

بعضے ایسے ہیں جو خدا تعالیٰ کے خوف سے اوپر سے نیچے لڑھک آتے ہیں اور حق تعالیٰ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں ہیں (اے مسلمانو)

اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ

کہ اب بھی تم توقع رکھتے ہو کہ یہ یہود تمہارے کہنے سے ایمان لے آویں گے حالانکہ ان میں کے کچھ لوگ ایسے گذرے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا

يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَھُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾

کلام سنتے تھے اور پھر اس کو کچھ کا کچھ کر ڈالتے تھے (اور) اس کو سمجھنے کے بعد (ایسا کرتے) اور جانتے تھے۔

پتھر سے بھی گئے گذرے لوگ

حق تعالیٰ جل شانہٗ اب مقتول کا واقعہ ذکر فرماتے ہیں کہ جسوقت تم نے عامیل نامی شخص کو قتل کیا پھر اس کے قتل کے بارے میں اختلاف کرنے لگے، اور اس کے قتل کے بارے میں جس چیز کو تم چھپا رہے تھے، حق تعالیٰ اس کا ظاہر کرنیوالا تھا

چنانچہ ہم نے حکم دیا کہ اس قتل شدہ آدمی کے گائے کا کوئی عضو مارو (وہ زندہ ہو کر قاتل کا نام بتلا دے گا)
اور کہا گیا کہ اس کی دُم یا زبان کو مارو، جیسا کہ حق تعالیٰ نے عامیل کو زندہ کیا، اسی طرح مرنے کے بعد
وہ مُردوں کو زندہ کرے گا اور تم کو وہ زندہ کرنا دکھا رہا ہے، تاکہ تم بعث بعد الموت پر ایمان لاؤ، لیکن
عامیل کے زندہ ہونے اور اس کے قاتل کے معلوم ہونے کے بعد تمہارے دل پتھر سے بھی زیادہ سخت
ہو گئے، اب پتھروں کے منافع اور فوائد ذکر کر کے ان کے دلوں کو اس سے بھی زیادہ بدتر قرار دیتے ہیں کہ
بعض پتھروں سے نہریں جاری ہو جاتی ہیں اور بعض پتھر شق ہو جاتے ہیں اور ان میں سے پانی پھوٹ
پڑتا ہے، اور بعض حق تعالیٰ کی خشیت سے پہاڑ کی بلندی سے نیچے آپڑتے ہیں، اور تمہارے دل ایسے
ہیں کہ حق تعالیٰ کے خوف سے ان میں ذرہ برابر بھی حرکت نہیں ہوتی، اور حق تعالیٰ گناہوں پر اور کہا گیا ہے
کہ ان معاصی پر جن کو تم پوشیدہ رکھتے ہو سزا کا چھوڑنے والا نہیں ہے، اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کیا آپ
اس بات کی امید رکھتے ہیں کہ یہودی آپ پر ایمان لے آئیں گے، ان کی تو حالت یہ ہے کہ ستر آدمیوں کی
جماعت جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھی اور وہ حضرت موسیٰ کے کلام الٰہی پڑھنے کو سن رہے تھے، مگر اسکے
جاننے اور سمجھنے کے بعد یہ سمجھتے ہوئے کہ ہم حق تعالیٰ کے کلام میں تحریف و تبدیل کر رہے ہیں تحریف کر ڈالی۔

وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا ج وَإِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ إِلَىٰ

اور جب ملتے ہیں (منافقین یہود) مسلمانوں سے تو (ان سے تو) کہتے ہیں کہ ہم (بھی) ایمان لے آئے ہیں اور جب تنہائی میں جاتے ہیں یہ بعضے دوسرے بعضے

بَعْضٍ قَالُوا أَتُحَدِّثُونَهُم بِمَا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَاجُّوكُم بِهِ

(علانیہ) یہودیوں کے پاس تو وہ ان سے کہتے ہیں کہ تم کیا مسلمانوں کو وہ باتیں بتلا دیتے ہو جو اللہ تعالیٰ نے تم پر منکشف کر دی ہیں تو نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ

عِندَ رَبِّكُمْ ط أَفَلَا تَعْقِلُونَ (۷۶) أَوَلَا يَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ

لوگ تم کو حجت میں مغلوب کر دینگے کہ یہ مضمون اللہ کے پاس سے ہے کیا تم (اتنی موٹی بات) نہیں سمجھتے کیا ان کو اس کا علم نہیں ہے کہ حق تعالیٰ کو سب خبر ہے

مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ (۷۷) وَمِنْهُمْ أُمِّيُّونَ لَا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ

ان چیزوں کی بھی جن کو وہ مخفی رکھتے ہیں اور انکی بھی جن کا وہ اظہار کر دیتے ہیں اور ان (یہودیوں) میں بہت سے ناخواندہ (بھی) ہیں جو کتابی علم نہیں

النصف

إِلَّا أَمَانِيَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ (۷۸)

رکھتے لیکن (بلا سند) دل خوش کن باتیں (بہت یاد ہیں) اور وہ لوگ اور کچھ نہیں خیالات پکا لیتے ہیں

نفاق پسند لوگ

اب یہود میں سے جو منافقین ہیں یا نچلے طبقہ کے آدمی ہیں، حق تعالیٰ ان کا ذکر فرماتے ہیں، کہ جب یہ لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضا اور صحابۂ کرام رضؓ سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے نبیؐ پر ایمان لاتے، اور آپؐ کے جو اوصاف ہماری کتابوں میں مذکور ہیں انکی ہم نے تصدیق کی اور جب یہ نچلے طبقہ کے لوگ اپنے رؤسا کے پاس آتے ہیں تو انکے رؤسا ان سے کہتے ہیں، کہ کیا تم محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابۂ کرام کے پاس وہ باتیں بیان کرتے ہو جو حق تعالیٰ نے تمہاری کتاب میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صفت اور آپکے اوصاف بیان کردیئے تاکہ وہ تمہارے پروردگار کے سامنے تم سے جھگڑیں، کیا ذہن انسانیت سے بالکل ہی عاری ہو؟

حق تعؐ فرماتے ہیں کہ کیا ان رؤسا کو یہ بات معلوم نہیں کہ حق تعؐ ان تمام باتوں کو جن کو تم چھپاتے ہو اور ان باتوں کو جن کو تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے سامنے بیان کرتے ہو۔ بخوبی جانتا ہے۔ اور بعض ان یہودیوں میں سے ایسے ہیں کہ جو نہ تورات کو اچھی طرح پڑھ سکتے ہیں اور نہ لکھ سکتے ہیں، وہ بے اصل باتیں اپنے رؤسا کے سمجھانے پر خیالی گھوڑے دوڑاتے ہیں ؀

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ الٰہی وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ ابن جریر رضا نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قریظہ کے دن یہودیوں کے قلعوں کے نیچے کھڑے ہوئے اور فرمایا اے بندروں اور سوروں کے بھائیو! اور اے بتوں کے پرستارو! یہ سُنکر وہ آپس میں کہنے لگے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو ان باتوں کی کس نے اطلاع دی ہے یہ باتیں تم لوگوں ہی نے بتلائی ہیں، کیا ان باتوں کو بیان کرتے ہو جن کو حق تعؐ نے تمہاری کتاب میں بیان فرمایا ہے؟ تاکہ ان کے لئے تمہارے خلاف حجت قائم ہوجائے، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، اور ابن جریر ہی نے عکرمہ رضا کے واسطہ سے حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے کہ جس وقت یہ یہودی مومنوں سے ملتے تو کہتے کہ ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ تمہارے صاحب اللہ تعؐ کے رسول ہیں مگر وہ صرف تمہارے ہی لئے خاص ہیں، اور جب تنہائی میں آپس میں ایک دوسرے سے ملتے تو کہتے کہ کیا ان عرب لوگوں کے سامنے یہ بات بیان کرتے ہو تم تو ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے اپنی فوقیت ظاہر کرتے تھے (کہ وہ نبی ہم ہی میں سے ہیں) اور یہ نبی آخرالزماں ان ہی لوگوں میں سے ہو گئے، تب یہ آیت کریمہ واذالقوا نازل ہوئی، اور سدی سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ یہودیوں کی ایک جماعت کے بارے میں نازل ہوئی، جنہوں نے پہلے ایمان قبول کیا تھا، پھر بعد میں منافق ہو گئے تھے، اور عرب حضرات میں سے مؤمنین کے پاس آکر وہ ان باتوں کو بیان کرتے تھے تو ان کے بعض لوگوں نے کہا کہ کیا اس عذاب کو جاکر بیان کرتے ہو جو حق تعؐ نے تمہارے حق میں بیان فرمایا ہے۔ تاکہ یہ لوگ یہ کہنے لگیں کہ ہم حق تعؐ کی نظر میں تم سے زیادہ محبوب اور تم سے زیادہ معزز ہیں ؀

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ

تو بڑی خرابی ان کی ہوگی جو لکھتے ہیں (بدل سدل کر) کتاب (توریت) کو اپنے ہاتھوں سے پھر کہہ دیتے ہیں کہ یہ (حکم) خدا کی طرف سے ہے

عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ

غرض (صرف) یہ ہوتی ہے کہ اس ذریعہ سے کچھ نقد قدرے قلیل وصول کر لیں سو بڑی خرابی (پیش) آویگی انکو اسکی بدولت (بھی)

اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ

جسکو انکے ہاتھوں نے لکھا تھا اور بڑی خرابی ہوگی انکو اس کی بدولت (بھی) جسکو وہ وصول کر لیا کرتے تھے اور یہودیوں نے (یہ بھی)

اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ؕ قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ

کہا کہ ہرگز ہم کو آتش (دوزخ) چھوئے گی (بھی) نہیں مگر (بہت) تھوڑے روز جو (انگلیوں پر) شمار کر لئے جاسکیں

يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۰﴾

آپ یوں فرما دیجئے کیا تم نے حق تعالیٰ سے (اس کے متعلق) کوئی معاہدہ لے لیا ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے معاہدہ کے خلاف نہ کرینگے

بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓئَتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ

یا اللہ تعالیٰ کے ذمہ ایسی بات لگاتے ہو جس کی کوئی علمی سند اپنے پاس نہیں رکھتے۔ کیوں نہیں جو شخص قصداً بری باتیں کرتا ہے اور اسکو

اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۱﴾

اسکی خطا اور قصور اسطرح احاطہ کر لے (کہ کہیں نیکی کا اثر تک نہ رہے) سو ایسے لوگ اہل دوزخ ہوتے ہیں (اور) وہ اس میں ہمیشہ (ہمیشہ) رہیں گے

دوزخ کا ایندھن

سو ان کے لئے سخت قسم کا عذاب ہے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اوصاف اور صفات کو اپنی کتاب میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ "وَيْلٌ" دوزخ کی ایک وادی کا نام ہے، پھر اس تبدیلی اور تحریف کے بعد کہتے ہیں کہ یہ کتاب حق تعالیٰ کی جانب سے ہے تاکہ اس تحریف کے ذریعہ کھانے پینے کی حقیر سی چیز حاصل کریں، اور ان لوگوں کے لئے بہت عذاب ہے جو اپنے ہاتھوں سے حق تعالیٰ کی کتاب میں تحریف کرتے ہیں اور ان لوگوں کے لئے بھی دردناک عذاب ہے جو اس کے ذریعہ حرام اور رشوت کا مال کماتے ہیں ÷

یہودی یہ بھی کہتے تھے کہ چالیس دن کے بقدر ہمیں دوزخ کی آگ چھوئے گی، جن چالیس دنوں میں ہمارے آباؤ اجداد نے بچھڑے کی پرستش کی ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجئے کہ کیا تم نے اپنے دعوے پر حق تعالیٰ سے عہد و پیمان لے لیا ہے، اگر حق تعالیٰ سے عہد لے لیا ہے تو حق تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرے گا، یا اپنی کتاب میں سے ویسے ہی بیان کرتے ہو۔

ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا، جو شخص بھی حق تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے یا اس کے شرک نے اسے ہلاک کر ڈالا ہو، اور وہ اسی حالت پر مرا ہے، تو ایسے لوگ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے، وہاں ان کو موت نہیں آئے گی، اور نہ وہ اس سے کبھی نکالے جائیں گے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان خداوندی فویل للذین الخ دک، نسائی نے ابن عباس رض سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ک۔ اور ابن ابی حاتم نے عکرمہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رض سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ یہودی علماء کے بارے میں نازل ہوئی ہے، انہوں نے تورات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ صفت لکھی ہوئی پائی تھی کہ آپ سرمگیں آنکھوں والے درمیانہ قد والے خوبصورت چہرے والے ہوں گے آپکے بال نہ بالکل سیدھے ہوں گے اور نہ بالکل ٹیڑھے یہودیوں نے حسد اور بغض اور عداوت میں اس صفت کو مٹا کر وہاں یہ لکھ دیا کہ آپ دراز قد نیلی آنکھوں اور سیدھے بالوں والے ہوں گے۔

فرمان الٰہی لن تمسنا النار الخ کے بارے میں طبرانی نے کبیر میں اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے بواسطہ ابن اسحاق، محمد بن ابی بکر، عکرمہ، سعید بن جبیر رض حضرت ابن عباس رض سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے۔

اور یہود یہ کہتے تھے کہ دنیا کی مدت سات ہزار سال کے بقدر ہے، اور لوگوں کو پورے زمانہ تک عذاب دیا جائے گا۔ اور دنیا کا ایک ہزار سال آخرت میں دوزخ کے دنوں میں سے ایک دن ہے تو یہ سات دن ہو گئے، اس پر حق تعالیٰ نے اخیر تک یہ آیت کریمہ نازل فرمائی اور ابن جریر رض نے ضحاک کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رض سے نقل کیا ہے کہ یہود کہتے تھے کہ ہم دوزخ میں داخل نہیں ہوں گے، مگر قسم کے حلال ہونے کے لئے صرف ان دنوں میں جن میں ہم نے بچھڑے کی پرستش کی ہے اور وہ چالیس راتیں ہیں جس وقت وہ ختم ہو جائیں گی تو ہم سے عذاب بھی ختم ہو جائے گا۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ج

اور جو لوگ (اللہ اور رسول پر) ایمان لاویں اور نیک کام کریں ایسے لوگ اہل بہشت ہوتے ہیں (اور) وہ اس میں

هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ ﴿٨٢﴾ وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ لَا

ہمیشہ (ہمیشہ) رہیں گے — اور (وہ زمانہ یاد کرو) جب لیا ہم نے (توریت میں) قول وقرار بنی اسرائیل سے کہ عبادت مت

تَعْبُدُونَ إِلَّا اللّٰهَ قف وَبِالْوٰلِدَيْنِ إِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى

کرنا (کسی کی) بجز اللہ تعالیٰ کے — اور ماں باپ کی اچھی طرح خدمت گزاری کرنا اور اہل قرابت کی بھی اور بے باپ کے

وَالْمَسٰكِينِ وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ ط

بچوں کی بھی اور غریب محتاجوں کی بھی — اور عام لوگوں سے بات اچھی طرح (خوش خلقی سے) کہنا اور پابندی رکھنا نماز کی اور

ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْكُمْ وَأَنْتُمْ مُّعْرِضُونَ ﴿٨٣﴾

ادا کرتے رہنا زکوٰۃ پھر تم (قول وقرار کر کے) اس سے پھر گئے بجز معدودے چند کے اور تمہاری تو معمولی عادت ہے اقرار کر کے ہٹ جانا۔

قول سے پھرنے والے

اب اس کے بعد حق تعالیٰ مؤمنین کا تذکرہ فرماتے ہیں کہ جو حضرات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور اطاعت خداوندی بجالائے ایسے حضرات جنت میں ہمیشہ رہیں گے نہ وہاں ان کو موت آئے گی اور نہ وہ اس سے نکالے جائیں گے۔ اب دوبارہ بنی اسرائیل سے عہد و میثاق لینے کا حق تعالیٰ تذکرہ فرماتے ہیں کہ جس وقت یہ عہد کر لیا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی وحدانیت نہیں بیان کرو گے اور نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤ گے، اور والدین کے ساتھ بھلائی اور رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ احسان اور حسن سلوک کرو گے، اور لوگوں سے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں حق اور صحیح بات کہو گے اور پانچوں نمازوں کو پورا اور اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرو گے، مگر پھر تم اس بات سے پھر گئے (مگر کچھ تمہارے آباؤ اجداد یا حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی اور اس عہد و پیمان کو چھوڑ کر اس کی تکذیب کرنا شروع کر دی ۔

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُونَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُونَ

اور (وہ زمانہ بھی یاد کرو) جب ہم نے تم سے یہ قول وقرار (بھی) لیا کہ باہمی خونریزی مت کرنا اور ایک دوسرے کو

اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿۸۴﴾ ثُمَّ

ترک وطن مت کراتا پھر تم نے اقرار بھی کر لیا اور (اقرار بھی ضمناً نہیں بلکہ ایسا صریح جیسے) تم شہادت دیتے ہو پھر تم

اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ

یہ (آنکھوں کے سامنے موجود ہی) ہو (کہ) قتل و قتال بھی کرتے ہو اور ایک دوسرے کو ترک وطن بھی کراتے ہو

دِيَارِهِمْ ز تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ط وَاِنْ

(اس طور پر کہ) ان اپنوں کے مقابلہ میں (ان کی مخالف قوموں کی) امداد کرتے ہو گناہ اور ظلم کے ساتھ اور ان لوگوں میں سے

يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ ط

کوئی گرفتار ہو کر تم تک پہنچ جاتا ہے تو ایسوں کو کچھ خرچ کر کرا کر رہا کرا دیتے ہو حالانکہ یہ بات (کہ ہمیں معلوم) ہے کہ تم کو ان کا ترک وطن کرا دینا

اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ج فَمَا جَزَآءُ

بھی ممنوع ہے کیا تو (پس یوں کہو کہ) کتاب (توریت) کے بعض (احکام) پر تم ایمان رکھتے ہو اور بعض پر ایمان نہیں رکھتے سو اور

مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ج

کیا سزا ہو ایسے شخص کی جو تم لوگوں میں سے ایسی حرکت کرے بجز رسوائی کے دنیوی زندگانی میں اور روز قیامت کو

وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ط وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ

بڑے سخت عذاب میں ڈال دیئے جاویں اور اللہ تعالیٰ (کچھ) بے خبر نہیں

عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۵﴾

ہیں تمہارے اعمال (زشت) سے

رسوائی کے حقدار

اور جس وقت کتاب میں ہم نے تم سے یہ عہد لیا کہ ایک دوسرے کو قتل نہیں کریں گے اور کسی کو اس کے گھر سے نہ نکالیں گے (یعنی بنی قریظہ اور نضیر سے عہد لیا) اور تم نے اس عہد کو قبول کر لیا اور تم اسے بخوبی جانتے تھے، مگر

اے قبول کرتے والو اس کے بعد پھر تم نے ایک دوسرے کی گردنیں اڑائیں۔ اور ایک دوسرے کو اسکے گھروں سے نکالا، ایک دوسرے کی ظلم و زیادتی کرنے پر مدد کرتے ہو، اور جس وقت تمہارا ہم مذہب تمہارے پاس قید ہو کر آتا ہے تو دشمن سے فدیہ دے کر چھڑا لیتے ہو، حالانکہ ان کا نکالنا اور قتل کرنا دونوں باتوں کو تم پر حرام کر دیا گیا تھا تو کیا کتاب کے بعض احکام پر تو ایمان لاتے ہو کہ اپنے قیدیوں کا اپنے دشمنوں کو فدیہ دے کر چھڑا لیتے ہو اور اپنے ساتھیوں کے قیدیوں کو چھوڑ دیتے ہو، اسکا فدیہ نہیں ادا کرتے، اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ کتابی احکام میں سے جن احکام کو تمہارے نفس چاہتے ہیں کرتے ہو، اور جو تمہاری خواہش کے مطابق نہیں ہوتے ان کو چھوڑ دیتے ہو۔

ایسے شخص کی سزا یہی ہے کہ اسے دنیا میں قتل اور قید کیا جائے اور آخرت میں دردناک عذاب دیا جائے، اور حق تعالیٰ تمہارے گناہوں اور تمہاری پوشیدہ باتوں پر عذاب دینے کو ترک کرنے والے نہیں ہیں ٭

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ ۖ فَلَا يُخَفَّفُ

یہ وہ لوگ ہیں کہ انہوں نے دنیوی زندگانی (کے حظوظ) کو لے لیا ہے بعوض (نجات) آخرت کے سو نہ تو انکی سزا میں (کچھ) تخفیف کی

عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ ﴿٨٦﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ

جاویگی اور نہ کوئی انکی طرفداری (پیروی) کرنے پاویگا — اور ہم نے موسیٰؑ کو کتاب (توریت) دی اور (پھر) انکے

ع ۱۰

وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ ۖ وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ

بعد یکے بعد دیگرے پیغمبروں کو بھیجتے رہے — اور (پھر) ہم نے عیسیٰ بن مریم کو (نبوت کے) واضح دلائل عطا فرمائے

وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ ۗ أَفَكُلَّمَا جَاءَكُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ

اور ہم نے ان کو روح القدس سے تائید دی — کیا جب کبھی (بھی) کوئی پیغمبر تمہارے پاس ایسے احکام لائے

أَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيقًا تَقْتُلُونَ ﴿٨٧﴾

جن کو تمہارا دل نہ چاہتا تھا (جب بھی) تم نے تکبر کرنا شروع کر دیا سو بعضوں کو تو تم نے جھوٹا بتلایا اور بعضوں کو (بیدھڑک) قتل ہی کر ڈالتے تھے

ڈھیٹ مجرم	ایسے لوگ جنہوں نے دنیا کو آخرت کے بدلے اور کفر کو ایمان کے عوض اختیار کر لیا ہے

ان سے عذاب میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں کی جائے گی اور نہ عذاب کو ختم کیا جائے گا۔
اور ہم نے موسٰیؑ کو توریت دی اور ان کے بعد مسلسل رسولوں کو بھیجا اور عیسٰی بن مریمؑ کو امر و نہی عجائب و علامات عطا کئے اور جبریل امین کے ذریعہ سے ان کو قوت عطا کی، اے یہودیوں کی جماعت کیوں تمہارے دل اور تمہارا دین موافقت نہیں کرتا اور تم رسول پر ایمان لانے سے گریز کرتے ہو ایک جماعت نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسٰیؑ کی تکذیب کی اور تم میں سے ایک جماعت نے حضرت یحیٰیؑ اور حضرت زکریاؑ کو قتل کیا۔

وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ۭ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا

اور وہ (یہودی افتخاراً) کہتے ہیں کہ ہمارے قلوب محفوظ ہیں بلکہ انکے کفر کے سبب ان پر خدا کی مار ہے سو بہت ہی تھوڑا سا ایمان رکھتے ہیں

يُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾ وَلَمَّا جَاۗءَھُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ

اور جب انکو ایک ایسی کتاب پہنچی (یعنی قرآن) جو منجانب اللہ ہے (اور اسکی دیکھی) تصدیق کرنے والی ہے جو (پہلے سے) ان کے

لِّمَا مَعَھُمْ ۙ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَي الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ښ

پاس ہے (یعنی توریت) حالانکہ اس کے قبل وہ (خود) بیان کیا کرتے تھے کفار سے پھر جب وہ

فَلَمَّا جَاۗءَھُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۡ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَي الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾

چیز آپہنچی جس کو وہ (خوب جانتے) پہچانتے ہیں تو اس کا (صاف) انکار کر بیٹھے سو (بس) خدا کی مار ہو ایسے منکروں پر

لعنت و پھٹکار کے مستحق

اور اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم یہ یہود آپکے علم اور فرمان کے بارے میں کہتے ہیں، کہ ہمارے دل ہر ایک علم کے لئے برتن ہیں اور ہمارے دل آپ کے علم اور فرمان کو محفوظ نہیں رکھ سکتے، ان کے کفر کی سزا میں حق تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگادی ہے نہ ان میں سے کم لوگ ایمان لاتے ہیں اور نہ زیادہ اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ نہ تھوڑی چیز پر ایمان لاتے ہیں اور نہ زیادہ پر اور جب ان کے پاس حق تعالیٰ کی جانب سے کتاب آئی ہے جو اس کتاب کے جو کہ ان کے پاس ہے توحید اور رسول اللہ صلے اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اوصاف اور آپکی صفت اور بعض شرعی امور میں موافق ہے تو اس کا انکار کرتے ہیں۔ درآنحالیکہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے نزول سے قبل رسول اللہ صلے اللہ

علیہ وسلم اور قرآن کریم کے ذریعہ اپنے دشمنوں قبیلہ اسد غطفان ومزینہ وجہینہ پر مدد طلب کیا کرتے تھے اور جب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم آئے اور یہ لوگ آپ کی صفت واوصاف سے بخوبی واقف تھے تو آپ کا انکار کیا ان یہودیوں پر حق تعالیٰ کا غصہ اور ناراضگی ہے ۞

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی وَكَانُوا مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ الخ امام حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے دلائل میں سند ضعیف کے ساتھ حضرت ابن عباس رض سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں خیبر کے یہود قبیلہ غطفان کے ساتھ لڑتے رہتے تھے چنانچہ جب بھی دونوں کی مڈبھیڑ ہوتی تو یہودی شکست کھاجاتے، بالآخر یہودیوں نے اس دعا کے ساتھ غطفان سے پناہ چاہی، کہ الٰہ العالمین ہم تجھ سے نبی امی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں جن کے بارے میں تونے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ اخیر زمانہ میں ان کو مبعوث فرمائے گا کہ ہمیں قبیلہ غطفان پر غلبہ دے، چنانچہ جب یہودی غطفان کے ساتھ لڑتے، اور یہ دعا مانگتے تو غطفان شکست کھاجاتے جب حق تعالیٰ نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا تو انہوں نے آپ کا انکار کیا اس پر حق تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کو نازل فرمایا کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ کے مبعوث ہونے سے قبل یہ آپ کے وسیلہ سے کافروں پر مدد طلب کیا کرتے تھے۔ک۔ اور ابن ابی حاتم نے سعید یا عکرمہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رض سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے قبل یہود قبیلہ اوس اور خزرج کے خلاف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے مدد طلب کیا کرتے تھے، جب حق تعالیٰ نے عرب میں سے آپ کو مبعوث فرمادیا تو آپکے ساتھ انہوں نے کفر کیا اور جو پہلے سے کہتے تھے اس کا انکار کرنے لگے، توان سے حضرت معاذ بن جبل رض اور بشر بن براء اور داؤد بن سلمہ نے کہا، اے یہود حق تعالیٰ سے ڈرو اور اسلام لے آؤ تم اس سے قبل ہمارے خلاف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے مدد طلب کیا کرتے تھے، اور ہم تو مشرک تھے تم نے ہی ہمیں یہ بات بتلائی تھی کہ آپ صلعم مبعوث ہونے والے ہیں اور آپ کے اوصاف وصفت سے ہمیں آگاہ کیا تھا، بنی نضیر میں سے سلام بن شکم بولا کہ ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہیں آئی تھی جس کے ذریعہ سے ہم حضور صلعم کو پہچانتے اور نہ ہم تم سے حضور صلعم کے بارے میں کچھ بیان کرتے تھے تب یہ آیت نازل ہوئی ۞

بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهِ أَنفُسَهُمْ أَن يَكْفُرُوا بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ بَغْيًا

وہ حالت (بہت ہی) بری ہے جسکو اختیار کرکے وہ اپنی جانوں کو چھڑانا چاہتے ہیں (اور وہ حالت) یہ (ہے) کہ کفر کرتے ہیں ایسی چیز کا جو حق تعالیٰ نے

اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ فَبَآءُوْ

نازل فرمائی محض (اسی) ضد پر کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جس بندہ پر اسکو منظور ہو نازل فرماوے سو وہ لوگ غضب بالائے غضب کے مستحق ہو گئے

بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۹۰﴾ وَاِذَا

اور ان کفر کرنے والوں کو سزا ہو گی جس میں ذلت (بھی) ہے اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم ایمان

قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا

لاؤ ان (تمام) کتابوں پر جو اللہ تعالیٰ نے (متعدد پیغمبروں پر) نازل فرمائی ہیں تو کہتے ہیں کہ

وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ ۗ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ؕ قُلْ

ہم (تو صرف) اس (ہی) کتاب پر ایمان لاویں گے جو ہم پر نازل کی گئی ہے (یعنی توریت) اور جتنی اسکے علاوہ ہیں ان (سب) کا

فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۱﴾

انکار کرتے ہیں حالانکہ وہ بھی حق ہیں اور تصدیق کرنیوالی بھی ہیں اسکی جو انکے پاس ہے (یعنی توراۃ کی) آپ کہئیے کہ (اچھا تو) پھر کیوں قتل کیا کرتے تھے

وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ

اللہ کے پیغمبروں کو اسکے قبل کے زمانہ میں اگر تم (توراۃ پر) ایمان رکھنے والے تھے اور حضرت موسیٰ تم لوگوں کے پاس صاف صاف دلیلیں لائے (مگر) اسپر بھی

بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا

تم لوگوں نے گوسالہ کو (معبود) تجویز کر لیا موسیٰ (علیہ السلام) کے (طور پر جانے کے) بعد اور تم ستم ڈھا رہے تھے اور جب ہم نے تمہارا قول و قرار لیا تھا اور

فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا ؕ قَالُوْا

طور کو تمہارے (سروں کے) اوپر لا کر کھڑا کیا تھا جو کچھ (احکام) ہم تم کو دیتے ہیں ہمت (اور پختگی) کے ساتھ لو اور سنو اسوقت انہوں نے زبان سے

سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا ۗ وَاُشْرِبُوْا فِىْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ؕ

کہدیا کہ ہم نے سن لیا اور ہم سے عمل نہ ہوگا اور (وجہ اس کی یہ ہے کہ) ان کے قلوب میں وہی گوسالہ پیوست ہو گیا تھا انکے کفر (سابق)

قُلْ بِئْسَمَا يَأْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۳﴾

کی وجہ سے آپ فرما دیجئے کہ یہ افعال بہت برے ہیں جنکی تعلیم تمہارا ایمان تم کو کر رہا ہے اگر تم اہل ایمان ہو

کفر کا وبال

جس چیز کے بدلہ میں ان لوگوں نے اپنی جانوں کو فروخت کر دیا ہے کہ بوجہ حسد کتاب اور رسول کا انکار کرتے ہیں حق تعالیٰ نے اپنے فضل سے جبریل امین کے واسطہ سے نبوت اور کتاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمادی ہے، یہ لوگ لعنت در لعنت کے مستحق ہیں اور ان کے لئے بہت ہی سخت قسم کا عذاب ہے، اور جسوقت ان یہودیوں سے قرآن کریم پر ایمان لانے کے متعلق کہا جاتا ہے تو یہ کہتے ہیں کہ ہم توریت پر ایمان لائیں گے اور توریت کے علاوہ اور سب کتابوں کا انکار کریں گے، حالانکہ قرآن کریم بھی حق ہے، اور توحید کے بیان میں ان کے ساتھ جو کتاب ہے اس کے موافق ہے کہتے ہیں کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے آباؤ اجداد مؤمن تھے، اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ جواباً فرما دیجئے کہ اگر تم اپنی بات میں سچے ہو تو اس سے قبل اور انبیاء کرام کو کیوں تم نے قتل کیا؟

اور موسیٰ علیہ السلام امر و نہی اور دلائل لے کر آئے مگر تم نے ان کے کوہ طور پر جانے کے بعد گوسالہ کی پرستش شروع کردی، اور تم یقیناً کافر تھے، اور جس وقت ہم نے تمہارا اقرار لیا اور پہاڑ کو اکھاڑ کر تمہارے سروں پر اٹھایا کہ جو اپنی کتاب میں تم پر احکام نازل کئے ہیں اسے پوری کوشش اور ہمیشگی کے ساتھ بجالاؤ، تو گویا کہ یہ لوگ کہنے لگے کہ اگر پہاڑ اوپر نہ ہوتا تو صرف ہم آپ کی بات کو سنتے مگر حکم کی نافرمانی کرتے، ان کے دلوں میں تو ان کے کفر کی وجہ سے کفر کی سزا کے طور پر گوسالہ کی پرستش کی محبت داخل کردی گئی تھی۔

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجئے کہ اگر گوسالہ کی پرستش کی محبت تمہارے خالق کی محبت کے برابر ہے تو اگر تم اپنی اس بات میں سچے ہو کہ ہمارے آباؤ اجداد مؤمن تھے تو تمہارا یہ ایمان بہت ہی برا ہے جو بچھڑے کی عبادت کا حکم کرتا ہے ؛

قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ

آپ کہہ دیجئے کہ اگر (بقول تمہارے) عالم آخرت محض تمہارے ہی لئے نافع ہے بلا شرکت غیرے تو تم

دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۹۴﴾

(اسکی تصدیق کے لئے ذرا) موت کی تمنا کر کے دکھلا دو اگر تم سچے ہو

وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا ۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ

اور وہ ہرگز کبھی اس (موت) کی تمنا نہ کریں گے بوجہ (خوف سزا) ان اعمال (کفریہ) کے جو اپنے ہاتھوں میں سمیٹے ہیں اور

بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۵﴾ وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۚ

حق تعالیٰ کو خوب اطلاع ہے ان ظالموں (کے حال) کی اور آپ (تو) ان کو حیات (دنیویہ) کا حریص (عام) آدمیوں سے (بھی) بڑھ کر پاویں گے

وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ

اور مشرکین سے بھی ان میں کا ایک ایک (شخص) اس ہوس میں ہے کہ اس کی عمر ہزار برس کی ہو جاوے اور یہ امر عذاب سے تو

وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ

نہیں بچا سکتا کہ (کسی کی بڑی) عمر ہو جاوے اور حق تعالیٰ کے سب پیش نظر ہیں

بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾

ان کے اعمال (بد)

حریص حیات

اور آپ فرما دیجئے اگر جنت ان حضرات کے علاوہ جو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے ہیں تمہارے ہی لئے خاص ہے تو پھر تم موت کی تمنا کرو اگر اپنے اس دعوے میں سچے ہو (تاکہ جنت میں جلدی چلے جاؤ) کیونکہ انہوں نے زمانہ یہودیت میں بہت کارگذاریاں کی ہیں اسلئے یہ موت کی ہرگز تمنا نہیں کریں گے؟ اور حق تعالیٰ ان یہودیوں سے بہت زیادہ باخبر ہے اور اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان یہودیوں کو بقاء زندگی کا مشرکین عرب سے زیادہ شیدائی اور حریص پائیں گے، ان میں سے ہر ایک اس بات کا خواہشمند ہے کہ وہ ایک ہزار سال تک زندہ رہے، جن میں سے ہر ایک دن نیروز اور مہرجان ہو (یعنی زندگی کے تمام ایام خوشی و عیش و عشرت کے ساتھ گذریں) لیکن اگر ایک ہزار سال تک بھی زندہ رہیں تب بھی عذاب سے چھٹکارا نہیں ہو سکتا، اور حق تعالیٰ انکے گناہوں اور حق بات سے تجاوز اور ان چیزوں سے جو یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اوصاف اور صفت کے متعلق پوشیدہ رکھتے ہیں بہت زیادہ باخبر ہے ۞

ربع — عند المتاخرین ۲

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ الٰہی قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ الخ ابن جریر رضؓ نے ابو العالیہ سے نقل کیا ہے کہ یہودی یہ دعویٰ کیا کرتے تھے کہ جنت میں صرف یہودی داخل ہوں گے اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی یعنی اگر جنت صرف تمہارے ہی لیئے ہے تو موت کی تمنّا کرو ۔

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ

آپ اُن سے یہ کہیئے کہ جو شخص جبریل سے عداوت رکھے سو انہوں نے یہ قرآن آپ کے قلب تک پہنچادیا ہے خداوندی

بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى

حکم سے اس کی (خود) یہ حالت ہے کہ تصدیق کر رہا ہے اپنے سے قبل والی (سماوی) کتابوں کی اور رہنمائی کر رہا ہے اور

لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۷﴾ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ

خوشخبری سُنا رہا ہے ایمان والوں کو جو کوئی شخص خدا تعالیٰ کا دشمن ہو اور فرشتوں کا (ہو) اور پیغمبروں کا (ہو) اور

وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۹۸﴾

جبریل کا (ہو) اور میکائیل کا (ہو) تو اللہ تعالیٰ دشمن ہے ایسے کافروں کا

بدترین دشمن

ان یہودیوں میں سے عبداللہ بن صوریا کہتا تھا کہ جبریل ہمارے دشمن ہیں ۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی، یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجیے جو اس بات کا قائل ہو وہ حق تعالیٰ کا دشمن ہے، کیونکہ حق تعالیٰ نے اپنے حکم سے جبریل امین کے واسطہ سے قرآن کریم آپؐ پر نازل کیا ہے اور یہ قرآن کریم توحید کے متعلق سابقہ کتاب کی تصدیق کرنے والا، اور گمراہیوں سے راہ حق پر لانے والا، اور جنت کی بشارت وخوشخبری سُنانے والا ہے جو شخص بھی حق تعالیٰ اور اس کے رسولوں اور جبریل ومیکائیل کا دشمن ہو تو ایسے یہودیوں کا اللہ تعالیٰ بھی اور اس کے رسولؐ اور جبرئیل ومیکائیل اور تمام مؤمنین بھی دشمن ہیں ۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ خداوندی قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ الخ (ک) امام بخاری رحؒ نے حضرت انس رضؓ سے روایت نقل کی ہے کہ عبداللہ بن سلام نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خبر سُنی، حضرت عبداللہ

بن سلام رضہ ایک زمین میں پھلوں کو جمع کر رہے تھے وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں آپ سے تین باتیں دریافت کرنا چاہتا ہوں، جن کا علم نبی کے علاوہ اور کسی کو نہیں ہوتا، نمبر(۱) علامات قیامت کیا ہیں، (۲) جنتیوں کا سب سے پہلا کھانا کیا ہوگا (۳) لڑکا اپنے باپ یا اپنی ماں کے کیوں مشابہ ہوتا ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا ان باتوں کے جواب کے متعلق ابھی جبریل امین نے مجھے آگاہ کیا ہے، ابن سلام بولے جبریل، آپؐ نے فرمایا ہاں جبریل نے ابن سلام بولے فرشتوں میں سے جبریل تو یہودیوں کے دشمن ہیں، اس پر آپ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی قُلْ مَنْ کَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِیْلَ الخ شیخ الاسلام حافظ بن حجر عسقلانی فتح الباری میں بیں فرماتے ہیں کہ حدیث کے سیاق وسباق سے یہ بات ظاہر ہو رہی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کی تردید کے لیے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی اور اس تلاوت سے آیت کا اسی وقت نازل ہونا لازم نہیں آتا، اور یہی چیز زیادہ صحیح ہے کیونکہ اس آیت کریمہ کے نزول کے بارے میں حضرت عبداللہ بن سلام کے واقعہ کے علاوہ اور دوسرا واقعہ ثابت ہے چنانچہ امام احمد اور ترمذی اور نسائی نے بکر بن شہاب اور سعید بن جبیر کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے کہ یہودیوں کی ایک جماعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور عرض کیا اے ابوالقاسم صلے اللہ علیہ وسلم ہم آپ سے پانچ باتوں کے متعلق دریافت کرتے ہیں اگر وہ پانچوں باتیں آپ نے ہمیں بتلا دیں تو ہم یہ پہچان لیں گے کہ بیشک آپ نبیؐ ہیں اور بقیہ حدیث کو بیان کیا جس میں یہ بھی ہے کہ یہودیوں نے آپ سے دریافت کیا کہ بنی اسرائیل نے اپنے اوپر کن چیزوں کو حرام کیا تھا اور علامات نبوت کیا ہیں اور گرج اور اس کی آواز کی حقیقت کیا ہے؟ اور بچہ مذکر و مونث کیوں ہوتا ہے اور آسمان سے وحی کون لے کر آتا ہے، حتیٰ کہ یہودی بولے ہمیں بتلائیے کہ آپ کے پاس وحی کون لے کر آتا ہے، آپؐ نے فرمایا جبریل امین، یہودی بولے یہ تو جنگ وقتال اور عذاب الٰہی کے احکام لے کر آتے ہیں ہمارے دشمن ہیں، اگر آپ میکائیل کا نام لیتے جو رحمت بارش سبزہ وشادابی کے ساتھ آتے ہیں تو یہ بہتر ہوتا تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، اسحٰق بن راہویہ نے اپنی مسند میں اور ابن جریر نے شعبی سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضہ یہودیوں کے پاس آتے اور ان سے تورات سنکر اس بات سے خوش ہوتے کہ تورات نے مضامین قرآن کریم کی کس طرح تصدیق کی ہے۔ حضرت عمر رضہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ان یہودیوں کے پاس سے گذر ہوا،

حضرت عمر رضہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہودیوں سے کہا کہ میں تم کو حق تعالیٰ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ کیا تم یہ بات جانتے ہو کہ آپؐ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، ان کا عالم بولا کہ بیشک ہم یہ بات

جانتے ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ میں نے کہا تو پھر کیوں تم آپکی پیروی نہیں کرتے، یہودی بولے کہ ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا کہ آپ کے پاس وحی کون لیکر آتا ہے آپ نے فرمایا جبریل وہ ہمارے دشمن ہیں، جو شدت عذاب لڑائی اور تباہی و بربادی کے احکام لیکر آتے ہیں۔ میں نے کہا تو فرشتوں میں سے کس سے تمہیں محبت ہے وہ بولے میکائیل جو باران رحمت لیکر آتے ہیں، میں نے کہا جبریل و میکائیل کا ان کے پروردگار کے یہاں کیا مقام ہے، بولے کہ ایک ان میں سے حق تعالیٰ کے دایئں جانب ہے اور دوسرا بایئں جانب ہے، میں نے کہا جبریل امین کے لئے یہ چیز ہرگز جائز نہیں کہ وہ میکائیل سے دشمنی رکھیں اور میکائیل علیہ السلام کے حق میں اس چیز کا تصور محال ہے کہ وہ حضرت جبریل کے دشمن سے دوستی رکھیں اور جبریل و میکائیل اور ان کے پروردگار کی نظر میں وہ حضرات پسندیدہ ہیں جو ان سے محبت کریں اور وہ لوگ مبغوض ہیں جو ان سے دشمنی و کینہ رکھیں۔

حضرت عمر رضہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تا کہ اس واقعہ سے آپ کو مطلع کر دوں۔ جب میں آپ کے پاس پہنچا، تو آپ نے فرمایا کیا میں تجھے ان آیتوں کے بارے میں باخبر نہ کر دوں، جو ابھی مجھ پر نازل ہوئی ہیں، میں نے عرض کیا ضرور یا رسول اللہ ؐ چنانچہ آپ نے مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ سے کافرین تک ان آیتوں کی تلاوت فرمائی۔ میں نے عرض کیا خدا کی قسم یارسول اللہ ؐ میں یہودیوں کے پاس اسی ارادہ سے آیا تھا تا کہ ان کے اور میرے درمیان جو گفتگو ہوئی ہے اس سے آپ کو مطلع کر دوں، مگر میں نے آکر یہ منظر دیکھا کہ حق تعالیٰ نے میرے آنے سے پہلے ہی آپ کو باخبر کر دیا، امام سیوطی رح فرماتے ہیں اس حدیث کی امام شعبی تک سند صحیح ہے مگر امام شعبی نے حضرت عمر رضہ فاروق کا زمانہ نہیں پایا۔ اور اسی روایت کو ابن جریر نے سدی کے واسطہ سے حضرت عمر رضہ سے اور ایسے ہی قتادہ کے واسطہ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے مگر ان دونوں کی بھی سندیں منقطع ہیں۔ ک اور ابن ابی حاتم نے دوسرے طریق سے عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضہ سے نقل کیا ہے کہ یہودی حضرت فاروق رضہ سے ملے اور کہنے لگے کہ جبریل امین کا تمہارے نبی ذکر کرتے ہیں، وہ ہمارے دشمن ہیں، حضرت عمر رضہ نے فرمایا کہ جو شخص حق تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل و میکائیل کا دشمن ہو تو اللہ تعالیٰ اس کا دشمن ہے۔ چنانچہ حضرت عمر فاروق رضہ کے زبان سے جو کلمات نکلے تھے اسی کے مطابق حق تعالیٰ نے آیت کریمہ نازل فرمادی، امام سیوطی رح فرماتے ہیں کہ ان سندوں سے بعض کو بعض سندوں کے ساتھ تقویت حاصل ہو رہی ہے اور ابن جریر رضہ نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ اس آیت کریمہ کے نزول کا یہی سبب ہے ۞

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ

اور ہم نے تو آپ کے پاس بہت سے دلائل واضحہ نازل کیے ہیں اور کوئی انکار نہیں کیا کرتا مگر

اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ﴿۹۹﴾ اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ

صرف وہی لوگ جو عدول حکمی کے عادی ہیں، کیا اور جب کبھی بھی ان لوگوں نے کوئی عہد کیا ہوگا ضرور، اسکو ان میں

مِّنْهُمْ ۭ بَلْ اَكْثَرُھُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۰﴾

کسی نہ کسی فریق نے نظر انداز کر دیا ہوگا بلکہ ان میں زیادہ تو ایسے ہی نکلیں گے جو دبیرے اس عہد کا یقین ہی نہیں رکھتے

دلائل کے منکر

یعنی ہماری جانب سے جبریل امین آپ کے پاس ایسی آیات لے کر آئے ہیں جو اوامر و نواہی کو خوب وضاحت کے ساتھ بیان کرنے والی اور ان آیات کا انکار کافر یہودی ہی کرتے ہیں، اور جس وقت یہودیوں کے رؤسا نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معاہدہ کیا تو سب ہی نے اسے پس پشت ڈال دیا۔

لباب النقول فی اسباب النزول

آیت کریمہ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الخ ابن ابی حاتم نے سعید اور عکرمہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے، کہ ابن صوریا نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ ہمارے پاس کوئی ایسی چیز لے کر نہیں آئے، جسے ہم پہچانتے ہوں اور نہ آپ پر کوئی بیان کرنے والی واضح آیت نازل ہوئی ہے تو اس پر حق تعالیٰ نے وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ کو نازل فرمایا۔

وَلَمَّا جَاۗءَھُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَھُمْ

اور جب ان کے پاس ایک پیغمبر آئے اللہ کی طرف سے جو تصدیق بھی کر رہے ہیں اس کتاب کی جو ان لوگوں کے پاس ہے

نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَاۗءَ ظُهُوْرِھِمْ

(یعنی توراۃ کی) ان اہل کتاب میں سے ایک فریق نے خود اُس کتاب اللہ ہی کو پس پشت ڈال دیا جیسے اُنکو گویا اصلاً

كَاَنَّھُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰي مُلْكِ

علم ہی نہیں اور انہوں نے ایسی چیز کا (یعنی سحر کا) اتباع کیا جس کا چرچا کیا کرتے تھے شیاطین (یعنی خبیث جن) حضرت

سُلَيْمٰنَ ج وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ

سلیمان (علیہ السلام) کے (عہد) سلطنت میں اور حضرت سلیمان ؑ نے کفر نہیں کیا مگر (ہاں) شیاطین کفر کیا کرتے تھے

النَّاسَ السِّحْرَ ق وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ

اور حالت یہ تھی کہ آدمیوں کو بھی (اس) سحر کی تعلیم کیا کرتے تھے اور اس (سحر) کا بھی جو کہ ان دونوں فرشتوں پر نازل کیا گیا تھا شہر بابل میں جنکا

وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ط

نام ہاروت ماروت تھا اور وہ دونوں کسی کو نہ بتلاتے جب تک یہ (نہ) کہہ دیتے کہ ہمارا وجود بھی ایک امتحان ہے سو تو کہیں کافر

فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ط وَمَا هُمْ

مت بن جائیو کہ اس میں پھنس جاوے) سو (بعض) لوگ ان دونوں سے اس قسم کا سحر سیکھ لیتے تھے جسکے ذریعہ سے (عمل کر کے) کسی

بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ط وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ

مرد اور اسکی بیوی میں تفریق پیدا کر دیتے تھے اور یہ (ساحر) لوگ اسکے ذریعہ سے کسی کو بھی ضرر نہیں پہنچا سکتے مگر خدا ہی کے (تقدیری) حکم

وَلَا يَنْفَعُهُمْ ط

اور ایسی چیزیں سیکھ لیتے ہیں جو (خود) ان کو ضرر رساں ہیں اور ان کو نافع نہیں ہیں

شیطانوں کے چیلے

اور جب ان کے پاس منجانب اللہ ایسا رسول آتا ہے جو ان صفات و اوصاف کے مطابق ہوتا ہے جن کا ان کی کتاب میں ذکر ہے تو یہ اہل کتاب توراۃ کو اپنے پس پشت ڈال دیتے ہیں، اور توراۃ میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی جو صفات اور آپ ؐ کے اوصاف مذکور ہیں ان پر ایمان نہیں لاتے اور نہ کسی کے سامنے ان کو بیان کرتے ہیں، ان جاہل یہودیوں نے تمام انبیاء کرام کی کتابوں کو چھوڑ دیا ہے، شیاطین نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی سلطنت ختم کرنے کے لئے جو چالیس روز تک جادو منتر کیا تھا اس پر ان لوگوں نے عمل کیا، حضرت سلیمان علیہ السلام نے کسی قسم کا کوئی جادو منتر نہیں لکھا تھا، شیاطین یا یہودیوں ہی نے جادو منتر لکھا تھا، اور یہی اس کی تعلیم دیتے تھے اور ان دونوں فرشتوں پر بھی جادو نہیں نازل کیا گیا تھا (ابو العالیہ کے قول کے مطابق اور صحیح قول یہ ہے) کہ یہ شیاطین اس جادو کی بھی تعلیم دیتے تھے جو ان دونوں فرشتوں کو بطور

الہام کے آتا تھا، یہ دونوں فرشتے کسی کو جادو نہیں سکھاتے تھے، تاوقتیکہ اولاً اس سے کہہ نہ دیتے تھے کہ ہم اس چیز سے لوگوں کی آزمائش کرتے ہیں تاکہ ہم پر عذاب خداوندی کی شدت نہ ہو، لہٰذا تو اسے مت سیکھ اور نہ اس پر عمل کر مگر یہ لوگ بغیر ان کی تعلیم کے ایسی چیز حاصل کرتے تھے، جسکے ذریعہ مرد عورت سے بیزار ہوجائے اور یہ لوگ جادو اور اس کی تفریق کرانے سے حق تعالیٰ کے ارادہ اور مشیت کے بغیر کسی کو نقصان نہیں پہونچا سکتے اور شیاطین و یہودی اور جادوگر ایک دوسرے کو اس قسم کا جادو سکھاتے تھے جو آخرت کے لئے مضر ہو اور دنیا و آخرت میں اس سے کسی قسم کا فائدہ نہ حاصل ہو۔

لباب النقول فی اسباب النزول

اور مالک بن ابی الصیف رح بیان کرتے ہیں کہ جس وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور آپ نے اس عہد و میثاق کو جوان سے لیا گیا تھا اور اس عہد و پیمان کو جو ان سے حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں لیا گیا تھا بیان کیا تو یہ یہودی بولے واللہ ہم سے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق کوئی عہد نہیں لیا گیا، اور نہ ہم سے کسی قسم کا میثاق کرایا گیا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل کی گئی کہ جس وقت بھی ان سے کوئی عہد لیا گیا الخ۔

فرمانِ خداوندی وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوْا الخ۔ ک۔ ابن جریر رضنے شہر بن خوشب سے نقل کیا ہے کہ یہودی کہتے تھے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھو حق بات کو باطل باتوں سے ملاتے ہیں۔ سلیمان (علیہ السلام) کا تذکرہ انبیاء کرام کے ساتھ کرتے ہیں کیا وہ جادوگر نہیں تھے ہوا پر سوار رہتے تھے۔ اس پر حق تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیت وَاتَّبَعُوْا الخ نازل فرمائی، اور ابن ابی حاتم نے ابوالعالیہ سے نقل کیا ہے کہ یہودیوں نے تورات کی باتوں میں سے کسی زمانہ کے متعلق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، اور یہودی آپ سے کسی چیز کے بارے میں نہیں دریافت کرتے تھے مگر یہ کہ حق تعالیٰ آپ پر اس کے بارے میں جو کچھ ان یہودیوں نے سوال کیا تھا وحی نازل فرمادیتا تھا، جب یہودیوں نے یہ دیکھا تو آپس میں کہنے لگے کہ یہ تو (یعنی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم) جو باتیں ہمارے پاس نازل شدہ ہیں ان سے بہت زیادہ جاننے والے ہیں لہٰذا ان سے جادو کے بارے میں سوالات و اعتراضات کریں اس پر اللہ تعالیٰ جل شانہ، نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِيْنُ الخ۔

وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ط

اور ضرور یہ (یہودی) بھی اتنا جانتے ہیں کہ جو شخص اس کو اختیار کرے ایسے شخص کا آخرت میں کوئی حصہ (باقی) نہیں

وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾

اور بیشک بری ہے وہ چیز (یعنی سحر و کفر) جس میں وہ لوگ اپنی جان دے رہے ہیں، کاش انکو اتنی عقل ہوتی۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ؕ لَوْ كَانُوْا

اور اگر وہ لوگ (بجائے اسکے) ایمان اور تقویٰ (اختیار) کرتے تو خدائے تعالیٰ کے ہاں کا معاوضہ بہتر تھا کاش انکو

يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا

(اتنی) عقل ہوتی اے ایمان والو تم (لفظ) راعنا مت کہا کرو اور انظرنا کہہ دیا کرو

ع ۱۲ ۱۲

وَاسْمَعُوْا ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾

اور (اس کو اچھی طرح) سُن لیجیو اور (ان) کافروں کو (تو) سزائے دردناک ہو (ہی) گی

دوزخ کے کُندے

ان فرشتوں نے اور کہا گیا ان یہودیوں نے اپنی کتابوں میں یا ان شیاطین نے یہ بات روز روشن کی طرح جان لی تھی، کہ جو شخص جادو منتر کو اختیار کرے اس کے لئے جنت میں کسی قسم کا کوئی حصہ نہیں ہے اور یہ بہت ہی بدترین چیز ہے جس کو یہودیوں نے اپنے لئے پسند کیا ہے لیکن یہ اس کو نہیں سمجھتے اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ یہ اپنی کتابوں میں اس کی برائی سے واقف ہیں، اور اگر یہ یہودی قرآن کریم اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں اور یہودیت اور جادوگری سے توبہ کریں تو حق تعالیٰ کے یہاں اس کے صلہ میں جو انہیں ثواب ملے گا وہ اس یہودیت اور جادوگری سے بہتر ہے، کاش یہ حق تعالیٰ کے ثواب کی تصدیق کریں، لیکن یہ نہ اس کو سمجھتے ہیں اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ یہ لوگ اپنی کتابوں کے ذریعہ اکی سچائی سے بخوبی واقف ہیں (مگر اس کے باوجود پھر اسے تسلیم نہیں کرتے) رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان رکھنے والو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے (راعنا) یعنی اے اللہ تعالیٰ کے نبی اپنی گفتگو سنائیے یہ نہ کہا کرو، بلکہ یہ کہا کرو کہ ہماری جانب توجہ فرمائیے اور اے اللہ تعالیٰ کے نبی ہماری گفتگو سُنئے، اور لغت یہود میں اس کا یہ مطلب ہوتا تھا کہ اپنی بات پھر سُنائیے تاکہ میں سُنوں (اور یہودی بدنیتی سے ایسا کہتے تھے) اس وجہ سے مسلمانوں کو اس لفظ کے استعمال سے منع کیا ؛

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ خداوندی يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا الخ ک۔ ابن منذر نے سدی سے نقل کیا ہے کہ یہودیوں میں سے دو شخص مالک بن صیف اور رفاعۃ بن یزید جب بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ملتے تو راعنا کہتے اور ان کا یہ مطلب ہوتا کہ آپ ہمارے سامنے گفتگو فرمائیں۔ مگر حقیقت میں ہم آپکی گفتگو کو نہیں سُنتے، مسلمانوں نے یہ سنکر یہ سمجھا کہ یہ ایسا کلمہ ہے جس سے اہل کتاب اپنے انبیاء کرام کی تعظیم کرتے ہیں، تو انہوں نے بھی

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہی کلمہ کہنا شروع کر دیا، اس پر حق تعالیٰ نے یہ فرمان نازل فرمایا کہ اے ایمان والو رَاعِنَا مت کہا کرو، بلکہ اُنْظُرْنَا بولا کرو۔ اور ابو نعیم نے دلائل میں بواسطہ، سدی صغیر، کلبی، ابو صالح، حضرت ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے کہ راعنا یہودیوں کی زبان میں بہت بری گالی تھی، جب یہودیوں نے صحابہ کرام رضہ کو اس کلمہ کو بولتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے علی الاعلان حضورؐ سے یہ لفظ کہنا شروع کر دیا یہودی اس لفظ کو بولتے تھے اور آپس میں ہنستے تھے چنانچہ حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی، حضرت سعد بن معاذ رضہ نے جب آیت کریمہ سُنی تو یہودیوں سے کہا اے اللہ کے دشمنو! اگر اس مجلس کے بعد میں نے تم سے کسی سے اس کلمہ کو حضورؐ کے سامنے بولتا ہوا دیکھا تو اس کی گردن اڑا دونگا ک۔ اور ابن جریر نے ضحاک سے نقل کیا ہے کہ کوئی شخص حضورؐ کے سامنے یہ کہتا تھا کہ اپنی گفتگو سے میری جانب متوجہ ہو جیئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی ک۔ اور قتادہ سے نقل کیا ہے کہ صحابہ رضہ حضورؐ سے کہتے تھے رَاعِنَا کسمعک یہودیوں نے بھی حضورؐ کی خدمت میں آکر یہی کلمہ کہنا شروع کر دیا تب یہ آیت نازل ہوئی ک۔ عطاء سے مروی ہے کہ زمانہ جاہلیت میں یہ انصار کی لغت تھی جس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی، اور ابو العالیہ سے نقل کیا ہے کہ عرب جس وقت آپس میں گفتگو کرتے تو ایک ساتھی دوسرے ساتھی سے کہتا تھا اَرْعِنِیْ سَمْعَکَ چنانچہ اس لفظ کے استعمال سے سب روک دیئے گئے۔

مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ

خدا کبھی پسند نہیں کرتے کافر لوگ (خواہ) ان اہل کتاب میں سے (ہوں) اور (خواہ) مشرکین میں سے

اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ

اس امر کو کہ تم کو کسی طرح کی بہتری (بھی) نصیب ہو تمہارے پروردگار کی طرف سے حالانکہ اللہ تعالیٰ

مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۰۵﴾ مَا نَنْسَخْ مِنْ

اپنی رحمت اور عنایت کے ساتھ جس کو منظور ہوتا ہے مخصوص فرما لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل کرنے والے ہیں ہم کسی آیت کا

اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ؕ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ

حکم جو موقوف کر دیتے ہیں یا اس آیت (ہی) کو (ذہنوں سے) فراموش کر دیتے ہیں تو ہم اس آیت سے بہتر یا اس آیت ہی کی مثل لے آتے ہیں (اے معترض)

عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۰۶﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

کیا تجھ کو یہ معلوم نہیں کہ حق تعالیٰ ہر شے پر قدرت رکھتے ہیں۔ کیا تجھ کو یہ معلوم نہیں کہ حق تعالیٰ ایسے ہیں کہ خاص ان ہی کی ہے

وَالْاَرْضِ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۰۷﴾

سلطنت آسمانوں کی اور زمین کی (اور یہ بھی سمجھ رکھو کہ) تمہارا حق تعالیٰ کے سوا کوئی یار و مددگار بھی نہیں

قادر مطلق خدا ہی

کعب بن اشرف یہودی اور اس کے ساتھی اور مشرکین عرب میں سے ابوجہل اور اس کی جماعت ہرگز یہ گوارا نہیں کرتی کہ حق تعالیٰ جبریل امین کے ذریعہ تمہارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر نبوت اسلام اور کتاب اللہ کی بھلائیاں نازل فرمائے اور اللہ تعالیٰ اپنے دین نبوت اور اسلام اور اپنی کتاب کے نازل کرنے کے لئے جو اس کا اصل ہوتا ہے یعنی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اسی کو منتخب فرماتا ہے اور حق تعالیٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر نبوت و اسلام کی بدولت بہت ہی عظیم الشان فضل فرما رہا ہے۔

اب حق تعالیٰ ان احکام کی حکمت بیان فرماتے ہیں جو قرآن کریم میں منسوخ کر دیئے گئے ہیں اور وہ احکام جو منسوخ نہیں ہوئے ہیں، قریش کہا کرتے تھے اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ کسی بات کے کرنے کے متعلق ہمیں حکم دیتے ہیں اور پھر خود ہی اس سے منع کر دیتے ہیں، اس پر حق تعالیٰ نے فرمایا، ہم جس ایسے حکم کو کہ جس پر عمل ہو چکا ہے اسے تبدیل کرتے ہیں کہ پھر اس پر عمل نہ کیا جائے یا اس آیت ہی کو مٹا دیتے ہیں مگر اس پر عمل منسوخ نہیں ہوتا تو پھر ہم منسوخ شدہ سے زیادہ نافع اور عمل میں زیادہ آسان یا ثواب نفع اور عمل میں اسی جیسی جبریل امین کے واسطہ سے دوسری آیت بھیج دیتے ہیں، اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم حق تعالیٰ ناسخ و منسوخ میں سے ہر ایک چیز پر قادر ہے اے محمدؐ آسمانوں اور زمینوں کے تمام تصرفات حق تعالیٰ ہی کے لئے ہیں اپنے بندوں کو جو چاہتا ہے اسی چیز کا حکم دیتا ہے کیونکہ وہ ان کے مصالح اور درستگی کو زیادہ جاننے والا ہے، اے یہودیو! حق تعالیٰ کے عذاب سے نجات دلانے کے لئے تمہارے کوئی قریب نہیں جس سے تمہیں فائدہ پہنچے، اور نہ تمہارا کوئی محافظ ہے جو تمہاری حفاظت کرے، اور نہ کوئی ایسا روکنے والا موجود ہے جو تم سے عذاب الٰہی کو روک دے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی، مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ۔ ک۔ ابن ابی حاتم نے عکرمہ کے واسطہ سے ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے کہ بسا اوقات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر رات کو وحی نازل ہوتی ہے اور دن میں آپ اسے بھول جاتے تھے اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ہم کسی آیت کا حکم جو موقوف کر دیتے ہیں الخ۔

اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْئَلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ؕ

ہاں کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اپنے رسول سے (بیجا بیجا) درخواستیں کرو جیسا کہ اس کے قبل حضرت موسیٰؑ سے بھی (ایسی ایسی)

وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۱۰۸﴾

درخواستیں کی جاچکی ہیں اور جو شخص بجائے ایمان لانے کے (کفر کی باتیں) کرے بلاشک وہ شخص راہ راست سے دور جا پڑا

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا

ان اہل کتاب (یعنی یہود) میں سے بہتیرے دل سے یہ چاہتے ہیں کہ تم کو تمہارے ایمان لائے پیچھے پھر کافر کر ڈالیں محض

حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ج

حسد کی وجہ سے جو کہ خود ان کے دلوں ہی سے (جوش مارتا) ہے حق واضح ہوئے پیچھے خیر (اب تو)

فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِىَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ط اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ

معاف کرو اور درگزر کرو اور جب تک حق تعالیٰ (اس معاملہ کے متعلق) اپنا حکم (قانون جدید)

شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۰۹﴾

بھیجیں اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں

الثلثہ

یہود کی خواہش

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل موسٰی علیہ السلام سے بنی اسرائیل نے جیساکہ حق تعالیٰ کے دیدار اور اس سے کلام کرنے وغیرہ کے سوالات کئے تم بھی اسی قسم کا ارادہ رکھتے ہو، جو شخص ایمان چھوڑ کر کفر اختیار کرتا ہے تو اس نے ہدایت کے راستہ کو پس پشت ڈال دیا ہے۔

کعب بن اشرف اور اس کے ساتھی اور فنحاص بن غازوراء اور اس کی جماعت اے عمار اور حذیفہ اور اے معاذ بن جبل حسد و بغض میں یہ تمنا و خواہش کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لانے کے بعد کافر ہو کر (عیاذ باللہ) پھر ان کے دین پر لوٹ جاؤ، باوجودیکہ انکی کتابوں میں یہ بات ظاہر ہو چکی ہے کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کا دین اور آپکے اوصاف و صفتیں یہ سب حق ہیں، لہٰذا ان باتوں کو چھوڑ و اور ان سے اعراض کرو تا وقتیکہ حق تعالیٰ بنی قریظہ اور نضیر پر قتل و غارت گری قید اور جلاوطنی کا اپنا عذاب نہ نازل فرمادے اور حق تعالیٰ قتل و جلاوطنی سب پر قادر ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

قولہ تعالیٰ اَمْ تُرِيْدُوْنَ الخ ابن ابی حاتم نے سعید اور عکرمہ رضؓ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں، کہ

رافع بن حرملہ نے اور وہب بن زید نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، کہ ہمارے پاس ایسی کتاب لائیے جو ہم پر آسمان سے نازل ہو جسے ہم خود پڑھتے ہیں، یا ہمارے لئے نہریں جاری کر دیجئے تاکہ ہم آپکی پیروی کریں اور آپ کی تصدیق کریں، اس پر حق تعالیٰ نے اَمْ تُرِيْدُوْنَ سے سَوَاءَ السَّبِيْلِ تک آیت کریمہ نازل فرمائی اور حی بن اخطب اور ابو یاسر بن اخطب یہودیوں میں سے سب سے زیادہ عرب کے جبکہ حق تعالیٰ نے انھیں اپنے رسول کے ساتھ خاص فرمادیا تھا حاسد تھے، اور یہ دونوں اپنی پوری جد وجہد اور کوشش کے ساتھ لوگوں کو اسلام سے روکنے میں تلے ہوئے تھے، تو حق تعالیٰ نے ان دونوں کے بارے میں وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اس آیت کو نازل فرمایا ک۔ اور ابن جریر نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ قریش نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ان کے لئے کوہ صفا کو سونے کا بنا دیا جائے، آپ نے فرمایا اچھا مگر وہ تمہارے حق میں اگر تم کفر کروگے ایسا ہوگا جیسا کہ بنی اسرائیل کے لئے فائدہ چنانچہ انہوں نے نہ مانا اور اپنے قول سے رجوع نہ کیا، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ اَمْ تُرِيْدُوْنَ نازل فرمائی، اور سدی رح سے نقل کیا ہے کہ عرب نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہمارے پاس حق تعالیٰ کو لے آیئے تاکہ ہم خود بغیر کسی حجاب کے دیدار الٰہی کریں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ک۔ اور ابو العالیہ سے نقل کیا ہے ایک شخص نے حضور ص سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کاش ہمارے کفارات بھی بنی اسرائیل کے کفارات کے طریقہ پر ہوتے اس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے جو چیز تمھیں عطا کی ہے وہ بہتر ہے، بنی اسرائیل میں سے جب کسی سے کوئی گناہ سرزد ہو جاتا تھا تو اپنے دروازہ پر اس گناہ اور اس کے کفارہ کو لکھا ہوا پاتا تھا اگر وہ شخص کفارہ ادا کر دیتا تھا تو صرف دنیا ہی میں رسوائی ہوتی تھی اور اگر کفارہ نہیں ادا کرتا تھا تو آخرت میں اس کی رسوائی کا باعث ہوتا تھا، اور حق تعالیٰ نے تمہیں اس سے بہترین چیز عطا کی ہے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے، وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ الخ یعنی جو شخص کسی برائی کا ارتکاب کر کے اپنے اوپر ظلم کرے پھر اس کے بعد حق تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی کے لئے استغفار کرے تو حق تعالیٰ غفور رحیم اور پانچوں نمازیں اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک درمیانی گناہوں کے لئے کفارات ہیں تو اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اَمْ تُرِيْدُوْنَ الخ :

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ

اور (سر دست صرف) نماز پابندی سے پڑھے جاؤ اور زکوٰۃ دیئے جاؤ اور جو نیک کام بھی اپنی بھلائی کے واسطے جمع کرتے رہو گے

خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۰﴾

حق تعالیٰ کے پاس (پہنچکر) اس کو پالوگے کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب کئے ہوئے کاموں کو دیکھ بھال رہے ہیں

وَقَالُوْا لَنْ یَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی ؕ

اور یہود اور نصاریٰ (یوں) کہتے ہیں کہ بہشت میں ہرگز کوئی نہ جانے پاویگا بجز ان لوگوں کے جو یہودی ہوں یا ان لوگوں کے

تِلْكَ اَمَانِیُّهُمْ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۱۱۱﴾

جو نصرانی ہوں یہ (خالی) دل بہلانے کی باتیں ہیں آپ کہیئے کہ (اچھا) اپنی دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو

بَلٰی ق مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ

ضرور دوسرے لوگ جاویں گے جو کوئی شخص بھی اپنا رخ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکا دے اور وہ مخلص بھی ہو تو ایسے شخص کو اس کا عوض ملتا ہے

رَبِّهٖ ۪ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ع ﴿۱۱۲﴾

اسکے پروردگار کے پاس پہنچکر اور نہ ایسے لوگوں پر (قیامت میں) کوئی اندیشہ ہے اور نہ ایسے لوگ (اس روز) مغموم ہونے والے ہیں

۱۳ ع ۹ ۱۳

نیکی کا بہتر صلہ

پانچوں نمازوں کو پورے طریقہ پر ادا کرو، اپنے مالوں کی زکوٰۃ دو، اور جو تم اپنے لئے اعمال صالحہ زکوٰۃ اور صدقات ادا کر چکے ہو تو ان کا ثواب حق تعالیٰ کے یہاں پاؤ گے، اور جو اموال صدقات و زکوٰۃ کو خرچ کرتے ہو تو حق تعالیٰ تمہاری نیتوں سے بخوبی واقف ہے یہودی اور اسی طرح نصاریٰ اپنے گمان کے اندر کہتے ہیں کہ جو یہودیت (یا نصرانیت) پر مریگا وہی جنت میں جائے گا، یہ تو محض ان کی خوابی تمنائیں ہیں جو اللہ تعالیٰ پر انھوں نے قائم کر رکھی ہیں جس کا ان کی کتابوں میں کہیں تذکرہ نہیں، اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان دونوں جماعتوں سے فرما دیجئے کہ اگر اپنی افسانہ پردازی میں سچے ہو تو اپنی کتابوں سے ثبوت پیش کرو، مگر واقعہ تمہاری باتوں کے مطابق نہیں بلکہ جس شخص نے اپنے دین اور عمل خالص حق تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے کیا اور اپنے قول و فعل میں وہ نیکو کار ہے تو یقیناً ایسے آدمی کا ثواب جنت میں ہے ایسے لوگوں پر نہ دوزخ میں ہمیشہ رہنے کا ڈر اور نہ جنت ہاتھ سے چلی جانے کا افسوس ہوگا۔

وَقَالَتِ الْیَهُوْدُ لَیْسَتِ النَّصٰرٰی عَلٰی شَیْءٍ ۪ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰی

اور یہود کہنے لگے کہ نصاریٰ (کا مذہب) کسی بنیاد پر (قائم) نہیں اور (اسی طرح) نصاریٰ کہنے لگے کہ یہود کسی بنیاد پر

لَیْسَتِ الْیَهُوْدُ عَلٰی شَیْءٍ ۙ وَّهُمْ یَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِیْنَ

نہیں حالانکہ یہ سب (لوگ آسمانی) کتابیں (بھی) پڑھتے ہیں اسی طرح یہ لوگ (بھی) جو کہ محض بے علم ہیں

لا یعلمون مثل قولھم فاللہ یحکم بینھم یوم القیمۃ

ان کا سا قول کہنے لگے سو اللہ تعالیٰ ان سب کے درمیان (عملی) فیصلہ کردیں گے قیامت کے روز ان تمام مقدمات

فیما کانوا فیہ یختلفون ﴿۱۱۳﴾

میں جن میں وہ باہم اختلاف کررہے تھے

یہود و نصاریٰ کی چپقلش

اب حق تعالیٰ یہود و نصاریٰ کا منازعہ بیان فرماتے ہیں جو یہ لوگ دین کے بارے میں کرتے تھے، چنانچہ فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ کے یہودی اس بات کے قائل تھے کہ نصاریٰ کے پاس حق تعالیٰ کے دین میں سے کچھ نہیں اور دین الہٰی صرف یہودیت ہی میں ہے اور نجران کے نصاریٰ اس بات کے مدعی تھے کہ یہودیوں کے پاس دین الہٰی میں سے کچھ نہیں اور دین خداوندی کا انحصار نصرانیت ہی میں ہے دراں حالیکہ دونوں جماعتیں کتاب خداوندی پڑھتی تھیں، مگر اس پر ایمان نہیں لاتے تھے اور کہتے تھے کہ ان کتابوں میں کچھ نہیں، ان ہی جماعتوں کی طرح وہ ہی لوگ جنہیں اپنے آباؤ اجداد سے توحید خداوندی کا علم نہیں دعویدار رہتے ہیں اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ وہ اس بات کے مدعی تھے کہ کتاب اللہ ان کے علاوہ ہے حق تعالیٰ خود بروز قیامت ان یہود و نصاریٰ کے مابین جو دین کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں فیصلہ فرمائیں گے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الہٰی وقالت الیھود الخ ابن ابی حاتم نے سعید اور عکرمہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں اہل نجران کے نصاریٰ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کے پاس یہودیوں کے علماء آئے، اور آپس میں جھگڑا کرنے لگے۔ رافع بن خدیج نصاریٰ سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ تم دین کی کسی چیز پر عمل پیرا نہیں ہو، حضرت عیسٰی علیہ السلام اور انجیل کا تم نے انکار کیا ہے اس پر اہل نجران میں سے ایک شخص نے یہودیوں سے کہا کہ تم دین کی کسی بات پر قائم نہیں ہو، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور توارت کا تم نے انکار کیا ہے اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی، کہ یہودی اس بات کے مدعی ہیں کہ نصاریٰ کسی چیز پر کاربند نہیں الخ ۔

ومن اظلم ممن منع مسجد اللہ ان یذکر فیھا اسمہ

اور اس شخص سے زیادہ اور کون ظالم ہوگا جو حق تعالیٰ کی مسجدوں میں ان کا ذکر (اور عبادت) کئے جانے سے بندش کرے اور انکے ویران

وَسَعٰى فِىْ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ

(ومعطل) ہونے (کے بارہ) میں کوشش کرے، ان لوگوں کو تو کبھی بے ہیبت ہو کر ان میں قدم بھی نہ رکھنا چاہیے تھا بلکہ جب جاتے

اِلَّا خَآئِفِيْنَ ؕ لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ وَّلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ

ہیبت اور ادب سے جاتے) ان لوگوں کو دنیا میں بھی رسوائی (نصیب) ہوگی اور ان کو آخرت میں

عَذَابٌ عَظِيْمٌ (۱۱۴)

بھی سزائے عظیم ہوگی

ظالموں کا سرغنہ

نصاریٰ کا بادشاہ قطوس بن اسپانوس رومی جس نے بیت المقدس کو ویران کیا اب حق تعالیٰ اس کا تذکرہ فرماتے ہیں، کہ اس شخص سے بڑھ کر کس کا کفر ہوگا جس نے بیت المقدس کو ویران کیا، تاکہ اس میں حق تعالیٰ کا نام توحید اور اذان کی وجہ سے بلند نہ ہو، اور بیت المقدس کی ویرانی کے لیے مرداروں کو اس میں ڈال کر اپنی پوری کوشش اور سعی کی یہ ویرانی حضرت عمر فاروق رضہ کے زمانہ تک باقی رہی، اب ان رومیوں کو بیت المقدس میں داخلہ کیلئے امان حاصل نہیں یہ مسلمانوں سے اپنے قتل ہونے کا خوف کرتے ہیں کہ اگر ان کے داخلہ کا علم ہو جائے تو فوراً ان کی گردن اڑا دی جائے، ان کے لئے ان کے شہروں قسطنطنیہ عموریہ اور رومیہ کے ویران و برباد ہونے کا عذاب ہے، اور دنیا سے بہت زیادہ سخت ترین ان کے لئے آخرت میں عذاب ہے ؕ

لباب النقول فی اسباب النزول

ابن ابی حاتم رضہ نے مذکورہ بالا حوالہ سے نقل کیا ہے کہ قریش نے مسجد حرام میں بیت اللہ کے قریب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھنے سے روک دیا تھا اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ وَمَنْ اَظْلَمُ اور ابن جریر رضہ نے ابو زید سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ مشرکین مکہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے حدیبیہ کے سال جس وقت انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے روک دیا تھا؟

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

اور اللہ ہی کی مملوک ہیں (سب جہتیں) مشرق بھی اور مغرب بھی پس تم لوگ جس طرف منہ کرو ادھر ہی اللہ تعالیٰ کا رخ ہے

وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (۱۱۵)

کیونکہ اللہ تعالیٰ (تمام توجہات) کو محیط ہیں کامل العلم ہیں

قبلہ

اب حق تعالیٰ قبلہ کا تذکرہ فرماتے ہیں کہ جس شخص کو قبلہ معلوم نہ ہو وہ تحری کرکے جس جانب نماز میں اپنا منہ کرلے تو وہ نماز حق تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے ہوجائے گی، اور اس آیت کی یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ حق تعالیٰ مشرق و مغرب والوں کے لئے قبلہ بیان کررہا ہے اور وہ حرم ہے تو جس مقام پر بھی نماز کی حالت میں تم اپنے چہروں کو حرم کی طرف کرلو گے تو وہ ہی حق تعالیٰ کا قبلہ ہے، حق تعالیٰ قبلہ کے تعلق ان کی نیتوں سے بخوبی واقف ہے:

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ الٰہی وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ الخ مسلم، ترمذی، نسائی نے حضرت ابن عمر رضہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ واپسی کے وقت اپنی سواری پر جس جانب بھی آپکی سواری کا رُخ ہوتا تھا نفل نماز پڑھ رہے تھے، اس کے بعد ابن عمر رضہ نے وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ آیت کریمہ پڑھی اور فرمایا اسی کے حکم کے لئے یہ آیت نازل ہوئی ہے، اور امام حاکم رضہ نے حضرت عمر رضہ سے روایت نقل کی ہے کہ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ یہ آیت کریمہ اس بارے میں نازل ہوئی ہے کہ جس جانب بھی آپ کی سواری کا رُخ ہو اس پر نفل نماز پڑھ سکتے ہیں، امام حاکم رح فرماتے ہیں یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے، امام سیوطی رح فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ کے بارے میں جو احادیث مروی ہیں ان سب میں از روئے سند یہ حدیث سب سے زیادہ صحیح ہے اور اس پر علماء کرام کی ایک جماعت نے اعتماد کیا ہے مگر اس میں نزولِ آیت کا سبب مذکور نہیں بلکہ صرف اتنا ہے کہ اس چیز کے بارے میں نازل ہوئی ہے مگر دوسری روایات میں سبب نزول آیت کی تصریح موجود ہے، چنانچہ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے علی بن ابی طلحہ رضہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جب مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو حق تعالیٰ نے آپ کو نماز کی حالت میں بیت المقدس کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا، اس سے یہودی بہت خوش ہوئے چنانچہ آپ نے دس ماہ سے زیادہ بیت المقدس کی طرف نماز میں منہ کیا، اور آپ قبلہ ابراہیمی کو پسند فرماتے تھے۔ اور اس کے لئے دعا بھی فرماتے تھے، اس کی طرف بھی دیکھتے تھے، تب حق تعالیٰ نے پھر سابقہ قبلہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دے دیا، فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ، اس پر یہودیوں کو شبہ ہوا کہ کیا وجہ ہے کہ جس قبلہ پر یہ نماز پڑھ رہے تھے پھر اس قبلہ کو ترک کردیا۔ تب حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی، کہ آپ فرمادیجئے کہ مشرق و مغرب سب ہی سمتیں حق تعالیٰ کی ملکیت میں داخل ہیں، اس حدیث کی اسناد قوی ہیں، اور حدیث کے معنی سے بھی اس کی تائید ہورہی ہے، لہٰذا اسی پر اعتماد کرلو، اور اس آیت کریمہ کے بارے میں اور دیگر ضعیف روایات بھی موجود ہیں، چنانچہ ترمذی، ابن ماجہ اور دارقطنی نے بواسطہ اشعث بن سمان، عاصم بن عبیداللہ عبیداللہ بن عامر۔

عامر بن ربیعہ رضہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک اندھیری رات میں

ایک سفر میں تھے، ہم میں سے کسی کو معلوم نہ ہو سکا کہ قبلہ کس سمت پر ہے ہر ایک نے اپنی اپنی سمجھ کے مطابق نماز پڑھ لی، جب صبح ہوئی تو ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس چیز کا تذکرہ کیا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ الخ امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث ضعیف ہے اور اشعث روایت حدیث میں ضعیف ہیں۔

اور دار قطنی اور ابن مردویہ نے بواسطہ عزرمی، عطار، حضرت ابن جابر رضہ سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر روانہ کیا، میں بھی اسی لشکر میں تھا، اچانک ہمیں بہت سخت قسم کی تاریکی سے سابقہ پیش آیا جس کی بناء پر ہم قبلہ کو نہ پہچان سکے، ہم میں سے ایک جماعت بولی کہ ہم نے قبلہ کی تحقیق کر لی، قبلہ اس کے شمالی جانب میں ہے، ان لوگوں نے اس طرف نماز پڑھ لی اور علامت کے لئے کچھ نشان کر دیئے۔ بعض لوگ بولے کہ قبلہ جنوب کی جانب ہے چنانچہ انہوں نے اس سمت پر نماز پڑھ لی اور یاددہانی کے لیے وہاں کچھ نشانات کر دیئے۔ جب صبح ہوئی اور سورج طلوع ہوا تو یہ نشانات قبلہ کے علاوہ اور دوسری سمت پر تھے جب ہم اپنے سفر سے واپس آئے تو ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس واقعہ کا تذکرہ کیا، آپؐ نے اپنی گردن جھکالی اور حق تعالیٰ نے یہ آیت وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ نازل فرمائی :۔

اور ابن مردویہ نے بواسطہ کلبی، ابو صالح، ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر روانہ فرمایا ان کو راستہ میں تاریکی سے واسطہ پڑ گیا، جس کی وجہ سے قبلہ کا رخ معلوم نہ ہو سکا چنانچہ سب نے نماز پڑھ لی پھر سورج نکلنے کے بعد یہ بات واضح ہوئی کہ قبلہ کے رخ کے علاوہ اور رخ پر نماز پڑھی ہے، جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس آئے تو آپ سے واقعہ بیان کیا تب حق تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کو نازل فرمایا کہ مشرق و مغرب سب حق تعالیٰ ہی کے لیے ہے الخ۔

اور ابن جریر نے قتادہ رضہ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا بھائی نجاشی انتقال کر گیا ہے اس پر نماز پڑھو صحابہ نے عرض کیا ہم ایسے آدمی پر نماز پڑھیں جو مسلمان نہیں ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ یُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ، پھر صحابہ بولے کہ وہ قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز نہیں پڑھتے تھے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ مشرق و مغرب سب اللہ کی ملک ہیں، یہ حدیث بہت ہی غریب ہے اور مرسل ہے یا معضل۔

ک۔ اور ابن جریر رضہ ہی نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت کریمہ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ نازل ہوئی تو صحابہ رضہ نے عرض کیا کہاں یاد کریں اس پر یہ آیت نازل ہوئی فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا الخ :۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ لَّهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اولاد رکھتا ہے سبحان اللہ کیا مہمل بات ہے، بلکہ خاص اللہ تعالیٰ کے مملوک ہیں جو کچھ بھی آسمانوں

وَالْاَرْضِ ط كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط

اور زمین میں (موجودات) ہیں (اور) سب انکے محکوم (بھی) ہیں (حق تعالیٰ) موجد ہیں آسمانوں اور زمین کے

وَاِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۱۱۷﴾

اور جب کسی کام کا پورا کرنا چاہتے ہیں تو بس اس کام کی نسبت (اتنا) فرما دیتے ہیں کہ ہوجا بس وہ (اسی طرح) ہوجاتا ہے۔

عقل کے دشمن

اب یہود اور نصاریٰ کا مقالہ بیان فرما رہے ہیں کہ یہود حضرت عزیر کو حق تعالیٰ کا بیٹا اور نصاریٰ حضرت مسیح کو حق تعالیٰ کا بیٹا قرار دیتے ہیں، حق تعالیٰ کی ذات اولاد اور شریک سے پاک ہے، جیسا تم کہتے ہو ایسا نہیں ہے بلکہ زمین و آسمان میں جتنی بھی مخلوق ہے وہ سب کے سب حق تعالیٰ کے بندے ہیں، سب کے سب حق تعالیٰ کی عبودیت اور اس کی توحید کے قائل ہیں زمین و آسمان کے وجود اور اس کی مثال سے قبل حق تعالیٰ نے ان کو ایجاد کیا ہے، اور ایسے موجد ہیں کہ مثلاً جب کسی لڑکے کو بغیر باپ کے جیسا کہ حضرت عیسٰے پیدا کرنا چاہتے ہیں، تو وہ بغیر باپ کے پیدا ہوجاتا ہے جیسا حضرت آدم تو وہ اسی طرح پیدا ہوجاتا ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَاۤ اٰيَةٌ ط

اور (بعض) جاہل یوں کہتے ہیں کہ (خود) ہم سے کیوں نہیں کلام فرماتے اللہ تعالیٰ یا ہمارے پاس کوئی اور ہی دلیل آجائے اسی طرح وہ

كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ط تَشَابَهَتْ

(جاہل) لوگ بھی کہتے چلے آئے ہیں جو ان سے پہلے ہو گزرے ہیں ان ہی کا سا (جاہلانہ) قول ان سب کے قلوب (دیکھنے میں) باہم

قُلُوْبُهُمْ ط قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۱۱۸﴾

ایک دوسرے کے مشابہ ہیں ہم نے تو بہت سی دلیلیں صاف صاف بیان کر دی ہیں

آباؤ اجداد کے متبع

جو حق تعالیٰ کی توحید سے واقف نہیں یعنی یہودی وہ اس بات کے مدعی ہیں کہ حق تعالیٰ علانیہ ہم سے گفتگو نہیں کرتا، یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بارے میں کوئی دلیل واضح ہمارے پاس کیوں نہیں آتی۔ تاکہ ہم اس پر ایمان لے آئیں اس سے قبل ان کے آباؤ اجداد بھی یہی کہتے چلے آئے ہیں۔ ان سب کی باتیں ایک سی ہیں۔ اور ان کے دل

اپنے آباء ہی کے طریقہ پر ہیں، ہم نے علامات اوامر و نواہی اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی صفات کو توراۃ میں ان سب چیزوں کو ایسی جماعت کے لئے جو کہ تصدیق کرے بیان کر دیا ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان خداوندی وقال الذین لا یعلمون الخ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے سعید اور عکرمہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رض سے روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ رافع بن خزیمہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا، جیسا کہ آپ دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ حق تعالیٰ کے رسول ہیں تو حق تعالیٰ سے کہئے کہ وہ ہم سے کلام کرے تاکہ ہم اس کی گفتگو کو سنیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَقَالَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ الخ عبدالرزاق بواسطہ ثوری، موسیٰ بن عبیدہ، محمد بن کعب قرظی رض سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ میرے والدین نے کیا کیا ہے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ کہ ہم نے حق کے ساتھ آپ کو خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بھیجا ہے، دوزخیوں کے متعلق آپ سے کسی قسم کا کوئی سوال نہیں کیا جائے گا، چنانچہ اس دار فانی سے رحلت فرمانے تک آپ نے پھر والدین کا ذکر نہیں کیا، یہ حدیث مرسل ہے، اور ابن جریر نے بواسطہ ابن جریج، داؤد بن ابی عاصم سے نقل کیا ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے والدین کہاں ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ یہ حدیث بھی مرسل ہے۔

إِنَّآ أَرْسَلْنَٰكَ بِٱلْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۖ وَلَا تُسْـَٔلُ عَنْ

(دیگر وہ) ان لوگوں کے لئے (نافع) ہیں جو یقین (حاصل کرنا) چاہتے ہیں ہم نے آپ کو ایک سچا دین دیکر بھیجا ہے اور خوشخبری سناتے رہئے اور

أَصْحَٰبِ ٱلْجَحِيمِ ﴿١١٩﴾ وَلَن تَرْضَىٰ عَنكَ ٱلْيَهُودُ وَلَا ٱلنَّصَٰرَىٰ

ڈراتے رہئے اور آپ سے دوزخ میں جانے والوں کی باز پرس ہوگی اور کبھی خوش نہ ہونگے آپ سے یہ یہود اور نہ یہ نصاریٰ جب تک کہ آپ

حَتَّىٰ تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۗ قُلْ إِنَّ هُدَى ٱللَّهِ هُوَ ٱلْهُدَىٰ ۗ

(خدانخواستہ) انکے مذہب کے (بالکل) پیرو نہ ہو جائیں (آپ صاف) کہہ دیجئے کہ (بھائی) حقیقت میں تو ہدایت کا وہی راستہ ہے

وَلَئِنِ ٱتَّبَعْتَ أَهْوَآءَهُم بَعْدَ ٱلَّذِى جَآءَكَ مِنَ ٱلْعِلْمِ ۙ

جس کو خدا نے بتلایا ہے اور اگر آپ اتباع کرنے لگیں ان کے غلط خیالات کا علم (قطعی ثابت بالوحی) آچکنے کے بعد

مَا لَكَ مِنَ ٱللَّهِ مِن وَلِىٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿١٢٠﴾

تو آپ کا کوئی خدا سے بچانے والا نہ یار نکلے نہ مددگار

وقف منزل

اتباع یہود کا ضرر

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کو توحید اور قرآن کے ساتھ بھیجا ہے، جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اس کے لئے جنت کی بشارت دینے والے اور جو کفر کرے اس کو دوزخ سے ڈرانے والے ہیں، اور آپ سے دوزخیوں کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ آپ سے دوزخیوں کے بارے میں دوزخیوں کی مغفرت کے متعلق نہیں سوال کیا جائے گا۔

اور آپ سے مدینہ منورہ کے یہودی اور نجران کے عیسائی کبھی بھی خوش نہ ہوں گے، تا وقتیکہ آپ ان کے دین اور قبلہ کا اتباع نہ کریں، اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کا دین وہ اسلام ہے اور حق تعالیٰ کا قبلہ وہ بیت اللہ ہے اب اگر اس چیز کے بیان کے بعد کہ حق تعالیٰ کا دین اسلام اور اس کا قبلہ کعبہ ہے، آپ ان کے دین اور قبلہ کا اتباع کریں گے تو عذاب الٰہی سے بچانے کے اندر نہ کوئی قریب والا آپکو نفع پہنچا سکے گا اور نہ کوئی مددگار عذاب کو روک سکے گا۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ الٰہی وَلَنْ تَرْضٰى الخ، ثعلبی نے حضرت ابن عباس رض سے نقل کیا ہے کہ مدینہ منورہ کے یہودی اور نجران کے عیسائی اس بات کی امید میں تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان کے قبلہ کی طرف نماز پڑھیں، جب حق تعالیٰ نے قبلہ بیت اللہ کی طرف کر دیا تو وہ اس بات سے مایوس ہو گئے کہ ان کے دین کی موافقت کی جائے تب اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل کیا کہ یہود اور نصاریٰ آپ سے ہرگز راضی نہ ہوں گے۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ط اُولٰٓئِكَ

جن لوگوں کو ہم نے کتاب (توریت و انجیل) دی بشرطیکہ وہ اس کی تلاوت (اس طرح) کرتے رہے جس طرح کہ تلاوت کا حق ہے

يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ط وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (۱۲۱) ع ۱۴ ۹ ۱۴

ایسے لوگ اس پر ایمان لے آتے ہیں اور جو شخص نہ مانیگا (کسی کا نقصان کریگا) خود ایسے لوگ خسارہ میں رہیں گے۔

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ

اے اولاد یعقوب (علیہ السلام)، میری ان نعمتوں کو یاد کرو جن کا میں نے تم پر (وقتاً فوقتاً) انعام کیا اور اسکو بھی کہ میں نے

فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ (۱۲۲) وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ

تم کو بہت لوگوں پر فوقیت دی اور تم ڈرو ایسے دن سے جس میں کوئی شخص کسی شخص کی طرف سے کوئی

عَنْ نَّفْسٍ شَیْئًا وَّلَا یُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ

مطالبہ (حق واجب) ادا کر دیا جاویگا اور نہ کسی کی طرف سے کوئی معاوضہ قبول کیا جاویگا اور نہ کسی کو کوئی سفارش (جبکہ ایمان نہ ہو)

وَّلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

مفید ہوگی اور نہ ان لوگوں کو کوئی بچا سکے گا۔

اللہ کا رحم و کرم

اور حق تعالیٰ اہل کتاب میں سے جو حضرات مومن ہیں، یعنی حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی اور بحیرا راہب اور اس کے ساتھی اور نجاشی بادشاہ اور اس کے ساتھیوں کا تذکرہ فرماتے ہیں کہ جن حضرات کو ہم نے تورات کتاب کا علم دیا ہے، وہ کما حقہٗ اس کی توصیف کرتے ہیں، اور جو شخص بھی ان سے اس کے متعلق سوال کرتا ہے، تو یہ حضرات اس کے حلال و حرام اور امر و نواہی میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں کرتے اور توریت کی محکم چیزوں کا علم رکھتے ہیں اور اس کے متشابہات پر ایمان لاتے ہیں، یہی حضرات حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہیں اور جو بھی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا انکار کرے تو ایسے لوگ دنیا و آخرت کے برباد ہونے کی وجہ سے بہت گھاٹے اور نقصان میں ہیں، اب پھر حق تعالیٰ بنی اسرائیل پر اپنے احسانات کا تذکرہ فرماتے ہیں۔

اے اولاد یعقوب علیہ السلام میرے ان احسانات کو یاد کرو جو میں نے تمہارے آباؤ اجداد پر فرعون اور اس کی قوم سے نجات دے کر کئے ہیں اور اس کے علاوہ اور مزید احسانات کئے ہیں، اور اسلام کی وجہ سے تمام عالم پر فضیلت دی، اور قیامت کے دن کے عذاب سے ڈرو، جس دن کوئی کافر کسی بھی کافر سے عذاب کو نہ ہٹا سکے گا اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ کوئی نیکوکار کسی نیکوکار سے اس عذاب کو دفع نہ کر سکے گا اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ باپ اپنے بیٹے سے اور بیٹا اپنے باپ سے حق تعالیٰ کے عذاب میں سے کچھ بھی دور نہ کر سکے گا، اور نہ فدیہ کارگر ہوگا، اور نہ ملک مقرب، اور نہ ہی رسول مرسل ایسے لوگوں کے لئے کوئی شفاعت کریں گے۔

اور جو عذاب ان کے لئے مقدر ہو چکا ہے نہ وہ ان سے ہٹایا جائے گا۔

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ

اور جس وقت امتحان کیا حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کا ان کے پروردگار نے چند باتوں میں اور وہ ان کو پورے طور سے بجا لائے (اس وقت حق تعالیٰ نے

لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ؕ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۲۴﴾

(اُن سے) فرمایا کہ میں تم کو لوگوں کا مقتدا بناؤں گا، انہوں نے عرض کیا اور میری اولاد میں سے بھی کسی کو (نبوت دیجیئے) ارشاد ہوا کہ میرا

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ وَاتَّخِذُوْا مِنْ

(یہ) عہدہ (نبوت) خلاف ورزی کرنے والوں کو نہ ملے گا، اور (وہ وقت بھی قابل ذکر ہے کہ) جس وقت ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کا معبد اور مقام امن

مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ وَعَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا

(ہمیشہ سے) مقرر رکھا اور مقام ابراہیم کو (کبھی کبھی) نماز پڑھنے کی جگہ بنالیا کرو اور ہم نے حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل علیہم

بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۱۲۵﴾

السلام کی طرف حکم بھیجا کہ میرے (اس) گھر کو خوب پاک رکھا کرو بیرونی اور مقامی لوگوں (کی عبادت) کے واسطے اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے واسطے

اطاعت کا صلہ

حضرت ابراہیم خلیل اللہ پر جو انعامات ہوئے باری تعالیٰ اب ان کا تذکرہ فرماتے ہیں:۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حق تعالیٰ نے دس خصلتوں کی تکمیل کا حکم دیا، جن میں سے پانچ سر میں تھیں، اور پانچ باقی بدن میں چنانچہ حضرت ابراہیم ؑ نے ان کی پوری طرح بجا آوری فرمائی، اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ جن کلمات کے ساتھ حضرت ابراہیم ؑ کو ان کے پروردگار نے قرآن کریم میں مخاطب فرمایا حضرت ابراہیم ؑ نے ان سب کی کما حقہٗ تکمیل فرمادی، اب حق تعالیٰ نے حضرت ابراہیم ؑ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں آپ کو خلیفہ بناتا ہوں، تاکہ سب آپ کی اقتدار و پیروی کریں، حضرت ابراہیم ؑ نے عرض کیا کہ میری اولاد میں سے بھی کوئی ایسا امام بنا دیجئے، جو لوگوں کا مقتدا ہو، ارشاد باری ہوا کہ میرا عہدۂ نبوت اور میرا وعدہ اور میری کرامت اور میری رحمت یہ تمام چیزیں جو آپ کو حاصل ہوئی ہیں آپ کی اولاد میں سے کسی کو نہیں ملیں گی، اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ آپ کی اولاد میں سے جو ظالم ہوں گے ان کو میں امام نہیں بناؤں گا، اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ میرا عہدہ ان ظالموں کو آخرت میں حاصل نہیں ہوگا، البتہ دنیا میں سے ان کو مل جائے گا، اس کے بعد حق تعالیٰ نے مخلوق کو ان کی اقتداء کا حکم دیا کہ جس وقت ہم نے بیت اللہ کو مرجع خلائق بنایا کہ لوگ جذب و شوق میں وہاں جاتے ہیں، اور اس مقام پر جانے والے کے لئے وہ جگہ باعث امن ہے، اور اے امت محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم مقام ابراہیم کو قبلہ بنالو، اور ہم نے حضرت ابراہیم ؑ و اسمٰعیل ؑ کو حکم دیا کہ وہ بیت اللہ کو اس میں قیام کرنے والوں اور تمام ممالک کے انسانوں کو اس میں پانچوں نمازیں پڑھنے کے لئے بتوں سے پاک صاف کردیں :۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ الخ امام بخاری وغیرہ نے حضرت عمر فاروق رضہ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ تین باتوں میں میں نے اپنے پروردگار سے موافقت کی، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم اگر مقام ابراہیم کو مصلیٰ (طواف کی دوگانہ اس جگہ پڑھی جائے) بنالیں تو بہتر ہے فوراً آیت کریمہ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ الخ نازل ہوگئی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم ازواج مطہرات کے پاس (مسائل دریافت کرنے کے لئے) نیک و بد ہر قسم کے آدمی آتے رہتے ہیں، اگر آپ اپنی ازواج مطہرات کو پردہ کا حکم دیدیں تو کیا خوب ہو فوراً پردہ کے متعلق آیت نازل ہوگئی، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تمام ازواج مطہرات غیرت میں جمع ہوئیں میں نے ان سے کہا عَسٰی رَبُّهٗ، اِنْ طَلَّقَكُنَّ الخ یعنی حق تعالیٰ تم سے بہتر حضور صلعم کو ازواج عطا فرمادیگا، چنانچہ اسی طرح آیت کریمہ نازل ہوگئی، یہ حدیث مختلف طریقوں سے مروی ہے۔

چنانچہ ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے جابر رضہ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کا طواف کیا تو حضرت عمر رضہ نے فرمایا، یہ ہمارے جد امجد حضرت ابراہیم کا مقام ہے، حضور صلعم نے فرمایا ہاں، حضرت عمر رضہ نے عرض کیا، تو پھر اسے نماز کی جگہ کیوں نہ بنالیں، اسی وقت حق تعالیٰ نے حکم نازل فرمادیا، کہ مقام ابراہیم ع کو نماز پڑھنے کی جگہ بنالو۔

اور ابن مردویہ نے عمرو بن میمون کے واسطہ سے حضرت عمر فاروق رضہ سے نقل کیا ہے کہ وہ مقام ابراہیم کے پاس سے گذرے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلعم کیا ہم اپنے پروردگار کے خلیل کی جگہ پر نہ کھڑے ہوں آپ نے فرمایا ضرور، پھر عرض کیا کہ کیا اسے نماز پڑھنے کی جگہ نہ بنالیں، جواب میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تھوڑا ہی توقف فرمایا، تا آنکہ آیت کریمہ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى نازل ہوگئی، امام سیوطی رح فرماتے ہیں کہ اس حدیث اور اس سے پہلی حدیث کا سیاق و سباق یہ بتلا رہا ہے کہ یہ آیت حجۃ الوداع میں نازل ہوئی ہے۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ

اور جس وقت ابراہیم (علیہ السلام) نے دعا میں عرض کیا کہ اے میرے پروردگار اسکو ایک (آباد) شہر بنا دیجئے امن (والا) والا اور اسکے بسنے والوں کو

اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ قَالَ

پھلوں سے بھی عنایت کیجئے ان کو کہتا ہوں، جو کہ ان میں سے اللہ تعالیٰ پر اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہوں، حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اور اس

وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗٓ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ

شخص کو بھی جو کہ کافر رہے سو ایسے شخص کو تھوڑے روز تو خوب آرام برتاؤں گا، پھر اس کو کشاں کشاں عذاب دوزخ میں پہنچاؤنگا

وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿۱۲۶﴾ وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ

اور وہ پہنچنے کی جگہ تو بہت بُری ہے اور جبکہ اٹھا رہے تھے ابراہیم (علیہ السلام) دیواریں خانہ کعبہ کی اور اسمٰعیلؑ بھی (اور یہ

وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۖ إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۱۲۷﴾

کہتے جاتے تھے کہ) ہمارے پروردگار (یہ خدمت) ہم سے قبول فرمایئے بلاشبہ آپ خوب سننے والے جاننے والے ہیں۔

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِن ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً

اے ہمارے پروردگار ہم کو اپنا اور زیادہ مطیع بنا لیجئے اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک ایسی جماعت (پیدا کیجئے

مُّسْلِمَةً لَّكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۖ إِنَّكَ

جو آپ کی مطیع ہو اور نیز) ہم کو ہمارے حج (وغیرہ) کے احکام بھی بتلا دیجئے اور ہمارے حال پر توجہ رکھئے (اور) فی الحقیقت

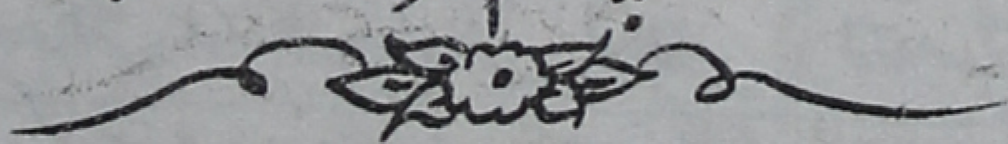
أَنتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿۱۲۸﴾

آپ ہی ہیں توجہ فرمانے والے مہربانی کرنے والے

حضرت ابراہیمؑ کی دعا

اور حضرت ابراہیمؑ نے جس وقت یہ دعا کی کہ اس شہر کو امن والا بنا دے کہ سب اس شہر میں آسکیں اور یہاں کے باشندوں میں سے جو حق تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہوں، قسم قسم کے پھلوں سے روزی عطا فرما۔

حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے کفر کیا اسے بھی میں دنیا میں کچھ رزق دوں گا، پھر اسے بیجا کر (قیامت کے دن) دوزخ میں ڈال دوں گا، اور جب حضرت ابراہیمؑ نے بیت اللہ کی تعمیر کے لئے اس کا سنگِ بنیاد رکھا، اور حضرت اسمٰعیلؑ ان کی مدد کر رہے تھے، جب دونوں اس کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو دعا کی پروردگار عالم ہماری اس اپنے گھر کی تعمیر کو قبول فرما، بے شک تو دعاؤں کا سننے والا اور قبولیت کو جاننے والا ہے، اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ اپنے گھر کی تعمیر میں تو ہماری نیتوں سے بخوبی واقف ہے، ہمارے پروردگار خالص ہمیں اپنی توحید اور عبادت پر کاربند فرما، اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک خالص اپنی توحید و عبادت پر کاربند ہونے والی جماعت پیدا فرما، اور ہمیں آداب و احکام حج سے باخبر فرما، اور ہماری کوتاہیوں کو معاف فرما، یقیناً تو معاف فرمانے والا اور مومنین پر رحم فرمانے والا ہے ❊



رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ

اے ہمارے پروردگار اور اس جماعت کے اندر ان ہی میں کا ایک ایسا پیغمبر بھی مقرر کیجئے جو ان لوگوں کو آپکی آیتیں پڑھ پڑھ کر سنایا کریں اور ان کو

الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۲۹﴾ ع وَمَنْ

۱۵ ع ۱۵

(آسمانی) کتاب کی اور خوش فہمی کی تعلیم دیا کریں اور ان کو پاک کر دیں بلاشبہ آپ ہی غالب المقدرۃ کامل الانتظام ہیں اور ملت ابراہیمی سے تو وہی

يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ۭ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ

روگردانی کرے گا جو اپنی ذات ہی سے احمق ہو اور ہم نے ان (ابراہیم علیہ السلام) کو دنیا میں منتخب کیا اور (اسی کی بدولت)

فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ

آخرت میں بڑے لائق لوگوں میں سے شمار کئے جاتے ہیں جبکہ ان سے ان کے پروردگار نے فرمایا

اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۳۱﴾

کہ تم اطاعت اختیار کرو انہوں نے عرض کیا کہ میں نے اطاعت اختیار کی رب العالمین کی

بعثت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

پروردگار عالم نے اسماعیل کی اولاد میں اسی خاندان میں سے ایک رسول (حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم) مبعوث فرمایا جو قرآن کریم کی ان کے سامنے تلاوت کرے اور علوم قرآن اور حلال و حرام کی ان کو تعلیم دے اور وہ نبی ان کی توحید اور گناہوں سے پاک صاف کرنے کی وجہ سے پاکیزہ بنائے۔ بیشک جو تیرے اس رسول ع کی دعوت پر لبیک نہ کہے، جس کو تو نے ان کی طرف مبعوث کیا ہے اس سے شدید انتقام لینے پر قادر ہے، اور رسول کے مبعوث فرمانے میں تو غالب حکمت والا ہے۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے انکی یہ دعا قبول فرمائی اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو ان کی اولاد میں رسول بنا کر مبعوث فرمایا، اور یہی وہ کلمات ہیں جن کے ذریعہ حق تعالیٰ نے حضرت ابراہیم ع کا امتحان لیا تھا۔ چنانچہ حضرت ابراہیم ع نے ان کلمات کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا اور ان ہی کلمات کے ذریعہ حق تعالیٰ سے دعا فرمائی۔

جس کا نفس خسارہ اور نقصان میں پڑ گیا ہو اور جس کی عقل جاتی رہی ہو، اور بیوقوفی اور حماقت کا اس پر غلبہ ہو گیا ہو، اس شخص کے علاوہ اور کون حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین اور آپ کی سنت سے علیحدگی اختیار کر سکتا ہے، اور ہم نے حضرت ابراہیم ع کو اس دنیاوی زندگی میں خلعت خلت کے ساتھ

نوازا ہے، اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ اس دنیا میں ہم نے ان کو نبوت اور اسلام اور پاکیزہ ذریت کے ساتھ منتخب کیا ہے، اور جنت میں ان کے آباؤ اجداد میں سے جو انبیاء کرام ہوں گے وہ ان کے ساتھ ہوں گے۔

جس وقت حضرت ابراہیمؑ سرنگ سے نکلے تو حکم الٰہی ہوا کہ اپنے قول کو لوٹاؤ اور لا الٰہ الا اللہ کہو چنانچہ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ میں نے اپنی تمام باتوں کو اس ذات وحدہٗ لاشریک کی طرف پھیر دیا ہے جو کہ تمام جہانوں کا پروردگار ہے اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ جس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی تو حق تعالیٰ نے ان سے فرمایا کہ اپنے دین اور عمل کو حق تعالیٰ کے لئے خاص کرلو۔ حضرت ابراہیمؑ نے جواباً فرمایا کہ میں حق تعالیٰ کا مطیع و فرمانبردار ہوگیا، اور اپنے دین و عمل سب ہی کو حق تعالیٰ کے لئے خالص کرلیا، اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ جس وقت حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا۔ تو ان سے ان کے پروردگار نے کہا کہ اپنے نفس کو میرے سپرد کرو۔ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ میں نے اپنے نفس کو اس اللہ تعالیٰ کے سپرد کردیا ہے جو کہ تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ خداوندی وَمَنْ یَّرْغَبُ الخ ابن عیینہ نے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام نے اپنے بھتیجوں سلمہ اور مہاجر کو اسلام کی دعوت دی، اور ان سے کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ حق تعالیٰ نے توراۃ میں یہ بات بیان فرمائی ہے کہ میں اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک رسول مبعوث کروں گا، جن کا نام گرامی احمد صلے اللہ علیہ وسلم ہوگا جو ان پر ایمان لائے گا وہ رشد و ہدایت سے بہرہ ور ہوگا، اور جو آپ پر ایمان نہیں لائے گا وہ ملعون ہوگا۔ اس دعوت پر سلمہ رضؓ نے اسلام قبول کرلیا، اور مہاجر نے ایمان لانے سے انکار کردیا، تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ۭ يٰبَنِىَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى

اور اسی کا حکم کر گئے ہیں ابراہیم (علیہ السلام) اپنے بیٹوں کو اور (اسی طرح) یعقوب بھی میرے بیٹو۔ اللہ تعالیٰ نے اس دین (اسلام) کو

لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۱۳۲؁ۭ اَمْ كُنْتُمْ

تمہارے لئے منتخب فرمایا ہے سو تم بجز اسلام کے اور کسی حالت پر جان مت دینا کیا تم خود (اس وقت) موجود تھے

شُهَدَاۗءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ

جس وقت یعقوب (علیہ السلام) کا آخری وقت آیا (اور) جس وقت انہوں نے اپنے بیٹوں سے پوچھا کہ تم لوگ میرے (مرنے کے بعد)

مِنْۢ بَعْدِىْ ؕ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَ

کس چیز کی پرستش کروگے انہوں نے (بالاتفاق) جواب دیا کہ ہم اسکی پرستش کرینگے جسکی آپ اور آپکے بزرگ (حضرات)

اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚۖ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۳﴾

ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق پرستش کرتے آئے ہیں یعنی وہی معبود جو وحدہٗ لاشریک ہے اور ہم اسی کی اطاعت پر قائم رہینگے

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا

یہ ان بزرگوں کی، ایک جماعت تھی جو گذر چکی ان کے کام ان کا کیا ہوا آویگا اور تمہارے کام تمہارا کیا ہوا آویگا اور تم سے

تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۴﴾

ان کے کیے ہوئے کی پوچھ بھی تو نہ ہوگی۔

وصیت ابراہیمیؑ

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے انتقال کے وقت اپنی اولاد کو کلمہ لاالٰہ الا اللہ کی وصیت کی اور اسی بات کی حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھی اپنی اولاد کو وصیت کی، چنانچہ فرمایا کہ حق تعالیٰ نے تمہارے لئے دین اسلام کو پسند فرمایا ہے، لہٰذا دین اسلام پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہو، تاکہ تمہیں اسلام کی حالت میں موت آئے، جبکہ تم خالص حق کی توحید اور اسی کی عبادت کر رہے ہو، دین ابراہیمی کے ساتھ یہودیوں نے جو خصومت کی اب حق تعالیٰ اس کا تذکرہ فرماتے ہیں، کہ اے یہودیوں کی جماعت جس وقت حضرت یعقوبؑ کو موت آئی کیا تم اسوقت موجود تھے کہ کس چیز کے متعلق حضرت یعقوبؑ نے اپنی اولاد کو وصیت کی، یہودیت کے بارے میں یا دین اسلام کے بارے میں؟ چنانچہ انہوں نے فرمایا کہ میرے انتقال کے بعد کس کی عبادت کروگے، ان کی اولاد نے عرض کیا اسی ایک معبود حقیقی کی عبادت کریں گے جس کی آپ عبادت کر رہے ہیں، اور حق تعالیٰ کی عبادت اور اس کی توحید کے لئے ہم دل و جان سے اقرار کر رہے ہیں، یہ ایک جماعت تھی جو گذر گئی اس نے جو بھلائیاں کی ہیں وہ اس کے لئے ہیں اور جو تم امور خیر کرتے ہو وہ تمہارے لئے ہیں، اور قیامت کے دن تم سے ان کے اعمال اور اقوال کے بارے میں باز پرس نہیں ہوگی :

وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ؕ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ

اور یہ (یہودی و نصرانی) لوگ کہتے ہیں کہ تم لوگ یہودی ہو جاؤ یا نصرانی ہو جاؤ تم بھی راہ پر پڑ جاؤ گے۔ آپ کہہ دیجئے کہ ہم تو ملت ابراہیم!

حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٣٥﴾

(یعنی اسلام) پر رہیں کہ جس میں کجی کا نام نہیں اور ابراہیم (علیہ السلام) مشرک بھی نہ تھے۔

یہود کی مومن دشمنی

مومنین کے ساتھ یہود اور نصاریٰ کی خصومت کا حق تعالیٰ ذکر فرماتا ہے۔ یہودی مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ گمراہی سے ہدایت پر آجاؤ (یعنی یہودی بن جاؤ) اسی طرح نصاریٰ کہتے ہیں اس مقام پر تقدیم و تاخیر ہے۔

محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجئے کہ حقیقت تمہارے اقوال کے مطابق نہیں، بلکہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے دین اسلام جو کہ حنیف اور اخلاص والا ہے، اس کی اتباع کرو تب تم لوگوں کو ہدایت حاصل ہوسکتی ہے، اور ان کے دین میں کسی قسم کا شرک نہیں ؛

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی (وقالوا کونوا ہودًا الخ ابن ابی حاتم نے سعید یا عکرمہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رض سے نقل کیا ہے کہ ابن صوریا نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا، اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم، ہدایت پر صرف ہمیں ہیں، لہذا ہماری (العیاذ باللہ) اتباع کرو تم راہ راست پر آجاؤ گے اور نصاریٰ نے بھی آپ سے یہ کہا، تب ان گمراہوں کے متعلق حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ یہ لوگ کہتے ہیں یہودی یا نصرانی ہو جاؤ ہدایت پا جاؤ گے ؛

قُولُوٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَ

(مسلمانو) کہدو کہ ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اس (حکم) پر جو ہمارے پاس بھیجا گیا اور اس پر بھی جو حضرت ابراہیم

اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ

اور حضرت اسمٰعیل اور حضرت یعقوب (علیہم السلام) اور اولاد یعقوب ع کی طرف بھیجا گیا اور اس (حکم و معجزہ) پر بھی

مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ

جو حضرت موسیٰ ع اور حضرت عیسیٰ ع کو دیا گیا اور اس پر بھی جو کچھ اور انبیاء علیہم السلام کو دیا گیا انکے پروردگار کی طرف سے

بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿١٣٦﴾ فَاِنْ اٰمَنُوْا

اس کیفیت سے کہ ہم ان (حضرات) میں سے کسی ایک میں بھی تفریق نہیں کرتے اور ہم تو اللہ تعالیٰ کے مطیع ہیں سو اگر وہ بھی اسی

بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ

طریق سے ایمان لے آویں جس طرح طریق سے تم (اہل اسلام) ایمان لائے ہو تب تو وہ بھی راہ (حق) پر لگ جاویں گے اور اگر وہ

فِيْ شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۳۷﴾

روگردانی کریں تو وہ لوگ تو ہمیشہ سے برسر مخالفت ہیں ہی تو سمجھ لو کہ تمہاری طرف سے عنقریب ہی نمٹ لیں گے اور اللہ تعالیٰ سنتے ہیں جانتے ہیں

توحید کی تعلیم

اس کے بعد حق تعالیٰ نے مؤمنین کو توحید کا طریقہ بتایا تاکہ یہود اور نصاریٰ کو توحید کی جانب رہنمائی ہو چنانچہ فرمایا۔ کہو ہم رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم اور حضرت ابراہیم عؑ اور ان کی کتاب پر اور حضرت اسماعیل عؑ اور ان کی کتاب پر اور حضرت اسحٰق اور ان کی کتاب پر اور حضرت یعقوب عؑ اور ان کی کتاب پر اور یعقوب علیہ السلام کی اولاد ان میں سے جو انبیاء ہوئے ہیں ان پر) اور ان کی کتابوں پر اور حضرت موسیٰ عؑ اور توریت پر اور حضرت عیسیٰ عؑ اور انجیل پر اور تمام انبیاء سابقین علیہم السلام اور ان پر نازل شدہ کتابوں پر ایمان لائے ہیں۔

اور حق تعالیٰ نے نبوت اور توحید جو بیان فرمائی ہے اس پر بھی ہمیں ایمان کامل حاصل ہے اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ ان انبیاء کرام میں سے ہم کسی کا انکار نہیں کرتے۔

اور ہم حق تعالیٰ کی توحید اور اس کی عبادت کا اقرار کرنے والے ہیں، سو اگر یہ اہل کتاب تمام انبیاء کرام اور ان پر نازل شدہ تمام کتابوں پر ایمان لے آئیں تو یہ حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کے مطابق گمراہی سے راہ راست پر آجائیں گے۔

اور اگر یہ تمام انبیاء کرام اور ان کی کتابوں پر ایمان لانے سے انکار کریں، تو یہ دین سے خلاف ورزی کرنے والے ہیں، حق تعالیٰ آپ سے ان کی اس محنت کو انہیں قتل اور جلا وطن کر کے ختم کر دے گا۔ وہ ان کی باتوں کو سننے والا اور ان کی سزا سے بخوبی واقف ہے۔

صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۫ وَّنَحْنُ لَهٗ

ہم دین کی، اس حالت پر ہیں جس میں (دیکھو) اللہ تعالیٰ نے رنگ دیا ہے اور (دوسرا) کون ہے جسکے رنگ دینے کی حالت اللہ تعالیٰ سے خوب تر ہو اور

عٰبِدُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِي اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۚ

(اسی لئے) ہم اسی کی غلامی اختیار کئے ہوئے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ کیا تم لوگ ہم سے اب بھی حجت کئے جاتے ہو اللہ کے بارے میں

وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۚ وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ﴿۱۳۹﴾

حالانکہ وہ ہمارا اور تمہارا سب کا رب ہے، اور ہم کو ہمارا کیا ہوا ملے گا اور تم کو تمہارا کیا ہوا ملیگا اور ہم صرف حق تعالیٰ کیلئے اپنے دین کو (شرک وغیرہ سے) خالص رکھتے ہیں

اپنے اپنے کئے کا پھل ملے گا

حق تعالیٰ ہی کے دین کی اتباع کرو، اس سے بڑھ کر اور کونسا دین ہوسکتا ہے، اور زبان حال سے کہو کہ ہم اس ذات کی توحید بیان کرنے والے اور اسی کی عبادت و توحید کا اقرار کرتے والے ہیں۔

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ یہود و نصاریٰ سے فرما دیجیئے کہ تم ہم سے دین الٰہی کے بارے میں جھگڑتے ہو، دراں حالانکہ حق تعالیٰ ہمارا اور تمہارا پروردگار ہے، ہمارے لئے ہمارا دین ہے، تم پر تمہارے اعمال اور تمہارا دین ہے، ہم تو خاص حق تعالیٰ ہی کی عبادت اور اسی کی توحید کا اقرار کرنے والے ہیں۔

اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ

یا کہے جاتے ہو کہ ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب بیں جو انبیاء گزرے ہیں یہ سب حضرات

وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ

یہود یا نصاریٰ تھے (اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم) کہدیجئے کہ تم زیادہ واقف ہو یا حق تعالیٰ

اَمِ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ

اور ایسے شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو ایسی شہادت کا اخفا کرے جو اسکے پاس منجانب اللہ

مِنَ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۰﴾ تِلْكَ

پہنچی ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے کئے ہوئے سے بے خبر نہیں ہیں یہ ان بزرگوں کی) ایک جماعت

اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ

تھی جو گذر گئی ان کے کام ان کا کیا ہوا آویگا اور تمہارے کام تمہارا کیا ہوا آوے گا

وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۱﴾ ع

اور تم سے اُن کے کئے ہوئے کی پوچھ بھی تو نہ ہوگی

ع ۱۶

بزرگوں پر الزام

اے یہود و نصاریٰ کی جماعتو! جیسا کہ تم کہتے ہو کہ ابراہیم اسحاق و یعقوب علیہم السلام اور حضرت یعقوبؑ کی اولاد یہ سب یہودی یا نصاریٰ تھے، اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجئے کہ کیا تم ان کے دین سے زیادہ واقف ہو یا اللہ، اور ہمیں حق تعالیٰ نے اس بات سے آگاہ فرما دیا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی۔ اور اس سے بڑھ کر کون کافر ہوگا جو حق تعالیٰ کے سامنے سرکشی اور دلیری کرے اور توریت میں جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق شہادت ہے، اس کو چھپائے یہ لوگ جو اس شہادت کو چھپاتے ہیں، حق تعالیٰ اس سے غافل نہیں، یہ ایک جماعت تھی جو گزر گئی، اس کے لئے اس کے نیک کام ہیں اور تمہارے لئے تمہارے کار خیر ہیں، اور وہ جو دنیا میں اعمال کرتے تھے، بروز قیامت تم سے انکی باز پرس نہیں ہوگی ؛

اَلحَمدُ لِلّٰہ

تفسیر ابن عباس کا پارہ الٓمٓ

ختم ہوا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم :-

اَللّٰھُمَّ عَلِّمْہُ الْکِتَابَ

اے اللہ! ابن عباسؓ کو قرآن کریم کی تفسیر کا علم عطا فرما۔
(صحیح بخاری شریف)

تفسیر ابن عباسؓ کامل اردو

پارہ سیقول ۲

جلیل القدر صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امام المفسرین ترجمان القرآن حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مشہور و مقبول تفسیر تنویر المقباس من تفسیر ابن عباسؓ کا سلیس و شگفتہ ترجمہ مع ترجمہ۔ لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ جلال الدین سیوطی رح (م سنہ ۹۱۱ھ)

ترجمۂ قرآن
حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رح

ترجمۂ تفسیر
مولانا عابد الرحمن صدیقی

ناشر۔ ادارہ درس قرآن (رجسٹرڈ) دیوبند یوپی

(مکتبہ فاروقی سہارنپوری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سمجھی ہو تو نہیں معلوم کہ مومن ✽ قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

فہرست مضامین

تفسیر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پارہ ۲ سیقول

ناشر: قاری اخلاق احمد صدیقی ناظم ادارہ درس قرآن دیوبند یو.پی

ہدیہ: چار روپے

سَيَقُولُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ

اب تو (یہ) بیوقوف لوگ ضرور کہیں ہی گے کہ ان (مسلمانوں) کو ان کے (سابق سمت) قبلہ سے (کہ بیت المقدس

كَانُوْا عَلَيْهَا ؕ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ؕ يَهْدِيْ مَنْ

تھا، جس طرف پہلے متوجہ ہوا کرتے تھے کس (بات) نے بدل دیا آپ فرما دیجئے کہ سب مشرق اور مغرب اللہ

يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۴۲﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ

ہی کی ملک ہیں جسکو خدا ہی چاہیں (یہ) سیدھا طریق تبلادیتے ہیں اور ہم نے تم کو ایسی ہی ایک جماعت بنادی ہے

اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ

جو (ہر پہلو سے) نہایت اعتدال پر ہے تاکہ تم (مخالف) لوگوں کے مقابلہ میں گواہ ہو اور تمہارے لئے رسول اللہ صلے اللہ

عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ

علیہ وسلم گواہ ہوں اور جس سمت قبلہ پر آپ رہ چکے ہیں (یعنی بیت المقدس) وہ تو محض اسلئے تھا کہ ہم کو

اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى

معلوم ہو جاوے کہ کون تو رسول اللہ صلعم کا اتباع اختیار کرتا ہے اور کون پیچھے کو ہٹتا جاتا ہے اور یہ قبلہ کا

عَقِبَيْهِ ؕ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ

بدلنا (منحرف لوگوں پر) ہوا بڑا ثقیل (ہاں) مگر جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی ہے اور اللہ تعالیٰ

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ

ایسے نہیں ہیں کہ تمہارے ایمان کو ضائع اور (ناقص) کر دیں (اور) واقعی اللہ تعالیٰ تو (ایسے) لوگوں پر

لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴۳﴾

بہت ہی شفیق (اور) مہربان ہیں

نادانی

یہود اور مشرکین میں سے جاہل یہی کہیں گے کہ اس قبلہ کو انہوں نے اس لئے تبدیل کیا ہے تاکہ اپنے آبائی دین کی طرف رجوع کریں اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ کس چیز نے ان کو اس قبلہ بیت المقدس سے پھیر دیا جس کی طرف یہ تھے اور جس جانب یہ نماز پڑھتے تھے، اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجئے کہ بیت اللہ کی طرف نماز پڑھنا اور بیت المقدس کی طرف جو تم نماز پڑھتے تھے دونوں حکم الٰہی کی وجہ سے تھا، جس کو حق تعالیٰ چاہتا ہے دین اور صحیح قبلہ پر ثبات عطا فرماتا ہے۔

اور جیسا کہ ہم نے تم کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین اور ان کے قبلہ کی وجہ سے مکرم و معزز بنایا ہے، اسی طرح صاحب عدل والی امت بھی بنایا ہے، تاکہ لوگوں پر ان احکام کو ظاہر کرنے کے لئے اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تم کو پاک وصاف کرنے اور صاحب عدل بنانے والے کے لئے گواہ ہو جائیں اور جس قبلہ کی طرف آپ نے انیس[19] ماہ تک (صحیح ۱۶یا ۱۷ماہ) نماز پڑھی ہے، اس قبلہ کو ہم نے نہیں تبدیل کیا، مگر اس لئے تاکہ ہم دیکھ لیں اور انتیاز کر دیں (لوگوں کے سامنے) کہ کون قبلہ کے مسئلہ میں رسول کی اتباع کرتا ہے اور کون اپنے دین اور قبلہ کی طرف لوٹ جاتا ہے۔

اور جن حضرات کے دلوں کی حق تعالیٰ نے حفاظت فرمائی ہے، ان کے علاوہ لوگوں پر قبلہ کی تبدیلی بہت شاق تھی۔

اور حق تعالیٰ تمہارے ایمان کو باطل نہیں کرتا، جیسا کہ شریعتوں کے منسوخ ہونے سے قبل اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ حق تعہ تمہارے ایمانوں کو منسوخ نہیں کرتا بلکہ تمہارے ایمان کی شریعتوں کو منسوخ کرتا ہے، اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ تم نے بیت المقدس کی طرف منہ کرکے جو نمازیں پڑھی ہیں، حق تعہ انھیں منسوخ اور ضائع نہیں کرے گا۔ بلکہ تمہارا جو بیت المقدس قبلہ ہے اس کو منسوخ کر دے گا، اور حق تعہ مومنین پر بہت ہی مشفق و مہربان ہے ان کے ایمان کو منسوخ نہیں کرتا، جیسا کہ نسخ شرائع سے قبل۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ باری تعالیٰ، سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ، ابن اسحٰق، اسمٰعیل بن ابی خالد اور ابو اسحٰق کے واسطہ سے حضرت براء رض سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے، اور حکم الٰہی کے انتظار میں آسمان کی طرف بہت دیکھتے تھے، چنانچہ حق تعہ نے حکم نازل فرما دیا، کہ ہم آپکے منہ کا بار بار آسمان کی طرف اُٹھنا دیکھ رہے ہیں، اس لئے ہم آپ کو اسی قبلہ کی طرف متوجہ کر دینگے

جس کے لئے آپ کی مرضی ہے، پھر اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف کیا کیجئے، اس کے بعد مسلمانوں میں سے کچھ حضرات بولے کہ جو حضرات ہم سے تحویل قبلہ سے پہلے انتقال کر گئے ہیں کاش ہمیں انکے متعلق انکی حالت کا علم ہوجاتا اور ہم نے بیت المقدس کی طرف جو نمازیں پڑھیں ہیں، ان کا کیا حکم ہے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی، وما کان اللہ الخ کہ حق تعالیٰ ایسے نہیں کہ تمہارے ایمان کو ضائع کر دیں اور لوگوں میں سے بیوقوف کہیں گے کہ جس قبلہ پر یہ تھے اس قبلہ سے انھیں کس چیز نے تبدیل کر دیا۔ حق تعالیٰ نے اسی کے بارے میں آیت کریمہ نازل فرمادی سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ الخ اسی طرح چند اور طریقوں سے یہ روایت مروی ہے۔:

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً

ہم آپکے منہ کا (یہ) بار بار آسمان کی طرف اٹھنا دیکھ رہے ہیں اسلئے ہم آپ کو

تَرْضٰىهَا ۠ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ

اسی قبلہ کی طرف متوجہ کر دیں گے جسکے لئے آپ کی مرضی ہے (لو) پھر اپنا چہرہ (نماز میں) مسجد حرام

مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

(کعبہ) کی طرف کیا کیجئے اور تم سب لوگ جہاں کہیں بھی موجود ہو اپنے چہروں کو اسی (مسجد حرام) کی طرف

لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ

کیا کرو اور یہ اہل کتاب بھی یقیناً جانتے ہیں کہ یہ حکم بالکل ٹھیک ہے (اور) انکے پروردگار ہی کی طرف سے (ہے) اور

عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۴﴾

اللہ تعالیٰ انکی کارروائیوں سے کچھ بے خبر نہیں ہیں۔

آنحضور صلعم کی دُعاء

تحویل قبلہ کے لئے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے جو دُعاء فرمائی ہے، اب حق تعالیٰ اس کا تذکرہ فرماتے ہیں، کہ ہم آسمان کی طرف آپکی نگاہ اُٹھانے کو دیکھ رہے ہیں، تاکہ جبریل امین آپ پر تحویل قبلہ کا حکم لیکر نازل ہوں،

چنانچہ ہم نماز ہی کی حالت میں آپکو ایسے قبلہ کی طرف یعنی قبلہ ابراہیم علیہ السلام کی طرف جس کو آپ پسند فرماتے ہیں پھیر دیں گے۔
لہذا آپ اپنے چہرہ کو نماز ہی کی حالت میں مسجد حرام کی طرف پھیر لیجیے، اور خواہ تم خشکی میں ہو یا سمندر میں اپنے چہروں کو نماز میں اسی طرف کرلو۔
اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے (یعنی یہودی) وہ اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ حرم حضرت حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ ہے لیکن وہ اس چیز کو چھپاتے ہیں، اور جس چیز کو تم چھپا رہے ہو، حق تعالیٰ اس سے غافل نہیں ہے ؏

لباب النقول فی اسباب النزول

اور بخاری و مسلم میں حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ بیت المقدس کی طرف جب قبلہ تھا تو اس کی تبدیلی سے قبل چند حضرات انتقال فرما گئے، اور بعض شہید ہوگئے ہمیں معلوم نہیں کہ آپ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں، تب آیت کریمہ نازل ہوئی وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ الخ اور ابن جریر نے اپنی سندوں کے ساتھ سدی کے طریق سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کے بعد کعبہ کی طرف متحول ہوگئے تو مشرکوں نے اہل مکہ سے کہا کہ العیاذ باللہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اپنے دین میں پریشان ہوگئے تو اپنے قبلہ سے تمہاری جانب متوجہ ہو رہے ہیں اور یہ بات انہوں نے سمجھ لی ہے کہ تم ان سے زیادہ راہ راست پر ہو اور قریب ہے کہ وہ تمہارے دین میں داخل ہو جائیں، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ الخ نازل فرمائی یعنی تاکہ تمہارے مقابلہ میں لوگوں کو گفتگو نہ رہے ؏

وَلَئِنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ج

اور اگر آپ (ان) اہل کتاب کے سامنے تمام (دنیا بھر کی) دلیلیں پیش کردیں جب بھی یہ (کبھی) آپکے قبلہ کو قبول نہ کریں

وَمَآ اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ج وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ط

اور آپ بھی انکے قبلہ کو قبول نہیں کر سکتے (پھر موافقت کی کیا صورت) اور ان کا کوئی (فریق) بھی دوسرے (فریق)

وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ لا

کے قبلہ کو قبول نہیں کرتا اور اگر آپ انکے (ان) نفسانی خیالات کو اختیار کرلیں (اور وہ بھی) آپکے پاس علم (وحی) آئے

إِنَّكَ إِذًا لَّمِنَ الظَّٰلِمِينَ ﴿١٤٥﴾ الَّذِينَ آتَيْنَٰهُمُ الْكِتَٰبَ يَعْرِفُونَهُ

تو یقیناً آپ (نعوذ باللہ) ظالموں میں شمار ہونے لگیں۔ جن لوگوں کو ہم نے کتاب (توراۃ و انجیل) دی ہے وہ لوگ رسول

كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ ۖ وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ

اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسا پہچانتے ہیں جیسا کہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اور بعضے اُن میں سے امر واقعی کو باوجودیکہ

يَعْلَمُونَ ﴿١٤٦﴾ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ ۖ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ﴿١٤٧﴾

خوب جانتے ہیں (مگر) اخفا کرتے ہیں (حالانکہ) یہ امر واقعی منجانب اللہ ثابت ہو چکا ہے سو ہرگز شک و شبہ لانیوالوں میں شمار

وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا ۖ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ ۚ أَيْنَ مَا تَكُونُوا

نہ ہونا اور ہر شخص (ذی مذہب) کے واسطے ایک ایک قبلہ رہا ہے جس کی طرف وہ (عبادت میں) منہ کرتا رہا ہے سو تم

يَأْتِ بِكُمُ اللَّهُ جَمِيعًا ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٤٨﴾

نیک کاموں میں تگاپو کرو تم خواہ کہیں ہو گے (لیکن) اللہ تعالیٰ تم سب کو حاضر کر دینگے بالیقین اللہ تعالیٰ ہر امر پر پوری قدرت رکھتے ہیں

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۖ وَإِنَّهُ

اور جس جگہ سے بھی (کہیں سفر میں) آپ باہر جاویں تو بھی اپنا چہرہ (نماز میں) مسجد حرام (یعنی کعبہ) کی طرف

لَلْحَقُّ مِن رَّبِّكَ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿١٤٩﴾

رکھا کیجیے اور (یہ حکم عام قبلہ کا) بالکل حق ہے (اور) منجانب اللہ (ہے) اور اللہ تعالیٰ تمہارے کیے ہوئے کاموں سے اصلاً بے خبر نہیں

وقف لازم

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقف منزل ۔ ر ع ۷

بے سود توقع

اور اگر آپ ان لوگوں کے پاس جن کو کتاب دی گئی ہے تمام معجزات کے ساتھ جن کا انہوں نے مطالبہ کیا ہے آئیں تو وہ نہ آپ کے قبلہ کی طرف نماز پڑھیں گے اور نہ آپکے دین میں داخل ہوں گے، اور نہ آپ یہود و نصاریٰ کے قبلہ کی طرف نماز پڑھنے والے ہیں، اور نہ یہود و نصاریٰ میں سے کوئی بھی فریق ایک دوسرے کے قبلہ کی طرف نماز پڑھنے والا ہے :

اور اگر آپ ہماری ممانعت اور اس چیز کے بیان کردینے کے بعد کہ حرم حضرت ابراہیمؑ کا قبلہ ہے پھر انکے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں گے تو آپ اس کام کی وجہ سے اس وقت اپنے کو نقصان پہونچانے والوں میں سے ہو جائیں گے، اب اس کے بعد حق تعالیٰ اہل کتاب میں سے مومنین حضرات کا تذکرہ فرماتے ہیں، کہ جن حضرات کو جیسا کہ حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی ہیں، ہم نے علوم تورات سے بہرہ ور فرمایا ہے وہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ کے اوصاف اور صفت کے ساتھ پہچانتے ہیں جیسا کہ وہ اپنے لڑکوں کو جانتے ہیں، اور اہل کتاب میں سے ایک جماعت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت وصفت کو چھپاتی ہے باوجودیکہ وہ اپنی کتابوں کے ذریعہ یہ بات بخوبی جانتے ہیں کہ آپ منجانب اللہ نبی مرسل ہیں، لہٰذا اس چیز کے متعلق شک کرنے والوں میں سے نہ ہونا چاہیئے کہ وہ اس چیز کو جانتے نہیں، اور ہر ایک اہل دین کے لئے ایک قبلہ ہے کہ اپنی ہوائے نفسانی سے وہ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے، اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ ہر ایک نبی کے لئے ایک قبلہ ہے اور کعبہ ہے جس کی جانب اسے منہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اے امت محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم تمام سابقہ امتوں سے بڑھ کر طاعاتِ خداوندی کی طرف سبقت اور تیزی کرو۔

خواہ تم خشکی کے علاقہ میں ہو یا دریائی علاقہ میں حق تعالیٰ تم سب کو لے آئیگا۔ اور سب کو جمع کرلے گا اور پھر تم کو تمہاری نیکیوں کا بدلہ دے گا، حق تعالیٰ تمہارے جمع کرنے اور بدلہ دینے پر قادر ہے۔ سو تم نماز میں حرم محترم کی طرف منہ کرلو، یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ ہے، اور حضرت ابراہیمؑ کے قبلہ کے بارے میں جو کچھ تم چھپاتے ہو، حق تعالیٰ اس سے بے خبر نہیں ہے ؛

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۖ

اور مکرر کہا جاتا ہے کہ) آپ جس جگہ سے بھی (سفر میں) باہر جاویں اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف رکھئے اور تم لوگ جہاں کہیں (موجود)

وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ لِئَلَّا يَكُونَ

ہو اپنا چہرہ اسی کی طرف رکھا کرو تا کہ (ان مخالف) لوگوں کو تمہارے مقابلہ میں گفتگو (کی مجال) نہ رہے

لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ ۙ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ ۙ فَلَا تَخْشَوْهُمْ

مگر ان میں جو (بالکل ہی) بے انصاف ہیں تو ایسے لوگوں سے (اصلاً) اندیشہ نہ کرو اور مجھ سے ڈرتے رہو

وَاخْشَوْنِيْ ق وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِيْ عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ لا

اور تاکہ تم پر جو (کچھ) میرا انعام ہے اسکی تکمیل کر دوں اور تاکہ (دنیا میں) تم راہ راست (حق) پر رہو جسطرح تم لوگوں میں

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ

ہم نے ایک (عظیم الشان) رسول کو بھیجا تم ہی میں سے ہماری آیات (و احکام) پڑھ پڑھ کر تم کو سناتے ہیں اور (جہالت سے)

وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۵۱﴾

تمہاری صفائی کرتے رہتے ہیں اور تم کو کتاب (الہٰی) اور فہم کی باتیں بتلاتے رہتے ہیں اور تم کو ایسی (مفید) باتیں تعلیم کرتے رہتے ہیں

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ﴿۱۵۲﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

جنکی تمکو خبر بھی نہ تھی ان (نعمتوں پر) مجھ کو یاد کرو میں تم کو (عنایت سے) یاد رکھوں گا اور میری (نعمت کی) شکر گزاری کرو اور میری ناسپاسی مت کرو

اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ط اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾

اے ایمان والو! صبر اور نماز سے سہارا حاصل کرو بلا شبہ حق تعالیٰ صبر کرنیوالوں کے ساتھ رہتے ہیں۔

تحویل قبلہ کا حکم

اور جس مقام پر بھی آپ اور تم ہو خواہ دریائی علاقہ ہو یا خشکی کا مسجد حرام کی طرف منہ کر لو تاکہ اس تحویل قبلہ میں حضرت عبد اللہ بن سلام اور انکے ساتھیوں پر حجت نہ ہو کیونکہ انکی کتاب میں ہے کہ حرم حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ ہے، لہٰذا جب تم اس کی طرف نماز پڑھو گے، تو ان کے لئے تمہارے خلاف کوئی حجت قائم نہیں ہوگی۔

اور نہ کعب بن اشرف اور اس کے ساتھی اور مشرکین عرب کے لئے کوئی دلیل ہوگی جنہوں نے اپنی گفتگو میں حد سے تجاوز کیا ہے، تحویل قبلہ کے بارے میں ان سے نہ ڈرو بلکہ اس امر کے چھوڑنے پر مجھ سے ڈرو تاکہ قبلہ کے ذریعہ میں اپنے احسانات تم پر پورے کر دوں، جیساکہ میں نے دین کو تم پر کامل و پورا کر دیا اور تاکہ قبلہ ابراہیمی کی طرف تمہیں رہنمائی ہو، اور مجھے خوب یاد کرو جیساکہ میں نے تمہاری طرف تمہارے ہی میں سے ایک رسول بھیجا ہے جو تمہارے سامنے قرآن کریم میں جو اوامر و نواہی ہیں ان کو پڑھ کر سناتا ہے اور توحید اور زکوٰۃ اور صدقہ کے ذریعہ تمہیں گناہوں سے پاک صاف کرتا ہے اور قرآن کریم اور حلال و حرام کی تمہیں تعلیم دیتا ہے اور دیگر احکام و حدود اور امم ماضیہ کے احوال سے تمہیں باخبر کرتا ہے۔۔

جن سے تم قرآن کریم اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے قبل نا آشنا تھے اور اطاعت کے ذریعہ مجھے خوب یاد کرو، میں جنت کے ساتھ تم کو یاد کروں گا۔
اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ فراخی اور خوشحالی میں مجھے یاد کرو میں تنگیوں اور پریشانیوں میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میری نعمت کا شکر ادا کرو اور اس شکر گذاری کو ہرگز مت چھوڑو۔
یعنی فرائض خداوندی کی ادائگی اور معاصی کو ترک کرنے اور رات دن نفلیں نمازیں پڑھنے اور گناہوں کے ختم کرنے پر ایسے لوگوں کا حق تعالیٰ معین و محافظ ہے، اور صابرین کی مدد فرمانے والا ہے۔

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ

(اور نماز پڑھنے والوں کے ساتھ بدرجہ اولی) اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے جاتے ہیں انکی نسبت یوں کبھی مت کہو کہ وہ (معمولی مُردوں کی طرح)

وَلَٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ ﴿١٥٤﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ

مُردے ہیں بلکہ وہ تو (ایک ممتاز) حیات کے ساتھ زندہ ہیں لیکن تم (ان) حواس سے (اس حیات کا) ادراک نہیں کر سکتے اور دیکھو ہم تمہارا

وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ

امتحان کریں گے کسی قدر خوف سے اور فاقہ سے اور مال اور جان اور پھلوں کی کمی سے اور آپ ایسے صابرین کو

وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ﴿١٥٥﴾ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا

بشارت سنا دیجیے (جنکی یہ عادت ہے) کہ ان پر جب کوئی مصیبت پڑتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو (مع مال و اولاد حقیقتاً) اللہ تعالیٰ

إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ﴿١٥٦﴾ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ

ہی کی ملک ہیں اور ہم سب (دنیا سے) اللہ تعالیٰ کے پاس جانیوالے ہیں اُن لوگوں پر (جدا جدا) خاص خاص رحمتیں بھی انکے پروردگار کی طرف سے

مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ﴿١٥٧﴾

ہونگی اور (سب پر بالاشتراک) عام رحمت بھی ہوگی اور یہی لوگ ہیں جنکی حقیقت حال تک رسائی ہو گئی۔

منافقین کی تردید

غزوہ بدر اور اُحد اور تمام غزوات کے شہداء کے بارے میں منافقین کا جو مقولہ تھا حق تعالیٰ اب اسکی تردید بیان فرماتا ہے، یہ لوگ

کہتے تھے کہ فلاں آدمی مر گیا اور اس سے سرور اور نعمتیں ختم ہو گئیں تاکہ اس چیز سے کاملین کو صدمہ و افسوس ہو۔

حق تعٰا فرماتے ہیں کہ جو غزوہ بدر اور تمام غزوات میں شہید ہو گئے ہیں وہ اور مرنے والوں کے طریقہ پر نہیں ہیں، بلکہ وہ اہلِ جنت کی طرح جنت میں زندہ ہیں ان کو وہاں قسم قسم کے تحفے ملتے ہیں، مگر تم ان حضرات کی کرامت و بزرگی اور انکی حالت سے واقف نہیں ہو۔ اس کے بعد حق تعالیٰ اس آزمائش کا تذکرہ فرماتے ہیں جو اس نے مؤمنین کی آزمائش فرمائی ہے کہ ہم تمھیں دشمن کے خوف قحط سالی اور مالوں کے خاتمہ اور جانوں کے قتل ہو جانے اور مر جانے اور بیماریوں کے لاحق ہونے اور پھلوں کے ختم ہو جانے سے آزمائیں گے، اور اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ان مذکورہ حضرات کو جن کی شان یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم سب اللہ تعٰا کے بندے ہیں اور مرنے کے بعد اسی کے سامنے حاضر ہونگے اور اگر ہم اس کے فیصلہ پر راضی نہیں ہونگے تو وہ ہمارے اعمال سے خوش نہیں ہوگا، بشارت و خوشخبری سنا دیجئے، ان ہی خوبیوں کے جو مالک ہیں ان کیلئے دنیا میں مغفرت اور آخرت میں عذاب سے نجات ہے اور اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ والے ہی ہدایت حاصل کرنے والے ہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ الٰہی وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ الخ ابن مندہ نے صحابۂ کرام رض کے بارے میں سدی، صغیر، کلبی، ابو صالح کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رض سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ تمیم بن حمام رض غزوہ بدر میں شہید ہو گئے تو ان کے بارے میں اور ان کے علاوہ دوسرے حضرات کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ وَلَا تَقُوْلُوْا الخ یعنی جو راہ خداوندی میں شہید کر دیئے جائیں ان کو مُردہ مت کہو۔

ابو نعیم فرماتے ہیں کہ یہ صحابی عمیر بن حمام ہیں، سدی نے ان کے نام میں تبدیلی کر دی ہے۔

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ

تحقیقاً صفا اور مروہ منجملہ یادگار (دین) خداوندی ہیں سو جو شخص حج کرے بیت اللہ کا یا اسکا

اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ۭ وَمَنْ تَطَوَّعَ

عمرہ کرے اس پر ذرا بھی گناہ نہیں ان دونوں کے درمیان آمد و رفت کرنے میں (جسکا نام سعی ہے) اور جو شخص خوشی

خَيْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۵۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ

سے کوئی امر خیر کرے حق تعٰا اسکی بڑی قدردانی کرتے ہیں (اور اس خیر کرنے والے کی نیت خلوص) خوب جانتے ہیں جو لوگ

مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ

اخفا کرتے ہیں ان مضامین کا جن کو ہم نے نازل کیا ہے جو کہ (اپنی ذات میں) واضح ہیں اور دوسروں کو ہادی ہیں بعد اسکے کہ ہم

فِي الْكِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ۙ (۱۵۹)

ان کو کتاب (الہٰی توراۃ و انجیل) میں عام لوگوں پر ظاہر کر چکے ہوں ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ بھی لعنت فرماتے ہیں اور دوسرے بہتیرے

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَيَّنُوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۚ

لعنت کرنیوالے بھی ان پر لعنت بھیجتے ہیں مگر جو لوگ توبہ کر لیں اور اصلاح کر دیں اور (ان مضامین کو) ظاہر

وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ (۱۶۰)

کر دیں تو ایسے لوگوں پر میں متوجہ ہو جاتا ہوں اور میری تو بکثرت عادت ہے توبہ قبول کر لینا اور مہربانی فرمانا۔

شبہ کا ازالہ صفا و مروہ پر دو بت رکھے ہوئے تھے اس کی وجہ سے مسلمانوں کو ان کے درمیان سعی کرنے میں تنگی اور کراہت محسوس ہوتی تھی حق تعالیٰ اب اس کا تذکرہ فرماتے ہیں۔

کہ صفا و مروہ کے درمیان سعی ان امور میں سے ہے جن کا حق تعالیٰ نے مناسک حج میں حکم دیا ہے لہٰذا ان کے درمیان سعی کرنے میں کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں اور جو طواف واجب سے زائد طواف کرے، حق تعالیٰ اس کے اس عمل کو قبول فرماتا ہے، اور وہ تمہاری نیتوں سے بخوبی واقف ہے، اور حق تعالیٰ اعمال صالحہ کی قدردانی فرمانے والا ہے، تھوڑے عمل کو بھی قبول فرماتا ہے اور اس پر بہت زائد ثواب بھی عطا کرتا ہے اوامر و نواہی اور علامات نبوت تورات میں بیان کر دینے کے بعد ایسے ہی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بنی اسرائیل کے لئے تورات میں بیان ہونے کے بعد جو لوگ ان چیزوں کا اخفا کرتے ہیں، حق تعالیٰ ان لوگوں کو قبر میں عذاب دے گا، اور جنات و انسانوں کے علاوہ اور دوسری مخلوقات خداوندی جب قبر میں سے ان کی آوازوں کو سنے گی تو ان پر لعنت کرے گی، مگر جن حضرات نے یہودیت سے توبہ کی اور توحید کے قائل ہوئے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت کو بیان کیا تو میں ایسے لوگوں سے درگذر کروں گا، اور میں ہی جو توبہ کرے اسے معاف کرنے والا اور جو توبہ کے بعد مرے اس پر رحم کرنیوالا ہوں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الہٰی اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ الخ امام بخاری و مسلم اور ان کے علاوہ دوسرے محدثین نے بواسطہ عروہ رضہ حضرت عائشہ رضہ سے روایت نقل کی ہے۔ حضرت عروہ رضہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضہ سے

عرض کیا کہ آپ حق تعالیٰ کے فرمان اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَۃَ الخ کے بارے میں کیا فرماتی ہیں میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی شخص ان دونوں کے درمیان سعی نہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں، حضرت عائشہ رضؓ بولیں بھلیجے یہ تم نے غلط بات بیان کی ہے اگر آیت کے یہی معنی ہوتے جو تم سمجھے ہو تو فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِ اَنْ یَّطَّوَّفَ کے بجائے آیت کریمہ میں اَنْ لَّا یَطَّوَّفَ ہوتا۔

اور یہ آیت کریمہ اسواسطے نازل کی گئی ہے کہ انصار مشرف باسلام ہونے سے قبل منات بت کے نام کا احرام باندھا کرتے تھے، چنانچہ جب وہ احرام باندھتے تو صفا و مروہ پہاڑی پر دوڑنا برا سمجھتے، تو اس کے متعلق انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم زمانہ جاہلیت میں صفا و مروہ پر سعی کرنے کو برا سمجھتے تھے تو حق تعالیٰ نے اس کے بارے میں حکم نازل فرمایا کہ تحقیقاً صفا و مروہ منجملہ یادگار خداوندی ہیں سو جو شخص حج کرے بیت اللہ کا یا عمرہ کرے، اس پر ذرا بھی گناہ نہیں، ان دونوں کے درمیان آمد و رفت کرنے میں۔

اور امام بخاری رحؒ نے عاصم بن سلیمان سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضؓ سے صفا اور مروہ کے بارے میں دریافت کیا اور کہا کہ ہم ان کے درمیان سعی کرنا امور جاہلیت میں سے سمجھتے تھے، جب اسلام کی دولت آئی تو ہم اس سے رک گئے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ اِنَّ الصَّفَا الخ نازل فرمائی اور امام حاکم نے حضرت ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے کہ شیاطین زمانہ جاہلیت میں صفا و مروہ کے درمیان رات کے وقت دوڑتے تھے، اور ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان بت رکھے ہوئے تھے، جب اسلام کی دولت عظمیٰ آئی تو مسلمانوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم صفا و مروہ کے درمیان سعی نہیں کریں گے کیونکہ ہم یہ چیز زمانہ جاہلیت میں کیا کرتے تھے۔ اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

ک۔ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے سعید یا عکرمہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں معاذ بن جبل رضؓ سعد بن معاذ رضؓ اور خارجۃ بن زید رضؓ نے یہود کے علماء کی جماعت سے تورات کی بعض باتوں کے متعلق دریافت کیا تو ان یہودیوں نے ان حضرات سے ان باتوں کو چھپالیا، اور ان کے بیان کرنے سے انکار کیا اس پر حق تعالیٰ نے ان یہودیوں کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ الخ۔

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ کُفَّارٌ اُولٰٓئِکَ عَلَیْهِمْ

البتہ جو لوگ (ان میں سے) اسلام نہ لاویں اور اسی حالت غیر اسلام پر مرجاویں ایسے لوگوں پر (وہ)

لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِکَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ﴿۱۶۱﴾ لا خٰلِدِیْنَ

لعنت (مذکورہ) اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں کی اور آدمیوں کی بھی سب کی (ایسے طور پر برسا کرے گی کہ) وہ

فِيهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ﴿١٦٢﴾

ہمیشہ ہمیشہ اُسی (لعنت) میں رہیں گے اُن سے عذاب ہلکا نہ ہونے پاویگا اور نہ (داخل ہونے کے قبل) انکو مہلت دیجاویگی

وَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ ﴿١٦٣﴾

اور (ایسا معبود) جو تم سب کے معبود بننے کا مستحق ہے وہ تو ایک ہی معبود (حقیقی) ہے اسکے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں (وہی)

لعنت کے مستحق

مگر جن لوگوں نے حق تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا انکار کیا، اُن پر عذابِ الٰہی اور تمام فرشتوں کی لعنت اور تمام مومنین کی لعنت جو یہ کافر کرتے تھے ان ہی کافروں پر نازل ہوگی، اور اس لعنت میں یہ ہمیشہ رہیں گے نہ لعنت ان سے اُٹھائی جائے گی اور نہ اس لعنت کو یہ اُٹھا سکیں گے اور نہ ان سے عذاب الٰہی میں تخفیف کی جائے گی اور نہ عذاب کے بارے میں انہیں کسی قسم کی مہلت دی جائے گی۔

توحید خداوندی کا لوگوں نے انکار کیا تو حق تعالیٰ خود اپنے کلام میں اپنی توحید بیان فرما رہے ہیں، کہ اس ذات کا نہ کوئی لڑکا ہے اور نہ اس کی خدائی میں کوئی شریک ہے وہ بڑی رحمت فرمانے والا اور بہت زیادہ شفقت فرمانے والا ہے۔ ان دونوں چیزوں کی پیدائش میں اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ ان دونوں یعنی زمین و آسمان میں جو چیزیں پیدا کی گئی ہیں۔

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ

بلاشبہ آسمانوں کے اور زمین بنانے میں اور یکے بعد دیگرے رات اور دن کے

وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنفَعُ النَّاسَ

آنے میں اور جہازوں میں جو کہ سمندر میں چلتے ہیں آدمیوں کے نفع کی چیزیں (اور

وَمَا أَنزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِن مَّاءٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ

(اسباب) لیکر اور (بارش کے) پانی میں جس کو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے برسایا پھر اس سے زمین کو

بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِن كُلِّ دَابَّةٍ وَتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ

تر و تازہ کیا اسکے خشک ہوئے پیچھے اور ہر قسم کے حیوانات اس میں پھیلا دیئے اور ہواؤں کے بدلنے میں

وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ

اور ابر میں جو زمین و آسمان کے درمیان مقید (اور معلق) رہتا ہے دلائل

يَّعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

(توحید کے موجود) ہیں ان لوگوں کے لئے جو عقل (سلیم) رکھتے ہیں اور ایک آدمی وہ (بھی) ہیں جو علاوہ

اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ

خدا تعالیٰ کے اوروں کو بھی شریک (خدائی) قرار دیتے ہیں ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ

حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ

سے درکھنا ضروری ہے اور جو مومن ہیں ان کو (صرف) اللہ تعالیٰ کے ساتھ نہایت قوی محبت ہے اور کیا خوب

اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ﴿۱۶۵﴾

ہوتا اگر یہ ظالم (مشرکین حب دنیا میں) کسی مصیبت کو دیکھتے تو اسکے دفیعہ میں غور کر کے سمجھ لیا کرتے کہ سب قوت حق تعالیٰ ہی کو ہے

اور یہ بھی سمجھ لیں کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب (آخرت میں) بھی (بہت) سخت ہوگا۔

کرشمۂ قدرت اور رات دن کی تبدیلی اور انکی زیادتی و کمی میں اور کشتیوں میں جو لوگوں کی معاش و زندگی کے لئے چلتی ہیں، اور اس چیز میں جو حق تعالیٰ نے آسمان سے بارش برسائی ہے، اور پھر قحط سالی اور زمین کے خشک ہونے کے بعد پھر اس بارش سے تر و تازگی عطا کرتے ہیں۔

اور پھر اس زمین میں ہمہ قسم کے جانور نر و مادہ پیدا کئے، اور ہواؤں کی دائیں بائیں آگے پیچھے تبدیلی میں اور کبھی رحمت کا باعث اور کبھی عذاب کا باعث کرنے میں اور ٹکے ہوئے بادلوں میں ان تمام چیزوں میں حق تعالیٰ کی وحدانیت کی ایسی قوم کے لئے دلیلیں ہیں جو اس بات کا یقین کرے کہ یہ تمام چیزیں حق تعالیٰ کی جانب سے ہیں۔

دنیا میں کفار کو جو اپنے معبودوں سے محبت ہے، وہ آخرت میں ایک دوسرے سے بیزار ہوں گے حق تعالیٰ اس چیز کا تذکرہ فرماتے ہیں، کہ یہ کفار بتوں سے اس درجہ محبت کرتے ہیں جیسا کہ مخلص ایمان والے حق تعالیٰ سے محبت رکھتے ہیں، مگر مؤمنین خالصین تو ان کفاروں سے جیسا کہ یہ اپنے بتوں کی

محبت کرتے ہیں، ان سے کہیں زیادہ حق تعہ سے محبت کرنے والے ہیں۔

اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ یہ آیت کریمہ ان منافقین کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جنہوں نے درہم و دنانیر کے خزانے جمع کر لئے تھے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ آیت کریمہ ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جنہوں نے اپنے رؤساء کو حق تعالیٰ کے علاوہ معبود بنالیا تھا، اور اگر یہ مشرکین روز قیامت اور آخرت میں عذاب اور حق تعالیٰ کی قوت و بادشاہت کو جان لیں تو دنیا میں فوراً ایمان لے آئیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ الخ سعید بن منصور نے اپنی سنن اور فریابی نے اپنی تفسیر اور امام بیہقی رح نے شعب الایمان میں ابوالضحیٰ سے روایت نقل کی ہے کہ جب آیت کریمہ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ الخ نازل ہوئی، تو مشرکین نے تعجب کیا اور بولے کہ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ ہے اگر وہ اپنے قول میں سچا ہے تو کوئی دلیل لائے، اس پر حق تعہ نے اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ سے یَعْقِلُوْنَ تک آیت کریمہ نازل فرمائی، امام سیوطی رح فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مفصل ہے مگر اس کا شاہد موجود ہے۔

چنانچہ ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے کتاب العظمۃ میں عطا سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر مدینہ منورہ میں آیت کریمہ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ نازل ہوئی تو مکہ مکرمہ میں کفار قریش کہنے لگے کہ تمام لوگوں کو ایک خدا کیسے کافی ہو سکتا ہے، اس پر حق تعہ نے اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ سے یَعْقِلُوْنَ تک آیت کریمہ نازل فرمائی۔

ک۔ ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے جید طرق سے متصلاً حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ قریش نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ اللہ تعہ سے دعا کیجئے کہ وہ صفا پہاڑی کو سونے کا بنا دے تاکہ ہم اس کے ذریعہ اپنے دشمنوں پر قابو پاسکیں، اللہ تعہ نے حضورؐ کے پاس وحی بھیجی کہ آپ ان سے وعدہ فرمالیں، میں ایسا ہی کر دونگا، لیکن اگر انہوں نے اس کے بعد کفر کیا تو ان کو ایسی سزا دوں گا کہ پورے عالم میں سے ویسی سزا کسی کو بھی نہ دی ہوگی۔

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پروردگار عالم مجھے اور میری قوم کو رہنے دیجئے، میں اپنی قوم کے لئے دن بدن دعا کرتا رہوں گا اس پر یہ آیت کریمہ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ الخ نازل ہوئی۔

اور کیونکر یہ لوگ صفا پہاڑی کے سونا ہونے کے بارے میں سوال کرتے ہیں، جبکہ اس سے بلند دلائل الوہیت خداوندی پر موجود ہیں۔

إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوُا الْعَذَابَ

جبکہ وہ لوگ جن کے کہنے پر دوسرے چلتے تھے ان لوگوں سے صاف الگ ہو جاوینگے جو انکے کہنے پر چلتے تھے اور

وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ ﴿۱۶۶﴾ وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنَا

سب عذاب کا مشاہدہ کر لیں گے اور باہم ان میں جو تعلقات تھے اسوقت سب قطع ہو جاوینگے اور (جب) یہ تابع لوگ

كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوا مِنَّا ۗ كَذَٰلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ

یوں کہنے لگیں گے کسی طرح ہم سب کو ذرا ایک دفعہ (دنیا میں) جانا مل جاوے تو ہم بھی ان سے صاف الگ ہو جاویں جیسا یہ ہم سے

أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ ۖ وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ ﴿۱۶۷﴾ ع

(اسوقت) صاف الگ ہو بیٹھے اللہ تعالیٰ یوں ہی انکی بد اعمالیوں کو خالی ارمان کر کے انکو دکھلا دینگے اور انکو دوزخ سے

يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا

نکلنا بھی نصیب نہ ہوگا۔ اے لوگو! جو چیزیں زمین میں موجود ہیں ان میں سے (شرعی) حلال پاک چیزوں کو کھاؤ (برتو)

خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ﴿۱۶۸﴾ إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ

اور شیطان کے قدم بقدم مت چلو فی الواقع وہ تمہارا صریح دشمن ہے وہ تو ان کو ان ہی باتوں کی

بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿۱۶۹﴾

تعلیم کرے گا جو کہ (شرعاً) بری اور گندی ہیں اور یہ (بھی تعلیم کرے گا) کہ اللہ کے ذمہ وہ باتیں لگاؤ کہ

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا

جسکی تم سند نہیں رکھتے اور جب کوئی ان (مشرک) لوگوں سے کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو حکم بھیجا ہے اسپر چلو تو

عَلَيْهِ آبَاءَنَا ۗ أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ

کہتے ہیں کہ (نہیں) بلکہ ہم تو اسی (طریقہ) پر چلیں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے کیا اگرچہ انکے باپ دادا (دین کی) نہ کچھ سمجھ رکھتے ہوں

مقام حسرت

جس دن یہ رؤسا اپنے متبعین سے علیحدہ ہو جائیں گے رؤسا اور ان کے تابع سب کے سب عذاب کا مشاہدہ کریں گے اور دنیا میں آپس میں جو معاہدے اور تعلقات تھیں وہ سب ختم ہو جائیں گے تو متبعین کہیں گے، کاش ہمیں دنیا میں پھر لوٹنا میسر ہو جائے تو پھر ہم بھی ان رؤساء اور مقتداؤں سے دنیا میں اسی طرح کنارہ کش اور بیزار ہو جائیں گے، جیسا کہ یہ ہم سے آخرت میں علیحدہ ہوئے ہیں، آخرت میں اسی طرح حسرتیں اور ندامتیں رہ جائیں گی، اور مقتداء اور تابع میں سے کسی کو بھی نجات نہیں ملے گی۔

اب حق تعالیٰ کھیتی اور جانوروں کی حلت کو بیان فرماتا ہے، اے اہل مکہ کھیتی اور ان جانوروں کو کھاؤ، جن کی حق تعالیٰ کی طرف سے کسی قسم کی کوئی حرمت نہیں بیان کی گئی ہے اور کھیتی اور حلال جانوروں کے اپنے اوپر حرام کرنے میں شیطان کی ملمع سازی اور اسکے وساوس کا اتباع مت کرو۔ اس کی دشمنی کھلی ہوئی اور ظاہر ہے شیطان برے کام اور گناہوں اور ایسے امور میں جھوٹ بولنے کی ترغیب کرتا ہے۔

اور مشرکین عرب سے جس وقت کہا جاتا ہے کہ حق تعالیٰ نے کھیتی اور جن جانوروں کی حلت بیان کر دی ہے ان چیزوں میں اس کے حکم کی اتباع کرو، تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو جن چیزوں کی حرمت پر پایا ہے، ہم اسی پر عمل کریں گے۔ اور کیا ان کے آباؤ اجداد ایسے نہیں تھے، اور یقیناً ان کے آباؤ اجداد ایسے تھے کہ ان کو دین اور کسی بھی نبی کی سنت کی کچھ خبر نہیں تھی، پھر تم کیسے ان آباء کی اتباع کرتے ہو اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ ان کے آباء کو نہ امور دنیا کی عقل تھی، اور نہ وہ کسی نبی کی سنت پر عمل پیرا تھے تو پھر یہ لوگ اپنے آباء کی کس بنیاد پر اتباع کرتے ہیں، اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ ان کے آباء نہ دین سے واقف ہیں اور نہ کسی نبی کی سنت پر عمل پیرا ہیں، پھر یہ لوگ کس چیز پر ان کی تقلید کرتے ہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان خداوندی وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ اتَّبِعُوْا الخ۔ ک۔ ابن ابی حاتم نے سعید یا عکرمہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہود کو اسلام کی طرف دعوت دی اور اسکی ترغیب دلائی، اور عذاب الٰہی سے ڈرایا، تو رافع بن حرملہ اور مالک بن عوف کہنے لگے، بلکہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہم تو اس چیز کی اتباع کریں گے جس پر ہم نے اپنے آباء کو پایا ہے، کیونکہ وہ ہم سے زیادہ جاننے والے اور بہتر تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ جب ان سے کہا جاتا ہے حق تعالیٰ کی نازل کی ہوئی باتوں پر ایمان لاؤ

وَمَثَلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا کَمَثَلِ الَّذِیْ یَنْعِقُ بِمَا لَا یَسْمَعُ اِلَّا

اور ان کافروں کی کیفیت (نافہمی میں) اس (جانور) کی کیفیت کے مثل ہے کہ ایک شخص ہے وہ ایسے (جانور) کے پیچھے چلا رہا ہے

دُعَآءً وَّنِدَآءً ؕ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ (۱۷۱)

جو بجز بلانے اور پکارنے کے کوئی بات نہیں سنتا (اسی طرح) یہ کفار بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں سو سمجھتے کچھ نہیں

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ اشْكُرُوْا

اے ایمان والو! جو (شرع کی رو سے) پاک چیزیں ہم نے تم کو مرحمت فرمائی ہیں ان میں سے (جو چاہو) کھاؤ (برتو) اور

لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ (۱۷۲) اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْكُمُ

حق تعالیٰ کی شکر گذاری کرو اگر تم خاص انکے ساتھ غلامی (کا تعلق) رکھتے ہو اللہ تعالیٰ نے تو تم پر صرف حرام کیا ہے مُردار کو

الْمَیْتَةَ وَ الدَّمَ وَ لَحْمَ الْخِنْزِیْرِ وَ مَاۤ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ ۚ

اور خون کو (جو بہتا ہو) اور خنزیر کے گوشت کو (اسی طرح اسکے سب اجزاء کو بھی) اور ایسے جانور کو جو (بقصد

فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَلَاۤ اِثْمَ عَلَیْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

تقرب) غیر اللہ کے نامزد کر دیا گیا ہو پھر بھی جو شخص (بھوک سے بہت ہی) بیتاب ہو جاوے بشرطیکہ نہ تو طالب لذت ہو

غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (۱۷۳)

اور نہ (قدر حاجت سے) تجاوز کرنے والا ہو تو اس شخص پر کچھ گناہ نہیں ہوتا واقعی اللہ تعالیٰ ہیں بڑے غفور رحیم۔

بہترین مثال

پھر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں حق تعالیٰ کفار کی مثال بیان فرماتا ہے، کہ ان کفار کی مثال ان اونٹ اور بکریوں کے طریقہ پر ہے جن کو کوئی پکار رہا ہے یعنی ان کو چرانے والا ایسی آواز کے ساتھ پکار رہا ہے جس کی نہ جانور سنتے ہیں اور نہ سمجھتے ہیں، یعنی چرانے والا جس وقت ان سے کہتا ہے کھاؤ یا پیو تو یہ کچھ نہیں سمجھتے، ایسے ہی یہ کفار حق بات کے سننے سے بہرے اور اس کے تکلم سے گونگے، اور حق بات کے دیکھنے سے اندھے، یعنی یہ حق بات اور ہدایت کے قبول کرنے سے یہ ایسی میں بالکل اندھے بہرے اور گونگے ہیں، جیسا کہ اونٹ اور بکریاں چرواہے کی بات کو نہیں سمجھتیں اسی طرح یہ کافر حکم الٰہی اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو بالکل نہیں سمجھتے۔

اب حق تعالیٰ پھر مزید کھیتی اور جانوروں کی حلت کو بیان فرمارہا ہے، یعنی کھیتی اور حلال جانوروں میں سے جو ہم نے تم کو دیا ہے اسے کھاؤ اور اس پر شکر الٰہی بجالاؤ، اگر تم اسی ذات کی عبادت کرتے ہو۔
اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ اگر تم ان چیزوں کی حرمت کو عبادت الٰہی سمجھتے ہو، تو پھر ان چیزوں کو مت حرام کرو، کیونکہ حق تعالیٰ کی عبادت ان کو حلال سمجھنے میں ہے، اب اس کے ساتھ حق تعالیٰ ان چیزوں کو بیان فرماتا ہے، جن کی حرمت اس نے بیان فرمادی ہے یعنی مردار اور خون اور وہ جانور جو عمداً حق تعالیٰ کے نام کے علاوہ بتوں کے نام پر ذبح کئے ہیں۔
سو جو شخص مردار کا گوشت کھانے پر مجبور ہو جائے، دراں حالیکہ وہ نہ حدود الٰہیہ سے تجاوز کرنے والا ہو اور نہ اس کے گوشت کو حلال سمجھنے والا ہو، اور نہ ہی ڈاکو ہو، اور نہ بغیر کسی سخت ضرورت کے مردار کھانے کا ارادہ رکھتا ہو تو اس پر ضرورت کے وقت (جبکہ جان کے ختم ہونے کا اندیشہ ہو) مردار کا گوشت کھانے میں کوئی حرج نہیں، باقی اس کی ذخیرہ اندوزی نہ کرے، مرنے کے ڈر کی بنا پر جبکہ اسے مردار کھانے کی اجازت دی گئی ہے تو حق تعالیٰ غفور رحیم ہے ؀

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَشْتَرُونَ

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی کتاب (کے مضامین) کا اخفا کرتے ہیں اور اسکے معاوضہ میں (دنیا کا)

بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۙ أُولَٰئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ

متاع قلیل وصول کرتے ہیں ایسے لوگ اور کچھ نہیں اپنے شکم میں آگ (کے انگارے) بھر رہے ہیں اور

وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ ۚ وَلَهُمْ

اللہ تعالیٰ ان سے نہ تو قیامت میں (لطف کے ساتھ) کلام کرینگے اور نہ (گناہ معاف کر کے) انکی صفائی کرینگے

عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٧٤﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ

اور انکو سزائے دردناک ہوگی یہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے (دنیا میں تو) ہدایت چھوڑ کر ضلالت

بِالْهُدَىٰ وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَا أَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ﴿١٧٥﴾

اختیار کی اور (آخرت میں) مغفرت چھوڑ کر عذاب (سر پر لیا)، سو دوزخ کیلئے کیسے باہمت ہیں۔

اخفائے حق

حق تعالیٰ نے توراۃ میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی جو صفت و نعت بیان کی ہے اسے چھپاتے ہیں، اور اس چھپانے پر معمولی سا معاوضہ لینے میں یہ آیت کریمہ کعب بن اشرف، حیی بن اخطب اور جدی بن اخطب کے بارے میں نازل ہوئی ہے، حرام کے علاوہ ان لوگوں کے پیٹوں میں اور کوئی چیز داخل نہیں ہوتی اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ آگ کے علاوہ ان کے پیٹوں میں قیامت کے دن اور کوئی چیز نہیں جائے گی۔ اور نہ یہ گناہوں سے پاک ہوں گے، اور نہ ہی ان کی کسی قسم کی تعریف کی جائے گی اور ان کو ایسا دردناک عذاب دیا جائے گا، کہ اس کی شدت انکے دلوں تک سرایت کر جائے گی ان لوگوں نے ایمان کے بدلہ کفر اور اسلام کے عوض یہودیت کو خرید لیا ہے۔

اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ جن چیزوں سے جنت ملتی ہے ان کے بجائے انہوں نے ایسی چیزوں کو اختیار کر لیا ہے جو دوزخ کے داخلہ کا باعث ہیں، یہ دوزخ کے لئے کس قدر دلیر ہیں اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ دوزخ کمانے پر ان لوگوں کو اس قدر کس چیز نے دلیر و بہادر بنا دیا ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ کس بنا پر یہ دوزخیوں والا کام کرتے ہیں ؛

لباب النقول فی اسباب النزول

ابن جریر نے عکرمہ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ الخ اور وہ آیت جو کہ سورۃ آل عمران میں ہے، اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ یہ دونوں آیتیں یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔

اور ثعلبی نے بواسطہ کلبی، ابوصالح، حضرت ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ یہود کے علماء اور ان کے رؤساء کے بارے میں نازل ہوئی ہے، کیونکہ وہ اپنے غرباء سے ہدایا و تحائف لیا کرتے تھے اور اس بات کی امید رکھتے تھے کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ان ہی میں سے مبعوث ہونگے جب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ان کے علاوہ دوسروں میں سے مبعوث ہو گئے، تو انہیں اپنی ریاست کے زوال اور اپنے تحائف کے ختم ہو جانے کا ڈر ہوا، تو انہوں نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے اوصاف میں (جو کہ توراۃ میں مذکور تھے) تبدیلی کر دی اور پھر وہ تبدیل شدہ اوصاف اپنی قوم کے سامنے بیان کئے، اور بولے کہ وہ نبی جو آخیر زمانہ میں مبعوث ہوں گے، ان کی یہ صفت ہے یہ اوصاف ان نبی کریم ؐ میں نہیں پائے جاتے، اسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ الخ نازل فرمائی ؛

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا

یہ (ساری مذکورہ سزائیں انکو) اسوجہ سے ہیں کہ حق تعالیٰ نے (اس) کتاب کو ٹھیک ٹھیک بھیجا تھا اور جو لوگ (اسمیں)

فِی الْکِتٰبِ لَفِیْ شِقَاقٍۢ بَعِیْدٍ ﴿۱۷۶﴾ ع لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا

کتاب میں بے راہی کریں وہ بڑی دور کے خلاف میں ہوں گے ۔ کچھ سارا کمال اسی میں نہیں (آ گیا) کہ

وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ

تم اپنا منہ مشرق کو کر لو یا مغرب کو لیکن (اصلی) کمال تو یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ پر

بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓىِٕكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ

یقین رکھے اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور (سب) کتب (سماویہ) پر اور پیغمبروں پر

وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰى وَالْیَتٰمٰى وَالْمَسٰكِیْنَ

اور مال دیتا ہو اللہ کی محبت میں رشتہ داروں کو اور یتیموں کو اور محتاجوں کو اور

وَابْنَ السَّبِیْلِ ۙ وَالسَّآىِٕلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ ۚ

(بے خرچ) مسافروں کو اور سوال کرنے والوں کو اور گردن چھڑانے میں

ہٹ دھرمی

یہ عذاب اس بناء پر ہے کہ جبریل علیہ السلام کے واسطہ سے قرآن کریم اور تورات کو حق اور باطل کو بیان کرنے کے لئے نازل کیا گیا، انہوں نے اسکا انکار کیا، اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے جو اوصاف اور صفات تورات میں بیان کئے گئے تھے، اس کے اندر انہوں نے اختلاف کیا اور ان کو چھپایا یہ حق اور ہدایت سے بہت ہی دور پڑے ہوئے ہیں تمام نیکیاں اور ایمان صرف اسی کا نام نہیں کہ تم نماز میں بیت اللہ یا بیت المقدس کی طرف منہ کرلو ایمان اقرار اور تصدیق کا نام ہے اور نیکوکار وہ مؤمن ہے جو اللہ تعالیٰ پر اور بعث بعد الموت پر اور تمام فرشتوں اور تمام کتابوں اور تمام انبیاء کرام پر ایمان لائے اور ایمان لانے کے بعد جو چیزیں واجب و ضروری ہوتی ہیں، حق تعالیٰ اب ان کا تذکرہ فرماتے ہیں۔

کہ ایمان لانے کے بعد نیکی یہ ہے کہ مال کی کمی اور خواہش کے باوجود حق تعالیٰ کی محبت میں رشتہ داروں اور مؤمن یتیموں اور ان مساکین کو جو مانگتے نہیں، اور ایسے مسافر کو جو کہ بطور مہمان کے اتر گیا ہو، اور سوال کرنے والوں کو، اور مجاہدین کو اور غلاموں کی آزادی میں اپنا مال دے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی لَیْسَ الْبِرَّ الخ۔ ک۔ عبدالرزاق بواسطہ معمر قتادہ سے نقل کرتے ہیں، کہ یہودی مغرب کی طرف اپنا منہ کر کے اور نصاریٰ مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ نیکی اسی چیز کا نام نہیں کہ مغرب اور مشرق کی طرف اپنا منہ کر لو۔ اور ابن ابی حاتم نے ابو العالیہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

اور ابن جریر اور ابن منذر نے قتادہ سے روایت نقل کی ہے، بیان کرتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا گیا کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نیکی کے بارے میں دریافت کیا اس پر یہ آیت کریمہ لَیْسَ الْبِرَّ الخ نازل ہوئی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو بلا کر اس کے سامنے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

اور یہ واقعہ فرائض کے احکام نازل ہونے سے پہلے کا ہے، کہ جب انسان صرف اس بات کی گواہی دے دیتا، کہ حق تعہ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں اور اس بات کی گواہی دے دیتا کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔

تو ایسے شخص کی مغفرت کی امید ہو جاتی تھی، پھر اللہ تعہ نے یہ آیت کریمہ لَیْسَ الْبِرَّ الخ نازل فرمائی اور یہودی نماز میں مغرب کی طرف اور نصاریٰ مشرق کی طرف منہ کیا کرتے تھے ؛

وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ

اور نماز کی پابندی رکھتا ہو اور زکوٰۃ بھی ادا کرتا ہو اور جو شخص (ان عقائد و اعمال کے ساتھ

اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَالصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ

یہ اخلاق بھی رکھتے ہوں کہ) اپنے عہدوں کو پورا کرنیوالے ہوں جب عہد کر لیں اور وہ لوگ مستقل رہنے والے

الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾

ہوں تنگدستی میں اور بیماری میں اور (قتال) میں یہ لوگ ہیں جو سچے (کمال کے ساتھ موصوف) ہیں اور یہی لوگ ہیں

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِى الْقَتْلٰى ؕ اَلْحُرُّ

جو سچے متقی (کہے جا سکتے) ہیں۔ اے ایمان والو! تم پر (قانون) قصاص فرض کیا جاتا ہے مقتولین (بقتل عمد) کے

بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ؕ فَمَنْ عُفِیَ لَهٗ

بارہ میں آزاد آدمی آزاد آدمی کے عوض ہیں اور غلام غلام کے عوض ہیں اور عورت عورت کے عوض ہیں ہاں جس کو اسکے

مِنْ اَخِیْهِ شَیْءٌ فَاتِّبَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَیْهِ

فریق کی طرف سے کچھ معافی ہوجاوے (مگر پوری معافی نہ ہو) تو مدعی کے ذمہ المعقول طور پر (خونبہا کا) مطالبہ کرنا اور (قاتل کے

بِاِحْسَانٍ ؕ ذٰلِكَ تَخْفِیْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ؕ فَمَنِ

خوبی کے ساتھ اسکے پاس پہونچادینا دبہ قانون دیت و عفو) تمہارے پروردگار کی طرف سے (سزا میں) تخفیف اور شاہانہ

اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۱۷۸﴾ وَلَكُمْ فِی

ترحم ہے پھر جو شخص اسکے بعد تعدی کا مرتکب ہو تو اس شخص کو بڑا دردناک عذاب ہوگا اور فہیم لوگو اس قانون

الْقِصَاصِ حَیٰوةٌ یّٰۤاُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۹﴾

قصاص میں تمہاری جانوں کا بڑا بچاؤ ہے ہم امید کرتے ہیں کہ تم لوگ (ایسے قانون امن کی خلاف ورزی کرنے سے) پرہیز رکھو گے

اُمورِ حسنہ اور ان واجبات کے بعد جو احکام شرعیہ لازم ہوتے ہیں، اب ان کا حق تعالیٰ تذکرہ فرماتے ہیں۔

کہ واجبات کے بعد نیکی پانچوں نمازوں کا قائم کرنا زکوٰۃ اور صدقات کا دینا ہے، اور ان وعدوں کا جو کہ حق تعالیٰ اور اُن کے درمیان ہیں اور اسی طرح ان وعدوں کا جو کہ لوگوں سے کر رکھے ہیں پورا کرنا ہی اور جو حضرات مصیبتوں پریشانیوں اور سختیوں کے وقت امراض اور قسم قسم کی تکالیف اور بھوک کی شدت اور عین لڑائی کے موقعہ پر ثابت قدم رہتے ہیں، ان ہی حضرات نے وعدہ پورا کیا ہے اور یہی وعدہ خلافی سے بچے ہوئے ہیں۔

جان کر کسی کو قتل کردینے میں تم پر قصاص فرض کیا گیا ہے یہ آیت کریمہ عرب کے دو قبیلوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، اور یہ آیت اَلنَّفْسَ بِالنَّفْسِ والی آیت سے منسوخ ہے اور جو اپنے مقتول بھائی کے حق قتل کو چھوڑ دے، یعنی خون معاف کردے، اور دیت لینے پر راضی ہوجائے، تو دیت کے مطالبہ کرنے والے کے لیے یہ حکم ہے کہ اگر دیت پوری ہے، تو نیکی اور بھلائی کے ساتھ تین سال میں اس سے دیت کا

مطالبہ کرے، اگر دیت دو ثلث یا آدھی ہے تو دو سال میں اور اگر دیت صرف ایک تہائی ہے تو ایک سال میں مطالبہ کرے اور قاتل کو اس چیز کا حکم ہے کہ وہ اولیاء مقتول کو ان کا حق ادا کرے کہ جس میں کسی قسم کا تقاضہ اور پریشانی نہ ہو۔

اور یہ قاتل کے قتل کر دینے کی معافی اور اس کے حکم میں تخفیف ہے، اور جو دیت لینے کے بعد زیادتی کرے یعنی دیت بھی لے لے اور اسے قتل بھی کر دے تو پھر ایسے آدمی کو قتل کر دیا جائے گا۔ اور نہ اسے معاف کیا جائے گا، اور نہ اس سے دیت لی جائے گی۔

اور عقل والو اس قانون میں نفس انسانی کا بقاء اور عبرت ہے تاکہ تم قصاص کے ڈر سے ایکدوسرے کے قتل کر دینے سے بچو۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی یَآ یُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ الخ ک۔ ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر رضؓ سے نقل کیا ہے کہ اسلام سے قبل زمانہ جاہلیت میں دو قبیلوں میں معمولی سی چیز کے بارے میں آپس میں لڑائی ہوئی جس میں لوگ قتل اور زخمی بھی ہوئے، حتیٰ کہ غلام اور عورتیں تک قتل ہو گئیں، تو بعض نے بعض سے کسی قسم کا کوئی مطالبہ نہیں کیا، یہاں تک کہ سب مشرف باسلام ہو گئے، تو ہر ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ پر اپنے لوگوں اور مال کا مطالبہ کرتا تھا۔

چنانچہ دونوں قبیلوں نے قسمیں کھائیں پھر اس چیز پر راضی ہوئے کہ ہمارے غلام کے بدلے ان کا آزاد اور ہماری عورت کے بدلہ ان کا مرد قتل کیا جائے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ آزاد آزاد کے بدلے اور غلام غلام کے عوض اور عورت عورت کے بدلہ قتل کی جائے۔

کُتِبَ عَلَیْکُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَکَ خَیْرًا ج صلے

تم پر فرض کیا جاتا ہے کہ جب کسی کو موت نزدیک معلوم ہونے لگے بشرطیکہ کچھ مال بھی ترکہ میں چھوڑا ہو تو والدین

نِ الْوَصِیَّۃُ لِلْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ج حَقًّا

اور اقارب کے لئے معقول طور پر (کہ مجموعہ ایک ثلث سے زیادہ نہ ہو) کچھ کچھ بتلا جاوے (اس کا نام

عَلَی الْمُتَّقِیْنَ ط فَمَنْ بَدَّلَہٗ بَعْدَ مَا سَمِعَہٗ فَاِنَّمَآ

وصیت ہے) جن کو خدا کا خوف ہے ان کے ذمہ یہ ضروری ہے پھر جو شخص اس (وصیت) کے سن لینے کے بعد اس کو تبدیل کرے گا تو اس کا

اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ؕ﴿۱۸۱﴾

گناہ ان ہی لوگوں کو ہوگا جو اس کو تبدیل کریں گے، اللہ تعالیٰ تو یقیناً سنتے جانتے ہیں ہاں جس شخص کو

فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ

وصیت کرنے والے کی جانب سے کسی بے عنوانی کی یا کسی جرم کے ارتکاب کی تحقیق ہوئی ہو پھر یہ شخص ان میں باہم

فَلَاۤ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۸۲﴾ ع

مصالحت کرادے تو اس پر کوئی گناہ نہیں، واقعی اللہ تعالیٰ تو (خود گناہوں کے) معاف فرمانے والے ہیں (اور گنہگاروں پر) رحم کرنے والے ہیں

فرض

مرتے وقت اگر تم مال چھوڑو تو رشتہ داروں اور والدین کے لئے زیادہ حق تعالیٰ نے تم پر وصیت کو فرض کیا ہے، یہ آیت بھی آیت میراث کے ساتھ منسوخ ہے، اور جو شخص میت کی وصیت میں تبدیلی کرے تو اس کا گناہ تبدیلی کرنے والوں پر ہے اور میت اس گناہ سے بری ہے۔ حق تعالیٰ میت کی وصیت اور اس کی گفتگو کو سننے والا اور اگر کوئی ظلم کرے یا انصاف سے کام لے تو حق تعالیٰ اسے جاننے والا ہے۔

اور یہ بھی معنیٰ بیان کئے گئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ وصیت کرنے والے کے فعل سے باخبر ہے، چنانچہ ورثاء عذاب کے ڈر سے جس طرح وصیت ہوتی تھی، اسی طریقہ سے اسے نافذ کرتے تھے، تا آنکہ حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی، اور جس شخص کو میت کی جانب سے وصیت میں کسی طرف مائل ہونے اور غلطی کا علم اور یا وہ عمداً کسی جانب مائل ہو پھر وہ شخص وارثوں اور موصیٰ لہ کے درمیان صلح کرادے یعنی وصیت کو تہائی مال میں نافذ کردے یا عدل وانصاف کے ساتھ اسے تقسیم کردے تو اس تبدیلی میں اس پر کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں اور اگر میت زیادتی اور غلطی کرے تو حق تعالیٰ معاف فرمانے والا ہے اور موصی کے فعل پر مہربان ہے، اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ وہ وصی کی مغفرت فرمانے والا ہے اور جس وقت وہ تہائی مال میں وصیت نافذ کرے یا عدل وانصاف کے ساتھ تقسیم کرے تو حق تعالیٰ مہربانی فرمانے والا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ

اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے (امتوں کے) لوگوں پر فرض کیا گیا تھا اس توقع پر کہ تم (روزہ کی بدولت

مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ

رفتہ رفتہ) متقی بن جاؤ تھوڑے دنوں روزہ رکھ لیا کرو۔ پھر (اس میں بھی اتنی آسانی کر) جو شخص تم میں (ایسا) بیمار ہو

كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ

(جسمیں روزہ رکھنا مشکل ہو) یا مسافر ہو (یا شرعی) سفر میں ہو تو دوسرے ایام کا شمار کر کے ان میں (روزہ رکھنا) اسپر (واجب ہے)

وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ

اور (دوسری آسانی جو بعد میں منسوخ ہو گئی یہ ہے کہ) جو لوگ روزے کی طاقت رکھتے ہوں انکے ذمہ فدیہ ہے کہ وہ ایک غریب کا کھانا

تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ

(کھلا دینا یا دیدینا) ہے اور جو شخص خوشی سے (زیادہ) خیر کرے (کہ زیادہ فدیہ دے) تو اس شخص کیلئے اور بھی بہتر ہے اور تمہارا روزہ

اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۴﴾ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ

رکھنا (اس حال میں) زیادہ بہتر ہے اگر (تم روزے کی فضیلت کی) خبر رکھتے ہو (اور تھوڑے دن) ماہ رمضان ہے جسمیں

الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ

قرآن مجید بھیجا گیا ہے جسکا (ایک) وصف یہ ہے کہ لوگوں کیلئے ذریعہ ہدایت ہے اور دوسرا وصف) واضح الدلالۃ ہے منجملہ ان کتب کے جو کہ ذریعہ ہدایت بھی)

ہیں اور (حق و باطل میں) فیصلہ کرنے والی (کتاب بھی ہیں)

روزہ کی فرضیت

تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے یعنی عشاء کی نماز کے بعد سے کھانے پینے اور جماع سے رُکے رہو یا عشاء کی نماز سے قبل سونے سے جیسا کہ اہل کتاب پر فرض کیا گیا تھا، تاکہ تم عشاء کی نماز کے بعد کھانے پینے اور صحبت سے بچے رہو، یا یہ کہ عشاء کے بعد سونے سے بچو، اور یہ آیت احل لکم لیلۃ الصیام الرفث اور آیت کلوا واشربوا سے منسوخ ہے، تیس دن تک رمضان المبارک میں روزہ رکھنا فرض کیا گیا ہے (یہ سعید بن جبیر کا قول ہے، بغوی ج ۱۔ مترجم)

تیس دن تک روزہ رکھنا فرض کیا گیا ہے اس مقام پر تقدیم و تاخیر ہے اور جو شخص بیماری یا سفر کی بنا پر رمضان میں روزے نہ رکھ سکے تو دوسرے دنوں جتنے اس نے رمضان المبارک میں روزے نہیں

رکھے ہیں، اتنے روزے رکھ لے، اور جو حضرات روزے کی طاقت رکھتے ہیں تو ہر روزہ کے بدلہ میں جس کو اس نے رمضان میں کھولا ہے نصف صاع گیہوں کا ایک مسکین کو دیدے مگر یہ آیت فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ سے منسوخ ہے اور عَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ کے یہ معنی بھی بیان کئے گئے ہیں کہ جو حضرات فدیہ دینے کی طاقت رکھتے ہیں مگر روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے، یعنی بہت ہی بوڑھا مرد اور بہت ہی بوڑھی عورت جو روزہ رکھنے کی طاقت وقوت نہیں رکھتے وہ ہر ایک روزہ کے بدلہ ایک مسکین کو کھانا کھلادیں یعنی رمضان المبارک میں جو بھی روزہ کھولا ہے اس کے عوض ایک مسکین کو آدھا صاع گیہوں کا دیدیں اور جو اس مقدار مقررہ سے زیادہ دیدے تو یہ اس کے لئے ثواب کی زیادتی کا باعث ہے اور فدیہ سے روزہ بہتر ہے جبکہ تم اس چیز کو بخوبی جانتے ہو، رمضان المبارک کا مہینہ ایسا ہے، جس میں جبریل امین کے واسطہ سے سارا قرآن کریم ایک دم آسمان دنیا پر نازل کیا گیا پھر انہوں نے اس کا فرشتوں پر املاء کرایا اور اس کے بعد رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر دن بدن ایک یا دو اور تین آیتیں اور کبھی پوری سورت نازل ہوتی رہی، (اسی طرح ۲۳ سال میں پورا قرآن کریم نازل ہوا) اور قرآن کریم لوگوں کے سامنے گمراہی کے راستے بیان کرنے والا اور امور دین کو واضح طور پر روشن کرنے والا ہے اور اسی طریقہ قرآن میں حلال وحرام اور جملہ احکام وحدود اور شبہات کا ازالہ ہے

لباب النقول فی اسباب النزول { وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ الخ ابن سعد نے طبقات میں مجاہد سے نقل کیا ہے کہ آیت کریمہ قیس بن سائب کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ روزہ کھول دو اور ہر ایک روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلادو ؛

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ وَمَنْ كَانَ

سو جو شخص اس ماہ میں موجود ہو اس کو ضرور اس میں روزہ رکھنا چاہیئے اور جو شخص بیمار ہو یا سفر

مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ

میں ہو تو دوسرے ایام کا (اتنا ہی) شمار (کرکے ان میں روزہ) رکھنا (اس پر واجب ہے)

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ز

اللہ تعالیٰ کو تمہارے ساتھ (احکام میں) آسانی کرنا منظور ہے اور تمہارے ساتھ (احکام و قوانین مقرر کرنے میں)

وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ

دشواری منظور نہیں اور تاکہ تم لوگ (ایام ادا یا قضا کی) شمار کی تکمیل کر لیا کرو (کر ثواب میں کمی نہ رہے) لہٰذا تم لوگ اللہ تعالیٰ کی بزرگی و ثنا

وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۸۵﴾ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ

بیان کیا کرو اسی پر کہ تم کو (ایک ایسا) طریقہ بتلادیا جس سے تم برکات و ثمرات صیام رمضان سے محروم نہ رہو گے اور عذر سے خاص رمضان

فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ

میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت اسلئے دیدی ہے تاکہ تم لوگ (اس نعمت و آسانی پر اللہ کا شکر ادا کیا کرو اور جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق دریافت کریں تو

وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ﴿۱۸۶﴾

(آپ میری طرف سے فرما دیجئے) میں قریب ہی ہوں اور بآسانی التماس درخواست کے منظور کرلیتا ہوں ہر عرضی درخواست کنندہ کی جبکہ وہ میرے حضور میں درخواست دے

مقیم کا حکم

اور جو مقیم ہو وہ روزے رکھے اور جو شخص رمضان المبارک کے مہینہ میں بیماری یا سفر کی حالت میں ہو تو دوسرے دنوں میں فوت شدہ روزوں کی قضا کرے، حق تعالیٰ حالت سفر میں روزے کھول دینے کی اجازت دیتا ہے اور یہ بھی معنی بیان کئے ہیں (کہ تکلیف کی حالت میں) حالت سفر میں حق تعالیٰ نے تمہارے لئے روزوں کا کھولنا پسند کیا ہے اور حالت سفر میں روزہ کی وجہ سے تمہارے لئے تنگی کا ارادہ نہیں فرمایا اور یہ معنی بھی بیان کئے گئے ہیں کہ سفر میں جبکہ سختی ہو تمہارے لئے روزہ کو پسند نہیں کیا ہے تاکہ جتنے روزے تم نے سفر میں نہیں رکھے ہیں، اقامت کی حالت میں ان کو رکھ لو، اور حق تعالیٰ کی کماحقہ عظمت بیان کرو، جیسا کہ اس نے اپنے دین کی تمہیں ہدایت عطا فرمائی، اور تمہیں اپنی خاص سہولتوں سے نوازا تاکہ تم اس ذات کی ان خصوصی رعایتوں پر شکر بجالاؤ۔

اور جب آپ سے اہل کتاب میرے بارے میں دریافت کریں کہ میں قریب ہوں یا بعید تو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ انہیں بتلا دیجئے کہ میں دعا کے قبول کرنے میں بہت ہی قریب ہوں، لہٰذا میرے رسول کی اطاعت کرو، اور دعوت سے قبل میرے رسول پر ایمان لاؤ، تاکہ تمہیں ہدایت نصیب ہو اور پھر تمہاری دعا بھی (جلدی) قبول کی جائے ؛

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ الخ ابن جریر اور ابن ابی حاتم ابن مردویہ اور ابوالشیخ وغیرہ نے بواسطہ جریر بن

عبدالحمید، عبدۃ السجستانی، حلت بن حکیم، حکیم بن معاویہ، معاویۃ بن حیدہ سے نقل کیا ہے کہ ایک اعرابی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ہمارا پروردگار قریب ہے کہ ہم اس سے سرگوشی کریں یا دور ہے کہ اسے پکاریں آپ نے خاموشی اختیار فرمائی، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی، کہ جب آپ سے میرے بندے میرے بارے میں دریافت کریں تو آپ فرما دیجئے کہ میں بہت قریب ہوں اور عبدالرزاق نے حسن سے نقل کیا ہے کہ اصحاب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ہمارا پروردگار کہاں ہے اسپر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی یہ حدیث مرسل ہے اور دیگر طریقوں سے بھی مروی ہے۔

اور ابن عساکر نے حضرت علی رضہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، دعا میں عاجز مت ہو اسلئے کہ حق تعالیٰ نے مجھ پر یہ آیت نازل فرمائی ہے کہ مجھ سے مانگو میں تمہاری دعا کو قبول کروں گا، حاضرین میں سے ایک شخص بولا یا رسول اللہ صلعم ہمارا پروردگار دعا کو سنتا ہے، یا اور کیا صورت ہے، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ؛؛

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ ۚ هُنَّ

تم لوگوں کے واسطے روزہ کی شب میں اپنی بیبیوں سے مشغول ہونا حلال کر دیا گیا کیونکہ وہ تمہارے (بجائے) اوڑھنے بچھونے (کے) ہیں

لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ۗ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ

اور تم انکے (بجائے) اوڑھنے بچھونے (کے) ہو خدا تعالیٰ کو اسکی خبر تھی کہ تم خیانت (کر کے گناہ) میں اپنے کو مبتلا کر رہے تھے (مگر خیر)

تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنكُمْ ۖ فَالْآنَ

اللہ تعالیٰ نے تم پر عنایت فرمائی اور تم سے گناہ کو دھو دیا۔ سو اب ان سے ملو ملاؤ اور جو

بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ ۚ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا

(قانون اجازت) تمہارے لئے تجویز کر دیا ہے (بلا تکلف) اسکا سامان کرو اور کھاؤ اور پیو (بھی) اسوقت تک کہ

حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ

تم کو سفید خط (یعنی نور) صبح (صادق) متمیز ہو جاوے سیاہ خط سے پھر (صبح صادق سے)

ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ

رات تک روزہ کو پورا کر لیا کرو۔

حکم حلت

رات کو رمضان المبارک میں عورتوں سے صحبت کرنا حلال کیا گیا ہے وہ تمہارے لئے سکون کا باعث ہیں اور تم ان کے لئے سکون کا باعث ہو عشاء کے بعد صحبت کرتے ہیں جو خیانت پیش آجائے حق تعالیٰ اس کو تم سے درگذر کرنے والا ہے اور اب پر تم سے کسی قسم کا کوئی مواخذہ نہیں جس وقت تمہارے لئے صحبت کرنا حلال کیا گیا ہے تم انسے صحبت کرو اور اولاد صالح کے بارے میں جو چیز حق تعالیٰ نے تمہارے لئے مقدر فرمادی ہے اسے تلاش کرو یہ آیت کریمہ حضرت عمر فاروق رض کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اور جس وقت سے رات داخل ہو صبح صادق کی سفیدی ظاہر ہوتے تک کھاؤ پیو اور پھر رات تک روزہ کو پورا کرو یہ آیت کریمہ حرملۃ بن مالک بن عدی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

اور ابن جریر نے عطاء بن ابی رباح سے نقل کیا ہے کہ انہیں یہ بات پہونچی ہے کہ جس وقت یہ آیت کریمہ کہ تمہارے پروردگار فرماتے ہیں کہ مجھے پکارو میں تمہاری دعا کو قبول کرتا ہوں تو صحابہ رض نے عرض کیا کہ یہ ہمیں معلوم نہیں کہ ہم کس وقت دعا مانگیں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

فرمان الٰہی احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الخ امام احمد، ابوداؤد اور امام حاکم نے عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ کے واسطہ سے حضرت معاذ بن جبل رض سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ کرام رات کو سونے سے قبل کھاپی لیتے تھے اور بیویوں کے پاس چلے جایا کرتے تھے اور جب سوجاتے تو پھر ان تمام چیزوں سے رک جایا کرتے تھے، انصار میں سے قیس بن صرمہ نامی ایک شخص اس نے عشاء کی نماز پڑھی اور سوگیا پھر اس نے کچھ کھایا پیا نہیں جب صبح ہوئی تو اس کی حالت بہت ہی خستہ ہو رہی تھی اور حضرت عمر فاروق رض سونے کے بعد عورتوں کے پاس بھی چلے جایا کرتے تھے چنانچہ وہ شخص رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ اُحِلَّ لَکُمْ لَیْلَۃَ الصِّیَامِ الخ نازل فرمائی یعنی صبح صادق تک تمام کام کر سکتے ہو پھر صبح صادق سے شام تک روزہ کو پورا کرو یہ حدیث ابن ابی لیلیٰ سے مشہور ہے، مگر انہوں نے معاذ بن جبل رض سے یہ حدیث نہیں سُنی ہے اور اس حدیث کی تقویت کے لئے دوسرے شواہد موجود ہیں، چنانچہ امام بخاری رح نے حضرت براء رض سے روایت نقل کی ہے کہ صحابۂ کرام میں سے جب کوئی شخص روزہ کی حالت میں افطار کے وقت سوجایا کرتا تھا تو پھر وہ رات کو اور نہ اگلے دن شام تک کوئی چیز کھایا کرتا تھا۔

اور قیس بن صرمہ انصاری روزہ دار تھے، افطار کے وقت وہ اپنی بیوی کے پاس آئے اور اس سے دریافت کیا کہ تیرے پاس کھانے کو کچھ موجود ہے، اس نے کہا کچھ موجود نہیں مگر میں جا کر تلاش کرتی ہوں اور قیس بن صرمہ سارا دن محنت کرتے تھے ان پر نیند کا غلبہ طاری ہوا وہ سو گئے، ان کی بیوی کچھ تلاش کر کے لائیں، جب انہیں سوتا ہوا دیکھا تو بولیں افسوس تجھ پر جب اگلے دن آدھا دن ہوا تو ان پر بے ہوشی طاری ہو گئی، تو اس چیز کا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا گیا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس سے صحابہ کرام رض بہت زیادہ خوش ہوئے اور نیز یہ آیت بھی نازل ہوئی وَكُلُوا وَاشْرَبُوا یعنی صبح صادق تک کھاؤ اور پیو۔

اور امام بخاری رحہ نے حضرت براء سے روایت نقل کی ہے کہ جب رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت نازل ہوئی، تو صحابہ کرام رض پورے رمضان میں رات کو اپنی بیویوں کے پاس نہیں جایا کرتے تھے مگر کچھ حضرات ایسا کر لیا کرتے تھے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ خدا تعالیٰ کو اس چیز کی خبر تھی کہ تم خیانت کے گناہ میں اپنے آپ کو مبتلا کر رہے تھے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے تم پر عنایت فرمائی اور تم سے گناہ کو دھو دیا ؛

اور امام احمد اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے بواسطہ عبد اللہ بن کعب، کعب بن مالک سے روایت نقل کی ہے کہ شروع میں لوگوں میں سے جب کوئی روزہ رکھتا تھا، اور پھر شام کو وہ سو جایا کرتا تھا، تو اس پر کھانا پینا اور عورتیں، سب چیزیں حرام ہو جایا کرتی تھیں تاوقتیکہ اگلے دن روزہ نہ کھول لے، چنانچہ ایک دن رات کو حضرت عمر فاروق رض رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنے کے بعد اپنے گھر تشریف لے گئے، اور اپنی بیوی سے صحبت کرنا چاہی وہ بولیں کہ میں تو سو لی، حضرت عمر رض نے فرمایا کہ میں تو ابھی تک نہیں سویا۔ غرضکہ حضرت عمر رض نے ان سے ہمبستری کر لی۔ اور حضرت کعب کے ساتھ بھی اسی قسم کا واقعہ پیش آیا۔ صبح ہوتے ہی حضرت عمر رض رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور آپ کو واقعہ سے آگاہ کیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

فرمان الٰہی من الفجر یعنی صبح صادق تک، امام بخاری رحہ نے سہل بن سعد سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ کھاؤ اور پیو یہاں تک سفید دھاگہ سیاہ دھاگہ سے ممتاز ہو جائے اور مِنَ الْفَجْرِ کا لفظ نازل نہیں ہوا تو صحابہ کرام رض میں سے جب کوئی روزہ رکھنے کا ارادہ کرتا تو اپنے پیر میں کالا اور سفید ڈورا باندھ لیتا، اور پھر جب تک یہ دونوں ڈورے نظر نہ آنے لگتے برابر کھاتا پیتا رہتا یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے من الفجر کا لفظ نازل فرمایا، تب صحابہ کرام رض سمجھے کہ اس سے مراد رات اور دن ہے ؛

وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ ؕ تِلْكَ

اور ان بیبیوں سے اپنا بدن بھی مت ملنے دو جس زمانہ میں کہ تم لوگ اعتکاف کرنے والے ہو مسجدوں میں یہ

حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ

خداوندی ضابطے ہیں سو ان سے نکلنے کے نزدیک بھی مت ہونا اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے (اور) احکام (بھی) لوگوں

لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۷﴾

(کی اصلاح) کے واسطے بیان فرمایا کرتے ہیں اس امید پر کہ وہ لوگ (مطلع ہو کر خلاف کرنے سے) پرہیز رکھیں۔

صحبت سے احتراز

دن یا رات میں اعتکاف کی حالت میں ان سے ہمبستری نہ کرو، یہ ہمبستری اسوقت حق تعالیٰ کی نافرمانی ہے لہذا اعتکاف سے فارغ ہونے تک دن یا رات میں عورتوں سے ہمبستری کرنے کو چھوڑ دو، جیسا کہ حق تعالیٰ نے اس حکم کو بیان فرمایا ہے اسی طرح وہ اپنے دیگر اوامر و نواہی کو بیان فرماتا ہے تاکہ لوگ حق تعالیٰ کی نافرمانی سے بچتے رہیں۔

یہ آیت کریمہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ وغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ وہ مسجد میں اعتکاف کی حالت میں تھے، جب ان کو حاجت پیش آتی تو اپنی عورتوں کے پاس آتے اور ان سے ہمبستری کرتے اور پھر غسل کر کے مسجد چلے جاتے حق تعالیٰ نے اس چیز سے ان کو منع کر دیا۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ الخ ابن جریر نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے اعتکاف کی حالت میں انسان اگر چاہتا تو مسجد سے نکلتا اور پھر اپنی بیوی سے صحبت کر کے واپس ہو جاتا تھا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی یعنی جب مسجدوں میں اعتکاف کی حالت میں موجود ہو اس حالت میں اپنی عورتوں سے ہمبستری مت کرو۔

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ

اور آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق (طور پر) مت کھاؤ اور ان (کے جھوٹے مقدمہ) کو حکام کے یہاں اس غرض

اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ

سے رجوع مت کرو کہ (اس کے ذریعہ سے) لوگوں کے مالوں کا ایک حصہ بطریق گناہ (یعنی ظلم) کے کھا جاؤ اور تم کو

ع ۲۳

بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ ع يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ؕ

(اپنے جھوٹ اور ظلم کا) علم بھی ہو آپ سے چاندوں کی حالت تحقیقات کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ وہ چاند الٰہ شناخت

قُلْ هِیَ مَوَاقِیْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ؕ

اوقات ہیں لوگوں کے (اختیاری معاملات مثل عدّت و مطالبہ حقوق کے) لئے اور (غیر اختیاری عبادات مثل) حج (روزہ زکوٰۃ وغیرہ) کیلئے

بُری باتوں سے اجتناب

یہ آیت کریمہ عبدان بن اشرع اور امرئ القیس کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ ظلم چوری غصب اور جھوٹی قسم وغیرہ سے کسی کا مال مت کھاؤ اور حکام کے پاس بھی اس چیز کو نہ لے جاؤ، تاکہ ایک جماعت جھوٹی قسموں سے دوسرے کا مال کھالے تو اس آیت کریمہ کے نزول کے بعد امرء القیس اپنے حال پر جما رہا۔

چاندوں میں زیادتی اور کمی کس کس بناء پر ہوتی ہے، اسکے بارے میں دریافت کرتے ہیں اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ فرمادیجئے کہ یہ لوگوں کے لئے علامتیں ہیں تاکہ ان کے حساب سے اپنے قرضوں کو ادا کریں اور اپنی عورتوں کی عدت کا حساب لگائیں، اور روزے رکھنے اور کھولنے کا شمار کریں اور حج کا وقت معلوم کریں یہ آیت کریمہ حضرت معاذ بن جبل کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس وقت انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس چیز کے متعلق دریافت کیا تھا:

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی ولا تاکلوا الخ ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے نقل کیا ہے کہ امرء القیس بن عابس اور عبدان بن اشرع حضرمی ان دونوں میں ایک زمین کے بارے میں جھگڑا ہوا تو امراء القیس نے قسم کھانے کا ارادہ کیا، اُس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ ناحق طریقہ پر ایک دوسرے کا مال مت کھاؤ۔

فرمانِ خداوندی یسئلونک عن الاھلۃ الخ ابن ابی حاتم نے عکرمہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رض سے نقل کیا ہے کہ لوگوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے چاندوں کے بارے میں دریافت کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی، اور ابن ابی حاتم نے ابو العالیہ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ صحابہ رض نے عرض کیا یارسول اللہ صلعم حق تعالیٰ نے چاندوں کو کیوں پیدا کیا ہے اسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

ابو نعیم اور ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں سدی صغیر، کلبی، ابو صالح کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رض سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ معاذ بن جبل اور ثعلبۃ بن غنمہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلعم یہ کیا بات ہے کہ اوّلاً چاند دھاگے کی طرح باریک نظر آتا ہے پھر بڑھتا رہتا ہے تاآنکہ پورا ہو جاتا ہے اور رکتا ہے اور گھومتا ہے۔

اور پھر کم اور باریک ہوتا رہتا ہے، حتیٰ کہ پھر سابقہ حالت پر پہونچ جاتا ہے، اور ایک حالت پر باقی نہیں رہتا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ آپ سے چاندوں کے بارے میں دریافت کرتے ہیں ؛

وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا

اور اس میں کوئی فضیلت نہیں کہ گھروں میں انکی پشت کی طرف سے آیا کرو ہاں لیکن

وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقَىٰ ۗ وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا ۚ

فضیلت یہ ہے کہ کوئی شخص حرام (چیزوں) سے بچے اور گھروں میں انکے دروازوں سے آؤ

وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿۱۸۹﴾

اور خدا تعالیٰ سے ڈرتے رہو امید ہے کہ تم کامیاب ہو۔

خام خیالی احرام کی حالت میں مکانوں میں پیچھے کی طرف سے آنے میں کوئی تقویٰ اور نیکی نہیں احرام میں نیکی تو شکار اور دیگر ممنوع چیزوں سے بچنا ہے اپنے گھروں میں انہی دروازوں سے داخل ہو جن سے تم ہمیشہ نکلتے اور داخل ہوتے ہو اور احرام کی حالت میں حق تعالیٰ سے ڈرو تاکہ حق تعالیٰ کے غصہ اور عذاب سے نجات حاصل ہو یہ آیت کریمہ کنانہ اور خزاعہ میں سے اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ وہ احرام کی حالت میں اپنے گھروں میں جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں کیا کرتے تھے، پیچھے کی جانب سے یا ان کی چھتوں پر سے داخل ہوتے تھے ؛

لباب النقول فی اسباب النزول فرمان الٰہی وَلَيْسَ الْبِرُّ الخ امام بخاری رح نے حضرت براء رضؓ سے نقل کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں جب لوگ احرام باندھتے تھے تو اپنے گھروں میں پشت کی طرف سے داخل ہوتے تھے اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ اس میں کوئی فضیلت نہیں کہ اپنے گھروں میں پشت کی طرف سے آؤ۔

اور ابن ابی حاتم اور امام حاکم نے صحت کے ساتھ حضرت جابر رضؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ قریش حمس کے ساتھ پکارے جاتے تھے اور وہ احرام کی حالت میں دروازوں سے داخل ہوتے تھے اور انصار اور تمام عرب حالت احرام میں دروازہ سے نہیں داخل ہوتے تھے، ایک مرتبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں تشریف فرما تھے، اچانک آپ اس باغ کے دروازہ سے نکلے اور آپکے ساتھ قطبۃ بن عامر انصاری بھی نکلے صحابہ رضؓ نے عرض کیا

یا رسول اللہ قطبہ بن عامر ایک تاجر آدمی ہے اور یہ آپکے ساتھ باغ کے دروازہ سے نکلا ہے حضور نے اس سے فرمایا کہ تو نے ویسا کام کیوں کیا جو میں نے کیا ہے؟ وہ بولا کہ میں نے آپ کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا، اس لئے میں نے بھی ایسا ہی کر لیا، آپ نے فرمایا کہ میں تو حمسی شخص ہوں اس نے عرض کیا کہ میرا دین وہی ہے جو آپ کا دین ہے اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ لَیْسَ الْبِرُّ الخ نازل فرمائی۔

اور ابن جریر رضہ نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے،

اور طیالسی نے اپنی مسند میں براء سے نقل کیا ہے کہ انصار جب سفر سے واپس آتے تو ان میں سے کوئی بھی اپنے گھر کے دروازہ سے داخل نہیں ہوتا تھا اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی اور عبد بن حمید نے قیس بن حبشہ سے نقل کیا ہے، کہ لوگ جب احرام باندھتے تو اپنے گھر کے دروازہ کی طرف سے داخل نہیں ہوتے تھے، اور حمس والے ایسا نہیں کرتے تھے، چنانچہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں داخل ہوئے اور پھر اس باغ کے دروازہ سے نکلے تو آپ کے ساتھ ایک آدمی ہو لیا جس کو رفاعہ بن تابوت کہا جاتا تھا، اور وہ قبیلۂ حمس میں سے نہیں تھا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ رفاعہ منافق ہو گیا آپ نے رفاعہ سے فرمایا کہ تو نے یہ کیوں کیا وہ بولا کہ میں نے آپکی اتباع کی آپ نے فرمایا کہ میں تو قبیلۂ حمس میں سے ہوں وہ بولا تو ہم سب کا دین ایک ہی ہے تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَلَیْسَ الْبِرُّ الخ ؛

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا

اور (بے تکلف) تم لڑو اللہ کی راہ میں اُن لوگوں کے ساتھ جو (نقض عہد کر کے) تمہارے ساتھ لڑنے لگیں اور (از خود) حد

إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴿۱۹۰﴾ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ

(معاہدہ) سے نہ نکلو واقعی اللہ تعالیٰ حد (قانون شرعی) سے نکلنے والوں کو پسند نہیں کرتے (جس حالت میں وہ خود عہد شکنی کریں

ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُمْ مِّنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ

اسوقت خواہ) انکو قتل کرو جہاں انکو پاؤ اور (خواہ) انکو نکال باہر کرو جہاں سے انہوں نے تم کو نکلنے پر مجبور کیا ہے۔

وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقَاتِلُوهُمْ

اور شرارت قتل سے بھی سخت تر ہے اور انکے ساتھ مسجد حرام کے قرب (ونواح) میں (کہ حرم کہلاتا ہے) قتال

عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ ۚ فَاِنْ

مت کرو جبتک کہ وہ لوگ وہاں تم سے خود نہ لڑیں ہاں اگر وہ (کفار) خود ہی لڑنے کا سامان

قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ ؕ كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹۱﴾

کرنے لگیں تو تم (بھی) ان کو مارو ایسے کافروں کی (جو حرم میں لڑنے لگیں) ایسی ہی سزا ہے

فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۹۲﴾ وَقٰتِلُوْهُمْ

پھر اگر وہ لوگ (اپنے کفر سے) باز آجائیں (اور اسلام قبول کریں) تو اللہ تعالیٰ بخشدینگے اور مہربانی فرمادینگے اور

حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ؕ فَاِنِ انْتَهَوْا

انکے ساتھ اس حد تک لڑو کہ فساد عقیدہ (شرک) نہ رہے اور ان کا دین (خالص) اللہ ہی کا

فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹۳﴾

ہوجاوے اور اگر وہ لوگ (کفر سے) باز آجاویں تو سختی کسی پر نہیں ہوا کرتی بجز بے انصافی کرنیوالوں کے

اجازتِ جنگ

جب تم سے قتال کی ابتداء کریں تو تم جوابًا حق تعالیٰ کی اطاعت میں حل اور حرم میں قتال کرو باقی خود سے ابتدا مت کرو، کیونکہ حل اور حرم میں قتال کی ابتداء کرنے والوں کو حق تعالیٰ پسند نہیں فرماتا، اور اگر مشرکین قتال کی ابتداء کریں سو جس مقام پر بھی ہوں ان کو قتل کردو اور مکہ مکرمہ سے ان کو نکال دو جیسا کہ انہوں نے تم کو نکالا ہے، اور حق تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا اور ایسے ہی بتوں کی پرستش کرنا اور قبروں سے حاجت روائی طلب کرنا، یہ تمام چیزیں حرم میں قتال کرنے سے زیادہ بدتر ہیں۔

اور حرم میں تا وقتیکہ کفار قتل کی ابتداء نہ کریں تم ان سے قتال مت کرو، اور اگر یہ ابتداء کریں سو تم بھی ایسا ہی کرو یہ قتل ہی ان کی سزا ہے، لیکن اگر یہ کفر و شرک سے باز آجائیں اور توبہ کرلیں تو حق تعالیٰ توبہ کا قبول فرمانے والا اور جو توبہ کی حالت پر مرے اس پر رحم فرمانے والا ہے۔

اور جب انکی جانب سے قتل کی ابتداء ہو تو پھر حل و حرم میں ان کے ساتھ اس قدر قتال کرو کہ حرم کے اندر شرک (و بدعات) کا نام و نشان بھی باقی نہ رہے اور اسلام اور عبادت اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہو جائے۔

اور اگر یہ کفار حرم میں قتال کرنے سے باز آجائیں تو پھر قتل کرنے کی کوئی اجازت نہیں، مگر وہ لوگ جو خود سے قتل کی ابتداء کریں ؟

اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ؕ

حرمت والا مہینہ ہے بعوض حرمت والے مہینہ کے اور یہ حرمتیں تو عوض معاوضہ کی چیزیں ہیں

فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى

سو جو تم پر زیادتی کرے تو تم بھی اسپر زیادتی کرو جیسی اس نے تم پر زیادتی کی ہے اور

عَلَيْكُمْ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾

اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور یقین کرلو کہ اللہ تعالیٰ ان ڈرنے والوں کے ساتھ ہوتے ہیں

وَاَنْفِقُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛ

اور تم لوگ (جان کے ساتھ مال بھی) خرچ کیا کرو اللہ کی راہ میں اور اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں

وَاَحْسِنُوْا ۛ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۹۵﴾

تباہی میں مت ڈالو اور کام اچھی طرح کیا کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ پسند کرتے ہیں اچھی طرح کام کرنیوالوں کو

اعتدال کا حکم وہ مہینہ جس میں آپ عمرہ قضاء کے لیے تشریف لے جا رہے ہیں وہ اس مہینہ کا بدل ہے جس میں کفار نے آپ کو عمرہ کرنے سے روک دیا تھا، اور اگر یہ کفار حدود حرم میں آپ پر قتل کی ابتداء کریں تو آپ بھی اسی قدر ان کے ساتھ قتال کریں اور ابتداء بالقتل سے حق تعالیٰ سے ڈریں حق تعالیٰ کی مدد و نصرت پرہیزگاروں کے ساتھ ہے عمرہ قضا کرنے کے لیے حق تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرو اور اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرنے سے اپنا ہاتھ مت روکو کہ کہیں تم ہلاکت میں نہ پڑجاؤ اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ اپنے آپ کو خود ہلاکت میں مت مبتلا کرو اور یہ بھی معنی بیان کیے گئے ہیں کہ کار خیر میں مت رکو کہ کہیں تم ہلاکت میں نہ پڑجاؤ یعنی رحمت خداوندی سے مایوس مت ہو کر پھر ہلاکت میں گرفتار ہو، اور حق تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرو اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ حق تعالیٰ سے

حسن ظن رکھو اور یہ بھی معنی بیان کئے گئے کہ راہ خدا میں خوب اچھی طرح خرچ کرو حق تعالیٰ اچھی راہ نیکی کرنے والوں کو پسند فرماتے ہیں وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الخ سے لے کر یہاں تک یہ آیتیں ان حضرات کے بارے میں نازل ہوئی ہیں جو حدیبیہ سے اگلے سال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احرام کی حالت میں عمرہ قضا کرنے کے لئے تشریف لے جا رہے تھے :

لباب النقول فی اسباب النزول

واحدی نے کلبی اور ابو صالح کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت کریمہ صلح حدیبیہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور واقعہ یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بیت اللہ میں داخلہ سے روک دیا گیا تھا پھر آپ نے مشرکین مکہ سے اس بات پر صلح کرلی کہ اگلے سال آکر عمرہ قضا کرلیں گے، جب آئندہ سال ہوا تو آپ نے اور آپکے صحابۂ کرام رضہ نے عمرہ قضا کی تیاری کی اور اس بات کا خوف ہوا کہ کہیں کفار وعدہ پورا نہ کریں اور پھر مسجد حرام میں داخلہ سے روک دیں۔ اور قتال کریں اور صحابۂ کرام کو حج کے مہینوں میں قتال پسند نہیں تھا اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی اور ابن جریر نے قتادہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکے صحابۂ کرام ذی قعدہ کے مہینے میں عمرہ کا احرام باندھ کر اور قربانی کا جانور ساتھ لے کر روانہ ہوئے جب مقام حدیبیہ پر پہنچے تو مشرکین نے آپ کو روک دیا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے مشرکین مکہ سے اس بات پر صلح کرلی کہ اس سال واپس ہوئے جاتے ہیں اور آئندہ سال آکر عمرہ قضا کرلیں گے، جب آئندہ سال ہوا تو ذی قعدہ کے مہینہ میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضہ عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ مکرمہ روانہ ہوئے اور تین راتوں تک وہاں قیام کیا۔ اور مشرکین کو اس بات پر فخر تھا کہ انہوں نے حضور صلعم کو واپس کردیا۔ حق تعالیٰ نے ان کا یہ سارا واقعہ بیان کیا اور حضور صلعم کو مکہ مکرمہ میں اسی مہینہ کے اندر داخل فرمایا جس مہینہ میں کفار نے آپ کو واپس کیا تھا، چنانچہ حق تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ الخ یعنی حرمت والا مہینہ ہے بعوض حرمت والے مہینہ کے اور یہ حرمتیں تو عوض و معاوضہ کی چیزیں ہیں۔

فرمان الٰہی وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الخ امام بخاری رح نے حضرت حذیفہ رضہ سے نقل کیا ہے کہ آیت کریمہ نفقہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور امام ابو داؤد اور ترمذی نے صحت کے ساتھ اور نیز امام حاکم اور ابن حبان نے ابو ایوب سے روایت نقل کی ہے انہوں نے فرمایا اے گروہ انصار یہ آیت کریمہ ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ جب حق تعالیٰ نے اسلام کو عزت عطا فرمادی اور اس کے مددگار زیادہ ہوگئے۔ تو ہم میں سے بعض نے بعض سے خفیہ طریقہ پر یہ کہا کہ ہمارے اموال یونہی ضائع ہو رہے ہیں اور اب حق تعالیٰ نے اسلام کو عزت دیدی ہے سو اگر اب ہم اپنے اموال کا خیال کریں۔ اور

ضائع ہونے سے انکی حفاظت کریں تو بہتر ہے تب حق تعالیٰ نے ہماری باتوں کی تردید میں یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ حق تعالیٰ کے راستہ میں مال بھی خرچ کرو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں مبتلا نہ کرو، تو ہلاکت مال کی نگرانی اور اس کی حفاظت، اور جہاد کو چھوڑنا ہے طبرانی نے سند صحیح کے ساتھ ابی جبیرۃ بن ضحاک سے نقل کیا ہے کہ انصار صدقہ وخیرات کرتے تھے اور جسقدر حق تعالیٰ توفیق عطا فرماتا غرباء کو مال دیتے تھے ایک مرتبہ ان پر کچھ تنگی آگئی تو وہ اس کام سے رک گئے اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو، نیز امام طبرانی ہی نے سند صحیح کے ساتھ نعمان بن بشیر سے روایت نقل کی ہے کہ انسان سے گناہ سرزد ہوجاتا تو وہ اپنے دل میں کہتا کہ حق تعالیٰ میری مغفرت نہیں فرمائے گا اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ اپنے کو ہلاکت میں مت ڈالو اور اس حدیث کے لئے ایک اور شاہد موجود ہے جس کو امام حاکم نے حضرت براء رضی سے نقل کیا ہے :۔

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ

اور (جب حج وعمرہ کرتا ہو تو اس) حج وعمرہ کو اللہ تعالیٰ کے واسطے پورا پورا ادا کیا کرو پھر اگر کسی

فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ

دشمن یا مرض کے سبب) روک دیئے جاؤ تو قربانی کا جانور جو کچھ میسر ہو (ذبح کرے) اور اپنے سروں کو اسوقت

حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ

تک مت منڈاؤ جبتک کہ قربانی اپنے موقع پر نہ پہنچ جاوے (اور وہ موقع حرم ہے کہ کسی کے ہاتھ وہاں جانور بھیج

مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ

دیا جائے) البتہ اگر کوئی تم میں سے بیمار ہو یا اس کے سر میں کچھ تکلیف ہو (جس سے پہلے ہی سر منڈانے کی ضرورت

صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ

پڑجائے) تو (وہ سر منڈوا کر) فدیہ (یعنی اس کا شرعی) دیدے

فدیہ { حج یا عمرہ سے کسی مرض یا دشمن کی وجہ سے روک دیئے جاؤ تو بکری یا گائے یا اونٹ میں سے جس قربانی میں تمہیں سہولت ہو احرام کے چھوڑنے پر یہ واجب ہے اور اس رکھنے کی

مدت میں اپنے سروں کو نہ منڈاؤ تاوقتیکہ جو قربانی روانہ کی ہے وہ اپنے ذبح ہونے کے مقام پر نہ پہنچ جائے اور جو اس رکنے کی مدت میں اتنے زمانہ تک نہ ٹھہر سکتا ہو تو وہ قربانی کا جانور اس کے مقام پر روانہ کرنے ہی سے قبل اپنے گھر چلا جائے۔ اور جس کے سر میں جوئیں بکثرت ہو گئی ہوں وہ اپنے سر کو منڈا دے یہ آیت کریمہ حضرت کعب بن عجرہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے ان کے سر میں جوئیں بکثرت ہو گئی تھیں اسلئے انہوں نے حرم ہی میں اپنا سر منڈا دیا تھا، اور اس سر منڈانے کا فدیہ تین روزے یا اہل مکہ میں سے چھ مسکینوں کو کھانا کھلانا یا ایک قربانی کا جانور ذبح کرنے کے لئے روانہ کرنا ہے :

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا الخ امام بخاری رح نے کعب بن عجرہ سے نقل کیا ہے کہ ان سے حق تعالیٰ کا فرمان فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ الخ کے بارے میں دریافت کیا گیا وہ بولے کہ مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا اور جوئیں میرے سر پر سے جھڑ رہی تھیں آپ نے فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں اس مشقت و تکلیف میں تم گرفتار ہو رہے ہو کوئی بکری تمہارے پاس ہے میں نے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا تو تین روزے رکھو یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ ہر ایک مسکین کو آدھا کھانے کا دو۔ اور اس کے بعد سر منڈالو حضرت کعب فرماتے ہیں اس کے بعد خصوصی طور پر یہ آیت کریمہ میرے لئے نازل ہو گئی اور اب ہم سب کے لئے عام ہے۔

نیز امام احمد نے حضرت کعب رض سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مقام حدیبیہ میں احرام کی حالت میں تھے مشرکین نے ہمیں روک دیا تھا، اور میری جوئیں بکثرت ہو رہی تھیں، حتیٰ کہ میرے چہرے پر سے گر رہی تھیں، رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا گذر میرے پاس سے ہوا۔ آپ نے فرمایا کیا تیرے سر کی جوئیں تجھے تکلیف پہونچا رہی ہیں چنانچہ آپ نے سر منڈانے کا حکم دیا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا الخ اور واحدی نے عطاء کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رض سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ جب ہم نے حدیبیہ میں پڑاؤ کیا تو کعب بن عجرہ اپنی جوؤں کو اپنے چہرے پر سے جھاڑتے ہوئے آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ان جوؤں نے تو مجھے کھالیا ہے تو اسی مقام پر یہ آیت کریمہ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ الخ نازل ہوئی۔

فَاِذَآ اَمِنْتُمْ وقف فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ

(تین) روزے سے یا چھ مسکین کو) خیرات دیدینے یا (ایک بکری) ذبح کر دینے سے پھر جب امن کی حالت میں ہو (یا تو پہلے ہی سے

فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ج فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ

(نہیں) روزے سے یا (چھ مسکین کو) خیرات دیدینے یا (ایک بکری) ذبح کر دینے سے پھر جب امن کی حالت میں ہو رہا تو

ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِى الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ؕ تِلْكَ

پہلے ہی سے کوئی خوف پیش نہ آیا ہو یا ہو کر جاتا رہا ہو) تو جو شخص عمرہ سے اس کو حج کے ساتھ ملا کر متمتع ہوا ہو

عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِى

(یعنی ایام حج میں عمرہ بھی کیا ہو) تو جو کچھ قربانی میسر ہو (ذبح کرے) اور جس نے صرف عمرہ یا حج کیا ہو اس پر حج وغیرہ کے

الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ

متعلق کوئی قربانی نہیں) پھر جس شخص کو قربانی کا جانور میسر نہ ہو تو (اسکے ذمہ) تین دن کے روزے ہیں (ایام) حج

شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۹۶﴾ ع اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ج

میں اور سات ہیں جبکہ حج سے تمہارا لوٹنے کا وقت آجاوے یہ پورے دس ہوتے یہ اس شخص کیلئے ہے جسکے

فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ

اہل و عیال مسجد حرام (یعنی کعبہ) کے قریب میں رہتے ہوں (یعنی قریب ہی کا وطن دار نہ ہو) اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو کہ کسی امر میں خلاف نہ ہو جائے) اور جان لو

وَلَا جِدَالَ فِى الْحَجِّ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ

کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ دنیا کی اور مخالفت کرنیوالوں کو سزائے سخت دینے ہیں (زمانہ) حج چند مہینے ہیں جو معلوم ہیں شوال ذیقعدہ اور دس تاریخیں

وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ز وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِى الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۷﴾

ذی الحجہ کی سو جو شخص ان میں حج مقرر کرے تو پھر (اسکو) نہ کوئی فحش بات (جائز) ہے اور نہ کوئی بے حکمی (درست) ہے اور نہ کسی قسم کا نزاع زیبا ہے اور جو نیک کام کروگے

خدا تعالیٰ کو اس کی اطلاع ہوتی ہے اور جب حج کو جانے لگو (خرچ ضرور لے لیا کرو کیونکہ سب سے بڑی بات خرچ میں (گداگری سے) بچا رہنا ہے۔

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۷ ع ۲۴

عافیت کے بعد { اور جب دشمن اور بیماری سے چھٹکارا حاصل ہو جائے تو امسال حج تم نے جو تم پر حج اور عمرہ فرض کیا تھا اگلے سال اس کی قضا کرو۔

اور جو شخص عمرہ کرنے کے بعد پھر حج کا احرام باندھے تو اس پر حج تمتع اور قران کی قربانی واجب ہے اور قربانی عام ہے خواہ بکری کردے یا گائے اور اونٹ میں سے حصہ کردے اور جو شخص ان مقبول قسم کی قربانیوں میں سے کوئی سی بھی قربانی نہ ادا کرسکے تو وہ حج کے عشرہ میں تین روزے متواتر اس ترتیب سے رکھے اخیر روزہ عرفہ کے دن ہو، اور سات گھر پہنچنے پر یا جسوقت راستہ ہی میں تم قیام کرلو، یہ پورے روزے قربانی کے قائم مقام ہوجائیں گے اور یہ دم تمتع اس شخص پر واجب ہے کہ جس کا گھر اور اس کے گھر والے حرم میں نہ ہوں، کیونکہ حرم والوں پر حج تمتع اور قران نہیں ہے اور جس چیز کا حق تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے اس کی بجا آوری میں حق تعالیٰ سے ڈرو کیونکہ جو اوامر خداوندی میں سے قربانی یا روزوں کو ترک کریگا تو حق تعالیٰ سخت عذاب والا ہے۔

حج کے مشہور مہینے ہیں جن میں حج کا احرام باندھا جاتا ہے یعنی شوال ذی قعدہ اور دس دن ذی الحجہ کے ہیں۔ لہٰذا جو شخص ان مہینوں میں حج کا احرام باندھ لے تو نہ صحبت کرے اور نہ اس قسم کی باتیں کرے۔ اور نہ گالی گلوچ دیئے اور اپنے ساتھی سے لڑائی جھگڑا بھی نہ کرے، اور یہ بھی معنی بیان کیئے گئے کہ حج کی فرضیت میں کوئی جھگڑا اور بحث نہیں۔

اور احرام کی حالت میں جماع اور اس کے تذکرہ اور گالی گلوچ اور جھگڑے کو جو بھی تم ان باتوں میں سے چھوڑو گے حق تعالیٰ اسے قبول فرمائے گا اے عقل والو! سامان سفر بھی ساتھ رکھو اس مقام پر تقدیم تاخیر ہے مطلب یہ ہے کہ عقل والو! دنیاوی ضرورتوں کے لئے بھی سفر میں اتنی چیز ساتھ رکھو جو وہاں لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے کفایت کرے ورنہ پھر حق تعالیٰ پر توکل کرلو، اسلیئے کہ توکل دنیاوی توشوں سے بدرجہا بہتر ہے، اور حدود حرم میں مجھ سے ڈرتے رہو، یہ آیت کریمہ یمن کے کچھ لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو زاد راہ اور توشہ لئے بغیر حج کرنے تھے جس کی وجہ سے رستہ والوں سے قسم قسم کی تکالیف برداشت کرتے حق تعالیٰ نے انھیں اس چیز سے منع کردیا۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان خداوندی وتزودوا الخ امام بخاری رحہ وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے کہ اہل یمن بغیر توشہ کے حج کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم توکل کرنے والے ہیں، اس پر حق تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا اور توشہ ساتھ رکھو کیونکہ بہترین توشہ پرہیزگاری ہے۔

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ط

اور اے ذی عقل لوگو! مجھ سے ڈرتے رہو تم کو اس میں ذرا بھی گناہ نہیں کہ (حج میں) معاش کی تلاش کرو جو تمہارے

فَإِذَآ أَفَضْتُم مِّنْ عَرَفَٰتٍ فَٱذْكُرُوا۟ ٱللَّهَ عِندَ

پروردگار کی طرف سے ہے پھر جب تم لوگ عرفات سے واپس آنے لگو تو مشعر حرام کے پاس

ٱلْمَشْعَرِ ٱلْحَرَامِ ۖ وَٱذْكُرُوهُ كَمَا هَدَىٰكُمْ وَإِن

(مزدلفہ میں شب کو قیام کرکے) خدا تعالیٰ کی یاد کرو اور اسی طرح یاد کرو جس طرح تم کو

كُنتُم مِّن قَبْلِهِۦ لَمِنَ ٱلضَّآلِّينَ ﴿١٩٨﴾ ثُمَّ أَفِيضُوا۟

تبلا رکھا ہے (نہ برکرا اپنی رائے کو دخل دو) اور درحقیقت قبل اسکے تم محض ہی ناواقف تھے پھر تم سب کو

مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ ٱلنَّاسُ وَٱسْتَغْفِرُوا۟ ٱللَّهَ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ

ضرور ہے کہ اسی جگہ ہو کر واپس آجاؤ جہاں اور لوگ جاکر وہاں سے واپس آتے ہیں اور احکام حج میں پرانی رسموں پر عمل

غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٩٩﴾

کرنے سے) خدا تعالیٰ کے سامنے توبہ کرو (یقیناً) اللہ تعالیٰ معاف کردینگے اور مہربانی فرمائینگے

تجارت حرم حرم میں تجارت کرکے کچھ نفع وغیرہ کمانے میں کوئی حرج نہیں، یہ آیت کریمہ ان حضرات کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو حدود حرم میں خرید وفروخت کو جائز نہیں سمجھتے تھے، حق تعالیٰ نے انہیں اس چیز کی اجازت دے دی اس کے بعد جب تم میدان عرفات سے مشعر حرام پر آؤ تو دل و زبان سے جیسا کہ حق تعالیٰ نے تمہیں بتایا ہے حق تعالیٰ کا خوب ذکر کرو، رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت نزول قرآن اور اسلام سے پہلے تم تو کافر تھے۔

وہیں جاکر پھر لوٹو جہاں سے اہل یمن لوٹ کر آتے ہیں، اور اپنے گناہوں کے لئے مغفرت طلب کرو جو شخص توبہ کرے اور توبہ ہی پر اس کا انتقال ہو تو حق تعالیٰ ایسے شخص کی مغفرت فرمانے والا ہے۔

یہ آیت کریمہ اہل حمس کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو اپنے حجوں میں حرم سے میدان عرفات کے علاوہ اور کسی جگہ نہیں جاتے تھے، حق تعالیٰ نے انہیں اس چیز سے منع کیا اور اس بات کا حکم دیا کہ میدان عرفات جائیں اور اسی مقام سے لوٹ کر آئیں ۔

لباب النقول فی اسباب النزول لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ الخ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ عکاظ مجنہ

اور ذو المجاز یہ زمانہ جاہلیت میں بازار تھے لوگ حج کے زمانہ میں ان بازاروں میں آکر تجارت کیا کرتے تھے، صحابہ کرام رضہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس چیز کے بارے میں دریافت کیا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ ایام حج میں تجارت کرنے میں کوئی گناہ نہیں، اور امام احمد اور ابن ابی حاتم جریر اور امام حاکم نے ابوامامہ تیمی سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضہ سے عرض کیا کہ ہم حج میں تجارت کرتے ہیں تو اس سے حج میں کوئی نقصان تو نہیں آتا حضرت عمر رضہ نے فرمایا کہ ایک شخص نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے آکر اسی قسم کا سوال کیا تھا، آپ نے اسے کوئی جواب نہیں دیا، یہاں تک کہ جبریل امین یہ آیت کریمہ لَيْسَ عَلَيْكُمْ الخ لے کر نازل ہوئے اسکے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے بلایا اور فرمایا کہ تم لوگ حاجی ہو۔

فرمان خداوندی ثُمَّ اَفِيضُوا الخ ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے کہ عرب عرفات میں وقوف کیا کرتے۔

فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ

پھر جب تم اپنے اعمال حج پورے کر چکا کرو تو حق تعالیٰ کا ذکر کیا کرو جس طرح تم اپنے آباؤ اجداد

اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؕ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ

کا ذکر کیا کرتے ہو بلکہ یہ ذکر اس سے (بدرجہا) بڑھ کر ہو، سو بعضے آدمی (جو کہ کافر ہیں)

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﴿۲۰۰﴾

ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو (جو کچھ دینا ہو) دنیا میں دیدیجئے اور ایسے شخص کو آخرت میں

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِى

(بوجہ انکار آخرت کے) کوئی حصہ نہ ملے گا اور بعضے آدمی (جو کہ مومن ہیں) ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ اے

الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ

ہمارے پروردگار ہم کو دنیا میں بھی بہتری عنایت کیجئے اور آخرت میں بھی بہتری دیجئے اور ہم کو

النصف

نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ

عذاب دوزخ سے بچائیے ایسے لوگوں کو (دونوں جہان میں) بڑا حصہ ملیگا بدولت انکے عمل کے اور اللہ تعالیٰ جلدی ہی حساب لینے والے ہیں

یادِ خداوندی

اور جب تم اپنے اعمال حج سے فارغ ہو جاؤ تو حق تعالیٰ کو اسطرح یاد کرو جیسا کہ اپنے آباء کو یاد کرتے ہو اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ حق تعالیٰ نے جو تم پر احسانات کیئے ہیں ان احسانات کے ساتھ حق تعالیٰ کو اس طریقہ پر یاد کرو جیسا زمانہ جاہلیت میں اپنے آباؤ اجداد کے احسانات یاد کیا کرتے تھے، بلکہ اپنے آباء کے تذکرہ سے بھی کہیں زیادہ حق تعالیٰ کو یاد کرو، وقوف کی جگہ میں بعض لوگ دعا مانگتے ہیں، کہ پروردگار ہمیں اونٹ، گائے، بکریاں، غلام اور باندیاں اور بہت سا مال عطا فرما مگر جنت میں ایسے لوگوں کے حج کا کوئی حصہ نہیں۔

اور بعض حضرات علم و عبادت گناہوں سے حفاظت شہادت اور غنیمت وغیرہ اور جنت اور اس کی نعمتوں کے لیئے دعا مانگتے ہیں، اور درخواست کرتے ہیں کہ قبر اور دوزخ کے عذاب کو ہم سے دور فرما دے ان خوبیوں والوں کے لیئے جنت میں ان کے حج کا کامل حصہ ہے۔ اور حق تعالیٰ جب حساب فرمانے کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کا حساب بہت سریع ہے اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ اس کی حفاظت بہت سریع ہے اور یہ معنی بھی بیان کیئے ہیں کہ حق تعالیٰ ریاکاروں سے بہت زبردست انتقام لینے والا ہے

لباب النقول فی اسباب النزول

فاذا قضیتم الخ ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت والے حج کے زمانہ میں کھڑے ہوتے تھے چنانچہ ان میں سے ہر ایک شخص کہتا تھا کہ میرا باپ کھانا کھلاتا تھا، لوگوں کو سوار کراتا تھا، اور دوسروں کی طرف سے دینوں کو ادا کرتا تھا۔ غرضکہ اپنے آباؤ اجداد کے تذکرہ کے علاوہ اور کوئی ان کے پاس ذکر نہیں تھا، تو اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ جب تم اپنے اعمال حج پورے کر چکا کرو تو حق تعالیٰ کا خوب ذکر کیا کرو۔

اور ابن جریر نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ عرب جب ارکان حج سے فارغ ہو جاتے تھے تو جمرہ کے پاس کھڑے ہو جاتے اور زمانہ جاہلیت میں جو ان سے باپ داداؤں کی کارگذاریاں ہوئیں ان کو بیان کرتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اور ابن ابی حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ عربوں کی ایک جماعت وقوف کی جگہ آتی اور کہتی اے اللہ، اس سال کو بارش اور سبزو شادابی اور خوبصورتیوں والا کر دے امور آخرت میں سے کسی بھی چیز کا تذکرہ نہیں کرتی تھی حق تعالیٰ نے ان لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی

کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے پروردگار ہمیں دنیا ہی میں دیدے، ایسے لوگوں کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔
اس جماعت کے بعد دوسری جماعت مؤمنوں کی آئی اور وہ یہ دعا مانگتی رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً الخ ۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ تَعَجَّلَ
اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو کئی روز تک پھر جو شخص دو دن میں (مکہ واپس آنے میں) تعجیل
فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ
کرے اسپر بھی کچھ گناہ نہیں اور جو شخص دو دن میں تاخیر کرے اسپر بھی کچھ گناہ نہیں
اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ
اس شخص کے واسطے جو (خدا سے) ڈرے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور خوب یقین رکھو کہ تم سبکو
اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ
خدا ہی کے پاس جمع ہونا ہے اور بعضا آدمی ایسا بھی ہے کہ آپکو اس کی گفتگو جو محض دنیوی
فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ
غرض سے ہوتی ہے مزہ دار معلوم ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر بتاتا ہے اپنے
وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ﴿۲۰۴﴾
مافی الضمیر پر حالانکہ وہ (آپکی) مخالفت میں (نہایت) تشدید ہے۔

ایام تشریق اور ایام معلوم یعنی ایام تشریق کے پانچ دنوں میں یوم عرفہ۔ یوم النحر اور ۱۱، ۱۲، ۱۳ کو حق تعالیٰ کی تکبیر تحمید اور تہلیل بہت زیادہ کرو۔
اور جو شخص دسویں تاریخ کے دو دن بعد ہی اپنے گھر واپس آنا چاہے تو اس جلدی میں کوئی

گناہ نہیں، اور جو شخص تیرھویں تاریخ تک منیٰ میں قیام کرے تو اس میں بھی کوئی گناہ نہیں، اس کی مغفرت ہو جائے گی، جو تیرھویں تاریخ تک شکار کرنے سے رکا رہے گا، اور تیرھویں تاریخ تک شکار کرنے سے حق تعالیٰ سے ڈرے، اور یہ بات بخوبی جان لو کہ مرنے کے بعد حق تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا ہے۔

آپ کو بعض لوگوں کی دنیاوی زندگی میں گفتگو اور ان کا طرز بیان پسندیدہ معلوم ہوتا ہے، اور اس کے ساتھ وہ خدا تعالیٰ کی اس بات پر قسم کھاتا ہے کہ میں آپ سے محبت رکھتا ہوں اور آپ کی اتباع کرتا ہوں حالانکہ وہ جھوٹا سخت قسم کا جھگڑالو ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی ومن الناس من یعجبک الخ ابن ابی حاتم نے سعید یا عکرمہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جب وہ لشکر شہید کر دیا گیا جس میں عاصم اور مرشد تھے تو منافقوں میں سے دو آدمیوں نے کہا کہ ان لوگوں کے لئے ہلاکت ہے جو اس طریقہ سے مارے گئے کیوں نہ یہ اپنے گھروں میں بیٹھے رہے، اور کیوں نہ انہوں نے اپنے صاحب کی رسالت کو ادا کر دیا اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ اور ابن جریر نے سدی سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ اخنس بن شریق کے بارے میں نازل ہوئی ہے، رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر اس نے اسلام ظاہر کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی یہ بات پسند آئی، اس کے بعد یہ آپ کے پاس سے نکلا، اور مسلمانوں میں سے ایک جماعت کی کھیتی اور گدھوں پر سے اس کا گذر ہوا تو اس نے کھیتی جلا دی اور گدھوں کے پاؤں کاٹ دیئے۔

وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِى الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ

اور جب پیٹھ پھیرتا ہے تو اس دوڑ دھوپ میں پھرتا رہتا ہے کہ شہر میں فساد کرے اور (کسی کی) کھیت

الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ۲۰۵ وَاِذَا

یا مواشی کو تلف کردے اور اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں فرماتے اور جب اس سے

قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ

کوئی کہتا ہے کہ خدا کا خوف کر تو نخوت اس کو گناہ پر (دونا) آمادہ کر دیتی ہے سو ایسے

جَهَنَّمُ ؕ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۲۰۶﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ

شخص کی کافی سزا جہنم ہے اور وہ بُرا ہی آرام گاہ ہے اور بعضا آدمی ایسا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی

يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ

رضا جوئی میں اپنی جان تک صرف کر ڈالتا ہے اور اللہ تعالیٰ

رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰۷﴾

ایسے بندوں کے حال پر نہایت مہربان ہیں۔

نفاق برتنے والا اور جب غصہ میں آتا ہے تو ہر قسم کے گناہ کرتا ہے، اور کھیتوں اور باغات کو ہلاک اور جانوروں کو قتل کرتا ہے، حق تعالیٰ ایسے مفسد کو پسند نہیں فرماتے، اور جب اس سے کہا جاتا ہے کہ اپنے کاموں میں حق تعالیٰ سے ڈر تو اس میں تکبّر اور حمیّت جوش مارنے لگتی ہے، اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بدترین ٹھکانا ہے۔ یہ آیت کریمہ اخنس بن شریق کے بارے میں نازل ہوئی ہے، یہ بہت حسین منظر اور شیریں کلام تھا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو اس کی یہ بات پسند تھی، کہ میں آپ سے محبّت رکھتا ہوں اور خفیہ طریقہ سے آپکے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں، اور اس پر خدا کی قسم بھی کھاتا تھا مگر یہ پکا منافق تھا لوگوں کا خیال ہے کہ اس نے ایک قوم کی کھیتی جلا دی تھی، اور ایسے ہی ایک قوم کے گدھوں کو مار ڈالا تھا۔

اور بعض حضرات حق تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے طلب کرنے میں اپنی جان کو اپنے مال کے عوض خریدتے ہیں، یہ آیت کریمہ صہیب بن سنان رضؓ اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے ان حضرات نے اپنی جانوں کو اپنے مال کے عوض مکہ والوں سے خریدا تھا۔

اور حق تعالیٰ اپنے بندوں پر بہت ہی مہربانی فرمانے والا ہے، یہ آیت کریمہ حضرت عمار بن یاسر کے والدین کے بارے میں نازل ہوئی ہے، ان حضرات کو مشرکین مکہ نے شہید کردیا تھا۔

لباب النقول فی اسباب النزول فرمانِ الٰہی وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ الخ حارث بن ابی امام نے اپنی مسند میں اور ابن ابی حاتم نے سعید بن مسیب سے نقل کیا ہے کہ حضرت صہیب رضؓ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرکے

روانہ ہوئے تو قریش کی ایک جماعت ان کے پیچھے ہولی، حضرت صہیبؓ اپنی سواری پر سے اتر گئے۔ اور ان کے ترکش میں جو تیر تھے وہ سب نکال لئے۔ اور فرمایا اے گروہ قریش تمہیں معلوم ہے کہ میں تم سب میں زیادہ تیر انداز ہوں، اور خدا کی قسم! تم میرے قریب اس وقت تک نہیں پہونچ سکتے جبتک کہ میں اپنے ان تمام تیروں کو جو میرے ترکش میں ہیں تمہارے نہ ماردوں، اور اس کے بعد جتنی میرے ہاتھ میں طاقت باقی رہے گی میں اپنی تلوار سے تمہارا خاتمہ کروں گا، اب جو تمہاری مرضی ہو سو کرو، اور اگر تم چاہتے ہو تو میں تمہیں اپنا وہ مال بتادوں جو مکہ میں ہے اور تم میرا پیچھا چھوڑ دو،

قریش اس بات پر راضی ہو گئے، جب حضرت صہیبؓ مدینہ منورہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابویحیٰی تمہاری تجارت سودمند رہی، ابویحیٰی تمہاری تجارت کامیاب ہوگئی اور یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ الخ

اور امام حاکم نے اپنی مستدرک میں اسی طرح ابن مسیب عن صہیب کے واسطہ سے موصولاً روایت نقل کی ہے، اور امام حاکم نے بھی اسی طرح عکرمہ کے مراسیل سے روایت نقل کی ہے۔

اور امام حاکم ہی نے بواسطۂ حماد بن سلمہ، ثابت، حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے اور اسمیں آیت کے نازل ہونے کی تصریح موجود ہے، اور امام حاکم نے فرمایا ہے یہ حدیث شرط مسلم پر صحیح ہے۔

اور ابن جریر نے عکرمہ رضؓ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت کریمہ حضرت صہیبؓ، ابوذرؓ، جندب بن ابی السکن کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَاۗفَّةً ۠ وَلَا

اے ایمان والو اسلام میں پورے پورے داخل ہو اور (فاسد خیالات میں پڑکر) شیطان

تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۲۰۸

کے قدم بقدم مت چلو واقعی وہ تمہارا کھلا دشمن ہے پھر اگر تم بعد

فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا

اسکے کہ تم کو واضح دلیلیں پہنچ چکی ہیں (صراط مستقیم سے) لغزش کرنے لگو تو یقین کر رکھو کہ

اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۲۰۹ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ

يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ

(معلوم ہوتے) ہیں کہ حق تعالیٰ اور فرشتے بادل کے سائبانوں میں ان کے پاس (سزا

وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۲۱۰﴾

دینے کے لیے) آویں اور سارا قصہ ہی ختم ہو جاوے اور یہ سارے مقدمات اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رجوع کیے جاوینگے

تلقین ﴿ پورے طور پر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں داخل ہو جاؤ۔ اور شنبہ اور اونٹ کے گوشت کی حرمت وغیرہ میں شیطان کی ملمع سازی میں نہ آؤ وہ کھلا ہوا دشمن ہے پھر اگر اپنی کتاب میں اس چیز کا بیان اور وضاحت آجانے کے بعد تم رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے اعراض کرو تو حق تعالیٰ ایسے شخص سے جو اپنے رسول کی اتباع نہ کرے زبردست انتقام لینے والا ہے، اور حق تعالیٰ سابقہ شریعتوں کے منسوخ کرنے کے بارے میں زیادہ باخبر ہے یہ آیت کریمہ حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، کیونکہ انھیں شنبہ کے دن اور اونٹ کے گوشت سے کراہیت تھی۔

کیا اہل مکہ اس چیز کے منتظر ہیں کہ بغیر کسی کیفیت کے قیامت کا دن آجائے اور حق تعالیٰ اس کام سے فارغ ہو جائے۔ اہل جنت کو جنت میں اور اہل دوزخ کو دوزخ میں داخل فرمادے۔ اور آخرت میں تمام کاموں کا انجام حق تعالیٰ ہی کے سپرد ہے ؛

لباب النقول فی اسباب النزول ﴿ فرمان الٰہی يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا الخ ابن جریر نے عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضا اور ثعلبہ رضا، ابن یامین رضا اسد بن کعب رضا، اسید بن کعب رضا، سعید بن عمرو رضا اور قیس بن زید رضا اہل کتاب میں سے ان سب حضرات نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم شنبہ کے دن کی ہم تعظیم کرتے ہیں، ہمیں اسکی تعظیم کی اجازت دیجئے، اور تورات بھی حق تعالیٰ کی کتاب ہے، ہمیں رات کو اس پر عمل کرنے کی اجازت مرحمت فرمائیے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ ؛



سَلْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ کَمْ اٰتَیْنٰھُمْ مِّنْ اٰیَةٍۭ بَیِّنَةٍ ؕ

آپ (علماء) بنی اسرائیل سے (ذرا) پوچھئے (تو سہی) ہم نے انکو کتنی واضح دلیلیں دی تھیں۔ اور جو

وَمَنْ یُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ

شخص اللہ تعالیٰ کی نعمت کو بدلتا ہے اس کے پاس پہنچنے کے بعد تو یقیناً حق تعالیٰ سخت

شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۱۱﴾ زُیِّنَ لِلَّذِیْنَ كَفَرُوا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا

سزا دیتے ہیں۔ دنیوی معاش کفار کو آراستہ پیراستہ معلوم ہوتی ہے اور

وَیَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۘ وَالَّذِیْنَ اتَّقَوْا

(اسی وجہ سے) ان مسلمانوں سے تمسخر کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ (مسلمان) جو کفر و شرک سے بچتے ہیں

فَوْقَھُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ وَاللّٰهُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ

ان کافروں سے اعلیٰ درجہ میں ہونگے قیامت کے روز۔ اور روزی تو اللہ تعالیٰ جسکو چاہتے ہیں بے انداز

حِسَابٍ ﴿۲۱۲﴾ كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً قف

دیدیتے ہیں (ایک زمانہ میں) سب آدمی ایک ہی طریق کے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں

فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِیّٖنَ مُبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ ۠ وَاَنْزَلَ

کو بھیجا جو کہ خوشی (کے وعدے) سناتے تھے اور ڈرانے تھے اور انکے ساتھ (آسمانی) کتابیں بھی

مَعَھُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِیَحْكُمَ بَیْنَ النَّاسِ فِیْمَا اخْتَلَفُوْا

ٹھیک طور پر نازل فرمائیں اس غرض سے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں میں انکے امور اختلافیہ (مذہبی) میں

فِیْهِ ؕ وَمَا اخْتَلَفَ فِیْهِ اِلَّا الَّذِیْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ

فیصلہ فرمادیں اور اس کتاب میں (یہ) اختلاف اور کسی نے نہیں کیا مگر صرف ان لوگوں نے جن کو (اولاً) وہ کتاب ملی تھی

مَاجَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۚ فَهَدَى

بعد اسکے کہ ان کے پاس دلائل واضحہ پہونچ چکے تھے باہمی ضد اضدی کی وجہ سے پھر اللہ تعالیٰ نے (ہمیشہ) ایمان

اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ

والوں کو وہ امر حق جس میں (مختلفین) اختلاف کیا کرتے تھے بفضلہ تعالیٰ بتلا دیا اور اللہ تعالیٰ

الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ؕ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى

جس کو چاہتے ہیں اس کو راہ راست

صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۱۳﴾

بتلا دیتے ہیں

ارشادِ ربانی آپ یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے دریافت کیجئے کہ کتنی مرتبہ ہم نے ان سے اوامر و نواہی کے ساتھ کلام کیا ہے، اور موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہم نے انھیں دین کے ساتھ عزت عطا کی، مگر انہوں نے دین کو کفر کے ساتھ تبدیل کر دیا اور جو شخص رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کے بعد حق تعالیٰ کے دین اور اس کی کتاب کو کفر کے ساتھ تبدیل کرے تو حق تعالیٰ کافر کو شدید ترین عذاب دینے والا ہے۔ ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کے لئے دنیاوی زندگی فراخی اور خوشحالی کے ساتھ مزین کر دیا گیا ہے مگر یہ لوگ حضرت سلمان رضؓ بلال رضؓ اور صہیب رضؓ اور ان کے ساتھیوں کی تنگیٔ معیشت پر ان کا مذاق اڑاتے ہیں، مگر جو حضرات کفر و شرک سے بچے ہوئے ہیں یعنی حضرت سلمان اور ان کے ساتھی وہ دنیا میں ان کافروں سے حجت اور دلیل اور جنت میں قدر و منزلت میں بڑھے ہوئے ہیں اور بغیر کسی محنت و مشقت کے جس پر حق تعالیٰ چاہتا ہے، مال کی فراخی کر دیتا ہے اور یہ بھی معنی بیان کئے گئے ہیں کہ جنت میں حق تعالیٰ جسے چاہتا ہے، بغیر حساب و کتاب عطا کر دیتا ہے انسان حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ کے زمانہ میں ایک ملت یعنی کفر پر قائم تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے زمانہ میں مسلمان تھے، اس کے بعد حق تعالیٰ نے حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں سے ایسے انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا جو مؤمنین کو جنت کی خوشخبری سنانیوالے اور کافروں کو دوزخ کے عذاب سے ڈرانے والے تھے اور ان پر جبریل امین کے ذریعہ اپنی کتاب کو بھی

نازل فرمایا جو حق اور باطل کو بیان کرنے والی تھی، تاکہ ہر ایک نبی دینی مسائل میں اپنی کتاب کے ذریعہ فیصلہ کر سکے اور یہ بھی معنی بیان کیے گئے ہیں، تاکہ وہ کتاب آپس میں فیصلہ کر سکے، اور اگر لیحکم کو لِتحکم تا کے ساتھ پڑھا جائے تو اس سے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات مراد ہوگی، دین اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اہل کتاب ہی نے حسد کی بناء پر اختلاف اور کفر کیا ہے، باوجودیکہ انکی کتابوں میں اسکے متعلق کھلی ہوئی نشانیاں بیان ہوچکی تھیں، دین میں اختلاف کرنے سے حق تعہ نے انبیاء کرام کے ذریعہ مؤمنین کو حق بات کی ہدایت عطا فرمائی۔

یعنی دین میں اختلاف کرنے اور حق کو باطل کے ساتھ ملانے سے حق تعہ نے مؤمنین کی انبیاء کرام کے ذریعہ اپنے حکم و ارادہ سے حفاظت فرمائی جو اس چیز کا اہل ہوتا ہے۔ حق تعہ اپنی مرضی سے جسے چاہتا ہے اس کو دین پر قائم و مستقیم فرمادیتا ہے ؛؛

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ

دوسری بات سنو کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ جنت میں (بے مشقت) جا داخل ہوگے حالانکہ تم کو ابھی تک

مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ۖ مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ

ان (مسلمان) لوگوں کا سا کوئی عجیب واقعہ پیش نہیں آیا جو تم سے پہلے ہو گذرے ہیں

وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوا حَتَّىٰ يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ

ان پر (مخالفین کے سبب) ایسی ایسی تنگی اور سختی واقع ہوئی اور (مصائب سے) انکو یہانتک جنبشیں ہوئیں کہ (اس زمانے کے)

آمَنُوا مَعَهُ مَتَىٰ نَصْرُ اللَّهِ ۗ أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ

پیغمبر تک اور جو انکے ہمراہ اہل ایمان تھے بول اُٹھے کہ اللہ تعہ کی امداد (موعود) کب ہوگی یاد رکھو بیشک اللہ تعہ

قَرِيبٌ (۲۱۴) يَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ ۖ قُلْ مَا أَنْفَقْتُمْ

کی امداد (بہت) نزدیک ہے، لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا چیز خرچ کیا کریں آپ فرما دیجئے کہ جو کچھ

مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِينِ

مال تم کو صرف کرنا ہو سو ماں باپ کا حق ہے اور قرابت داروں کا اور بے باپ کے بچوں اور محتاجوں کا اور مسافر کا

وَابْنِ السَّبِيلِ ۗ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيمٌ ۲۱۵

اور جونسا نیک کام کرو گے سو اللہ تعالیٰ کو اس کی خوب خبر ہے (وہ اسپر ثواب دینگے)

علیم و خبیر ذات

اے مومنین کرام کی جماعت کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ بغیر اس طرح امتحان و آزمائش کے جیسا کہ تم سے قبل مومنین سابقین کی آزمائش کی گئی ہے تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے، ان کو اس قدر خوف پریشان اور سختیاں اور قسم قسم کی بیماریوں اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑا، یہاں تک کہ ان کے رسول اور وہ حضرات جو ان پر ایمان لائے تھے بول اٹھے، دشمنوں کے مقابلہ کے لیے حق تعالیٰ کی جانب سے کب مدد آئے گی، حق تعالیٰ نے ان نبی علیہ السلام سے فرمایا کہ دشمنوں سے تمہاری نجات کا وقت قریب ہے۔

یہ سوال میراث کی آیتوں سے نازل ہونے سے قبل کا ہے یعنی اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ کس پر صدقہ کریں آپ فرما دیجئے کہ اپنے مال کو والدین اور رشتہ داروں (مگر اس کے بعد میراث کی آیت سے والدین کو صدقہ دینا منسوخ ہو گیا)، یتیموں، مسکینوں اور نووارد لوگوں پر خرچ کرو اور تم جو کچھ اپنا مال ان لوگوں پر خرچ کرو گے، تو حق تعالیٰ اس کو اور تمہاری نیتوں کو جاننے والا ہے اس پر تمہیں بدلہ دے گا۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی ام حسبتم ان الخ عبد الرزاق، معمر، قتادہ بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ غزوہ احزاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے، اس روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بہت سختیوں اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا۔

فرمان الٰہی یسئلونک ماذا ینفقون (الخ) ابن جریر نے ابن جریج رضؓ سے نقل کیا ہے کہ مسلمانوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ہم اپنے مالوں کو کہاں خرچ کریں اسپر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، اور ابن منذر نے ابو حبان سے نقل کیا ہے کہ عمرو بن جموح رضؓ نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ہم اپنے مالوں کو کس طرح اور کہاں خرچ کریں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا

جہاد کرنا تم پر فرض کیا گیا ہے اور وہ تم کو (طبعاً) گراں (معلوم ہوتا ہے)، اور یہ بات ممکن ہے کہ تم کسی امر کو

شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ وَعَسَىٰ أَن تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ

گراں سمجھو اور وہ تمہارے حق میں خیر ہو اور یہ (بھی) ممکن ہے کہ تم کسی امر کو مرغوب سمجھو اور وہ تمہارے

شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٢١٦﴾ ع

حق میں باعث خرابی ہو اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور تم (پورا پورا) نہیں جانتے لوگ آپ سے شہر

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ ۖ قُلْ

حرام میں قتال کرنے کے متعلق سوال کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ اس میں خاص طور پر قتال کرنا

قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ ۖ وَصَدٌّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَكُفْرٌ بِهِ

(یعنی عمداً) جرم عظیم ہے اور اللہ تعالیٰ کی راہ سے روک ٹوک کرنا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنا

وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِخْرَاجُ أَهْلِهِ مِنْهُ أَكْبَرُ

اور مسجد حرام (یعنی کعبہ) کے ساتھ اور جو لوگ مسجد حرام کے اہل تھے انکو اس سے خارج کر دینا

عِندَ اللَّهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ۗ وَلَا يَزَالُونَ

جرم عظیم ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور فتنہ پردازی کرنا (اس) قتل (خاص) سے بدرجہا بڑھ کر ہے

يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّىٰ يَرُدُّوكُمْ عَن دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوا ۚ

اور یہ کفار تمہارے ساتھ ہمیشہ جنگ رکھیں گے اس غرض سے کہ اگر (خدا نہ کرے) قابو پا دیں تو

وَمَن يَرْتَدِدْ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ

تم کو تمہارے دین (اسلام) سے پھیر دیں اور جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جاوے پھر کافر ہی

فَأُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ

ہونے کی حالت میں مرجاوے تو ایسے لوگوں کے (نیک) اعمال دنیا اور آخرت میں سب

وَأُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ ﴿۲۱۷﴾

غارت ہوجاتے ہیں اور ایسے لوگ دوزخی ہوتے ہیں (اور) یہ لوگ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے

فرضیت جہاد کی حکمت

تم پر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عام کوچ کرنے میں جہاد فرض کیا گیا ہے اور تم پر شاق تھا، اور تم اسے شاق سمجھتے ہو، مگر فی الواقع یہ تمہارے لئے بہتر ہے، تمہیں اس کی وجہ سے شہادت اور مال غنیمت حاصل ہوتی ہے اور جہاد سے بیٹھے رہنے میں نہ شہادت حاصل ہوتی ہے اور نہ مال غنیمت، اور حق تعالےٰ جانتا ہے کہ جہاد تمہارے لئے بہتر اور جہاد میں شرکت نہ کرنا تمہارے حق میں برا ہے، یہ آیت حضرت سعد بن ابی وقاص اور مقداد بن اسود اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی کہ عبداللہ بن جحش اور ان کے ساتھیوں نے عمرو بن حضرمی کو جمادی الثانی کی شام کو رجب کا چاند نظر آنے کے قبل قتل کردیا تھا۔ کفار نے انھیں اس پر ملامت کی، انہوں نے شہر حرام میں قتال کرنے کے بارے میں دریافت کیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

شہر حرام یعنی رجب کے مہینہ میں آپ سے قتال کرنے کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔

آپ فرما دیجئے کہ رجب کے مہینہ میں قتال کرنا بہت بڑے گناہ کا باعث ہے اور لوگوں کو حق تعالےٰ کے دین اور اس کی اطاعت سے پھیرنا اور ان کو مسجد حرام کے داخلہ سے روکنا حق تعالےٰ کے یہاں عمرو بن حضرمی کے قتل سے بڑھ کر گناہ کا باعث ہے، اور ایسے ہی حق تعالےٰ کے ساتھ شرک کرنا عمرو بن حضرمی کے قتل سے بڑا گناہ ہے اور یہ اہل مکہ تم لوگوں کو دین اسلام سے پھیرنے کے کوشاں ہیں اور جو اسلام سے پھر کر اسی حالت میں مرجائے تو اس کے تمام اعمال باطل اور تمام نیکیاں برباد ہیں اور آخرت میں ان کو کوئی بدلہ نہیں ملے گا اور ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے نہ وہاں ان کو موت آئیگی اور نہ اس سے نکالے جائیں گے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ الخ ابن جریر ابن ابی حاتم اور طبرانی نے کبیر میں اور امام بیہقی نے اپنی سنن میں جندب بن عبداللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ

علیہ وسلم نے ایک لشکر روانہ فرمایا، اور اس پر عبداللہ بن جحش کو امیر بنایا ۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي

حقیقتاً جو لوگ ایمان لائے ہوں اور جن لوگوں نے راہ خدا میں ترک وطن کیا ہو اور جہاد کیا ہو ایسے

سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ

لوگ تو رحمت خداوندی کے امیدوار ہوا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ (اس غلطی کو) معاف

غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۲۱۸﴾ يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۖ

کر دینگے اور (تم پر) رحمت کرینگے　لوگ آپ سے شراب اور قمار کی نسبت دریافت کرتے ہیں

قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا

آپ فرما دیجئے کہ ان دونوں (کے استعمال) میں گناہ کی بڑی بڑی باتیں بھی ہیں اور لوگوں کو (بعضے)

أَكْبَرُ مِن نَّفْعِهِمَا ۗ وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ ۖ قُلِ

فائدے بھی ہیں اور (وہ) گناہ کی باتیں ان فائدوں سے زیادہ بڑھی ہوئی ہیں اور لوگ آپ سے

الْعَفْوَ ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ﴿۲۱۹﴾

دریافت کرتے ہیں کہ (خیر خیرات میں) کتنا خرچ کیا کریں آپ فرما دیجئے کہ جتنا آسان ہو اللہ تعالیٰ اسی طرح

فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۗ

احکام کو صاف صاف بیان فرماتے ہیں تاکہ تم دنیا و آخرت کے معاملات میں سوچ لیا کرو

بہشت کے حقدار

اب اگلی آیتیں پھر عبداللہ بن جحش اور ان کے ساتھیوں کی شان میں نازل ہوئی ہیں کہ جو حضرات حق تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے اور انہوں نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کی اور عمرو بن حضرمی کافر کو قتل کیا

یقیناً ایسے حضرات حق تعالیٰ کی جنت کو پالیں گے، حق تعالیٰ ان کے افعال کی مغفرت فرمانے والا ہے۔
کسی مقام کا ان سے مؤاخذہ نہیں فرمائے گا۔

اگلی آیت حضرت عمر فاروق رضہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، انہوں نے فرمایا تھا کہ الٰہ العالمین شراب کے بارے میں کوئی صاف حکم بیان فرما دے، حق تعالیٰ نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ آپ سے شراب اور جوئے کے بارے میں دریافت کرتے ہیں، آپ فرما دیجئے کہ ان میں حرمت کے بعد بہت بڑا گناہ ہے، اور حرمت سے قبل لوگوں کے لئے تجارت وغیرہ کے معمولی سے فوائد ہیں، مگر تحریم سے قبل جو اس میں نفع ہے اس سے بہت زیادہ حرمت کے بعد ان میں گناہ ہے پھر اس کے بعد دونوں صورتوں میں شراب حرام کر دی گئی۔

یہ آیت حضرت عمرو بن جموح رضہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے انہوں نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا کہ ہم اپنے اموال میں سے کیا صدقہ کیا کریں، تو حق تعالیٰ نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ ہم اپنے مالوں میں سے کیا صدقہ کریں، آپ فرما دیجئے کہ جو اپنے کھانے اور بچوں کی پرورش سے بچ جائے، پھر اس کے بعد یہ حکم آیت زکوٰۃ سے منسوخ ہو گیا، اسی طرح حق تعالیٰ اوامر و نواہی اور دنیا کی ذلت کو بیان فرماتا ہے، تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ دنیا فانی اور آخرت باقی رہنے والی ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

ان حضرات کو ابن حضرمی ملا، انہوں نے اس کو قتل کر دیا، اور ان کو یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ دن رجب کا ہے یا جمادی الآخر کا، تو مشرکین نے مسلمانوں سے کہا کہ ان لوگوں نے شہر حرام میں قتال کیا ہے، تو اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی، کہ آپ شہر حرام میں قتال کرنے کے بارے میں دریافت کرتے ہیں، پھر بعد میں بعض حضرات بولے کہ اگر ان لوگوں کا اس میں گناہ نہیں ہوگا تو پھر ثواب بھی نہیں ملے گا، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، اِنَّ الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا الخ اور ابن مندہ نے اس روایت کو عثمان بن عطاء، اور عطاء کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے، فرمان خداوندی یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ الخ، اس کی تفسیر سورۂ مائدہ میں آئے گی۔

فرمان الٰہی یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ الخ ابن ابی حاتم نے سعید یا عکرمہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے کہ جب فی سبیل اللہ خرچ کرنے کا حکم دیا گیا تو صحابہ کرام کی ایک جماعت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، اور عرض کیا کہ ہمیں معلوم نہیں کس قسم کے نفقہ کا ہمارے اموال میں حکم دیا گیا ہے سو ہم کیا خرچ کریں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ

اور ابن ابی حاتم نے یحییٰ سے نقل کیا ہے کہ انھیں یہ بات پہونچی ہے کہ حضرت معاذ رضہ اور ثعلبہ رضہ حضور صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلعم ہمارے پاس غلام بھی ہیں اور گھر والے بھی ہیں تو ہم اپنے اموال میں سے کیا خرچ کریں، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ۭ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّھُمْ خَيْرٌ ۭ وَاِنْ

اور لوگ آپ سے یتیم بچوں کا حکم پوچھتے ہیں آپ فرما دیجیے کہ انکی مصلحت کی رعایت رکھنا زیادہ

تُخَالِطُوْھُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ

بہتر ہے اور اگر تم ان کے ساتھ خرچ شامل رکھو تو وہ تمہارے (دینی) بھائی ہیں اور اللہ تعالیٰ

الْمُصْلِحِ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ

مصلحت کے ضائع کرنیوالے کو اور مصلحت کی رعایت رکھنے والے کو الگ الگ جانتے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو

حَكِيْمٌ ﴿۲۲۰﴾ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ۭ

تو تم کو مصیبت میں ڈال دیتے کیونکہ اللہ تعالیٰ زبردست ہیں حکمت والے ہیں اور نکاح مت کرو

وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ

کافر عورتوں کے ساتھ جبتک کہ وہ مسلمان نہ ہو جاویں اور مسلمان عورت (چاہے لونڈی کیوں نہ ہو وہ ہزار درجہ) بہتر ہی کافر عورت سے گو تم کو وہ اچھی ہی معلوم ہو

زرّین احکام حضرت عبداللہ بن رواحہ رضہ نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے یتیموں کے ساتھ کھانے پینے اور رہائش میں اختلاط کرنے کے بارے دریافت کیا تھا کہ یہ چیز جائز ہے یا نہیں اس پر حق نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی جس میں نبی کریم صلعم کو خطاب کرکے فرمایا کہ آپ سے یتیموں کے ساتھ کھانے پینے اور رہائش میں میل جول رکھنے کے بارے میں دریافت کرتے ہیں آپ فرما دیجیے کہ ان کے مال کی اصلاح ان کے ساتھ اختلاط کے ترک کرنے سے بہتر ہے۔

اور اگر تم کھانے پینے اور رہائش میں ان کے ساتھ میل جول رکھنا چاہتے ہو سو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں

لہٰذا ان کے حقوق کی حفاظت کرو، اور حق تعالیٰ یتیموں کے اموال میں مصلحت کے ضائع کرنے والے اور باقی رکھنے والے کو علیحدہ علیحدہ جانتے ہیں۔

اور اگر حق تعالیٰ چاہیں تو تم پر اس مخالطت کو حرام فرمادیں اور جو شخص یتیم کے مال کو برباد کرے وہ اس سے انتقام لینے پر قادر ہیں، اور یتیم کے مال کی اصلاح کے بارے میں فیصلہ فرمانے والے ہیں۔

مرثد بن ابی مرثد غنوی نے اس بات کا ارادہ کیا تھا کہ عناق نامی ایک عورت سے شادی کرے، حق تعالیٰ نے اسکو اس سے منع کردیا کہ مشرکات نا وقتیکہ ایمان نہ لائیں ان سے نکاح مت کرو، مسلمان باندی سے شادی کرنا آزاد مشرک عورت سے شادی کرنے سے ہزار درجہ بہتر ہے اگرچہ اس کا حسن وجمال تمہیں پسند ہو۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان خداوندی وَيَسْئَلُونَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى، امام ابوداؤد، نسائی اور امام حاکم وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جس وقت وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اور اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى یہ آیتیں نازل ہوئیں چنانچہ جسکے زیر پرورش کوئی یتیم تھا اس نے جاکر یتیم کا کھانا اپنے کھانے سے اور اس کا پینا اپنے پینے سے جدا کردیا اور اپنے کھانے سے زیادہ یتیم کے کھانے کی چیز رکھنا شروع کردی، تا وقتیکہ وہ اس کو کھالیتا یا ضائع کردیتا، مگر یہ چیز صحابہ کرام کے لئے مشقت کا باعث ہوئی، انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس چیز کا تذکرہ کیا، اسپر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

فرمان خداوندی وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ الخ ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور واحدی نے مقاتل سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ ابن مرثد غنوی کے بارے میں نازل ہوئی ہے، اس نے ایک حسین وجمیل مشرکہ عناق نامی عورت سے شادی کرنے کے بارے میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی تھی۔

وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ۚ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ

اور عورتوں کو کافر مردوں کے نکاح میں مت دو جب تک کہ وہ مسلمان نہ ہوجاویں اور مسلمان مرد غلام

مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ۗ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى

بہتر ہے کافر مرد سے گو وہ تم کو اچھا ہی معلوم ہو (کیونکہ) یہ لوگ دوزخ میں (جانے) کی تحریک

الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۧ

دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جنت اور مغفرت کی تحریک دیتے ہیں اپنے حکم سے اور اللہ تعالیٰ اسواسطے آدمیوں کو

ع ۲۷ ۵ ۱۱

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ۭ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَاۗءَ

اپنے احکام بتلا دیتے ہیں تاکہ وہ لوگ نصیحت پر عمل کریں اور لوگ آپ سے حیض کا حکم پوچھتے ہیں آپ فرما دیجئے

فِي الْمَحِيْضِ ۙ

کہ وہ گندی چیز ہے تو حیض میں تم عورتوں سے علیحدہ رہا کرو اور ان سے قربت مت کیا کرو

ممانعت عقد

اور اسی طرح مشرک مردوں سے تاوقتیکہ وہ ایمان نہ لائیں شادی مت کرو اور مسلمان غلام سے شادی کرنا آزاد مشرک سے شادی کرنے سے بہتر ہے اگرچہ انکی قوت بدن تم کو خوب لگے یہ کافر کفر اور دوزخیوں کے کاموں کی طرف بلاتے ہیں، اور حق تعالیٰ توحید اور توبہ کی اپنے حکم سے تحریک دیتے ہیں اور شادی کے بارے میں اوامر و نواہی کو بیان فرماتے ہیں، تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں اور حرام طریقہ پر شادی کرنے سے بچیں۔

یہ آیت کریمہ ابن الدحداح کے بارے میں نازل ہوئی ہے، انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس چیز کے بارے میں دریافت کیا تھا، اس پر حق تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ آپ سے حیض کی حالت میں صحبت کرنے کے بارے میں دریافت کرتے ہیں، اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجئے کہ حیض گندگی اور حرام ہے لہٰذا حالت حیض میں ان سے صحبت کرنا قطعی طور پر چھوڑ دو۔

لباب النقول فی اسباب النزول

اور فرمان الٰہی وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ الخ واحدی نے بواسطہ سدی، ابو مالک، حضرت ابن عباس رضہ سے روایت نقل کی ہے کہ آیت کریمہ حضرت عبد اللہ بن رواحہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے انکی ایک سیاہ باندی تھی، غصہ میں ایک مرتبہ اسے چانٹا مار دیا پھر اس بات سے گھبرا کر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے واقعہ بیان کیا، آپ نے فرمایا اولاً اسے آزاد کر دو، اور پھر اس سے شادی کر لو چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کر لیا، اسپر لوگوں نے انھیں طعنہ دیا کہ باندی سے شادی کی ہے اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ مومن باندی مشرک عورت سے بہتر ہے، اور اسی روایت کو ابن جریر نے سدی سے منقطع طریقہ پر نقل کیا ہے۔ فرمان خداوندی ویسئلونک عن المحیض امام مسلم اور ترمذی نے حضرت انس رضہ سے نقل کیا ہے، کہ یہودیوں میں سے جب کسی عورت کو حیض آتا تھا تو یہودی اس کے ساتھ نہ اپنے گھروں میں کھاتے تھے، اور نہ اس کے ساتھ لیٹتے تھے تو صحابہ کرام نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے اس چیز کے بارے میں دریافت کیا اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ یعنی صحبت کرنے کے علاوہ ہر ایک چیز کر سکتے ہو

وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ

جبتک کہ وہ پاک نہ ہوجاویں پھر جب وہ اچھی طرح پاک ہوجاویں تو انکے پاس جاؤ جس جگہ

اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴿۲۲۲﴾ نِسَآؤُكُمْ

سے تم کو اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے (یعنی آگے سے) یقیناً اللہ تعالیٰ محبت رکھتے ہیں توبہ کرنیوالوں سے اور محبت رکھتے ہیں

حَرْثٌ لَّكُمْ ص فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ز وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

صاف پاک رہنے والوں سے تمہاری بیبیاں تمہارے لئے (بمنزلہ) کھیت (کے) ہیں سو اپنے کھیت میں جسطرف سے ہوکر چاہو آؤ اور

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۲۳﴾

آئندہ کے واسطے (بھی) اپنے لئے کچھ کرتے رہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور یقین رکھو کہ بیشک تم اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونے والے ہو اور (اے محمد) ایسے

ایمانداروں کو خوشی کی خبر سنا دیجئے

اجازت

اور تاوقتیکہ وہ پاک نہ ہوجائیں، اس چیز کے قریب بھی مت جاؤ، جب وہ اچھی طرح پاک ہوکر (دس دن سے کم پر) غسل کرلیں تو جہاں سے حق تعالیٰ نے اجازت دی ہے اس مقام پر سے (یعنی شرمگاہ) انکے ساتھ صحبت کرو اور حق تعالیٰ گناہوں سے توبہ کرنے والوں اور گندگیوں اور گناہوں سے پاک رہنے والوں سے محبت رکھتے ہیں۔

تمہاری عورتوں کی شرمگاہیں تمہاری اولاد کے لئے تمہاری کھیتی کے طریقہ پر ہیں، اپنی عورتوں کے ساتھ ان کی شرمگاہوں میں جس طریقہ سے چاہے صحبت کرو خواہ سامنے کی طرف سے یا پشت کی طرف سے اور اولاد صالحہ پیدا کرو، اور اس کے ساتھ ساتھ حق تعالیٰ سے انکے پیچھے کے راستہ میں اور حالت حیض میں صحبت کرنے سے ڈرو، کیونکہ تم کو حق تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا ہے وہ تم کو تمہارے اعمال پر بدلہ دیگا۔ اور اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان مسلمانوں کو جو عورتوں سے پیچھے کے راستہ میں اور حالتِ حیض میں صحبت کرنے سے بچتے ہیں، جنت کی خوشخبری سُنا دیجئے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

اور ماوردی نے صحابہ کرام کے تذکرہ میں بواسطہ ابن اسحٰق، محمد بن ابی محمد، عکرمہ رضہ، یا سعید۔ حضرت ابن عباس رضہ سے روایت نقل کی ہے کہ ثابت بن وحداح نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے اس چیز کے بارے میں دریافت کیا، اسپر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اور ابن جریر نے بھی سدی سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

فرمان الٰہی نساؤکم حرث لکم الخ امام بخاری ومسلم ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت جابر رضہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہود

کہا کرتے تھے کہ جب آدمی پشت کی طرف سے ہوکر شرمگاہ میں صحبت کرے تو بچہ بھینگا پیدا ہوتا ہے، اسپر حق تعالے نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ تمہاری بیبیاں تمہارے لئے کھیت کی طرح ہیں جس طرح سے چاہو ان کی شرمگاہوں میں صحبت کرو۔

اور امام احمد اور ترمذی نے حضرت ابن عباس رض سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رض رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور عرض کیا یا رسول اللہ میں ہلاک ہوگیا، آپ نے فرمایا کس چیز نے تم کو ہلاک کر دیا، عرض کیا رات پشت کی طرف سے ہوکر میں نے اپنی بیوی کے ساتھ صحبت کرلی، آپ نے اسکا کوئی جواب نہیں دیا، اتنے میں حق تعالے نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی، نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ، یعنی خواہ تم اپنی کھیتیوں میں سامنے کی طرف سے آؤ یا پشت کی طرف سے باقی پیچھے کے راستہ میں اور حیض کے زمانہ میں صحبت کرنے سے بچو، اور ابن جریر، ابو یعلی، اور ابن مردویہ نے بواسطۂ زید بن اسلم، عطاء بن یسار، حضرت ابوسعید خدری رض سے روایت نقل کی ہے کہ ایک شخص نے پشت کی طرف سے ہوکر اپنی بیوی کے ساتھ صحبت کی، لوگوں نے اس چیز کو بری نظر سے دیکھا اسپر حق تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی کہ نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ

اور امام بخاری نے حضرت ابن عمر رض سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت عورتوں سے انکی پشتوں کی طرف سے صحبت کرنے کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اور امام طبرانی نے اوسط میں سند جید کے ساتھ حضرت ابن عمر رض سے روایت نقل کی ہے کہ نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ الخ یہ آیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر پشت کی طرف سے بیٹھ کر صحبت کرنے کی اجازت کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور امام طبرانی ہی نے حضرت ابن عمر رض سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اپنی بیوی کے ساتھ پشت کی طرف سے ہوکر صحبت کرلی تھی، لوگوں نے اسپر نکیر کی تب حق تعالے نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی، یعنی تمہاری بیبیاں کھیتوں کے طریقہ پر ہیں، جس طریقہ سے چاہو آؤ (اور اپنے کھیت میں آؤ جو اگلا حصہ ہے پچھلا حصہ کھیت نہیں کیونکہ اس میں بچہ کی پیداوار نہیں)۔

امام ابوداؤد اور حاکم نے حضرت ابن عباس رض سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ ابن عمر رض کی مغفرت فرمائے، ان کو وہم ہوگیا ہے، واقعہ یہ ہے کہ انصار کے یہ قبیلہ والے یہودیوں کے اس قبیلہ کے ساتھ بت پرستی میں شریک تھے اور یہ لوگ اہل کتاب کو اپنے سے علم میں بڑھ کر سمجھتے تھے، لہذا اکثر باتوں میں انصار انکی اتباع کرتے تھے، چنانچہ اہل کتاب اپنی بیبیوں سے صرف ایک ہی طرف سے صحبت کرتے تھے، اور یہ چیز عورت کے حق میں زیادہ پردہ کا باعث ہوتی تھی اور اس انصار کے قبیلہ نے بھی یہودیوں سے یہ بات لے لی تھی، اور قریش کا قبیلہ عورتوں کے ساتھ قسم قسم کے طریقہ سے صحبت کرتا تھا، اور آگے سے سامنے سے اور پشت سے ہوکر اور ایسے ان کے ساتھ چت لیٹ کر لذت حاصل کیا کرتا تھا، جب مہاجر مدینہ منورہ آئے تو مہاجرین میں سے ایک شخص نے ایک انصاری عورت کے ساتھ شادی کی، جب مہاجر نے اس عورت کے ساتھ صحبت کرنا چاہی تو اس نے اس طریقہ کے ساتھ کرنے سے انکار کیا، اور بولی ہمارے یہاں تو صرف ایک ہی جانب سے صحبت کی جاتی ہے غرضکہ ان دونوں کی یہ

بات پھیل گئی حتیٰ کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی اسکی اطلاع ہوئی، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ سامنے کی جانب یا پشت کی طرف سے ہوکر یا بازو میں لیٹ کر جسطرح چاہو لڑکا پیدا ہونے کی جگہ میں جو اگلا حصہ ہے صحبت کرو حافظ ابن حجر عسقلانی شرح بخاری میں فرماتے ہیں کہ ابن عمر رضہ نے جو اس آیت کے نزول کا سبب بیان کیا ہے وہ مشہور ہے اور ابن عباس رضہ کو ابو سعید خدری کی روایت نہیں پہونچی، صرف ابن عمر رضہ کی پہونچی ہے جسپر انہوں نے یہ کلام کیا۔

وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَ تَتَّقُوْا وَ تُصْلِحُوْا

اور اللہ تعالیٰ کو اپنی قسموں کے ذریعہ سے ان امور کا حجاب مت بناؤ کہ تم نیکی کے اور تقویٰ کے اور اصلاح فیما بین خلق کے

بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۲۴﴾

کام کرو اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتے ہیں

غلط حلف کی ممانعت

یہ آیت حضرت عبداللہ بن رواحہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، انہوں نے اس بات کی قسم کھالی تھی کہ اپنی بہن اور داماد کے ساتھ نہ حسن سلوک کرینگے اور نہ ان سے کلام کریں گے اور نہ انکے درمیان صلح کرائینگے، اس چیز کی حق تعالیٰ نے مخالفت فرمائی کہ حق تعالیٰ کو اپنی قسموں کیلئے حجاب مت بناؤ کہ نیکی کریں گے، اور نہ قطع رحمی سے بچیں گے، اور نہ صلح کریں گے بلکہ جو اچھا اور بہتر کام ہو وہ کرو اور اپنی قسموں کا کفارہ ادا کرو، اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ کسی کے ساتھ نیکی نہیں کریں گے، بلکہ ترک احسان کے لئے حق تعالیٰ کی قسم کھانے سے بچو، اور لوگوں کے درمیان صلح کراؤ ؛

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ الخ ابن جریر نے ابن جریج رضہ سے نقل کیا ہے، کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، کہ جب انہوں نے مسطح کے بارے میں حسن سلوک نہ کرنے کی قسم کھالی تھی۔

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ

اللہ تعالیٰ تم پر (آخرت میں) دارو گیر نہ فرمائیں گے تمہاری قسموں میں (ایسی) بیہودہ قسم پر لیکن دارو گیر فرمادیں گے اس

قُلُوْبُكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۲۲۵﴾ لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ

(جھوٹی قسم) پر جسمیں تمہارے دلوں نے (جھوٹ بولنے کا) ارادہ کیا ہو اور اللہ تعالیٰ غفور ہیں حلیم ہیں جو لوگ قسم کھا بیٹھتے ہیں اپنی بیبیوں

تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۲۶﴾

(کے پاس جانے) سے انکے لئے چار مہینے تک کی مہلت ہے سو اگر یہ لوگ (قسم توڑ کر عورت کی طرف) رجوع کرلیں تب تو اللہ تعالیٰ

وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۲۷﴾

معاف کردینگے رحمت فرمادینگے اور اگر بالکل چھوڑ ہی دینے کا پختہ ارادہ کرلیا ہے تو اللہ تعالیٰ سنتے ہیں جانتے ہیں

دارو گیر حق تعالیٰ تمہارے ترک احسان کے بارے میں قسموں کو سنتا ہے، اور تمہاری نیتوں اور قسموں کے کفارہ کی ادائگی کو جانتا ہے، تمہاری بیہودہ قسموں پر جیسا کہ خرید و فروخت کے وقت لا واللہ اور بلی واللہ تم کہتے ہو کوئی کفارہ نہیں، لیکن جن قسموں میں تم اپنے دلوں میں پوشیدہ کرکے عمداً جھوٹ بولتے ہو، اس پر حق تعالیٰ مواخذہ اخروی فرماتا ہے، اور حق تعالیٰ تمہاری ان بیہودہ قسموں کی جو بغیر ارادہ کے نکل جائیں مغفرت فرمانے والا ہے، اور سزا کے بارے میں عمداً جھوٹی قسموں پر جلدی بھی نہیں فرماتا، اور یہ بھی کہا گیا ہے، کہ گناہ کرنے کے لئے قسم کھانے کو لغو بولتے ہیں، اگر اس کو چھوڑ دے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کردے تو حق تعالیٰ مواخذہ نہیں فرماتا، ورنہ پھر مواخذہ فرماتا ہے۔

اور جو حضرات یہ قسم کھالیں کہ چار ماہ یا اس سے زیادہ تک بیوی کے قریب نہیں جاؤں گا، پھر اپنی عورت سے صحبت کرنیکو چھوڑ دیں تو وہ چار ماہ تک انتظار کریں، پھر اگر وہ چار ماہ سے قبل اپنی عورت سے صحبت کرلیں تو توبہ کرنے پر حق تعالیٰ انکی قسم کے گناہ کو معاف فرمادیگا، اور قسم کے کفارہ کو بھی اس نے بیان فرمادیا، اس کو ادا کردیں، اور اگر طلاق کا پختہ ارادہ کرلیں، اور اپنی قسم پوری کردیں تو حق تعالیٰ اس قسم کو سننے والا ہے اور اس بات کو جاننے والا ہے کہ انکی عورت چار ماہ کے گذرنے کے بعد ایک قطعی طلاق سے جدا ہو جائے گی۔

اور یہ حکم اس شخص کے بارے میں نازل ہوا ہے کہ جو اس بات کی قسم کھائے کہ اپنی بیوی سے چار ماہ یا اس سے زیادہ تک صحبت نہیں کروں گا، اگر اپنی قسم کو پورا کرے، اور چار ماہ گذرنے تک اس سے صحبت نہ کرے تو اسکی عورت ایک قطعی طلاق سے جدا ہو جائے گی، (یعنی اگر اس جدائی کے بعد اس عورت سے پھر شادی کرنا چاہے تو حلالہ کی ضرورت نہیں عاید) اور اگر چار ماہ گذرنے سے قبل بیوی کے ساتھ صحبت کرے، تو اس پر قسم کا کفارہ واجب ہو جائیگا۔

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ۭ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ

اور طلاق دی ہوئی عورتیں اپنے آپکو (نکاح سے) روکے رکھیں تین حیض تک اور ان عورتوں کو یہ بات حلال نہیں کہ خدا تعالیٰ نے

اَنْ یَّکْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰہُ فِیْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ کُنَّ یُؤْمِنَّ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ

جو کچھ انکے رحم میں پیدا کیا ہو (خواہ حمل یا حیض) اس کو پوشیدہ کریں اگر وہ عورتیں اللہ تعالیٰ پر اور یوم قیامت پر یقین

الْاٰخِرِ ط وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِیْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ط

رکھتی ہیں۔ اور ان عورتوں کے انکے (بلا تجدید نکاح) پھر لوٹا لینے کا حق رکھتے ہیں اس عدت میں بشرطیکہ اصلاح کا قصد

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ص وَلِلرِّجَالِ عَلَیْهِنَّ

رکھتے ہوں اور عورتوں کے لئے بھی حقوق ہیں جو کہ مثل ان ہی حقوق کے ہیں جو ان عورتوں پر ہیں قاعدہ

دَرَجَةٌ ط وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ع (۲۲۸)

(شرعی) کے موافق اور مردوں کا ان کے مقابلہ میں کچھ درجہ بڑھا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ زبردست (حاکم) ہیں حکیم ہیں

ع ۲۸ / ۷ / ۱۲

مطلقہ کے احکام

اور ایک یا دو طلاق دی ہوئی عورتیں (کہ جن سے خاوند نے صحبت یا خلوت صحیحہ کی ہو اور انھیں حیض آتا ہو آزاد ہوں عاہد) وہ اپنے آپ کو عدت میں تین حیضوں کے گذر جانے تک روکے رکھیں، اور ان کے رحم میں جو حمل وغیرہ یا حیض ہے، اس کو پوشیدہ رکھنا ان کے لئے حلال نہیں اور ان کے خاوند اس عدت کے زمانہ میں خواہ حمل سے ہو، ان سے رجوع کرنے کے (جبکہ طلاق رجعی دی ہو) زیادہ حقدار ہیں، جبکہ وہ اس رجوع کرنے سے نیکی کا ارادہ رکھتا ہو، ابتداء اسلام میں جب کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاقیں دیدیتا تھا تو وہ عدت گذرنے کے بعد بھی نکاح کرنے سے قبل اس سے رجوع کرنے کا حقدار ہوتا تھا۔

مگر اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ سے عدت کے بعد اس قسم کا رجوع منسوخ ہوگیا، اور اسی طرح حمل کے زمانہ میں وہ اس سے رجوع کرنے کا حقدار سمجھا جاتا تھا، اگرچہ اسے ایک ہزار طلاقیں دے دی ہوں مگر حق تعالیٰ نے اس قسم کے رجوع کو بھی فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ سے منسوخ کر دیا اور عورتوں کے بھی ان کے شوہروں کے اوپر حرمت وغیرہ کے اسی درجہ کے حقوق ہیں، جو انکے خاوندوں کے ان پر حسن صحبت اور معاشرت کے واجب ہیں، باقی مردوں کو ان پر فضیلت اور برتری حاصل ہے عقل میراث دیت اور شہادت اور نفقہ اور خاوندوں کے خدمت میں، حق تعالیٰ اس شخص پر سخت دار و گیر فرمانے والا ہے جو زوجین کے حقوق اور حرمت کو برباد کرے اور ان دونوں کے درمیان اپنے احکام کو نافذ فرمانے والا ہے :

لباب النقول فی اسباب النزول

وَالْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ الخ ابوداؤد اور ابن ابی حاتم نے اسماء بنت یزید بن سکن انصاریہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عورت کو طلاق دی جاتی تھی مگر مطلقہ کے لئے عدت نہیں تھی،

اس پر حق تعالیٰ نے طلاق کے لئے عدت نازل فرمائی۔
یعنی طلاق دی ہوئی عورتیں تین حیض تک عدت گذاریں۔
ثعلبی اور ہبۃ اللہ بن سلامۃ نے ناسخ میں کلبی اور مقاتل سے روایت نقل کی ہے کہ اسمٰعیل بن عبداللہ غفاری رضؓ نے اپنی بیوی قتیلہ کو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں طلاق دی۔ اور ان کو اس کا حاملہ ہونا معلوم نہیں تھا، پھر بعد میں اس کا علم ہوا، تو انہوں نے رجوع کر لیا، اس کے بعد انکی بیوی نے بچہ جنا جس میں وہ خود بھی مر گئیں اور ان کا بچہ بھی مر گیا اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی، والمطلقات الخ یعنی جو حاملہ نہ ہوں وہ تین حیض تک عدت گذاریں ؛

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ

وہ طلاق دو مرتبہ (کی) ہے پھر خواہ رکھ لینا قاعدہ کے موافق خواہ چھوڑ دینا خوش عنوانی کے ساتھ اور تمہارے

لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـًٔا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ

لئے یہ بات حلال نہیں کہ (چھوڑنے کے وقت) کچھ بھی لو (گو) اس میں سے (بھی) جو تم نے ان کو (مہر میں) دیا تھا مگر یہ کہ میاں

اللّٰهِ ؕ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا

بیوی دونوں کو احتمال ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ضابطوں کو قائم نہ کر سکیں گے سو اگر تم لوگوں کو یہ احتمال ہو کہ وہ دونوں ضوابط

افْتَدَتْ بِهٖ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ

خداوندی کو قائم نہ کر سکیں گے تو دونوں پر کوئی گناہ نہ ہوگا اس (مال کے لینے دینے) میں جس کو دیکر عورت اپنی جان

حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۲۹﴾

چھڑالے یہ خدائی ضابطے ہیں سو تم ان سے باہر مت نکلنا اور جو شخص خدائی ضابطوں سے باہر نکل جاوے سو ایسے ہی لوگ اپنا نقصان کرنے والے ہیں

شرعی طریقہ } یعنی طلاق رجعی دو ہیں، اب تیسری طلاق یا عدت ہیں، تیسرے حیض آنے سے قبل حسن صحبت اور معاشرت کے ساتھ اسے روک لو یا اس کے حقوق ادا کرتے ہوئے اسے تیسری طلاق دے دو (یا عدت میں رجوع نہ کرو۔ عابد)

اور جو مال تم نے ان کو مہر میں دیا ہو وہ طلاق دینے کے وقت ان سے لینا حلال نہیں، مگر خلع کی شکل میں جبکہ میاں بیوی احکام الٰہیہ کی ادائیگی نہ کر سکیں، لہذا جب احکام الٰہیہ کی پابندی نہ کر سکیں تو خاص طور پر مرد پر کوئی گناہ نہیں، اس مال کے لینے میں جو عورت اپنی طیب خاطر سے خاوند کو دے کر اپنی جان چھڑا رہی ہے (یعنی خلع کر رہی ہے) بشرطیکہ وہ مال مہر سے زیادہ نہ ہو۔ عابد، یہ آیت ثابت بن قیس بن شماس انکی بیوی جمیلہ بنت عبداللہ کے بارے میں نازل ہوئی، انہوں نے اپنا مہر دے کر اپنے خاوند سے اپنی جان چھڑا لی تھی، یہ زوجین کے درمیان احکام خداوندی ہیں، لہذا جن باتوں کی حق تعالیٰ نے ممانعت فرمائی ہے ان کی طرف تجاوز مت کرو اور جو احکام الٰہیہ سے ان چیزوں کی طرف تجاوز کریں گے جن سے حق تعالیٰ نے روکا ہے تو وہ خود اپنے آپ کو نقصان پہونچانے والے ہیں :-

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان خداوندی اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ الخ امام ترمذی امام حاکم وغیرہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضہ سے نقل کیا ہے کہ آدمی اپنی بیوی کو جتنی سمجھ میں آتا طلاقیں دے لیتا تھا اور جس وقت اس سے عدت میں رجوع کر لیتا وہ پھر اسی کی عورت رہتی، خواہ اسے سو یا اس سے زیادہ طلاقیں دیدے تا آنکہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ خدا کی قسم میں تجھے نہ کبھی ایسی طلاق دوں گا کہ تو مجھ سے جدا ہو جائے اور نہ تجھ کو سکون سے رہنے ہی دوں گا، اس کی بیوی نے کہا کہ یہ کیسے ہوگا وہ بولا میں تجھے طلاق دیتا رہوں گا، جب بھی تیری عدت قریب الختم ہو گی پھر تجھ سے رجوع کر لوں گا، اس عورت نے جا کر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سارا واقعہ بیان کیا، آپ سنکر خاموش ہو گئے۔ تا آنکہ حق تعالیٰ نے قرآن کریم کی یہ آیت نازل فرمائی، اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ الخ یعنی وہ طلاق جس میں رجوع کرنا درست ہے وہ دو مرتبہ کی ہے۔

فرمان خداوندی وَلَا یَحِلُّ لَکُمْ الخ امام ابو داؤد نے ناسخ و منسوخ میں حضرت ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے کہ انسان اپنی بیوی کا تمام مال کھا جاتا تھا، خواہ اس نے اسے دیا ہو یا نہ دیا ہو اور یہ نہیں سمجھتا تھا کہ اس صورت میں اس پر کوئی گناہ نہیں ہے، تب حق تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا، تمہارے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ کچھ بھی لو اس مال میں سے جو تم نے ان کو دیا ہے :-

اور ابن جریر نے ابن جریج رضہ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت ثابت ابن قیس اور حبیبہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ حبیبہ نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر شکایت کی تھی، آپ نے اس کو فرمایا کیا تو چاہتی ہے کہ تیرا باغ تجھے واپس کر دیا جائے، وہ بولیں جی آپ نے ان کے خاوند کو بلا کر ان سے اس چیز کا تذکرہ کیا وہ بولے کیا وہ اس بات پر راضی ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں راضی ہے ان کے خاوند بولے تو میں نے ایسا ہی کر دیا۔ تب اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَلَا یَحِلُّ لَکُمْ الخ :-

فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ ؕ

پھر اگر کوئی (تیسری) طلاق دیدے عورت کو تو پھر وہ اس کے لئے حلال نہ رہیگی اسکے بعد یہاں تک کہ وہ اسکے سوا ایک اور

فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا إِنْ ظَنَّا أَنْ

خاوند کے ساتھ (عدت کے بعد) نکاح کرے پھر اگر یہ اس کو طلاق دیدے تو ان دونوں پر اس میں کچھ گناہ نہیں کہ بدستور

يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ ؕ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿۲۳۰﴾

پھر مل جاویں بشرطیکہ دونوں غالب گمان رکھتے ہیں کہ (آئندہ) خداوندی ضابطوں کو قائم رکھیں گے اور یہ خداوندی ضابطے

وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ

ہیں حق تعالیٰ انکو بیان فرماتے ہیں ایسے لوگوں کیلئے جو دانشمند ہیں اور جب تم نے عورتوں کو (رجعی) طلاق دی ہو پھر وہ اپنی عدت

أَوْ سَرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ ص وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِتَعْتَدُوا ج

گذرنے کے قریب پہنچ جاویں تو (یا تو) تم انکو قاعدہ کے موافق (رجعت کرکے) نکاح میں رہنے دو یا قاعدہ کے موافق انکو رہائی دو اور انکو تکلیف

[illegible]

مطلقہ ثلاثہ

اب پھر حق تعالیٰ اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ والے مضمون کی طرف رجوع فرماتے ہیں کہ اگر تیسری طلاق دیدے تو پھر یہ عورت اس تیسری طلاق کے بعد اس کے لئے حلال نہیں، تاوقتیکہ یہ عورت دوسرے شوہر سے شادی کرلے اور وہ دوسرا خاوند اس کے ساتھ ہمبستری بھی کرلے، پھر اس کے بعد وہ دوسرا شوہر طلاق دیدے، یہ آیت عبدالرحمٰن بن زبیر کے بارے میں نازل ہوئی ہے، تو اب پہلے خاوند اور اس عورت پر عدت گذرنے کے بعد آپس میں مہر کے ساتھ نیا نکاح کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں، اگر اس بات کو جانتے ہوں کہ میاں بیوی کے درمیان جو حقوق خداوندی ہیں انکی پورے طریقہ پر ادائگی کریں گے، یہ حق تعالیٰ کے احکام اور ان کے فرائض ہیں، انکی تسلیم و تصدیق ضروری ہے۔

اور جب تم عورتوں کو طلاق رجعی دے دو اور وہ عدت کے قریب پہنچیں تو تیسرے حیض میں غسل سے پہلے تو خواہ حسن صحبت اور معاشرت کے ساتھ ان سے رجوع کرلو یا ان کے حقوق کی ادائگی کرتے ہوئے ان کو چھوڑ دو تاکہ وہ غسل کرلیں اور انکی عدت پوری ہو جائے اور انکو تکلیف پہنچانے اور ظلم کرنے کے ارادہ سے نہ رکھو کہ ان پر عدت کو دراز کردو

لباب النقول فی اسباب النزول

حکم خداوندی فَاِنْ طَلَّقَهَا الخ ابن منذر نے مقاتل بن حیان سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت عائشہ بنت عبدالرحمان بن عتیک کے بارے میں نازل ہوئی ہے وہ اپنے چچازاد بھائی رفاعہ بن عتیک کے نکاح میں تھیں، رفاعہ نے انکو طلاق بائنہ دیدی۔ اس کے بعد انہوں نے عبدالرحمان بن زبیر قرظی رضہ سے شادی کرلی، انہوں نے بھی ان کو طلاق دیدی یہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ عبدالرحمان نے صحبت کرنے سے قبل ہی مجھے طلاق دیدی تو کیا اب میں پہلے خاوند سے نکاح کرسکتی ہوں۔ آپ نے فرمایا نہیں، تاوقتیکہ وہ تم سے ہمبستری نہ کرلے اور یہ آیت نازل ہوئی فَاِنْ طَلَّقَهَا الخ یعنی تیسری طلاق کے بعد بغیر دوسرے خاوند سے نکاح اور ہمبستری کئے ہوئے پہلے خاوند کے لئے اس سے نکاح کرنا حلال نہیں۔

فرمان الہٰی وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ الخ ابن جریر نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے کہ آدمی اپنی بیوی کو طلاق دیتا تھا پھر عدت پوری ہونے سے قبل اس سے رجوع کرلیتا تھا اس کے بعد پھر اسے طلاق دیدیتا تھا اسی طرح اس کو نقصان پہنچاتا اور لٹکائے رکھتا تھا، اس پر حق تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، اور ابن جریر نے سدی سے نقل کیا ہے کہ ثابت بن یسار نامی انصار میں ایک شخص تھا اس نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی جب اس کی عدت پوری ہونے میں دو یا تین دن رہ گئے تو اس سے رجوع کرلیا، پھر اسے تکلیف پہنچانے کے لئے طلاق دیدی اس پر حق تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ الخ ۔

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ

اس ارادہ سے کہ ان پر ظلم کیا کرو گے اور جو شخص ایسا برتاؤ کریگا سو وہ اپنا ہی نقصان کریگا اور اللہ تعالےٰ کے احکام کو لہو و لعب

هُزُوًا ؗ وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ

کی طرح بے (وقعت) مت سمجھو اور حق تعالےٰ کی جو تم پر نعمتیں ہیں ان کو یاد کرو اور (خصوصًا) اس کتاب اور (مضامین) کو جو

الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ

اللہ تعالےٰ نے تم پر اس حیثیت سے نازل فرمائی ہیں کہ تم کو ان کے ذریعہ سے نصیحت فرماتے ہیں اور اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہو

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ع (۲۳۱)

اور یقین رکھو کہ اللہ تعالےٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں

الثلاثۃ عشر ۲۰

استہزاء سے گریز

اور جو تکلیف پہنچانے کا کام کرے وہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔ اوامر و نواہی خداوندی کو مذاق مت بناؤ کہ تم اس کو جانتے ہی نہیں، اور حق تعالیٰ نے اسلام کی دولت عطا کر کے جو تم پر احسان کیا ہے اور جو کتاب اللہ میں اوامر و نواہی اور حلال و حرام کو بیان کیا گیا ہے ان سب باتوں کو یاد کرو اور کسی کو تکلیف پہنچانے کے بارے میں حق تعالیٰ تم کو نصیحت کرتا ہے اور کسی کو تکلیف پہنچانے سے حق تعالیٰ سے ڈرو حق تعالیٰ اس چیز کو خوب جانتے ہیں :-

لباب النقول فی اسباب النزول

حکم الٰہی وَلَا تَتَّخِذُوْا آیَاتِ اللّٰہِ الخ ابن ابی عمر نے اپنی مسند میں اور ابن مردویہ نے ابوالدرداء رضؓ سے روایت نقل کی ہے کہ آدمی طلاق دیتا تھا پھر بعد میں کہتا تھا کہ میں کھیل کر رہا ہوں اور غلام کو آزاد کرتا اور بولتا کہ میں مذاق کر رہا ہوں اسپر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ حق تعالیٰ کے احکام کو مذاق مت سمجھو، اور ابن منذر نے عبادہ بن صامت رضؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے، اور ابن مردویہ نے ابن عباس سے اور ابن جریر نے حسن سے مرسل اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ

اور جب تم میں ایسے لوگ پائے جاویں کہ وہ اپنی بیبیوں کو طلاق دیدیں پھر وہ عورتیں اپنی میعاد (عدت) بھی پوری کر چکیں تو تم

اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ

ان کو اس امر سے مت روکو کہ وہ اپنے شوہروں سے نکاح کر لیں جبکہ باہم سب رضامند ہو جاویں قاعدہ کے موافق اس مضمون سے

مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَ

نصیحت کی جاتی ہے اس شخص کو جو کہ تم میں سے اللہ پہ اور روز قیامت پر یقین رکھتا ہو اس نصیحت کو قبول کرنا تمہارے لئے

اَطْهَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۲﴾ وَالْوَالِدٰتُ

زیادہ صفائی اور زیادہ پاکی کی بات ہے اور اللہ تو جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے اور مائیں اپنے بچوں کو دو سال کامل

يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ؕ

دودھ پلایا کریں یہ بات اسکے لئے ہے جو کوئی شیر خوارگی کی تکمیل کرنا چاہے اور جس کا بچہ ہے (یعنی باپ) اسکے

وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ؕ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ

ذمہ ہے ان (ماؤں) کا کھانا اور کپڑا قاعدہ کے موافق کسی شخص کو حکم نہیں دیا جاتا مگر اس کی برداشت کے

اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ق

موافق کسی ماں کو تکلیف نہ پہنچانا چاہیئے اس کے بچہ کی وجہ سے اور نہ کسی باپ کو تکلیف دینی چاہیئے

وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ

اُسکے بچہ کی وجہ سے اور مثل طریق مذکور کے اُسکے ذمہ جو وارث ہو

قابل عمل باتیں

اور جب عورتوں کو ایک طلاق یا دو طلاقیں دیدو، اور پھر انکی عدت پوری ہو جائے اور اپنے پہلے شوہروں کے پاس مہر اور نئے نکاح کے ساتھ جانا چاہیں تو ان کو اپنے پہلے خاوندوں سے نکاح کرنے سے مت منع کرو اور یعضلوھن ضاد کے کسرہ کے ساتھ ہو تو مطلب یہ کہ انکو مت روکو جبکہ وہ آپس میں مہر اور نکاح جدید کے ساتھ اتفاق کرلیں ان مذکورہ باتوں سے نصیحت کی جاتی ہے اور یہ باتیں تمہارے لئے درستگی کا باعث ہیں، اور ان عورتوں کے دلوں کو بدگمانی اور عداوت سے پاک کرنے والی ہیں، اور حق تعالیٰ بخوبی جانتا ہے کہ عورت کو خاوند سے کس قدر محبت ہے اور تم یہ نہیں جانتے۔

یہ آیت کریمہ معقل بن یسار مزنی کے بارے میں نازل ہوئی ہے انہوں نے اپنی بہن جمیلہ کو ان کے پہلے خاوند عبداللہ بن عاصم کے پاس مہر اور نئے نکاح کے ساتھ جانے سے روکا تھا، حق تعالیٰ نے انھیں اس چیز سے منع کر دیا۔

اور (مائیں اپنے بچوں کو خواہ وہ) طلاق دی ہوئی ہوں دو سال تک دودھ پلائیں، اور یہ اس کے لئے ہے جو شیرخوارگی کی تکمیل کرے، اور باپ ان عورتوں کا نفقہ دودھ پلانے کے زمانہ میں بھی اور ایسا ہی کپڑا قاعدہ کے موافق واجب ہے، جس میں کوئی کمی زیادتی نہ ہو، دودھ پلانے وغیرہ کے خرچہ میں اتنا ہی انسان کو خدا کی طرف سے مکلف کیا گیا ہے جتنا کہ حق تعالیٰ نے اس کو مال عطا کیا ہے کسی ماں سے اس کا بچہ نہ لینا چاہیئے جبکہ وہ اتنے پیسوں پر دودھ پلانے کے لئے راضی ہو گئی جتنے پیسے دوسری لیتی ہے اور نہ باپ کے ذمہ بچہ کو ڈالا جائے جبکہ وہ اپنی ماں کو پہچان لے اور کسی دوسری عورت کے پستان منہ میں نہ لے، اور باپ یا بچہ کے وارث پر جبکہ بچہ کا باپ نہ ہو تو اسی طرح بچہ کا نفقہ اور تکلیف نہ پہنچانا واجب ہے، جیسا کہ باپ پر تھا۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی واذا طلقتم النساء امام بخاری، ابوداؤد، ترمذی وغیرہ نے حضرت معقل بن یسار رض سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اپنی بہن کی مسلمانوں میں سے ایک شخص کے ساتھ شادی کر دی، ان کی بہن اس کے پاس تھیں

اس نے اس کو ایک طلاق رجعی دیدی، اور پھر رجوع نہ کیا تا آنکہ عدت گذر گئی، اسکے بعد انکی بہن کی مرضی اسی کی طرف ہوئی اور اس کی مرضی انکی بہن کی جانب ہوئی، غرضیکہ اس نے پھر اس سے نکاح کرنے کا پیغام دیدیا، حضرت معقل رضؓ نے غیرت کے جوش میں فرمایا کہ میں نے اولاً تم کو اسکے ساتھ عزت دی اور پھر اس سے تمہاری شادی کردی مگر تم نے اسکو طلاق دی اور پھر رجوع نہ کیا، خدا کی قسم اب وہ تمہارے نکاح میں ہرگز نہیں جاسکتیں، حق تعالیٰ نے ان دونوں میاں بیوی کی آپس کی خواہش اور حاجت کو جان لیا اور اس نے فوراً یہ آیت کریمہ واذا طلقتم النّساء سے لا تعلمون تک نازل فرمائی جب حضرت معقل رضؓ نے یہ آیت سُنی تو فرمایا کہ میرے پروردگار نے اس کی خواہش کو سُن لیا، اس کے بعد انکو بلایا اور فرمایا میں پھر تمہاری اپنی بہن سے شادی کرتا ہوں اور تم کو عزت دیتا ہوں۔

ابن مردویہ رضؓ نے اس روایت کو بہت سے طریقوں سے نقل کیا ہے، پھر بعد میں سدی کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت کریمہ حضرت جابر رضؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، حضرت جابر بن عبداللہ کی چچازاد بہن تھیں ان کے خاوند نے انکو ایک طلاق دے دی، اور انکی عدت بھی گذر گئی، اس کے بعد ان سے پھر شادی کرنے کا اس نے ارادہ کیا، حضرت جابر رضؓ نے انکار کیا، کہ اولاً میری چچازاد بہن کو طلاق دیدی، اور اب پھر اس سے دوسرا نکاح کرنا چاہتا ہے، اور انکی بہن بھی اسی خاوند کے پاس جانا چاہتی تھیں، تب حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، مگر پہلی روایت زیادہ صحیح اور قوی ہے ۞

فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَن تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ۗ

پھر اگر دونوں دودھ چھڑانا چاہیں اپنی رضامندی اور مشورہ سے تو دونوں پر کسی قسم کا گناہ نہیں اور اگر تم لوگ

وَإِنْ أَرَدتُّمْ أَن تَسْتَرْضِعُوا أَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُم

اپنے بچوں کو کسی اور انا کا دودھ پلوانا چاہو تب بھی تم پر کوئی گناہ نہیں جبکہ انکے حوالہ کردو جو کچھ ان کو دینا کیا ہے قاعدہ

مَّا آتَيْتُم بِالْمَعْرُوفِ ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِمَا

کے موافق اور حق تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور یقین رکھو کہ حق تعالیٰ تمہارے کئے ہوئے کاموں کو خوب دیکھ رہے ہیں اور جو لوگ تم میں

تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٢٣٣﴾ وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا

وفات پا جاتے ہیں اور بیبیاں چھوڑ جاتے ہیں وہ بیبیاں اپنے آپ کو (نکاح وغیرہ سے) روکے رکھیں

يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ۖ فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ

چار مہینے اور دس دن پھر جب اپنی میعاد (عدت) ختم کر لیں تو تم کو کچھ گناہ نہ ہوگا ایسی بات میں

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۗ وَاللَّهُ بِمَا

کر وہ عورتیں اپنی ذات کے لئے کچھ کارروائی (نکاح کی) کریں قاعدہ کے موافق اور اللہ تعالیٰ تمہارے تمام افعال کی خبر رکھتے

تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿٢٣٤﴾ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ

ہیں اور تم پر کوئی گناہ نہیں ہوگا جو ان مذکورہ عورتوں کو پیغام (نکاح) دینے کے بارے میں

خِطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ أَكْنَنْتُمْ فِي أَنْفُسِكُمْ ۚ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ

کوئی بات اشارۃً کہو یا اپنے دل میں (ارادۂ نکاح کو) پوشیدہ رکھو اللہ تعالیٰ کو یہ بات معلوم ہے کہ تم

وَلَٰكِنْ لَا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا إِلَّا أَنْ تَقُولُوا قَوْلًا مَعْرُوفًا ۚ وَلَا تَعْزِمُوا

ان عورتوں کا (ضرور) ذکر مذکور کروگے لیکن اس سے نکاح کا وعدہ (اور گفتگو) مت کرو مگر یہ کہ کوئی بات قاعدے کے

عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ

موافق کہو اور تم تعلق نکاح (فی الحال) کا ارادہ بھی مت کرو یہاں تک کہ عدت مقررہ اپنی ختم کو نہ پہنچ جاوے اور یقین رکھو کہ

مَا فِي أَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ﴿٢٣٥﴾ ع

اللہ تعالیٰ کو اطلاع تمہارے دلوں کی بات کی ہے سو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو اور یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ معاف بھی کرنے والے ہیں حلیم بھی ہیں۔

ع ۳۰ ۱۴

زوجین کے احکام

اور جب میاں بیوی دو سال سے قبل آپس کی رضامندی اور مشورہ سے بچہ کا دودھ چھڑانا چاہیں تو اگر وہ اپنی اولاد کو پورے دو سال تک دودھ نہ پلائیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں، اور جب ماں کے علاوہ کسی انا سے دودھ پلوانا چاہو اور ماں کا عدت پوری ہونے کی وجہ سے) شادی کا ارادہ ہو تب بھی ماں باپ پر کوئی گناہ نہیں، جبکہ قاعدہ کے موافق جو کچھ ہم نے تم کو دیا ہے بغیر کسی مخالفت کے تم اس کو دے دو، اور تکلیف پہنچانے اور مخالفت کرنے میں حق تعالیٰ سے ڈرو، اس لئے کہ حق تعالیٰ موافقت اور تکلیف پہنچانے کی غرض سے مخالفت کرنے کو دیکھ رہا ہے۔ اور تم میں سے جو حضرات مر جائیں اور اپنے بعد اپنی عورتیں چھوڑ جائیں، تو وہ عورتیں چار ماہ اور دس دن تک عدت گذاریں، جب انکی عدت گذر جائے تو شادی کے لئے بناؤ سنگار کرنے میت کے وارثوں کو ان عورتوں کے چھوڑنے میں کوئی گناہ نہیں، اور حق تعالیٰ خیر و شر کو بخوبی جانتا ہے۔

اور جن عورتوں کے شوہر انتقال کر گئے اور ابھی انکی عدت پوری نہیں ہوئی تو انکو نکاح کا پیغام دینے میں کہ عدت گزرنے کے بعد اس سے شادی کر لیں کوئی مضائقہ نہیں بایں طور اشارۃً اس سے کہا جائے کہ اگر حق تعالیٰ ہم دونوں کا حلال طریقہ پر ساتھ کر دے تو کیا خوب ہو یا اپنے دلوں میں اس چیز کو پوشیدہ رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ تم ضرور اس سے نکاح کا ذکر کرو گے مگر صاف الفاظ میں نکاح کا وعدہ مت کرو، مگر یہ کہ صحیح طریقہ پر اشارۃً اس کا ذکر کرو، بایں طور کہ اگر حق تعالیٰ ہم دونوں کا ساتھ کر دے تو بہت اچھا ہو، اور تم تعلق نکاح کا پختہ ارادہ بھی مت کرنا وقتیکہ اسکی عدت پوری نہ ہو جائے اور حق تعالیٰ کو تمہارے دلوں کی پوری خبر ہے کہ تم اپنے اقوال میں سے کس کو پورا کرتے ہو، اور کس کی خلاف ورزی کرتے ہو، تو وعدہ خلافی سے ڈرتے رہو، اور جو وعدہ خلافی سے توبہ کرے، حق تعالیٰ غفار ہے اور وہ حلیم بھی ہے کہ جلدی انتقام نہیں لیتا۔

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ

تم پر (مہر کا) کچھ مواخذہ نہیں اگر بیبیوں کو ایسی حالت میں طلاق دیدو کہ نہ ان کو تم نے ہاتھ لگایا ہے اور نہ ان کے لئے کچھ مہر مقرر کیا

فَرِيْضَةً ۖۚ وَّمَتِّعُوْهُنَّ ۚ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ

ہے اور (صرف) ان کو ایک جوڑا دیدو صاحب وسعت کے ذمہ اسکی حیثیت کے موافق ہے اور تنگدست کے ذمہ اسکی

مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۳۶﴾ وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ

حیثیت کے موافق ہے جوڑا دینا قاعدہ کے موافق واجب ہے خوش معاملہ لوگوں پر — اور اگر تم ان بیبیوں کو طلاق دو قبل

مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ

اسکے کہ ان کو ہاتھ لگاؤ اور انکے لئے کچھ مہر بھی مقرر کر چکے تھے تو جتنا مہر تم نے مقرر کیا ہو اسکا نصف (واجب) ہے

اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ؕ وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ

مگر یہ کہ وہ عورتیں (اپنا نصف) معاف کر دیں یا یہ کہ وہ شخص رعایت کر دے جسکے ہاتھ میں نکاح کا تعلق رکھنا اور توڑنا ہے

لِلتَّقْوٰى ؕ وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۳۷﴾

اور تمہارا معاف کر دینا (بہ نسبت وصول کرنے کے) تقویٰ سے زیادہ قریب ہے، اور آپس میں احسان کرنے سے غفلت مت کرو بلاشبہ

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ق وَقُوْمُوْا

اللہ تعالیٰ تمہارے سب کاموں کو خوب دیکھتے ہیں محافظت کرو سب نمازوں کی (عموماً) اور درمیان والی نماز کی

لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ (۲۳۸)

(خصوصاً) اور کھڑے ہوا کرو اللہ کے سامنے عاجز بنے ہوئے۔

جوازِ طلاق

تم پر کوئی حرج نہیں اگر تم عورتوں کو ایسی حالت میں طلاق دیدو کہ نہ تم نے انکے ساتھ صحبت کی ہو، اور نہ ان کے لئے مہر کی کوئی مقدار بیان کی ہو، اور اس طلاق کا ایک جوڑا دیدو، جو صاحبِ وسعت پر اسکے مال کی حیثیت کے مطابق اور تنگدست پر اسکی حیثیت کے مطابق واجب ہے، یہ جوڑا دینا مہر کے اوپر ہے (کہ اس صورت میں مہر نہیں) جس میں تین کپڑے دیئے جائیں گے، ایک کرتہ، اور ایک سربند اور ایک بڑی چادر یہ چیز مسلمانوں پر ضروری ہے اسلئے کہ یہ جوڑا مہر کے قائم مقام ہے، اب حق تعالیٰ اس شخص کا حکم بیان کرتا ہے جو عقد نکاح کے وقت مہر متعین کرے اور اگر صحبت یا خلوت صحیحہ سے پہلے انکو طلاق دیدو انکے لئے تم نے مہر بھی مقرر کیا ہے، تو جو تم نے مہر متعین کیا ہے اس کا آدھا دینا تم پر واجب ہے (مگر دو صورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں، عابد) ایک یہ کہ عورت ہی خود اپنے مہر کو جو خاوند پر واجب ہے معاف کردے یا خاوند کا جو عورت پر حق ہے خاوند اسکو چھوڑ دے اور پورا مہر عورت کو دیدے (کہ ان دونوں صورتوں میں دونوں کو لینے دینے کا کچھ حق نہیں۔ عابد) اور تمہارا خود اپنے حق کو چھوڑ دینا یہ متقی حضرات کے لئے تقویٰ کے زیادہ قریب ہے، یعنی میاں بیوی سے کہا جائے کہ جو اپنے اس حق کو معاف کردے جو ایک دوسرے پر واجب ہے تو یہ چیز تقویٰ کے زیادہ قریب ہے، زوجین کو آپسمیں ایک دوسرے کے ساتھ احسان اور بھلائی کرنے سے غفلت نہ کرنی چاہیئے، حق تعالیٰ اس احسان اور بھلائی کو خوب دیکھ رہے ہیں۔ اب حق تعالیٰ پانچوں نمازوں کی (جو کہ مقصود حقیقی ہے) تاکید فرماتے ہیں کہ پانچوں نمازوں کی وضو رکوع سجود اور جو چیزیں ان میں واجب ہیں ان کا اور ان کے اوقات کا خاص طور پر اہتمام کرو اور خصوصیت کے ساتھ عصر کی نماز کا خاص اہتمام کرو خاص حق تعالیٰ ہی کے لئے نماز پڑھو کہ قیام رکوع و سجود کو پورے اہتمام کے ساتھ ادا کرو اور یہ بھی معنی بیان کئے گئے ہیں کہ نماز میں اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجز اور فرمانبردار بنے ہوئے کھڑے ہو کسی کلام وغیرہ سے اس کی نافرمانی نہ ظاہر ہو۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی حافظوا علی الصلوات الخ امام احمد اور بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابوداؤد و بیہقی اور ابن جریر نے زید بن ثابت رضہ سے روایت نقل ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ ظہر کی نماز شدت گرمی کے وقت

پڑھا کرتے تھے (اور اس گرمی کے وقت) یہ نماز صحابہ کرام پر سب نمازوں سے زیادہ گراں ہوتی تھی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ پانچوں نمازوں خصوصیت کے ساتھ درمیانی نماز یعنی نماز ظہر کا اہتمام کرو۔ امام احمد نسائی اور ابن جریر نے زید بن ثابت ہی سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ٹھیک دوپہر کے وقت ظہر کی نماز پڑھا کرتے تھے، اور آپکے پیچھے صرف ایک دو صفیں ہوتی تھیں، اور لوگ اس وقت قیلولہ اور اپنی تجارتوں میں مصروف ہوتے تھے، اسوقت حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ الخ

اور ائمہ ستہ وغیرہ نے زید بن ارقم سے روایت نقل کی ہے کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نماز میں کلام کر لیا کرتے تھے حتیٰ کہ ہم میں سے کوئی بھی جو اس کے پاس کھڑا ہوتا تھا نماز میں اس سے گفتگو کر لیا کرتا تھا تا آنکہ یہ آیت نازل ہوئی وَقُومُوا لِلّٰہِ الخ یعنی اللہ کے سامنے عاجز بنے ہوئے کھڑے رہو، اس کے بعد ہم خاموشی کے ساتھ مامور اور کلام کرنے سے روک دیئے گئے، اور ابن جریر نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ صحابہ کرام نماز میں کلام کر لیا کرتے تھے، حتیٰ کہ کوئی شخص اپنے بھائی کو کسی ضرورت کے بارے میں بھی کہہ دیا کرتا تھا، تب حق تعالیٰ نے یہ آیت وقوموا للہ قانتین نازل فرمائی۔

فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا ۚ فَإِذَا أَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ

پھر اگر تم کو اندیشہ ہو تو کھڑے کھڑے یا سواری پر چڑھے چڑھے پڑھ لیا کرو پھر جب

مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ﴿٢٣٩﴾ وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ

تم کو اطمینان ہو جاوے تو تم خدا تعالیٰ کی یاد اس طریق سے کرو جو تم کو سکھلایا ہے جس کو تم نہ جانتے تھے اور جو لوگ

أَزْوَاجًا ۖ وَصِيَّةً لِأَزْوَاجِهِمْ مَتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ

وفات پا جاتے ہیں تم میں سے اور چھوڑ جاتے ہیں بیبیوں کو وہ وصیت کر جایا کریں اپنی ان بیبیوں کیواسطے

غَيْرَ إِخْرَاجٍ ۚ

ایک سال تک منتفع ہونے کی اس طور پر کہ وہ گھر سے نکالی نہ جاویں۔

رعایت ؏ اور اگر نماز کے قیام میں کسی دشمن کا خوف ہو، تو کھڑے کھڑے یا سواری پر چڑھے چڑھے جس طرح ممکن ہو خواہ اشارۃً ہو یا قبلہ کی طرف منہ بھی نہ ہو سکے نماز پڑھ لیا کرو۔

اور جب دشمن وغیرہ سے بالکل اطمینان ہو جائے، تو پھر خاص اللہ تعالیٰ کے لئے رکوع و سجود کے ساتھ نماز پڑھو، اس طریقہ پر جس کا تم کو قرآن کریم میں حکم دیا گیا ہے کہ مسافر رباعی نماز میں) دو رکعتیں پڑھے اور مقیم چار نزول قرآن کریم سے پہلے تم اس کو نہیں جانتے تھے، اور جو لوگ تم میں سے مرجاتے ہیں اور مرنے کے بعد بیبیوں کو چھوڑ جاتے ہیں تو ان پر وصیت واجب ہے اور اگر اس لفظ کو ھاء کے زبر کے ساتھ پڑھا جائے تو یہ معنی ہونگے کہ ان کو وصیت کرنی چاہیئے تو اپنے مالوں میں یہ وصیت کرنا چاہیئے کہ انکے لئے ایک سال تک نان نفقہ اور رہائش ہے، بغیر اسکے کہ ان کو شوہر کے مکان سے نکالا جائے:

لباب النقول فی اسباب النزول

حکم الٰہی وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ الخ اسحاق بن راہویہ نے اپنی تفسیر میں مقاتل بن حیان سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص اہل طائف میں سے مدینہ منورہ آگیا اور اس کی اولاد اور مرد و عورتیں اور ماں باپ بھی تھے وہ مدینہ منورہ میں انتقال کر گیا اس چیز کی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی گئی، آپ نے اس کے والدین اور اولاد کو قاعدہ کے مطابق مال دیدیا مگر اس کی بیوی کو کچھ نہیں دیا، البتہ اس کے وارثوں کو حکم دیا کہ اس کے خاوند کے مال میں سے ایک سال تک اسکو خرچ دیا جائے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی اور جو لوگ وفات پا جاتے ہیں تم میں سے اور چھوڑ جاتے ہیں بیبیوں کو الخ۔

فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي مَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَعْرُوفٍ ۗ وَاللَّهُ

ہاں اگر خود نکل جاویں تو تم کو کوئی گناہ نہیں اس قاعدہ کی بات میں جس کو اپنے بارہ میں کریں اور اللہ تعالیٰ زبردست

عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٢٤٠﴾ وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ ﴿٢٤١﴾

ہیں حکمت والے ہیں ۔ اور سب طلاق دی ہوئی عورتوں کے لئے کچھ کچھ فائدہ پہنچانا قاعدہ کے موافق (رب) مقرر

كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٢٤٢﴾ ع أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا

ہوا ہے ان پر جو شرک و کفر سے پرہیز کرتے ہیں اسی طرح حق تعالیٰ تمہارے لئے اپنے احکام بیان فرماتے ہیں اس توقع پر کہ تم

مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ أُلُوفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ۖ فَقَالَ لَهُمُ اللَّهُ مُوتُوا ثُمَّ

سمجھو (اور عمل کرو) (اے مخاطب) تجھ کو ان لوگوں کا قصہ تحقیق نہیں ہوا جو کہ اپنے گھروں سے نکل گئے تھے اور وہ لوگ ہزاروں

ثُمَّ أَحْيَاهُمْ ۚ

ہی تھے موت سے بچنے کے لئے سو اللہ تعالیٰ نے انکے لئے (حکم) فرمادیا کہ مرجاؤ (سب مرگئے) پھر ان کو جلادیا۔

۳۱ ع ۷ ۱۵

وارث بری الذمہ ہیں

اور اگر وہ عورتیں خود چلی جائیں، یا سال پورا ہونے سے قبل وہ کسی اور سے شادی کرلیں تو ان کے اپنے خاوند کے گھر سے نکلنے یا کسی اور سے شادی کرنے پر نان و نفقہ اور رہائش کے روک لینے میں تو میت کے وارثوں پر اس چیز میں کوئی گناہ نہیں، اور نہ ان کاموں میں اولیاء پر کوئی گناہ ہے جو یہ عورتیں اپنی شادی کے لئے (عدت کے بعد) بناؤ سنگار کریں۔

مگر یہ نفقہ وغیرہ کا حکم آیت میراث سے منسوخ ہوگیا کیونکہ میراث میں حق تعالیٰ نے خاوند کی ہر ایک چیز میں عورت کا حصہ رکھدیا۔ عابد) اور جو احکام الٰہی کو ترک کرے حق تعالیٰ اس کی داروگیر پر غالب ہیں، اور حکمت والے ہیں کہ میراث کے حکم سے پہلے یہ ایک سال تک نفقہ رہائش کا حکم دیا تھا پھر بعد میں میراث سے اس کا حکم منسوخ کردیا۔

ان عورتوں کو کچھ فائدہ پہونچانا اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا مقرر ہوا ہے، واجب نہیں کیونکہ یہ بطور احسان کے مہر کے علاوہ ہے، اسی طرح حق تعالیٰ اوامر و نواہی کو بیان کرتا ہے، جیسا کہ ان چیزوں کو بیان کیا ہے تاکہ تم اوامر کو سمجھو۔

اب حق تعالیٰ بنی اسرائیل کی ایک جہاد والی جماعت کا تذکرہ فرماتے ہیں، اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم قرآن کریم میں آپ کو ان لوگوں کا واقعہ نہیں معلوم ہوا، جو اپنے گھروں سے اپنے دشمنوں سے قتال کرنے کے لئے نکلے تھے اور وہ تقریباً آٹھ ہزار تھے پھر موت کے ڈر سے وہ قتال سے بچ گئے، حق تعالیٰ نے ان سب کو اسی جگہ پر موت دیدی، اور پھر آٹھ دن کے بعد ان کو زندہ کردیا۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ الخ ابن جریر نے ابن زید سے نقل کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت کریمہ (مَتِّعُوْهُنَّ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ) نازل ہوئی، تو اس پر ایک شخص بولا کہ اگر اس نے بھلائی کی تو میں بھی ایسا کروں گا، اور اگر بھلائی دیکھنے میں نہ آئی تو میں یہ سلوک نہیں کروں گا، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ سب طلاق دی ہوئی عورتوں کے لئے کچھ کچھ فائدہ پہنچانا مقرر ہوا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۲۴۳﴾

بیشک اللہ تعالیٰ بڑا فضل کرتے والے ہیں لوگوں (کے حال) پر مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے (اس قصہ میں

وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۴۴﴾

غور کرو) اور اللہ کی راہ میں قتال کرو اور یقین رکھو اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ خوب سننے والے (اور

مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا

خوب جاننے والے ہیں کون شخص ہے (ایسا) جو اللہ تعالیٰ کو قرض دے اچھے طور پر قرض دینا پھر اللہ تعالیٰ اس (کے ثواب) کو

كَثِيرَةً ؕ وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ ۠ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۴۵﴾

بڑھا کر بہت سے حصے کر دیوے اور اللہ کمی کرتے ہیں اور فراخی کرتے ہیں اور تم اسی کی طرف (بعد مرنے کے) لیجائے جاؤ گے

اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِىٍّ

(اے مخاطب) تجھ کو بنی اسرائیل کی جماعت کا قصہ جو موسیٰ علیہ السلام کے بعد ہوا ہے تحقیق نہیں ہوا جبکہ ان لوگوں نے اپنے ایک

لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ

پیغمبر سے کہا کہ ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کر دیجئے کہ ہم اللہ کی راہ میں (جالوت) سے قتال کریں ان پیغمبر نے فرمایا کہ

اِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ؕ قَالُوْا وَمَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ

کیا یہ احتمال ہے کہ اگر تم کو جہاد کا حکم دیا جاوے تو تم (اسوقت) جہاد نہ کرو وہ لوگ کہنے لگے کہ ہمارے واسطے ایسا

فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَاَبْنَآئِنَا ؕ فَلَمَّا كُتِبَ

کون سبب ہوگا کہ ہم اللہ کی راہ میں جہاد نہ کریں حالانکہ ہم اپنی بستیوں اور اپنے فرزندوں سے بھی جدا کر دیئے گئے ہیں پھر

عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۴۶﴾

جب ان لوگوں کو جہاد کا حکم ہوا تو بجز ایک قلیل مقدار کے (باقی) سب پھر گئے، اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو خوب جانتے ہیں۔

حیاتِ نو

حق تعالیٰ نے ان لوگوں کو زندہ کرکے ان پر بڑا فضل کیا ہے مگر اس زندگی کی قدر نہیں کرتے، ان کو زندہ کرنے کے بعد حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری میں اپنے دشمن کے ساتھ قتال کرو، حق تعالیٰ تمہاری باتوں کو سننے والا ہے، اور تمہاری نیتوں کو اگر تم اس چیز کی بجا آوری نہ کرو، جس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے، تو اس پر تمہاری سزا کو بھی بخوبی جاننے والا ہے۔

اب اس کے بعد حق تعالیٰ نے مومنین کو صدقہ و خیرات کی ترغیب فرمائی جو شخص صدقہ ثواب کی اُمید رکھ کر خلوص اور سچائی کے ساتھ دے تو حق تعالیٰ ایک نیکی کو بڑھا کر ہزاروں تک پہنچا دیتا ہے اور دنیا میں جس پر حق تعالیٰ چاہتا ہے، مال کی تنگی اور فراخی کرتا ہے، اور مرنے کے بعد جب پیشی ہوگی، تو وہ تمہارے اعمال کا بدلہ دے گا، یہ آیت کریمہ انصار کے ایک شخص ابوالدحداح یا ابوالدحداحہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

وقف لازم

اے مخاطب تجھے اس قوم کا واقعہ معلوم ہے جس وقت انہوں نے اپنے نبی اشموئیل سے کہا کہ ہمارے لشکر پر ایک بادشاہ متعین کر دیجیے کہ جس کے حکم سے ہم اپنے دشمن (جالوت) سے راہ خدا میں قتال کریں، ان کے نبی نے فرمایا کیا تم اس پر قادر ہو، (اور اگر عَسِیْتُمْ سین کے زیر کے ساتھ پڑھا جائے تو مطلب یہ ہوگا کیا تم یہ سمجھتے ہو) اگر تم پر تمہارے دشمن کے ساتھ جہاد کو فرض کیا جائے تو تم جہاد نہیں کر سکو گے وہ بولے ایسا کیا سبب ہے کہ ہم راہ خدا میں جہاد نہ کریں درآں حالیکہ ہم اپنی بستیوں سے جدا کر دیئے گئے۔ اور ہمارے فرزندوں کو بھی قید کر لیا گیا، چنانچہ جب ان پر قتال فرض ہوا تو تقریباً تین سو تیرہ آدمیوں کے علاوہ سب اپنے دشمنوں سے قتال کرنے سے پھر گئے، اور جو اپنے دشمن کے قتال سے پھر گئے، اللہ تعالیٰ ان کو خوب جانتا ہے:

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی۔ مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ الخ ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رض سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت کریمہ مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ الخ یعنی سات سو تک ثواب کی زیادتی والی آیت نازل ہوئی، تو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی، کہ اے رب میری امت کو اور زیادہ ثواب دیجیے اس پر یہ آیت کریمہ مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ الخ نازل ہوئی یعنی جو شخص راہ خدا میں حسن نیت کے ساتھ خرچ کرے تو حق تعالیٰ اسے بڑھا کر اور بہت زیادہ کر دیتا ہے:

وَقَالَ لَھُمْ نَبِیُّھُمْ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ بَعَثَ لَکُمْ طَالُوْتَ مَلِکًا ط

اور ان لوگوں سے انکے پیغمبر نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر طالوت کو بادشاہ مقرر فرمایا کہنے لگے ان کو ہم پر

قَالُوْٓا اَنّٰی یَکُوْنُ لَہُ الْمُلْکُ عَلَیْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْکِ مِنْہُ

حکمرانی کا کیسے حق حاصل ہو سکتا ہے حالانکہ بہ نسبت ان کے ہم حکمرانی کے زیادہ مستحق ہیں اور ان کو تو

وَلَمْ یُؤْتَ سَعَۃً مِّنَ الْمَالِ ط قَالَ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰہُ عَلَیْکُمْ

کچھ مالی وسعت بھی نہیں دی گئی ان پیغمبر نے (جواب میں) فرمایا کہ (اول تو) اللہ تعالیٰ نے تمہارے مقابلہ میں

وَزَادَہٗ بَسْطَۃً فِی الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ط وَاللّٰہُ یُؤْتِیْ مُلْکَہٗ

انکو منتخب فرمایا ہے اور (دوسرے) علم اور جسامت میں ان کو زیادتی دی ہے اور (تیسرے) اللہ تعالیٰ اپنا ملک

مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۴۷﴾ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ

جسکو چاہیں دیں اور (چونکہ) اللہ تعالیٰ وسعت دینے والے ہیں جاننے والے ہیں اور اُن سے اُنکے پیغمبر نے فرمایا کہ اُنکے

اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ

(منجانب اللہ) بادشاہ ہونے کی یہ علامت ہے کہ تمہارے پاس وہ صندوق آجاویگا جس میں تسکین (اور برکت کی چیز) ہے

بَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ ۭ

تمہارے رب کی طرف سے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں ہیں جن کو حضرت موسیٰ و ہارون علیہم السلام چھوڑ گئے ہیں اس

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۴۸﴾ ع

صندوق کو فرشتے لے آوینگے اس میں تم لوگوں کے واسطے پوری نشانی ہے اگر تم یقین لانے والے ہو۔

ع ۳۲ / ۱۶

عُلو کا جذبہ اور شمویل علیہ السلام نے ان سے کہا کہ حق تعالیٰ نے تم پر طالوت کو بادشاہ مقرر کیا ہے، کہنے لگے ان کو ہم پر حکمرانی کا کیسے حق حاصل ہو سکتا ہے، وہ بادشاہ کے خاندان سے نہیں ہے بہ نسبت اس کے ہم حکمرانی کے زیادہ مستحق ہیں کیونکہ ہم شاہی خاندان سے ہیں، اور اس کے پاس اتنا مال بھی نہیں ہے کہ وہ لشکر پر خرچ کر سکے، شمویل علیہ السلام نے فرمایا کہ بادشاہت کے لئے حق تعالیٰ نے ان کو منتخب کیا ہے ان کو جنگ اور سیاست میں فضیلت حاصل ہے اور جسمانی طور پر بھی قوت میں وہ تم سے بڑھ کر ہیں۔

اور حق تعالیٰ اپنی بادشاہت دنیا میں جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے، اگرچہ وہ شاہی خاندان سے نہ ہو، اور حق تعالیٰ وسعت دینے والا ہے اور یہ بات بھی جاننے والے ہیں کہ کون وسعت کا مستحق ہے، وہ بولے اسکی بادشاہت منجانب اللہ نہیں ہے، بلکہ آپ نے ہم پر اسے بادشاہ متعین کیا ہے۔

شمویل علیہ السلام نے فرمایا ان کی بادشاہت منجانب اللہ ہونے کی یہ علامت ہے، کہ وہ صندوق جو تم سے لیا گیا تھا (وہ تمہارے لائے بغیر) تمہارے پاس آجائے گا اس میں رحمت اور طمانیت ہوگی، اور سکینت کے معنی ریح نصرت کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں یعنی اس میں اس قسم کی زردی ہوگی جیسے انسان کی صورت ہوتی ہے اور کچھ چیزیں بھی ہونگی جن کو حضرت موسیٰ ؑ چھوڑ گئے یعنی حضرت موسیٰ ؑ کی کتاب اور الواح اور ان کا عصا اور جو ہارون ؑ چھوڑ گئے ہیں جیسے انکی چادر اور ان کا صافہ اس صندوق کو تمہارے پاس فرشتے اُٹھا کر لائیں گے اور صندوق کو تمہارے پاس لوٹائے جانے میں اس بات کی علامت اور نشانی ہوگی کہ طالوت کی بادشاہت منجانب اللہ ہے، اگر تم اس

بات کی تصدیق کرو، جب یہ صندوق ان کے پاس پہنچ گیا، تو اُن لوگوں نے طالوت کی بادشاہت کو قبول کر لیا۔ اور ان کے ساتھ جہاد کے لئے نکل پڑے ۞

فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ ۙ قَالَ إِنَّ اللَّهَ مُبْتَلِيكُمْ بِنَهَرٍ ۚ فَمَنْ

پھر جب طالوت فوجوں کو لیکر (بیت المقدس سے عمالقہ کی طرف) چلے تو انہوں نے کہا کہ حق تعالیٰ تمہارا امتحان کریں گے

شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي ۚ وَمَنْ لَمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي إِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ

ایک نہر سے سو جو شخص (افراط کے ساتھ) اس سے پانی پیویگا تو وہ میرے ساتھیوں میں نہیں اور جو اس کو زبان پہ

غُرْفَةً بِيَدِهِ ۚ فَشَرِبُوا مِنْهُ إِلَّا قَلِيلًا مِنْهُمْ ۚ فَلَمَّا جَاوَزَهُ هُوَ

بھی نہ رکھے وہ میرے ساتھیوں میں ہے لیکن جو شخص اپنے ہاتھ سے ایک چلو بھر لے، سو سب نے اس سے (بے تحاشا)

وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ ۙ قَالُوا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ ۚ

پینا شروع کر دیا مگر تھوڑے آدمیوں نے ان میں سے سو جب طالوت اور جو مومنین انکے ہمراہ تھے نہر سے پار اُتر گئے

قَالَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلَاقُو اللَّهِ ۙ كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ

کہنے لگے کہ آج تو ہم میں جالوت اور اس کے لشکر کے مقابلہ کی طاقت نہیں معلوم ہوتی (یہ سنکر) ایسے لوگ جنکو

فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ ﴿٢٤٩﴾ وَلَمَّا بَرَزُوا

یہ خیال تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے روبرو پیش ہونے والے ہیں کہنے لگے کہ کثرت سے بہت سی چھوٹی چھوٹی جماعتیں بڑی

لِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ قَالُوا رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا

بڑی جماعتوں پر خدا کے حکم سے غالب آگئی ہیں اور اللہ تعالیٰ استقلال والوں کا ساتھ دیتے ہیں اور جب طالوت اور

وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿٢٥٠﴾ فَهَزَمُوهُمْ بِإِذْنِ اللَّهِ ۙ

اسکی فوجوں کے سامنے میدان میں آئے تو کہنے لگے کہ اے ہمارے پروردگار ہم پر استقلال (غیب سے) نازل فرمائیے اور

وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ

ہمارے قدم جمائے رکھئے اور ہم کو اس کافر قوم پر غالب کیجئے پھر طالوت والوں نے جالوت والوں کو خدا کے حکم سے شکست

مِمَّا يَشَآءُ ط

دیدی اور داؤد علیہ السلام نے جالوت کو قتل کر ڈالا اور ان کو (یعنی داؤد کو) اللہ تعالیٰ نے سلطنت اور حکمت عطا فرمائی

آزمائش

جب طالوت لشکر لے کر روانہ ہوئے تو ایسی چٹیل زمین سے سابقہ پڑا جہاں گرمی اور پیاس کی سخت شدت تھی، انہوں نے پانی مانگا، طالوت نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ایک بہتی ہوئی نہر سے تمہاری آزمائش کریگا، سو جو شخص اس نہر سے افراط کے ساتھ پانی پیئے گا وہ تو میرے ساتھ میرے دشمن کے مقابلہ کے لئے نہیں جائیگا، اور نہ اس نہر کو پار کر سکے گا۔

اور جو اس میں سے نہیں پیئے گا وہ میرے ساتھ ہوگا، لیکن جو شخص اپنے ہاتھ سے ایک چلو بھر لے غرفۃ غین کی زبر کے ساتھ پڑھا جائے تو اس میں ایک چلو مراد ہوگا، جو انکی پیاس اور ان کے جانوروں کے لئے کافی ہو جائیگا، چنانچہ جب لوگ نہر پر پہنچے تو نہر کے کنارہ پر کھڑے ہو کر سب نے بے تحاشا پانی پینا شروع کر دیا، مگر تین سو تیرہ آدمیوں نے احتیاط کی، اور حکم الٰہی کے مطابق انہوں نے اس میں سے پانی پیا۔ چنانچہ جب طالوت اور سچے حضرات نے نہر کو پار کر لیا، تو آپس میں کہنے لگے کہ آج تو جالوت کے مقابلہ کی طاقت معلوم نہیں ہوتی، لیکن جن حضرات کو اس بات کا علم اور یقین تھا کہ مرنے کے بعد حق تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا ہے، وہ بولے کہ کثرت سے ایسے واقعات ہو چکے ہیں کہ حکم الٰہی سے بہت سے مسلمانوں کی چھوٹی جماعتیں کفار کے بڑے بڑے لشکروں پر غالب آگئی ہیں، اور لڑائی میں استقلال والوں کے ساتھ خدا کی مدد شامل حال ہے، چنانچہ جب یہ جالوت اور اس کے لشکر کے سامنے آئے تو سچے حضرات دعا مانگنے لگے کہ پروردگار صبر کے ساتھ ہمیں عزت عطا فرما اور لڑائی میں ثابت قدم رکھ، اور جالوت اور اسکے لشکر پر ہمیں غلبہ عطا فرما، چنانچہ ان لوگوں نے حق تعالیٰ کی مدد سے ان کو شکست دی، اور داؤد علیہ السلام نے (جو طالوت کے لشکر میں تھے اور ابھی تک ان کو نبوت نہیں ملی تھی۔ عابد) جالوت کافر کو مار ڈالا۔ حق تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کو بنی اسرائیل کی بادشاہت عطا فرمائی، اور ان کو فہم اور نبوت عطا فرمائی، اور بغیر آلات کے زرہ بنانا ان کو سکھایا۔

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ

اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ بعض آدمیوں کو بعضوں کے ذریعہ دفع کرتے رہا کرتے تو سرزمین (تمام تر)

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۵۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ

فساد سے پُر ہو جاتی لیکن اللہ تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں جہان والوں پر یہ اللہ تعالیٰ کی آیتیں ہیں جو

نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ط

صحیح صحیح طور پر ہم تم کو پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں۔ اور

وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۵۲﴾

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ بلاشبہ پیغمبروں میں سے ہیں۔

بنیادی بات

جیسا کہ حق تعالیٰ نے حضرت داؤد کے ذریعہ بنی اسرائیل سے جالوت کے شر کو دفع کیا اگر ایسا نہ ہوتا تو سرزمین تمام تر فساد سے پُر ہو جاتی، یعنی حق تعالیٰ انبیاء کرام کے ذریعہ مؤمنین سے ان کے دشمنوں کے شر کو اور مجاہدین کے ذریعہ جہاد نہ کرنے والوں سے انکے دشمنوں کے شر کو دور فرماتے ہیں اگر ایسا نہ ہو تو روئے زمین فساد سے پُر ہو جائے۔

لیکن حق تعالیٰ دشمن کے دور کرنے میں بڑا فضل والا ہے یہ قرآن کریم جو گذشتہ قوموں کے واقعات بیان فرماتا ہے ہم جبریل امین کے ذریعہ آپ پر نازل کرتے ہیں، تاکہ حق اور باطل واضح اور روشن ہو جائے اور بلاشبہ آپ تمام جنات اور انسانوں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں، جن رسولوں کا آپکے سامنے ذکر کیا گیا ہے۔

بحمد اللہ پارۂ سیقول ختم ہوا۔



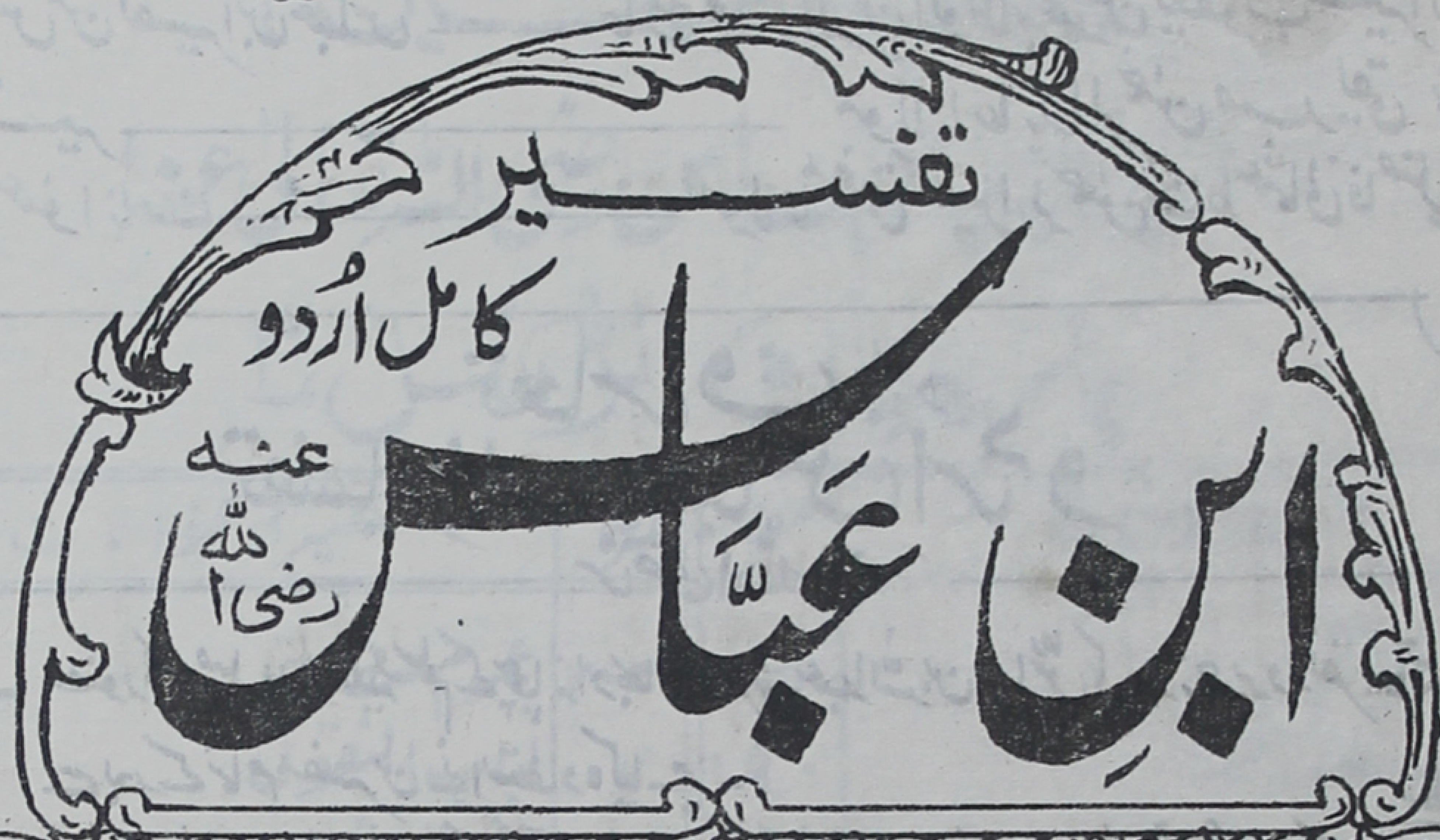


ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

اللّٰھُمَّ عَلِّمْہُ الْکِتَاب

"اے اللہ! ابن عباسؓ کو قرآنِ کریم (کی تفسیر) کا علم عطا فرما۔"

(صحیح بخاری شریف)



پارۂ ۳ تِلْکَ الرُّسُلُ

جلیل القدر صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مشہور و مقبول تفسیر

ترجمۂ قرآن
حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

تنویر المقباس من تفسیر ابن عباسؓ کا سلیس و شگفتہ ترجمہ
مع ترجمہ:- لباب النقول فی اسباب النزول
از:- علامہ جلال الدین سیوطی ۹۱۱ھ

ترجمۂ تفسیر
مولانا عابد الرحمن صدیقی

ناشر

ادارہ:- درس قرآن (رجسٹرڈ) دیوبند - یوپی

قرآن کریم کی قدیم ترین اور جامع تفسیر

جس کی

صحت پر دنیائے اسلام کے تمام علماء کا اتفاق ہے !

تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس ——— جامع مجد الدین ابو طاہر محمد بن یعقوب شیرازی رح

ترجمۂ تفسیر ——— مولانا عابد الرحمٰن صدیقی رح

تفسیری عنوانات ——— مولانا مفتی کفیل الرحمٰن نشاط عثمانی فاضلِ دیوبند

تعارف !
تفسیر ابن عباس اُردو
رضی اللہ عنہ

- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روح پرور تقریر جس سے بعد کے تمام مفسرین نے استفادہ کیا ہے۔
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ارشاد فرمودہ قرآنی تشریحات کا وہ اولین مجموعہ جو ایک ہی واسطے سے ہمیں قرآنی مطالب تک پہنچا دیتا ہے۔
- ایک ایسا شرف جو کسی دوسری تفسیر کو حاصل نہیں۔
- اردو زبان میں یہ نادر تفسیر علامہ سیوطی کے فرزبۂ شانِ نزول کے ساتھ پیش کی جا رہی ہے۔

ترتیب (۱) متن قرآن کریم۔ (۲) ترجمہ حکیم الامت تھانوی رح (۳) صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس تفسیر۔ (۴) آیات قرآنی کی دلنشین شانِ نزول از علامہ سیوطی۔ (۵) جامع اور اثر انگیز عنوانات

طریق اشاعت:- ہر دو ماہ میں ایک پارہ شائع ہو رہا ہے۔

ھدیہ:- فی پارہ — چار روپے — ۴/-

رعایت:- ممبران میں شامل ہونے کے لئے صرف ایک کارڈ لکھ بھیجئے۔ آپ کو بحیثیت ممبر صرف چار روپے کی وی، پی جائے گی۔ اور محصول ڈاک بذمہ ادارہ ہوگا۔

تعاون:- ایک عظیم صحابی رسولؐ کی مقدس اشاعت اور دعوت قرآنی کو عام کرنے میں دل کھول کر تعاون فرمائیے

دوماہی پروگرام بابت ماہ مئی ۱۹۷۲ء
ممبران کے لئے محصول ڈاک بذمہ ادارہ

ہدیہ فی پارہ ——— چار روپے ۴/-
مطبوعہ ——— محمدی پریس دیوبند

ناشر:- ادارہ:- درس قرآن دیوبند۔ یو۔ پی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مؤمن	قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآں

فہرست مضامین!

تفسیر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پارہ تِلْكَ الرُّسُلُ ۳

ناشر:- قاری اخلاق احمد صدیقی ناظم ادارۂ درس قرآن دیوبند۔ یوپی

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ

یہ حضرات مرسلین ایسے ہیں کہ ہم نے ان میں سے بعضوں کو بعضوں پر فوقیت بخشی ہے (مثلاً) بعضے اُن میں وہ ہیں جو

مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ

اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوئے ہیں (یعنی موسیٰ ؑ) اور بعضوں کو ان میں بہت سے درجوں میں سرفراز کیا اور ہم نے حضرت عیسیٰ بن

مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ

مریم ؑ کو کھلے کھلے دلائل عطا فرمائے اور ہم نے انکی تائید روح القدس (یعنی جبرئیل ؑ) سے فرمائی اور اگر اللہ تعالیٰ کو منظور

مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ

ہوتا تو (امت کے) جو لوگ انکے بعد ہوئے ہیں باہم قتل و قتال نہ کرتے بعد اسکے کہ انکے پاس (امر حق کے) دلائل پہنچ چکے تھے

وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ

لیکن وہ لوگ باہم (دین میں) مختلف ہوئے سو ان میں کوئی تو ایمان لایا اور کوئی کافر رہا اور نوبت قتل و قتال کی

مَا اقْتَتَلُوْا قف وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ع (۲۵۳)

پہنچی) اور اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو وہ لوگ باہم قتل و قتال نہ کرتے لیکن اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں کرتے ہیں

فرق مراتب

ہم نے ان میں سے بعض کو بعض بزرگی عطا کی ہے، چنانچہ حضرت موسیٰ ؑ ہیں اور ابراہیم ؑ ہیں کہ حق تعالیٰ نے ان کو خلیل بنایا۔ اور ادریس ؑ ہیں، کہ اللہ تعالیٰ نے انکو درجات عالیہ عطا فرمائے، اور حضرت عیسیٰ ؑ کو ہم نے اوامر و نواہی اور عجائبات عطا کئے اور جبریل امین سے انکی تائید فرمائی۔

اور حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کے بعد باوجودیکہ انکی کتابوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت آچکی ہے۔ اگر حق تعالیٰ کو منظور ہوتا یہ لوگ باہم اختلاف نہ کرتے مگر انہوں نے اختلاف کیا کچھ لوگ تو تمام کتابوں اور رسولوں پر ایمان لائے، اور کچھ نے تمام کتابوں اور رسولوں کا انکار کیا، اور اگر خدا کو منظور ہوتا تو دین میں یہ لوگ اختلاف نہ کرتے، مگر جو حق تعالیٰ اپنے بندوں سے چاہتا ہے وہی ہوتا ہے ؛

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ

اے ایمان والو خرچ کرلو ان چیزوں سے جو ہم نے تم کو دی ہیں قبل اسکے کہ وہ دن (قیامت کا) آجاوے جس میں نہ تو خرید و

يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ۭ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ

فروخت ہوگی اور نہ دوستی ہوگی اور نہ (بلا اذن الٰہی) کوئی سفارش ہوگی اور کافر ہی لوگ ظلم کرتے ہیں (تو تم ایسے

الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۵۴﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ڬ لَا تَاْخُذُهٗ

مت بنو) اللہ تعالیٰ (ایسا ہے کہ) اسکے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں زندہ ہے سنبھالنے والا ہے (تمام عالم کا) نہ اسکو

سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۭ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ مَنْ

اونگھ دبا سکتی ہے اور نہ نیند اسی کے مملوک ہیں سب جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں ہیں ایسا کون

ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ

شخص ہے جو اسکے پاس (کسی کی) سفارش کرسکے بدون اسکی اجازت کے وہ جانتا ہے انکے تمام حاضر اور غائب کے حالات کو

وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَاۗءَ ۚ

اور وہ موجودات اسکے معلومات میں سے کسی چیز کو اپنے احاطہ علمی میں نہیں لاسکتے مگر جس قدر (علم دینا ہی) چاہے

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَـــُٔـوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ

اس کی کرسی نے سب آسمانوں اور زمین کو اپنے اندر لے رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ کو ان دونوں کی حفاظت کچھ

وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴿۲۵۵﴾

گراں نہیں گذرتی اور وہ عالیشان عظیم الشان ہے۔

ترغیب صدقات

اب حق تعالیٰ صدقہ و خیرات کی ترغیب فرماتے ہیں کہ جو اموال ہم نے تم کو دیئے ہیں، قیامت کے آنے سے پہلے وہ راہ خدا میں خرچ کرلو۔ جس دن نہ فدیہ ہوگا اور نہ دوستی اور نہ کافروں کے لئے کسی قسم کی شفاعت اور کفار تو حق تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانے والے ہیں

اب حق تعالیٰ اپنی مدح وصفات بیان فرماتے ہیں کہ وہ ایسا ہے جس کو کبھی موت نہیں، سارے عالم کا سنبھالنے والا ہے، جس کی کوئی ابتداء نہیں اور نہ اس کو اونگھ آ سکتی ہے اور نہ ہی نیند جو کہ عالم کی تدبیر اور احکام سے مصروف کر دے تمام فرشتے اور سب مخلوقات اسی کی مملوک ہیں، تمام آسمان اور زمین والوں میں سے قیامت کے دن اسی کی اجازت سے کوئی سفارش کر سکتا ہے، امور آخرت میں سے جو چیزیں فرشتوں کے سامنے ہیں، اور امور دنیا میں سے سب کو وہ جانتا ہے ان چیزوں کے علاوہ جن کی حق تعالیٰ نے فرشتوں کو اطلاع کی ہے، فرشتے دنیا و آخرت کے امور میں سے کسی چیز کو نہیں جانتے اس کی کرسی تمام آسمانوں اور زمینوں سے زیادہ وسیع ہے (سب کو اس نے اپنے اندر لے رکھا ہے) بغیر فرشتوں کے حق تعالیٰ کو عرش و کرسی (اور تمام آسمان و زمین) کی حفاظت کوئی گراں نہیں گذرتی اور وہ ہر چیز سے زیادہ عالیشان اور عظیم ہے ∴

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۣ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ

دین میں زبردستی (کا فی نفسہ کوئی موقع) نہیں (کیونکہ) ہدایت یقیناً گمراہی سے ممتاز ہو چکی ہے سو جو شخص

بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۤ

شیطان سے بد اعتقاد ہو اور اللہ تعالیٰ سے خوش اعتقاد ہو (یعنی اسلام قبول کرے) تو اس نے بڑا مضبوط حلقہ

لَا انْفِصَامَ لَهَا ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۵۶﴾

تھام لیا جس کو کسی طرح شکستگی نہیں (ہو سکتی) اور اللہ تعالیٰ خوب سننے والے ہیں (اور) خوب جاننے والے ہیں

اکراہ سے احتراز

عرب کے اسلام قبول کر لینے کے بعد اہل کتاب اور مجوسیوں میں سے کسی شخص کو توحید پر مجبور نہیں کیا جائے گا، ایمان کفر سے اور حق و باطل سے ممتاز ہو چکا ہے، اور یہ آیتیں منذر بن ساوی التمیمی کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔

اور جو شخص شیطان کی باتوں اور بتوں کی عبادت سے انکار کرے اور جو باتیں حق تعالیٰ کی طرف سے آئی ہیں ان پر ایمان لائے تو اس نے مضبوطی کے ساتھ حلقہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تھام لیا ہے، جس کو کسی طرح شکستگی زوال اور ہلاکت نہیں ہو سکتی، اور یہ معنی بھی بیان کئے گئے ہیں کہ اس مضبوط حلقہ کے تھامنے والے سے جس کی نعمتیں ختم اور زائل نہیں ہونگی اور نہ یہ ہمیشہ دوزخ میں رہ کر ہلاک و برباد ہوگا، اللہ تعالیٰ ان باتوں کو سننے والے اور اس کی نعمتوں اور ثواب کو جاننے والے ہیں ∴

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الہی لَاۤ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ الخ امام ابوداؤد، نسائی اور ابن حبان نے ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے، ایک عورت کے لڑکا زندہ نہیں رہتا تھا تو اس نے جلدی کر کے یہ نذر مان لی کہ اگر اس کے لڑکا زندہ رہا تو وہ اسے یہودی بناوے گی جب یہودیوں کا قبیلہ بنو نضیر جلاوطن کیا گیا تو وہ بچہ بھی انصار کی اولاد میں سے ان میں تھا۔ انصار بولے ہم تو اپنی اولاد کو نہیں چھوڑیں گے (واپس لے کر مسلمان بنائیں گے) اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ دین میں زبردستی نہیں۔

اور ابن جریر نے سعید، یا عکرمہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضہ سے نقل کی ہے کہ لَاۤ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ انصار میں سے حصین نامی سالم بن عوف کی اولاد کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے، انکے دو لڑکے نصرانی تھے اور یہ مسلمان تھے، انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ وہ دونوں نصرانیت کے علاوہ اور کسی دین کو قبول نہیں کرتے تو ان کو اسلام لانے پر مجبور کروں اس پر یہ آیت نازل ہوئی ۔

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۥ

اللہ تو ساتھی ہے اُن لوگوں کا جو ایمان لائے ان کو (کفر کی) تاریکیوں سے نکال کر یا بچاکر نور (اسلام) کی طرف لاتا ہے

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَوْلِيٰٓـؤُهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ

اور جو لوگ کافر ہیں انکے ساتھی شیاطین ہیں (انسی یا جنی) وہ ان کو نور (اسلام) سے نکال کر یا بچاکر (کفر کی)

اِلَى الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (۲۵۷)

تاریکیوں کی طرف لے جاتے ہیں ایسے لوگ دوزخ میں رہنے والے ہیں (اور) یہ لوگ اس میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے۔

ع ۳۴ ۲

مدد کی بشارت

جو حضرات ایمان لائے یعنی عبداللہ بن سلام اور انکے ساتھی حق تعالیٰ انکا معین و مددگار اور محافظ ہے، حق تعالیٰ نے ان لوگوں کو نکالا اور توفیق عطا کی تا آنکہ یہ کفر سے نکل کر ایمان میں داخل ہو گئے، اور کعب بن اشرف اور اس کے ساتھی ان کا دوست شیطان ہے، وہ ان کو ایمان سے کفر کی طرف بلاتا ہے، یہ سب دوزخ والے ہیں، جس میں نہ کسی کو کبھی موت آئے گی، اور نہ اس سے نکالے جائیں گے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان خداوندی اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ ابن جریر نے عبدۃ ابن ابی لبابہ سے اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ الخ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ یہ وہ حضرات ہیں جو حضرت عیسٰے علیہ السلام پر ایمان لائے اور پھر جب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو آپ پر یہ ایمان لائے ان ہی حضرات کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ہے۔
اور مجاہد سے نقل کیا ہے کہ ایک جماعت حضرت عیسٰی علیہ السلام پر ایمان لائی تھی، اور ایک جماعت نے ان کا انکار کیا تھا جب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو جن لوگوں نے حضرت عیسٰے علیہ السلام کا انکار کیا تھا، وہ آپ پر ایمان لے آئے اور جو حضرت عیسٰے علیہ السلام پر ایمان لائے تھے، انھوں نے آپ کا انکار کیا، ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے ؂

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْ حَآجَّ اِبْرٰھٖمَ فِیْ رَبِّہٖٓ اَنْ اٰتٰىہُ اللّٰہُ الْمُلْكَ ۘ

(اے مخاطب) تجھ کو اس شخص کا قصہ تحقیق نہیں ہوا (یعنی نمرود کا) جس نے حضرت ابراہیمؑ سے مباحثہ کیا تھا اپنے پروردگار کے

اِذْ قَالَ اِبْرٰھٖمُ رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحْیٖ وَاُمِیْتُ ؕ

(وجود کے) بارہ میں اس وجہ سے کہ خدا تعالیٰ نے اس کو سلطنت دی تھی جب ابراہیمؑ نے فرمایا کہ میرا پروردگار ایسا ہے کہ وہ جلاتا ہے

قَالَ اِبْرٰھٖمُ فَاِنَّ اللّٰہَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِھَا

اور مارتا ہے کہنے لگا کہ میں بھی جلاتا ہوں اور مارتا ہوں، ابراہیمؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آفتاب کو (روز کے روز) مشرق سے نکالتا ہے

مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُھِتَ الَّذِیْ كَفَرَ ؕ وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۵۸﴾

تو (ایک ہی دن) مغرب سے نکال دے اس پر متحیر رہ گیا وہ کافر (اور کچھ جواب نہ بن آیا) اور اللہ تعالیٰ کی عادت ہے کہ (ایسے بیجا راہ پر چلنے والوں کو ہدایت

نمرود کی سرکشی

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ کو اس شخص کا واقعہ معلوم نہیں، جس نے حضرت ابراہیمؑ سے ان کے پروردگار کے دین کے متعلق جھگڑا کیا تھا، اس بنا پر کہ حق تعالیٰ نے اس کو سلطنت عطا کی تھی اور وہ نمرود بن کنعان ہے۔
حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا حق تعالیٰ مُردوں کو زندہ اور زندوں کو موت دیتا ہے، اس نے بھی یہی دعویٰ کیا، حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا اس کا ثبوت پیش کرو، چنانچہ اس نے قیدخانہ سے دو آدمی بلائے۔ ایک کو قتل کر دیا، اور دوسرے کو چھوڑ دیا، اور بولا یہ اس بات کی دلیل ہے، اب حضرت ابراہیمؑ دوسری دلیل کی

جانب متوجہ ہو کر بولے کہ اللہ تعالیٰ سورج کو مشرق سے لاتا ہے تو مغرب سے لے آ، تو یہ جھگڑالو کافر بلا کسی دلیل کے خاموش ہو گیا، اور کافروں یعنی نمرود کو دلیل کی رسائی نہیں ہوتی۔

اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰى

یا تم کو اس طرح کا قصہ بھی معلوم ہے جیسے ایک شخص تھا کہ ایک بستی پر ایسی حالت میں اسکا گذر ہوا کہ اسکے مکانات اپنی چھتوں پر

يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ

گر گئے تھے، کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ اس بستی (کے مردوں) کو اسکے مرنے پیچھے کس کیفیت سے زندہ کر دینگے سو اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو سو برس تک

قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ؕ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ؕ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ

مردہ رکھا پھر اسکو زندہ کر اٹھایا (اور پھر) پوچھا کہ تو کتنے (دنوں) اس حالت میں رہا اس نے جواب دیا کہ ایک دن رہا ہوں گا یا ایک دن سے بھی کم

مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۚ وَانْظُرْ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ تو سو برس رہا ہے تو اپنے کھانے (کی چیز) اور پینے (کی چیز) کو دیکھ لے کہ نہیں سڑی گلی اور (دوسرے) اپنے

اِلٰى حِمَارِكَ قف وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ

گدھے کی طرف نظر کر اور تاکہ ہم تجھ کو ایک نظیر لوگوں کے لئے بنا دیں اور (اس گدھے کی) ہڈیوں کی طرف نظر کر کہ ہم انکو

كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ؕ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ اَعْلَمُ

کسطرح ترکیب دیئے دیتے ہیں پھر ان پر گوشت چڑھائے دیتے ہیں پھر جب یہ کیفیت اس شخص کو واضح ہو گئی تو کہہ اٹھا کہ

اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (۲۵۹)

میں یقین رکھتا ہوں کہ بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں

حضرت عزیرؑ کا واقعہ اور اسی طرح عزیر بن شرحیاء کا واقعہ ہے، جن کا دیرہرقل بستی پر سے گذر ہوا، وہ بستی چھتوں کے بل گری ہوئی تھی، بولے حق تعالیٰ ان بستی والوں کو ان کے مر جانے کے بعد کس طریقہ پر زندہ کرے گا، حق تعالیٰ نے ان کو اسی جگہ پر سو سال تک سلا دیا، اسکے بعد

دن کے اخیر حصہ میں حق تعالیٰ نے ان کو بیدار کیا۔
پھر ارشاد ہوا۔ عزیر کتنا قیام ہوا۔ بولے ایک دن لیکن جب سورج پر نظر پڑی تو بولے دن کا کچھ حصہ ارشاد ہوا کہ نہیں سو سال تک انجیر، انگور اور اس کے شیرے کو دیکھو، اس میں اتنی مدت میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی، اور اپنے گدھے کی ہڈیاں دیکھو کیسی سفید چمک رہی ہیں (اس لئے کیا) تاکہ ہم مُردوں کے زندہ کرنے میں تمہاری ایک علامت اور نشانی کر دیں۔
کہ جس صورت پر انسان مرتا ہے اسی حالت میں حق تعالیٰ زندہ کر دیتا ہے، چنانچہ حضرت عزیر کو جوانی کی حالت میں حق تعالیٰ نے موت دی تھی اور پھر جوانی کی حالت میں زندہ کر دیا۔
اور یہ بھی تفسیر کی گئی ہے کہ لوگوں کے لئے ایک عبرت کا نمونہ بنا دیا، کیونکہ جب وہ زندہ ہوئے تو وہ چالیس سال کے تھے اور ان کا لڑکا ایک سو بیس۱۲۰ سال کا اور اب اس گدھے کی ہڈیوں کی طرف نظر کر کہ ہم کس طرح اسے ترکیب دیتے دیتے ہیں، اور اگر لفظ ننشزہا کو راء کے ساتھ پڑھا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ کس طرح ہم اس کو پیدا کرتے ہیں، کہ اس میں پٹھے، رگیں، گوشت کھال اور بال یہ تمام چیزیں پیدا کرتے ہیں پھر اس کے بعد اس میں روح ڈالتے ہیں، جب یہ باتیں مشاہدہ کے طور پر واضح ہو گئیں کہ حق تعالیٰ مردوں کی ہڈیوں کو جمع کر کے کس طرح ان میں روح ڈالتے ہیں تو بے اختیار جوش میں آ کر بول اٹھے کہ میں یقین رکھتا ہوں کہ حق تعالیٰ موت و حیات ہر ایک چیز پر قادر ہے۔

وَإِذْ قَالَ إِبْرٰهٖمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى ؕ قَالَ أَوَلَمْ

اور اس وقت کو یاد کرو جبکہ ابراہیمؑ نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار مجھ کو دکھلا دیجئے کہ آپ مردوں کو کس کیفیت سے زندہ کریں گے

تُؤْمِنْ ؕ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ ؕ قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً

ارشاد فرمایا کیا تم یقین نہیں لائے انہوں نے عرض کیا کہ یقین کیوں نہ لاتا لیکن اس غرض سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ میرے قلب کو

مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا

سکون ہو جاوے، ارشاد ہوا کہ اچھا تو تم چار پرندے لو پھر ان کو (پال کر) اپنے لئے ہلا لو پھر ہر پہاڑ پر ان میں کا ایک ایک حصہ رکھدو

ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِيْنَكَ سَعْيًا ؕ وَاعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۶۰﴾ ع

(اور پھر اُن سب کو بلاؤ دیکھو تمہارے پاس سب دوڑے دوڑے چلے آوینگے اور خوب یقین رکھو اس کا کہ حق تعالیٰ زبردست ہیں حکمت والے ہیں

۳۵ ع ۳ ۳

حضرت ابراہیمؑ کی استدعاء

اور حضرت ابراہیمؑ نے بھی عرض کیا تھا کہ پروردگار کس کیفیت کے ساتھ آپ مُردوں کو زندہ کریں گے (کیونکہ عقلاً اس کی صورتیں بہت ہیں) ارشاد باری ہوا کیا تم اس پر یقین نہیں لائے عرض کیا میں کیوں نہ لاتا لیکن اسلئے گذارش ہے تاکہ (مشاہدہ کرکے) میرے دل کو سکون ہوجائے اور بطور مشاہدہ کے یہ چیز بھی واضح ہوجائے کہ میں آپ کا خلیل مستجاب الدعوت ہوں، ارشاد ہوا کہ مختلف قسم کے چار پرندے لے لو یعنی مور مرغا کوا اور بطخ اور پھر ان سب کا خوب قیمہ کرکے اور ان کو اچھی طرح ملا کر چار پہاڑوں پر ان میں سے ایک ایک حصہ رکھدو پھر ان کا نام لے کر بلاؤ وہ سب زندہ ہوکر دوڑتے ہوئے چلے آئیں گے۔

اور ابراہیمؑ اس بات کا خوب یقین رکھو کہ جو شخص مُردوں کے زندہ کرنے پر ایمان نہ لائے، حق تعالیٰ اس پر عذاب نازل کرنے میں زبردست ہیں اور مُردوں کی ہڈیاں جمع کرنے اور پھر ان کے زندہ کرنے میں جیسا کہ ان پرندوں کو زندہ کیا ہے حکمت والے ہیں ؛

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ

جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں اُنکے خرچ کئے ہوئے مالوں کی حالت ایسی ہے جیسے ایک دانہ کی حالت (عنداللہ)

اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ

جس سے (فرض کرو) سات بالیں جمیں (اور) ہر بال کے اندر سَو دانے ہوں اور یہ افزونی خدا تعالیٰ جس کو چاہتا

وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۱﴾

ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والے ہیں جاننے والے ہیں

انفاق کا درجہ

اب اس کے بعد حق تعالیٰ مسلمانوں کے راہ خدا میں خرچ کرنے کو بیان فرماتے ہیں کہ ان لوگوں کے مالوں کی مثال جو اپنے اموال کو راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں، ایک دانہ کی مثال ہے کہ اس سے سات بالیں اُگتی ہیں، اور ہر ایک بالی میں سَو دانے ہوتے ہیں۔

اسی طرح حق تعالیٰ مسلمانوں کے راہ خدا میں خرچ کئے ہوئے مالوں کو سات سَو تک بڑھاتا ہے۔ اور جو اس کا اہل ہو یا جس کا صدقہ قبول کیا جائے، اسے اس سے زیادہ ثواب عطا کرتا ہے۔

اور ثواب دینے میں حق تعالیٰ بڑے وسعت والے ہیں، اور مسلمانوں کے خرچ کرنے اور ان کی نیتوں کو جاننے والے ہیں ؛

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا

جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر خرچ کرنے کے بعد نہ تو (اس پر) احسان جتلاتے ہیں

مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

اور نہ (برتاؤ سے) اس کو آزار پہنچاتے ہیں اُن لوگوں کو اُن (کے اعمال) کا ثواب ملے گا انکے پروردگار کے پاس اور نہ ان پر

وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۶۲﴾ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ

کوئی خطرہ ہوگا اور نہ یہ مغموم ہونگے مناسب بات کہدینا اور درگذر کرنا (ہزار درجہ) بہتر ہے ایسی خیرات (دینے) سے

صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ۗ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ﴿۲۶۳﴾

جس کے بعد آزار پہنچایا جاوے اور اللہ تعالٰی غنی ہیں حلیم ہیں

خرچ کرنیوالونکی شان

اگلی آیت حضرت عثمان بن عفان رضؓ اور حضرت عبدالرحمان بن عوف رضؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جو لوگ خرچ کرنے کے بعد نہ احسان جتلاتے ہیں، اور نہ جس کو دیا ہے اسے کسی قسم کا کوئی آزار پہنچاتے ہیں۔

ان کو اس کا جنت میں ثواب ملے گا، جہاں نہ آئندہ کسی قسم، کے عذاب کا خوف ہوگا، اور اپنے بعد جو چھوڑ گئے ہیں نہ ہی اس کا غم ہوگا۔

اپنے مسلمان بھائی کے پس پشت اس کے لئے اچھی بات کہنا اور اس کے حق میں دعا کرنا اور اسکی غلطیوں سے تجاوز کرنا یہ تیرے لئے اور اس کے لئے ایسے صدقہ خیرات سے بہتر ہے کہ جس کے بعد تو اس پر احسان جتلائے، یا اسے کسی قسم کی کوئی تکلیف پہنچائے، اور حق تعالٰی احسان جتلانے والے کے صدقہ سے غنی ہیں اور حلیم ہیں کہ ایسے شخص پر جلد عذاب نازل نہیں فرماتے ؛

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ

اے ایمان والو تم احسان جتلاکر یا ایذا پہنچاکر اپنی خیرات کو برباد مت کرو جسطرح وہ شخص جو اپنا

يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ فَمَثَلُهٗ

مال خرچ کرتا ہے (محض) لوگوں کے دکھلانے کی غرض سے اور ایمان نہیں رکھتا اللہ پہ اور یوم قیامت پر سو اس

كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ فَتَرَكَهُ صَلْدًا ط

شخص کی حالت ایسی ہے جیسے ایک چکنا پتھر ہو جس پر کچھ مٹی (آ گئی) ہو پھر اس پر زور کی بارش پڑ جاوے

لَا يَقْدِرُونَ عَلَىٰ شَيْءٍ مِمَّا كَسَبُوا ط وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ (۲۶۴)

سو اسکو بالکل صاف کر دے ایسے لوگوں کو اپنی کمائی ذرا بھی ہاتھ نہ لگے گی اور اللہ تعالیٰ کافر لوگوں کو (جنت کا) راستہ نہ بتلاوینگے

زریں نصیحت

بڑائی کرکے اور جس کو دیا ہے اسے تکلیف پہنچا کر اپنے صدقات کے ثواب کو اس
شخص کی طرح برباد مت کرو، جو ریاء کے لئے صدقہ کرتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ
قیامت کے دن پر بھی ایمان نہیں رکھتا۔

احسان جتانے والے اور مشرک کے صدقہ کی مثال چکنے پتھر کی طرح ہے کہ جس پر کچھ مٹی آگئی ہو اور پھر اس پر زور کی بارش پڑ گئی، تو اس نے جیسا وہ چکنا صاف تھا، پھر اسی طرح کر دیا دنیا میں اس طرح کے خرچ کرنے والوں کو آخرت میں کسی قسم کا ثواب ہاتھ نہیں لگے گا یعنی احسان جتانے والے اور تکلیف پہنچانے والے کے ثواب کی یہ حالت ہو جائے گی، جیسا کہ صاف پتھر پر بارش پڑنے کے بعد مٹی کا کوئی اثر باقی نہیں رہتا، اور حق تعالیٰ منافقین اور لوگوں کے دکھلاوے کے لئے خرچ کرنے والوں اور اسی طرح صدقہ خیرات پر احسان جتانے والوں کو ان کے صدقات پر کسی قسم کا کوئی ثواب نہیں عطا فرمائیں گے۔

وَمَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ

اور ان لوگوں کے خرچ کئے ہوئے مال کی حالت جو اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کی غرض سے اور اس غرض

وَتَثْبِيتًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ أَصَابَهَا وَابِلٌ

سے کہ اپنے نفسوں (کو اس عمل شاق کا خوگر بنا کر اُن) میں پختگی پیدا کریں مثل حالت ایک باغ کے ہے جو کسی ٹیلے پر ہو

فَآتَتْ أُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ج فَإِنْ لَمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ط

کہ اس پر زور کی بارش پڑی ہو پھر وہ دونا (چوگنا) پھل لایا ہو اور ایسے زور کا مینہ نہ پڑے تو ہلکی پھوار بھی اسکو

وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ (۲۶۵)

کافی ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو خوب دیکھتے ہیں

مخلصین کی مثال

اوران لوگوں کے اموال کی مثال جو حق تعالیٰ کی رضا جوئی اور اپنے نفسوں کو سچائی اور پختگی کا خوگر بنانے کے لئے ثواب ملنے کا یقین کامل رکھتے ہوئے خرچ کرتے ہیں، ایک باغ کی طرح ہے جو کسی صاف بلند مقام پر ہو اور اس پر خوب زور کی بارش ہو، جس کی وجہ سے اور باغوں سے دو چند وہ پھل لایا، اور اگر ایسی زور کی بارش نہ ہو تو ہلکی سی بارش پھوار کی طرح بھی اس کے لئے کافی ہے۔

یعنی مومن کی راہ خدا میں خرچ کرنے کی مثال ہے، خواہ وہ کم خرچ کرے یا زیادہ جبکہ اخلاص اور خشیت خداوندی کے ساتھ ہو۔ حق تعالیٰ اس کے ثواب کو دو چند فرماتا ہے، جیسا کہ ایسے باغ کے پھلوں کو زیادہ کرتا ہے اور جو تم خرچ کرتے ہو حق تعالیٰ اسے خوب دیکھتے ہیں۔

اَیَوَدُّ اَحَدُکُمْ اَنْ تَکُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّاَعْنَابٍ تَجْرِیْ

بھلا تم میں سے کسی کو یہ بات پسند ہے کہ اسکا ایک باغ ہو کھجوروں کا اور انگوروں کا اُسکے (درختوں کے) نیچے نہریں

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ لَهٗ فِیْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۙ وَاَصَابَهُ

چلتی ہوں اس شخص کے ہاں اُس باغ میں اور بھی ہر قسم کے (مناسب) میوے ہوں اور اُس شخص کا بڑھاپا آگیا ہو

الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّیَّةٌ ضُعَفَآءُ ۚ فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِیْهِ

اور اُسکے اہل وعیال بھی ہوں جن میں (کمانے کی) قوت نہیں سو اس باغ پر ایک بگولا آیا جس میں آگ (کا مادہ) ہو پھر

نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ؕ كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ

وہ باغ جل جاوے اللہ تعالیٰ اسی طرح نظائر بیان فرماتے ہیں تمہارے لئے

تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۶۶﴾

تاکہ تم سوچا کرو

ایک سوال

بھلا تم میں سے کسی شخص کو یہ بات پسند ہے، کہ اس کے پاس انگوروں کا باغ ہو اور درختوں اور مکانات کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں اور اس باغ میں قسم قسم کے پھل ہوں پھر وہ بڑھاپے کی وجہ سے کسی کام کا نہ رہے، اور اچانک اس باغ کو ایک بگولہ بہت گرم یا ٹھنڈا آ گھیرے

جس سے وہ بالکل ختم ہو جائے (کوئی بھی یہ چیز گوارا نہیں کر سکتا) حق تعالیٰ اوامر و نواہی کی یہ نشانیاں بیان فرماتے ہیں، تاکہ قرآنی مثالوں میں غور کرو، آخرت میں کافروں کی (اور ان لوگوں کی جو نیکیاں کرنے کے بعد پھر گناہوں میں مبتلا ہو گئے۔ عابد) یہی مثال ہوگی کہ وہ وہاں بغیر کسی تدبیر کے باقی رہ جائے گا۔ اور نہ دنیا ہی میں پھر لوٹ کر آنے کا موقع ملے گا، جیسا کہ بوڑھا بغیر تدبیر کے رہ جاتا ہے کہ اب جوانی کی قوت و طاقت بھی واپس نہیں لے سکتا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا

اے ایمان والو (نیک کام میں) خرچ کیا کرو عمدہ چیز کو اپنی کمائی میں سے اور اس میں سے جو کہ ہم نے تمہارے لئے

لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ ۖ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ

زمین سے پیدا کیا ہے اور ردی (ناکارہ) چیز کی طرف نیت مت لیجایا کرو کہ اس میں سے خرچ کرو حالانکہ

وَلَسْتُمْ بِآخِذِيهِ إِلَّا أَنْ تُغْمِضُوا فِيهِ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ

تم کبھی اسکے لینے والے نہیں ہاں چشم پوشی کر جاؤ تو اور بات ہے اور یقین کر رکھو کہ اللہ تعالیٰ کسی کے محتاج نہیں

غَنِيٌّ حَمِيدٌ ﴿٢٦٧﴾

تعریف کے لائق ہیں

انفاق کے قابل

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ آیت تمام طاعات کو عام ہے عابد) سونا اور چاندی اور زمین سے جو قسم قسم کے غلے اور پھل پیدا کئے ہیں ان میں سے عمدہ اور حلال چیز کو خرچ کرو، اور اپنے اموال میں سے ردی چیز کے خرچ کرنے کا ارادہ بھی نہ کیا کرو حالانکہ اگر ایسی ردی چیز تم کو کوئی تمہارے حق میں واجب کے عوض میں دے تو تم کبھی بھی اسے قبول نہ کرو، مگر یہ کہ چشم پوشی کر جاؤ۔ اور اپنے بعض حق کو چھوڑ دو (تو اور بات ہے) اسی طرح حق تعالیٰ تم سے ایسی بیکار اور ردی چیز کو قبول نہیں فرماتا، اور حق تعالیٰ تمہارے خرچ کا محتاج نہیں اور وہ اپنے تمام امور میں قابل ستائش ہے۔

اور یہ بھی معنی بیان کئے گئے ہیں کہ وہ تھوڑی چیز کو قبول کرتا ہے اور ثواب بہت زیادہ دیتا ہے، یہ آیت کریمہ اہل مدینہ میں سے ایک شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا الخ امام حاکم ترمذی ابن ماجہ وغیرہ نے حضرت براء رضہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ہم انصاریوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ ہم کھجوروں کے باغوں والے تھے، ہم میں سے ہر ایک شخص اپنی کھجوروں میں سے ان کی کمی زیادتی کے لحاظ سے راہ خدا میں دینے کے لئے لایا کرتا تھا، اور کچھ لوگ ایسے بھی تھے کہ وہ اس قسم کے نیک کاموں میں کوئی خاص دلچسپی نہیں لیتے تھے، چنانچہ ان میں سے کوئی شخص ایسا خوشہ لے کر آتا تھا جس میں معمولی اور ہلکی قسم کی ٹوٹی ہوئی کھجوریں ہوتی تھیں اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ اے ایمان والو! اپنی کمائی میں سے عمدہ مال خرچ کرو۔

اور ابو داؤد، نسائی اور حاکم نے سہل بن حنیف سے نقل کیا ہے، کہ لوگ اپنے پھلوں میں سے بُرا اور ردّی پھل صدقہ وخیرات کے لئے نکالا کرتے تھے، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، کہ ردّی چیز کی طرف نیت مت لے جایا کرو، کہ اس میں سے تم خرچ کرو۔

اور امام حاکم نے جابر رضہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر میں کھجوروں کا ایک صاع دینے کا حکم دیا تو ایک شخص ردّی کھجوریں لے کر آئے، اس پر قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی:— یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا الخ۔

اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے کہ صحابہ کرام کھانے کی سستی چیزیں خرید کر ان کو صدقہ کیا کرتے تھے اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ج وَاللّٰهُ

شیطان تم کو محتاجی سے ڈراتا ہے اور تم کو بُری بات (یعنی بخل) کا مشورہ دیتا ہے اور اللہ تم سے وعدہ کرتا ہے اپنی طرف

يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (۲۶۸) لا

سے گناہ معاف کر دینے کا اور زیادہ دینے کا اور اللہ تو وسعت والے ہیں خوب جاننے والے ہیں

يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ ج وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ

دین کا فہم جس کو چاہتے ہیں دے دیتے ہیں اور (سچ تو یہ ہے کہ) جس کو دین کا فہم مل جاوے اُس کو بڑی

اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ط وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ (۲۶۹)

خیر کی چیز مل گئی اور نصیحت وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو عقل والے ہیں (یعنی جو عقل صحیح رکھتے ہیں)

شیطان کا حربہ

شیطان صدقہ وخیرات کے وقت تم کو محتاجی سے ڈراتا ہے اور اس طریقہ پر زکوٰۃ سے روکتا ہے، اور حق تعالیٰ زکوٰۃ وخیرات کی ادائگی پر گناہوں کی معافی اموال کی زیادتی اور آخرت میں ثواب کا وعدہ فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ بخششوں اور گناہوں کی معافی میں بڑی وسعت والے اور تمہاری نیتوں اور تمہارے صدقات کو خوب جاننے والے ہیں، اب حق تعالیٰ اپنی بخششوں کا تذکرہ فرماتے ہیں۔

کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو نبوت عطا فرمائی، اور حکمت کی تفسیر معانی قرآن کے ساتھ بھی کی گئی ہے، اور قول وفعل اور رائے کی درستگی بہت بڑی چیز ہے اور امثال قرآنی اور حکمت قرآنیہ سے نصیحت عقل والے ہی حضرات حاصل کرسکتے ہیں۔

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ

اور تم لوگ جو کسی قسم کا خرچ کرتے ہو یا کسی طرح کی نذر مانتے ہو سو حق تعالیٰ کو سب کی یقیناً اطلاع ہے اور

يَعْلَمُهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۲۷۰﴾ اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ

بیجا کام کرنے والوں کا کوئی ہمراہی (اور حمایتی) نہ ہوگا اگر تم ظاہر کر کے دو صدقوں کو تب بھی اچھی بات ہی اور

فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ

اگر ان کا اخفا کرو اور فقیروں کو دیدو تو یہ اخفا تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ (اسکی برکت سے)

وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۷۱﴾

تمہارے کچھ گناہ بھی دور کردیں گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے کئے ہوئے کاموں کی خوب خبر رکھتے ہیں

ثواب کی بخشش

اور جو تم راہ میں خرچ کرو یا اطاعت خداوندی کے دائرہ میں نذر مان کر اسکو پورا کرتے ہو جبکہ نیت خالص ہو تو حق تعالیٰ اسے قبول فرماتا اور اس پر ثواب عطا کرتا ہے اور مشرکین سے تو عذاب خداوندی کو کوئی چیز نہیں ٹال سکتی۔

ظاہر کر کے یا چھپا کر صدقہ وخیرات کرنا ان میں سے کونسا طریقہ افضل ہے اب حق تعالیٰ اسکو بیان فرماتے ہیں، اگر صدقہ واجبہ کو ظاہر کر کے ادا کرو تو یہ بھی ٹھیک ہے اور اگر صدقات نفلیہ کو پوشیدہ طریقہ پر مثلاً اصحاب صفہ کو دے دو تو یہ ظاہر کرنے سے بہتر ہے، اور یہ دونوں طریقے مقبول ہیں

اور تمہارے صدقات کے بقدر حق تعالیٰ تمہارے گناہوں کو معاف فرماتا ہے اور تمہارے صدقات کی حق تعالیٰ کو خوب خبر ہے۔

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ

ان (کافروں) کو ہدایت پر لے آنا کچھ آپکے ذمہ (فرض واجب) نہیں ولیکن خدا تو جس کو چاہیں ہدایت پر لے آویں

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ

اور (اے مسلمانو) جو کچھ تم خرچ کرتے ہو اپنے فائدہ کی غرض سے کرتے ہو اور تم اور کسی غرض سے خرچ نہیں کرتے بجز

وَجْهِ اللّٰهِ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ

رضا جوئی ذات پاک حق تعالیٰ کے اور (نیز) جو کچھ مال خرچ کر رہے ہو یہ سب (یعنی اس کا ثواب) پورا پورا تم کو مل جاویگا

لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۲﴾

اور تمہارے لئے اس میں ذرا کمی نہ کی جاوے گی۔

عموم صدقات اب حق تعالیٰ اہل کتاب اور مشرکین پر نفلی صدقات وغیرہ خرچ کرنیکی اجازت دیتا ہے، اور سبب یہ ہوا کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بنت ابو النضر نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہمارے لئے اپنے ان قریبی رشتہ داروں کو جنہوں نے ابھی تک اسلام قبول نہیں کیا، صدقات دینا جائز ہیں۔ اسپر حق تعالیٰ نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل فرمائی۔

آپ کے ذمہ ان کافروں کو ہدایت پر لانا واجب نہیں کہ آپ ان فقراء اہل کتاب اور مشرکین سے (صدقہ و) خیرات کو روکیں محض اس بنا پر کہ ممکن ہے وہ اس طرح ایمان لے آئیں، اور جو تم اپنا مال خرچ کرتے ہو وہ اپنے ثواب کے لئے کرتے ہو، اور تم فقراء پر محض حق تعالیٰ کی رضا جوئی پر خرچ کرتے ہو۔ اور فقراء مثلاً اصحاب صفہ پر جو تم مال خرچ کر رہے ہو، اس کا پورا پورا ثواب تم کو آخرت میں مل جائے گا نہ تمہاری نیکیوں میں میں کچھ کمی کی جائے گی، اور نہ برائیوں میں کسی قسم کا کوئی اضافہ۔

لباب النقول فی اسباب النزول فرمان الٰہی لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ الخ امام نسائی حاکم، بزار، طبرانی وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے

روایت نقل کی ہے کہ صحابہ کرام اپنے ان رشتہ داروں کو جو کہ مشرک تھے کچھ دینا اچھا نہیں سمجھتے تھے چنانچہ انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا آپ نے ان کو اسکی اجازت عطا فرمائی، اس پر لیس علیک سے وانتم لا تظلمون تک آیت کریمہ نازل ہوئی، اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس بات کا حکم دیتے تھے کہ صرف اہل اسلام ہی کو دیا جائے، اس پر لیس علیک الخ یہ آیت نازل ہوئی۔

چنانچہ جو بھی سوال کرے خواہ کسی دین کا ہو، اسے صدقہ دینے کا حکم دے دیا گیا:۔

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

(صدقات) اصل حق ان حاجت مندوں کا ہے جو مقید ہو گئے ہوں اللہ کی راہ میں (اور اسی وجہ سے) وہ لوگ کہیں ملک

ضَرْبًا فِى الْاَرْضِ ز يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ج

میں چلنے پھرنے کا (عادۃً) امکان نہیں رکھتے (اور) ناواقف ان کو تونگر خیال کرتا ہے انکے سوال سے بچنے کے سبب سے (اے مخاطب)

تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ج لَا يَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ط وَمَا

تم ان کو انکے طرز سے پہچان سکتے ہو (کہ فقر و فاقہ سے چہرہ پر ضرور اثر آجاتا ہے) اور لوگوں سے پٹ کر مانگتے نہیں پھرتے اور

تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۷۳﴾ ع اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ

جو مال خرچ کرو گے بے شک حق تعالیٰ کو اس کی خوب اطلاع ہے جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں کو رات

اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ

میں اور دن میں (یعنی بلا تخصیص اوقات) پوشیدہ اور آشکارا (یعنی بلا تخصیص حالات)

عِنْدَ رَبِّهِمْ ج وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۴﴾

سو ان لوگوں کو ان کا ثواب ملے گا انکے رب کے پاس اور نہ ان پر کوئی خطرہ ہے اور نہ وہ مغموم ہوں گے

حقیقی حقدار اور صدقات کے حقیقی مستحق تو وہ حضرات ہیں جنہوں نے اطاعت خداوندی کیلئے اپنے کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں روک رکھا ہے (اور وہ اصحاب

صفہ ہیں) اور وہ طلب معاش کے لئے کہیں جا بھی نہیں سکتے، ناواقف ان کو تونگر سمجھتا ہے ان کے سوال سے بچنے کی وجہ سے اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ انکی ہیئت سے پہچان سکتے ہو، وہ کسی سے لپٹ کر نہیں مانگتے۔
اور اصحاب صفہ پر جو مال بھی تم خرچ کرو، حق تعالیٰ کو اس مال اور تمہاری نیتوں کی خوب اطلاع ہے۔
جو حضرات پوشیدہ اور آشکارا کر کے صدقہ و خیرات کرتے ہیں، جنت میں ان کو اس کا ثواب ملے گا اور انھیں نہ ہمیشہ کا خوف ہوگا، اور نہ غم، یہ آیت حضرت علی بن ابی طالب رضؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان خداوندی اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمۡ الخ طبرانی اور ابن ابی حاتم نے بواسطہ یزید، عبداللہ غریب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت کریمہ (جہاد کے لئے) گھوڑے رکھنے والوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، یزید اور عبداللہ دونوں راوی مجہول ہیں، اور عبد الرزاق اور ابن جریر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے سند ضعیف کے ساتھ ابن عباس رضؓ سے روایت نقل کی ہے، کہ یہ آیت حضرت علی رضؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے ان کے پاس چار درہم تھے، انہوں نے اس میں سے ایک رات کو اور ایک دن کے وقت اور ایک پوشیدہ طور پر اور ایک ظاہر کر کے راہ خدا میں خرچ کیے تھے، اور ابن منذر نے ابن مسیب سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضؓ اور حضرت عثمان بن عفان رضؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، ان حضرات نے جیش عسرت کے لئے سامان جہاد فراہم کیا تھا۔

اَلَّذِیۡنَ یَاۡکُلُوۡنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوۡمُوۡنَ اِلَّا کَمَا یَقُوۡمُ الَّذِیۡ

اور جو لوگ سود کھاتے ہیں نہیں کھڑے ہونگے (قیامت میں قبروں سے) مگر جسطرح کھڑا ہوتا ہے ایسا شخص

یَتَخَبَّطُهُ الشَّیۡطٰنُ مِنَ الۡمَسِّ ؕ ذٰلِکَ بِاَنَّهُمۡ قَالُوۡۤا

جس کو شیطان خبطی بنا دے لپٹ کر (یعنی حیران و مدہوش)، یہ (سزا) اسی لئے ہوگی کہ ان لوگوں نے کہا

اِنَّمَا الۡبَیۡعُ مِثۡلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الۡبَیۡعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ

تھا کہ بیع بھی تو مثل سود کے ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال فرمایا ہے اور سود کو حرام کر دیا ہے

فَمَنۡ جَآءَهٗ مَوۡعِظَةٌ مِّنۡ رَّبِّهٖ فَانۡتَهٰی فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ

پھر جس شخص کو اس کے پروردگار کی طرف سے نصیحت پہنچی اور وہ باز آگیا تو جو کچھ پہلے (لے لینا) ہو چکا ہے

وَاَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ

وہ اسی کا رہا اور (باطنی) معاملہ اس کا خدا کے حوالہ رہا اور جو شخص پھر عود کرے تو یہ لوگ دوزخ میں جاویں گے

فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷۵﴾

وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے

سود خوری کا انجام

اب حق تعالیٰ سود خواروں کا انجام بیان فرماتے ہیں، کہ یہ لوگ قیامت میں اپنی قبروں سے اس طرح کھڑے ہوں گے، جیسا کہ دنیا میں شیطان کسی کو جنون سے خبطی اور دیوانہ بنادے، آخرت میں یہ خبطی پن اور دیوانگی سود خوار کی علامت اور نشانی ہوگی اور یہ عذاب اس وجہ سے ہوگا کہ ان لوگوں نے سود کے حلال سمجھنے کے لئے یہ علت نکال لی ہے کہ جب کسی چیز کو ادھار فروخت کیا جائے اور پھر اس کی قدرت پوری ہو جائے تو قرض میں اور اضافہ کر کے مدت بڑھا دینا اسی طرح حلال ہے، جیسا کہ کسی چیز کے پہلی مرتبہ نقد فروخت کرنے پر نفع لینا حلال ہے، حق تعالیٰ نے کسی چیز کے فروخت کرتے وقت پہلی مرتبہ نفع لینا حلال فرمایا ہے، اور بعد میں ادھار کی مدت بڑھانے پر اس نفع اور زیادتی کو حرام قرار دیا ہے سو جس شخص کو سود کے بارے میں اس کے پروردگار سے ممانعت پہنچی، اور اس نے اس فعل سے توبہ کرلی، تو حرمت سود سے قبل جو کچھ اس نے کیا اس پر ظاہراً اب کوئی دار و گیر نہیں، اور اس کی یہ توبہ بقیہ زندگی کے حصہ میں اللہ تعالیٰ کے حوالہ ہے چاہے عذاب سے (توبہ قبول کر کے) محفوظ رکھے اور چاہے ذلیل و رسوا کرے، اور جو اس کی حرمت سُن کر پھر بھی سود کا طریقہ اختیار کرے، تو وہ دوزخ میں ہمیشہ رہے گا، تاوقتیکہ حق تعالیٰ اس کو اگر وہ سود کو حلال نہ سمجھتا ہو اس سے نجات دے، حق تعالیٰ دنیا و آخرت میں سود کو مٹاتے، اور صدقات واجبہ اور نفلیہ کو جبکہ خاص اللہ تعالیٰ کیلئے ہوں قبول فرماتے ہیں:

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ

اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتے ہیں اور صدقات کو بڑھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے کسی کفر کرنے والے کو (اور)

كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ﴿۲۷۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

کسی گناہ کے کام کرنے والے کو بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے اور (بالخصوص) نماز کی پابندی کی

وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ

اور زکوٰۃ دی انکے لئے ان کا ثواب ہوگا اُن کے پروردگار کے نزدیک اور (آخرت میں) ان پر کوئی خطرہ نہیں ہوگا اور نہ وہ

رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (۲۷۷)

مغموم ہوں گے

اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسندیدہ اور حق تعالیٰ ہر ایک کفر کرنے والے اور سود کی حرمت کا انکار کرنے والے اور سود کھا کر اس کے گناہ میں گرفتار ہونے والے کو پسند نہیں کرتے (بلکہ اس سے دشمنی رکھتے ہیں) جو حضرات حق تعالیٰ اور اس کے رسولوں اور اس کی کتابوں اور سود کے حرام ہونے پر ایمان لائے اور ان پر جو حقوق خداوندی ہیں، ان کو خوبی کے ساتھ ادا کرتے، اور سود کو قطعی طور پر چھوڑتے ہیں اور پانچوں نمازوں کو پورے اہتمام کے ساتھ ادا کرتے، اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ دیتے ہیں۔

تو ان کو اس کا ثواب جنت میں ملے گا اور جب موت کو ذبح اور دوزخ کو پر کیا جائے گا، ان پر کوئی خوف و ہراس نہیں ہوگا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور جو کچھ سود کا بقایا ہے اس کو چھوڑ دو اگر تم ایمان والے ہو

إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (۲۷۸) فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ

پھر اگر تم اس پر عمل نہ کروگے تو اشتہار سن لو جنگ کا اللہ کی طرف سے اور اس کے رسول کی طرف سے

مِنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ ج وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ ج

(یعنی تم پر جہاد ہوگا) اور اگر تم توبہ کرلوگے تو تم کو تمہارے اصل اموال مل جاویں گے نہ تم کسی پر

لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ (۲۷۹)

ظلم کرنے پاؤگے اور نہ تم پر کوئی ظلم کرنے پائے گا

خوفِ خدا کی تلقین ثقیف اور مسعود، حبیب عبد یالیل اور ربیعہ سود کے بارے میں حق تعالیٰ سے ڈرو

اور بنی مخزوم پر تمہارے سودی کاروبار میں سے جو کچھ باقی رہ گیا ہے اس کو چھوڑ دو، اگر تم سود کی حرمت پر ایمان رکھتے ہو، اور اگر اس سود کو نہیں چھوڑتے تو آخرت میں منجانب اللہ دوزخ کے عذاب کے لئے اور دنیا میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے تلوار کے ساتھ لڑائی کے لئے تیار ہو جاؤ۔

اور اگر سود سے توبہ کرتے ہو تو بنی مخزوم پر تمہارا جو اصل مال ہے وہ مل جائے گا، اور جب کوئی شخص سودی زیادتی کا مطالبہ نہ کرے تو اس پر کوئی ظلم نہیں، اور جس وقت تم اصل مال دیدو گے تو تم پر بھی کوئی شخص ظلم نہیں کرے گا، اور یہ بھی معنی بیان کئے گئے ہیں، کہ نہ تم کسی کے قرض میں کمی کرو، اور نہ تمہارے قرضوں میں کمی کی جائیگی

لباب النقول فی اسباب النزول

حکم خداوندی یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وذروا الخ ابو یعلیٰ نے اپنی سند میں اور ابن مندہ نے کلبی کے طریق سے بواسطۂ ابو صالح ابن عباس رضؓ سے روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ یہ آیت قبیلۂ ثقیف میں سے بنی عمرو بن عوف اور بنی مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

بنی مغیرہ ثقیف کو سود پر مال دیا کرتے تھے، جب حق تعالیٰ نے اپنے رسول صلعم کے ذریعہ مکہ مکرمہ فتح کر دیا، اور اس دن تمام سودی کاروباروں کا خاتمہ کر دیا گیا تو بنی عمرو اور بنی مغیرہ عتاب بن اسید کے پاس آئے بنی مغیرہ نے آکر کہا کہ اس سود کی وجہ سے ہم تمام لوگوں سے بدتر ہو گئے، اور ہمارے علاوہ اور لوگوں نے سود کا خاتمہ کر دیا تو بنی عمرو بولے کہ آپس میں ہم اس شرط پر صلح کر لیں کہ ہمارے لئے ہمارا سود ہے، ان کی یہ بات عتاب بن اسید رضؓ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لکھ کر روانہ کی تو اس پر یہ آیت اور اس سے بعد والی آیت نازل ہوئی۔ اور ابن جریر نے عکرمہ رضؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت قبیلۂ ثقیف میں سے مسعود، حبیب ربیعہ اور عبدیا لیل، بنو عمرو اور بنو عمیر کے بارے میں نازل ہوئی ہے :-

وَاِنۡ كَانَ ذُوۡ عُسۡرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيۡسَرَةٍ ؕ وَاَنۡ تَصَدَّقُوۡا

اور اگر تنگدست ہو تو مہلت دینے کا حکم ہے آسودگی تک اور یہ (بات) کہ معاف ہی کر دو اور زیادہ

خَيۡرٌ لَّـكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۲۸۰﴾ وَاتَّقُوۡا يَوۡمًا تُرۡجَعُوۡنَ

بہتر ہے تمہارے لئے اگر تم کو اسکے ثواب کی خبر ہو اور اس دن سے ڈرو جس میں تم اللہ تعالیٰ کی پیشی میں

فِيۡهِ اِلَى اللّٰهِ قف ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفۡسٍ مَّا كَسَبَتۡ وَهُمۡ لَا يُظۡلَمُوۡنَ ﴿۲۸۱﴾ ع ۳۸ / ۸ / ۶

لائے جاؤ گے پھر ہر شخص کو اُسکا کیا ہوا (یعنی بدلہ) پورا پورا ملے گا اور ان پر کسی قسم کا ظلم نہ ہوگا

ناگزیر مہلت

اور اگر بنی مخزوم تنگی کی وجہ سے (مدت پر) تمہارے قرضے نہ ادا کر سکیں، تو آسودگی تک ان کو مہلت دے دو اور اگر اپنے اصل کو بالکل ہی معاف کر دو تو یہ بات یعنی اور مدت بڑھانی بہتر ہے، اگر تم اس کے ثواب کو جانتے ہو، اور اس دن کے عذاب سے ڈرو جس دن ہر ایک نیک و بد کو اس کی نیکی اور برائی کا پورا پورا بدلہ ملے گا، نہ انکی نیکیوں میں سے کسی قسم کی کمی کی جائے گی، اور نہ انکی برائیوں میں اضافہ کیا جائے گا۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيۡنٍ إِلَىٰٓ أَجَلٖ مُّسَمّٗى

اے ایمان والو جب معاملہ کرنے لگو ادھار کا ایک میعاد معین تک (کے لئے) تو اس کو لکھ لیا کرو

فَٱكۡتُبُوهُۚ وَلۡيَكۡتُب بَّيۡنَكُمۡ كَاتِبُۢ بِٱلۡعَدۡلِۚ وَلَا يَأۡبَ

اور یہ ضرور ہے کہ تمہارے آپس میں (جو) کوئی لکھنے والا (ہو وہ) انصاف کے ساتھ لکھے اور

كَاتِبٌ أَن يَكۡتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ ٱللَّهُۚ فَلۡيَكۡتُبۡ وَلۡيُمۡلِلِ ٱلَّذِي

لکھنے والا لکھنے سے انکار بھی نہ کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو (لکھنا) سکھلا دیا اسکو چاہیئے کہ لکھ دیا

عَلَيۡهِ ٱلۡحَقُّ وَلۡيَتَّقِ ٱللَّهَ رَبَّهُۥ وَلَا يَبۡخَسۡ مِنۡهُ شَيۡـٔٗاۚ

کرے اور وہ شخص لکھوا دے جسکے ذمہ وہ حق واجب ہو اور اللہ تعالیٰ سے جو اسکا پروردگار ہے ڈرتا رہے اور اس میں سے

فَإِن كَانَ ٱلَّذِي عَلَيۡهِ ٱلۡحَقُّ سَفِيهًا أَوۡ ضَعِيفًا أَوۡ لَا يَسۡتَطِيعُ

ذرہ برابر (بتلانے میں) کمی نہ کرے پھر جس شخص کے ذمہ حق واجب تھا وہ اگر خفیف العقل ہو یا ضعیف البدن ہو

أَن يُمِلَّ هُوَ فَلۡيُمۡلِلۡ وَلِيُّهُۥ بِٱلۡعَدۡلِۚ

یا خود لکھانے کی قدرت نہ رکھتا ہو تو اسکا کارکن ٹھیک ٹھیک طور پر لکھوا دے

انصاف کا خیال

اب حق تعالیٰ ادھار کے معاملات کرنے کا طریقہ بتلاتے ہیں، حق تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان رکھنے والو جب وقت مقرر کے لئے قرض کا معاملہ کرو، تو قرض دار اور قرض دینے والے کے درمیان جو معاملہ ہوا ہے اسے انصاف کے ساتھ لکھ لیا کرو، اور لکھنے والا جیسا کہ حق تعالیٰ نے اس کو سکھایا ہے وہ ان دونوں کے درمیان لکھنے سے انکار نہ کرے۔

اور وہ بغیر کسی قسم کی زیادتی اور کمی کے اس دستاویز کو لکھے اور کاتب کو وہ شخص بتلا دے، جس پر قرض ہے، اور قرضدار حق تعالیٰ سے ڈرے، اور قرض کی رقم لکھواتے وقت اس میں کسی قسم کی کمی نہ کرے، اور اگر قرضدار لکھوانے کے معاملہ میں جاہل ہے یا کاتب کو لکھوانے سے عاجز ہے، یا اچھی طرح اس چیز کو نہیں لکھوا سکتا تو پھر قرض دینے والا بغیر کسی زیادتی کے ٹھیک ٹھیک لکھوا دے ؏

وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا

اور دو شخصوں کو اپنے مردوں میں سے گواہ (بھی) کر لیا کرو پھر اگر وہ دو گواہ مرد (میسّر) نہ ہوں تو

رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ

ایک مرد اور دو عورتیں (گواہ بنائی جاویں) ایسے گواہوں میں سے جن کو تم پسند کرتے ہو تاکہ ان دونوں عورتوں

اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى ؕ

میں سے کوئی ایک بھی بھول جائے تو ان میں ایک دوسری کو یاد دلا دے اور گواہ بھی انکار نہ کیا کریں جب (گواہ بننے

وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ؕ وَلَا تَسْئَمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ

کے لئے) بلائے جایا کریں اور تم اُس (دَین) کے (بار بار) لکھنے سے اُکتایا مت کرو خواہ وہ (معاملہ)

صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ ؕ

چھوٹا ہو یا بڑا ہو یہ لکھ لینا انصاف کا زیادہ قائم رکھنے والا ہے۔

دو گواہ اور اپنے ان حقوق کے اجراء کے لئے دو آزاد مسلمان پسندیدہ لوگوں کو مزید گواہ بھی کر لیا کرو، اور اگر مرد نہ ہوں تو پسندیدہ اور معتبرہ عورتوں میں سے ایک مرد اور دو عورتوں کو گواہ کر لیا کرو، کیونکہ ان دونوں عورتوں میں اگر ایک عورت بھول جائے تو دوسری بھولنے والی کو یہ شہادت یاد دلا دے، اور گواہوں کو جب حاکموں کے پاس بلایا جائے، تو وہ بھی انکار نہ کیا کریں۔

اور تم اس قرض کے معاملہ لکھنے میں خواہ چھوٹا ہو یا بڑا اُکتایا مت کرو ؏

ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰۤى اَلَّا تَرْتَابُوْۤا

اللہ کے نزدیک اور شہادت کا زیادہ درست رکھنے والا ہے اور زیادہ سزاوار ہے اس بات کا کہ تم

اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ

(معاملہ کے متعلق) کسی شبہ میں نہ پڑو مگر یہ کہ کوئی سودا دست بدست ہو جس کو باہم لینے دینے ہو تو اسکے نہ لکھنے

عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا ؕ وَاَشْهِدُوْۤا اِذَا تَبَايَعْتُمْ ۪

پہ کوئی تم پر الزام نہیں اور (اتنا اس میں بھی ضرور کیا کرو کہ) خرید و فروخت کے وقت گواہ کر لیا کرو

وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ ؕ وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ

اور کسی کاتب کو تکلیف نہ دی جاوے اور نہ کسی گواہ کو اور اگر تم ایسا کرو گے تو اس میں تم کو

فُسُوْقٌ بِكُمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ

گناہ ہوگا اور خدا سے ڈرو اور اللہ تعالیٰ (کا تم پر احسان ہے کہ) تم کو تعلیم

بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۲۸۲﴾

فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب چیزوں کے جاننے والے ہیں

تحریر کی اہمیت

اور یہ قرض کی دستاویز لکھنے کا معاملہ حق تعالیٰ کے نزدیک عدل و انصاف کو زیادہ قائم رکھنے والا اور شہادت کو زیادہ واضح کرنے والا ہے جبکہ شاہد شہادت کو بھول جائے۔ اور تمہارے لئے یہ چیز زیادہ سزاوار ہے کہ تم قرض کے معاملہ میں اور اس کی مدت میں شک میں نہ پڑو۔

الا یہ کہ کوئی سودا فوراً دست بدست ہو تو اس کے نہ لکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں، اور اگر اس میں مدت مقرر کرو تو گواہ کر لیا کرو، کاتب کو کتابت پر اور گواہ کو گواہی پر تکلیف مت پہنچاؤ، اور اگر تکلیف پہنچاؤ گے تو تم کو گناہ ہوگا، لہٰذا اس تکلیف پہنچانے میں حق تعالیٰ سے ڈرو، اور جو احکام معاملات میں تمہارے لئے مفید ہیں، حق تعالیٰ ان کی تم کو تعلیم فرماتے ہیں، اور وہ ان سب باتوں کو جاننے والا ہے :-

وَإِنْ كُنْتُمْ عَلَىٰ سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوضَةٌ

اور اگر تم کہیں سفر میں ہو اور (وہاں) کوئی کاتب نہ پاؤ سو رہن رکھنے کی چیزیں (رہیں) جو قبضہ میں

فَإِنْ أَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهُ

دیدی جائیں اور اگر ایک دوسرے کا اعتبار کرتا ہو تو جس شخص کا اعتبار کرلیا گیا ہے (یعنی مدیون) اسکو

وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهُ ۗ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ۚ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَإِنَّهُ

چاہیئے کہ دوسرے کا حق پورا پورا ادا کردے اور اللہ تعالیٰ سے جو کہ اس کا پروردگار ہے ڈرے اور شہادت کا اخفا مت

آثِمٌ قَلْبُهُ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۲۸۳﴾ ع

کرو اور جو شخص اس کا اخفا کریگا اس کا قلب گنہگار ہوگا اور اللہ تعالیٰ تمہارے کئے ہوئے کاموں کو خوب جانتے ہیں

رہن کا جواز

اور اگر حالت سفر میں لکھنے وغیرہ کی کوئی چیز نہ ہو تو اس میں قرض دینے والا اپنے قرض کے بدلہ قرضدار سے کوئی چیز اپنے پاس رہن رکھ لے، اور اگر بغیر رہن رکھے ہوئے اطمینان کی وجہ سے قرض دے دیا تو قرضدار کو چاہیئے کہ وہ اپنے ساتھی کا پورا پورا حق ادا کردے، اور قرض کی ادائیگی میں حق تعالیٰ سے ڈرے، اور حکام کے سامنے شہادت کا اخفا مت کرو، جو اس کا اخفاء کرے گا تو اس کا قلب گنہگار ہوگا، اور حق تعالیٰ شہادت کے اخفاء اور اس کے بیان کردینے کو خوب جانتے ہیں :

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَإِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ أَنْفُسِكُمْ

اللہ تعالیٰ ہی کی ملک ہیں سب جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں ہیں اور جو باتیں تمہارے نفسوں

أَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ۖ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيُعَذِّبُ

میں ہیں ان کو اگر تم ظاہر کرو گے یا کہ پوشیدہ رکھو گے حق تعالیٰ تم سے حساب لیں گے پھر (بجز کفر و شرک کے) جسکے لئے

مَنْ يَّشَاءُ ۗ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۸۴﴾

منظور ہوگا بخشدینگے اور جس کو منظور ہوگا سزا دیں گے اور اللہ تعالیٰ ہر شے پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں

ع ۳۹/۷

ملکیت ربانی

تمام مخلوقات اور تمام چیزیں حق تعالیٰ کی ملک ہیں، اپنے بندوں کو جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے، اور اگر تم اپنے دلوں کی باتوں کو ظاہر کرو، یہ ظہور سے قبل وسوسہ کے بعد کا درجہ ہے یا اس کا اخفاء کرو تمہیں ان سب کا بدلہ دیا جائے گا، اسی طرح یاد کے بھولنا اور درستگی کے بعد غلطی کر جانا، اور جہاد کے بعد زبردستی کرنا جو ان تمام گناہوں سے توبہ کرے اسے بخشش دیں گے اور جو توبہ نہ کرے تو اسے حق تعالیٰ سزا دیں گے۔

اور حق تعالیٰ مغفرت اور عذاب ہر ایک کے اوپر قادر ہیں، جب آیت کریمہ نازل ہوئی تو مسلمانوں کو اسکے مضمون میں بہت پریشانی ہوئی ——— جب آپ کو معراج ہوئی، تو آپ حق تعالیٰ کے سامنے سربسجود ہوئے، اس پر حق تعالیٰ نے اگلی آیتیں نازل فرمائیں :-

آمَنَ الرَّسُولُ بِمَآ أُنزِلَ إِلَيْهِ مِن رَّبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ

اعتقاد رکھتے ہیں رسول (صلعم) اس چیز کا جو ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے اور مومنین

كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ قف لَا نُفَرِّقُ

بھی سب کے سب عقیدہ رکھتے ہیں اللہ کے ساتھ اور اس کے فرشتوں کے ساتھ اور اسکی کتابوں کے ساتھ اور

بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ قف وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ

اسکے پیغمبروں کے ساتھ کہ ہم اُسکے پیغمبروں میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے اور ان سب نے یوں کہا کہ ہم نے

رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ﴿۲۸۵﴾

(آپکا ارشاد) سُنا اور خوشی سے مانا ہم آپکی بخشش چاہتے ہیں اے ہمارے پروردگار اور آپ ہی کی طرف (ہم سبکو) لوٹنا ہے

صادق الامین

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم قرآن کریم اور اس کے معانی کے بیان فرما دینے میں صادق الامین ہیں، رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم حق تعالیٰ کی زبانی فرماتے ہیں اور مسلمانوں میں سے ہر ایک ان تمام باتوں کا اعتقاد رکھتا ہے، اور مسلمان اس بات کے قائل ہیں کہ ہم رسولوں میں سے کسی بھی رسول کا انکار نہیں کرتے اور نیز ہم حکم خداوندی کو سُنتے اور اس کی اطاعت کرتے ہیں، پھر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ ہمارے پروردگار ہم حدیث نفس (دل کی غلط باتوں) سے مغفرت طلب کرتے، اور مرنے کے بعد آپ ہی کی طرف لوٹنا ہے :-

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی آمن الرسول الخ امام احمد اور امام مسلم وغیرہ نے ابوہریرہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت وَ اِنۡ تُبۡدُوۡا مَا فِیۡۤ اَنۡفُسِکُمۡ الخ یعنی اگر تم اپنے دل کی باتوں کو ظاہر کرو یا اسے پوشیدہ رکھو سب پر مواخذہ ہوگا، نازل ہوئی تو صحابہ کرام کے لئے یہ چیز سخت حیرانی اور پریشانی کا باعث ہوئی، چنانچہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر گھٹنوں کے بل گر گئے اور عرض کیا آپ پر یہ آیت نازل ہوئی ہے اور ہم اس حکم کی کہاں طاقت رکھتے ہیں، آپ نے فرمایا تم اسی طرح کہنا چاہتے ہو جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے تم سے پہلے کہا تھا کہ ہم نے سُنا اور نافرمانی کی، بلکہ یہ کہو ہم نے سُنا اور اطاعت کی پروردگار ہم آپ سے اپنے گناہوں کی معافی کے طلبگار ہیں اور آپ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے، چنانچہ جب صحابہ کرام نے یہ جملہ دہرایا، اور اس سے انکی زبانیں تر ہوگئیں، تو حق تعالیٰ نے اس کے بعد آمَنَ الرَّسُوۡلُ یہ آیت نازل فرمائی جب اس پر سب نے گواہی دے دی تو حق تعالیٰ نے پہلے حکم کو منسوخ کر کے یہ آیت لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفۡسًا نازل فرمائی، یعنی حق تعالیٰ ہر ایک انسان کو اس کی طاقت کے بقدر مکلف فرماتا ہے، نیز امام مسلمؒ وغیرہ نے ابن عباس رضؓ سے اسکے مثل روایت نقل کی ہے ؛

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَہَا ؕ لَہَا مَا کَسَبَتۡ وَ عَلَیۡہَا

اللہ تو کسی شخص کو مکلف نہیں بناتا مگر اسی کا جو اسکی طاقت (اور اختیار) میں ہو اس کو ثواب بھی اسی کا ملے گا

مَا اکۡتَسَبَتۡ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَاۤ اِنۡ نَّسِیۡنَاۤ اَوۡ اَخۡطَاۡنَا ۚ

جو ارادہ سے کرے اور اس پر عذاب بھی اسی کا ہوگا جو ارادہ سے کرے اے ہمارے رب ہم پر دارو گیر نہ فرمایئے اگر ہم

رَبَّنَا وَ لَا تَحۡمِلۡ عَلَیۡنَاۤ اِصۡرًا کَمَا حَمَلۡتَہٗ عَلَی الَّذِیۡنَ

بھول جائیں یا چوک جائیں اے ہمارے رب اور ہم پر کوئی سخت حکم نہ بھیجئے جیسے ہم سے پہلے لوگوں پر

مِنۡ قَبۡلِنَا ۚ رَبَّنَا وَ لَا تُحَمِّلۡنَا مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ ۚ

آپ نے بھیجے تھے اے ہمارے رب اور ہم پر کوئی ایسا بار (دنیا یا آخرت کا) نہ ڈالئے جسکی ہم کو سہار نہ ہو

وَ اعۡفُ عَنَّا ٝ وَ اغۡفِرۡ لَنَا ٝ وَ ارۡحَمۡنَا ٝ اَنۡتَ

اور در گذر کیجئے ہم سے اور بخش دیجئے ہم کو اور رحم کیجئے ہم پر آپ ہمارے کارساز ہیں

مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۸۶﴾ ع

(اور کارساز طرفدار ہوتا ہے) سو آپ ہم کو کافر لوگوں پر غالب کیجیے۔

دستورِ خداوندی

نیز حق تعالیٰ احکام شرعیہ کا طاقت کے مطابق ہی مکلف بناتا ہے یعنی نفس کی پوشیدہ باتوں پر مواخذہ کو جو ہم نے بیان کیا ان سے امور غیر اختیاریہ مراد نہیں بلکہ صرف امور اختیاریہ مراد ہیں۔ عابد) اس کو ثواب نیکیوں پر مثلاً حدیث نفس بھول اور غلطی اور مجبور کرنے کے ترک کرنے پر ثواب ہے، اور برائیوں مثلاً حدیث نفس نسیان اور زبردستی پر عذاب ہے، اب حق تعالیٰ دعا کے طریقہ کی تعلیم دیتا ہے، کہ اس طریقہ کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں دعا کرنی چاہیے، تاکہ حدیث نفس (دل کی غلط باتیں) بھول اور غلطی یہ تمام چیزیں معاف ہو جائیں کہ یوں کہو اے ہمارے پروردگار، اگر ہم تیری اطاعت میں بھول جائیں یا تیرے حکم میں غلطی کر جائیں تو ہم پر دار و گیر نہ فرمایئے، اے ہمارے پروردگار ہم پر ایسا کوئی شاق حکم نہ نازل کیجیے، کہ جس کے چھوڑ دینے سے ہم پر پاکیزہ اور حلال چیزوں کو حرام کر دیا جائے جیسا کہ بنی اسرائیل کے نقض عہد پر تو نے ان پر اونٹ گائے بکریوں کے گوشت اور دیگر طیبات کو حرام کر دیا تھا، اور یہ بھی درخواست ہے کہ ہم پر کوئی ایسا بار نہ ڈالیے جس میں ہمیں کسی قسم کی راحت اور نفع نہ ہو ہم سے معاف اور درگذر فرمایئے، آپ ہمارے کارساز ہیں

اور یہ معنی بھی بیان کیے گئے کہ ہم کو مسخ کے عذاب سے بچایئے جیسا کہ حضرت عیسیٰؑ کی قوم کو مسخ کیا گیا، اور زمین میں دھنسا دینے سے ہماری مغفرت فرمایئے، جیسا کہ قارون کو زمین میں دھنسایا گیا۔ اور سنگسار کر دینے سے بھی ہم پر رحم فرمایئے، جیسا کہ حضرت لوطؑ کی قوم کو پتھروں سے سنگسار کیا گیا، جب انہوں نے یہ دعا کی تو حق تعالیٰ نے دل کی غیر اختیاری باتوں اور بھول چوک سے مواخذہ کو اٹھا لیا، اور خسف، مسخ اور سنگسار کر دینے سے بھی انکو اور انکے نقش قدم پر چلنے والوں کو محفوظ رکھا۔ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

اٰیاتھا ۲۰۰ ـــــ (۳) سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِيَّةٌ (۸۹) ـــــ رکوعاتھا ۲۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

الٓمّٓ ﴿۱﴾ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَيُّوْمُ ﴿۲﴾ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ

اللہ تعالیٰ ایسے ہیں کہ انکے سوا کوئی قابل معبود بنانے کے نہیں اور وہ زندہ (جاوید) ہیں سب چیزوں کے سنبھالنے والے ہیں

بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۙ

اللہ تعالیٰ نے آپکے پاس قرآن بھیجا ہے واقعیت کے ساتھ اس کیفیت سے کہ وہ تصدیق کرتا ہے ان (آسمانی) کتابوں کی

مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ

جو اس سے پہلے ہو چکی ہیں اور (اسی طرح بھیجا تھا توریت اور انجیل کو اسکے قبل لوگوں کی ہدایت کیواسطے اور اللہ تعالیٰ نے

كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَھُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ

بھیجے معجزات بیشک جو لوگ منکر ہیں اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے انکے لئے سزائے سخت ہے اور اللہ تعالیٰ غلبہ (اور قدرت)

ذُو انْتِقَامٍ ④

والے ہیں بدلہ لینے والے

اوصافِ ربانی

یہ پوری سورت مدنی ہے اس میں دو سو آیتیں اور تین ہزار چار سو ساٹھ کلمات اور چودہ ہزار پانچسو پچیس حروف ہیں۔

حق تعالیٰ ہی وفد بنی نجران کی حالت کو زیادہ جاننے والا ہے، اور الم کے یہ معنی بھی بیان کئے گئے ہیں کہ حق تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے، اولاد سے منزہ اور پاک ہے۔

اور وہ زندہ جاوید ہیں، تمام چیزوں کے سنبھالنے والے ہیں، جبریل امین کے ذریعہ ایسی کتاب نازل فرمائی جو حق اور باطل کو بیان کرنے والی اور توحید کی تصدیق کرنے والی ہے، جو اس سے پہلے آسمانی کتابوں میں بیان ہو چکی ہے اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم سے قبل اسی طرح بنی اسرائیل کو گمراہی سے راہ راست پر لانے کے لئے حضرت موسیٰؑ پر توراۃ اور حضرت عیسیٰؑ پر انجیل کو نازل فرمایا، اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر حلال و حرام کو بیان کر دینے والی کتاب نازل فرمائی۔

اور وفد نجران جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا انکار کرتا ہے، ان کے لئے دنیا و آخرت میں سخت سزا ہے اور حق تعالیٰ عذاب اور عذاب دینے پر قادر ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

سورۂ آلِ عمران۔ ابن ابی حاتم نے ربیع سے نقل کیا ہے کہ عیسائی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے، اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے بارے میں جھگڑنے لگے، اس پر حق تعالیٰ الم۔ اللہ لا الٰہ سے تقریباً اسّی آیتیں نازل فرمائیں۔

اور ابن اسحق محمد بن سہل بن ابی امامہ سے نقل کرتے ہیں کہ وفد نجران نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر حضرت عیسیٰ ع کے بارہ میں گفت گو شروع کی تو ان کے بارے میں سورۃ آل عمران کی ابتدائی تقریباً اسی آیتیں نازل ہوئیں اور اس روایت کو امام بیہقی نے دلائل میں بھی نقل کیا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ⑤

بے شک اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے (نہ کوئی چیز) زمین میں اور نہ (کوئی چیز) آسمان میں

هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ ۚ لَا إِلَٰهَ إِلَّا

وہ ایسی ذات (پاک) ہے کہ تمہاری صورت (شکل) بناتا ہے ارحام میں جسطرح چاہتا ہے۔ کوئی عبادت کے لائق نہیں

هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ⑥

بجز اسکے کہ وہ غلبہ والے ہیں اور حکمت والے ہیں

وفد نجران حق تعالیٰ پر وفد نجران اور اسی طرح فرشتوں کی کوئی چیز بھی چھپی ہوئی نہیں وہ ایسی ذات ہے کہ جس طرح چاہتا ہے کوتاہ یا لمبی خوبصورت یا بدصورت لڑکا یا لڑکی نیک یا بد بناتا ہے۔ اس کے علاوہ نہ کوئی صورت بنانے والا اور نہ کوئی خالق ہے، جو اس پر ایمان نہ لائے، اس کو عذاب دینے میں بڑی قدرت والا اور شکل انسانی کے بنانے میں بڑی حکمت والا ہے۔

هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ

وہ ایسا ہی جس نے نازل کیا تم پر کتاب کو جس میں کا ایک حصہ وہ آیتیں ہیں جو کہ اشتباہ مراد سے محفوظ ہیں اور یہی

أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ ۖ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ

آیتیں اصلی مدار ہیں (اس) کتاب کا اور دوسری آیتیں ایسی ہیں جو کہ مشتبہ المراد ہیں سو جن لوگوں کے دلوں میں

فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ ۗ

کجی ہے وہ اسکے اسی حصہ کے پیچھے ہو لیتے ہیں جو مشتبہ المراد ہے (دین میں) شورش ڈھونڈھنے کی غرض سے

وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ ۗ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ

اور اسکے (غلط) مطلب ڈھونڈھنے کی غرض سے حالانکہ انکا صحیح مطلب بجز حق تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا جو لوگ

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم

يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ

(علم دین) میں پختہ کار (اور فہیم) میں وہ یوں کہتے ہیں کہ ہم اس پر (اجمالاً) یقین رکھتے ہیں (یہ) سب ہمارے

اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۞

پروردگار کی طرف سے ہیں اور نصیحت وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو کہ اہل عقل ہیں

آزمائش اسی ذات نے جبریل امین کے ذریعہ تم پر قرآن کریم کو نازل کیا جس میں ایک حصہ اشتباہِ مراد سے محفوظ ہے یعنی حلال و حرام تمام چیزوں کو بیان کرنے والا ہے اس میں سے کوئی چیز بھی منسوخ نہیں ہوئی، یہ آیتیں کتاب اللہ کی اصلی مدار ہیں، اور ہر ایک کتاب آسمانی پر عمل کرنے کے لئے اصل اصول ہیں جیسا کہ فرمان الٰہی قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ اور دوسری آیتیں ایسی ہیں جو یہودیوں کے لئے مشتبہ المراد ہیں، جیسا کہ حروف مقطعات اور یہ بھی معنی بیان کئے گئے کہ ان پر عمل منسوخ کردیا گیا (یعنی ان آیتوں کا مطلب مخفی ہے) اور جن لوگوں کے دلوں میں شک اور حق سے روگردانی ہے، جیسا کہ یہودیوں میں سے کعب بن اشرف، حیی بن اخطب، جدی بن اخطب تو وہ لوگ قرآن کریم کی ان آیتوں کے پیچھے کفر و شرک اور گمراہی پر قائم رہنے اور اس امت کا انجام دیکھنے کی غرض سے تاکہ بادشاہت انہی کے لئے رہے ہو لیتے ہیں، اور انجام کار اور صحیح مطلب سے حق تعالیٰ ہی واقف ہے، یہ بات ختم کرکے اب حق تعالیٰ از سر نو پھر کلام کو شروع فرماتا ہے، اور جو حضرات مثلاً تورات کے علم میں پختہ کار ہیں، جیسا کہ عبد اللہ بن سلام اور ان کے ساتھی وہ کہتے ہیں کہ ہم اس پر مجملاً یقین رکھتے ہیں کہ محکم و متشابہ سب آیتیں حق تعالیٰ کی طرف سے ہیں، اور احکام قرآنیہ سے عقل والے حضرات ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں ٭

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا

اے ہمارے پروردگار ہمارے دلوں کو کج نہ کیجئے بعد اسکے کہ آپ ہم کو ہدایت کرچکے ہیں اور ہم کو اپنے پاس سے

مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۞ رَبَّنَآ

رحمت (خاصہ) عطا فرمایئے بلاشبہ آپ بڑے عطا فرمانے والے ہیں اے ہمارے پروردگار آپ

اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۞ ع

بلاشبہ تمام آدمیوں کو میدان حشر میں جمع کرنے والے ہیں اس دن میں جس میں ذرا شک نہیں (اور) بلاشبہ اللہ تعالیٰ خلاف کرتے نہیں وعدہ کو ٭

ہدایت یافتہ کی دعاء

جیسا کہ عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی یہ بھی کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہدایت حق عطا کر دینے کے بعد ہمارے دلوں کو حق سے کج نہ کیجیے اور اپنے دین پر ہمیں ثابت قدم رکھیے، اور ہم سے پہلے مسلمانوں کو یا یہ کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ نبوت اور دین اسلام عطا فرمانے والے ہیں، اور وہ یہ بھی کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار! آپ مرنے کے بعد تمام انسانوں کو بلاشبہ ایسے دن جمع کرنے والے ہیں، جس میں ذرا بھی شک نہیں۔
مرنے کے بعد زندہ ہونا حساب پل صراط جنت دوزخ میزان عمل ان میں بلاشبہ کوئی وعدہ خلافی نہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَن تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُم
بالیقین جو لوگ کفر کرتے ہیں ہرگز انکے کام نہیں آسکتے اُن کے مال (و دولت) اور نہ اُنکی اولاد اللہ تعالیٰ کے مقابلہ
مِّنَ اللَّهِ شَيْئًا ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمْ وَقُودُ النَّارِ ﴿١٠﴾ كَدَأْبِ
میں ذرہ برابر بھی اور ایسے لوگ جہنم کا سوختہ ہوں گے جیسا معاملہ تھا فرعون
آلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا
والوں کا اور ان سے پہلے والے (کافر) لوگوں کا کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھوٹا بتلایا
فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿١١﴾
اس پر اللہ تعالیٰ نے ان پر داروگیر فرمائی ان کے گناہوں کے سبب اور اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والے ہیں
قُل لِّلَّذِينَ كَفَرُوا سَتُغْلَبُونَ وَتُحْشَرُونَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ ۚ
آپ ان کفر کرنے والوں سے فرما دیجیے کہ عنقریب تم (مسلمانوں کے ہاتھ سے) مغلوب کیے جاؤ گے اور (آخرت میں)
وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿١٢﴾
جہنم کی طرف جمع کر کے لیجائے جاؤ گے اور (جہنم) ہے بُرا ٹھکانہ۔

اصحاب جہنم

کعب بن اشرف اور اس کے ساتھی یا ابوجہل اور اسکے ساتھی ہرگز ان کے اموال اور اولاد کی زیادتی عذاب الٰہی کے مقابلہ میں کارآمد نہیں ہو سکتی یہ لوگ جہنم کے سوختہ ہونگے، جیسا کہ فرعون والوں کا معاملہ تھا، یعنی آپ کے ساتھ بھی آپ کی قوم نے وہی معاملہ کیا کہ آپ کی تکذیب کی اور ستایا جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے حضرت موسیٰ ؑ کی تکذیب کی اور انکو

ستایا تو ہم غزوہ بدر کے دن ان کے ساتھ بھی وہی معاملہ کریں گے، جیسا کہ غرق کرنے کے دن موسیٰ ؑ کی قوم کے ساتھ ہم نے کیا، اور جیسا کہ قوم موسیٰ سے پہلے لوگوں کا معاملہ تھا کہ انہوں نے ہماری بھیجی ہوئی کتابوں اور رسولوں کو جھٹلایا، نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے جھٹلانے کی وجہ سے حق تعالیٰ نے ان سب کو ہلاک کر ڈالا، اور اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والے ہیں، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان کفار مکہ سے یہ بھی فرما دیجیے کہ تم دنیا میں بھی بدر کے دن مارے جاؤ گے اور اور قیامت کے روز جہنم میں جمع کیے جاؤ گے، وہ بہت بدترین ٹھکانہ ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا الخ امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں اور بیہقی نے دلائل میں بواسطہ ابن اسحٰق، محمد بن ابی محمد سعید یا عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل بدر سے جو واقعہ پیش آیا، اس کے بعد جب آپ مدینہ منورہ لوٹ کر تشریف لائے تو آپ بازار بنی قینقاع میں تشریف لے گئے، جو یہودیوں کے اجتماع کا مرکز تھا اور ان سے فرمایا اے گروہ یہود ایمان لے آؤ قبل اسکے کہ حق تعالیٰ کہیں تمہارے ساتھ بھی وہ معاملہ کرے جو قریش کے ساتھ کیا گیا، تو انہوں نے کہا اے محمد العیاذ باللہ خود پسندی اور بڑائی میں مبتلا نہ ہو اگر تم نے کفار کی ایک جماعت کو قتل کر دیا تو وہ بے وقوف تھے، لڑنا نہیں جانتے تھے، واللہ اگر آپ ہمارے ساتھ لڑیں گے تو آپ کو پتہ چل جائے گا کہ ہم ہیں آدمی اور ہمارے جیسوں سے آپ کا سامنا نہ ہوا تھا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ اُولِی الْاَبْصَارِ تک نازل فرمائی۔

اور ابن منذر نے عکرمہ سے نقل کیا ہے کہ فنحاص یہودی نے بدر کے دن کہا تھا کہ اگر محمد نے قریش کو قتل کر دیا اور ان پر غلبہ حاصل کر لیا تو یہ چیز ان کو دھوکہ میں نہ ڈالے، کیونکہ قریش تو لڑنا نہیں جانتے تھے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ۭ فِئَةٌ تُقَاتِلُ

بیشک تمہارے لیے بڑا نمونہ ہے دو گروہوں (کے واقعہ) میں جو کہ باہم ایک دوسرے سے مقابل ہوئے تھے ایک گروہ تو

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ

اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتے تھے (یعنی مسلمان) اور دوسرا گروہ کافر لوگ تھے یہ کافر اپنے کو دیکھ رہے تھے کہ ان مسلمانوں سے

وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً

کئی حصے (زیادہ) ہیں کھلی آنکھوں دیکھنا اور اللہ تعالیٰ اپنی امداد سے جسکو چاہتے ہیں قوت دیدیتے ہیں (سو) بلاشک

لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ⑬

اس میں بڑی عبرت ہے

کھلا فرق

اے کفار مکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی شہادت کے لئے دو جماعتوں میں بڑی علامت ہے کہ غزوہ بدر میں ایک جماعت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی اور دوسری جماعت ابو سفیان کی تھی، ایک جماعت تو حق تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت میں لڑ رہی تھی اور وہ صحابۂ کرام رض کی جماعت تھی، جو تعداد میں صرف تین سو تیرہ تھے۔

اور دوسری جماعت حق تعالیٰ اور اس کے رسول کا انکار کرنے والوں کی تھی وہ ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کی جماعت تھی، جو تعداد میں ایک ہزار تھے، یہ لوگ کھلی آنکھوں سے اس بات کا مشاہدہ کر رہے تھے کہ ہم تعداد میں اصحاب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے کئی حصہ زیادہ ہیں۔ اور قُلْ لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا کے معنی یہ بھی بیان کئے گئے ہیں کہ آپ بنی قریظہ اور نضیر سے فرما دیجئے کہ عنقریب تم قتل اور جلاوطنی کے ساتھ مغلوب کئے جاؤ گے اور پھر قیامت کے دن جہنم کی طرف جمع کئے جاؤ گے جو بدترین ٹھکانا ہے۔

غزوۂ بدر سے دو سال قبل ان کو اس چیز کی اطلاع دی گئی پھر حق تعالیٰ نے اگلی آیت نازل فرمائی کہ اے گروہ یہود تمہارے لئے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے لئے دو جماعتوں میں جن کا بدر میں مقابلہ ہوا علامت ہے، ان میں ایک جماعت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی تھی جو راہ خدا میں لڑ رہی تھی، دوسری جماعت ابو سفیان اور اس کے ساتھیوں کی تھی، جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا انکار کرنے والی تھی، اور وہ ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کی جماعت تھی، اور اے یہودیو! تم ابوسفیان کی جماعت کو اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اپنی آنکھوں سے کئی گنا زیادہ دیکھ رہے تھے، اور حق تعالیٰ نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو قوت دی اور غزوہ بدر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مدد فرمانے میں مومنین اور بینش والوں کے لئے بڑی عبرت ہے

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ

(دانش، بینش والے لوگوں کے لئے خوشنما معلوم ہوتی ہے دلکش) لوگوں کو محبت مرغوب چیزوں کی (مثلاً) عورتیں ہوئیں

وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ

بیٹے ہوئے لگے ہوئے ڈھیر ہوئے سونے اور چاندی کے نمبر (یعنی نشان) لگے ہوئے گھوڑے ہوئے (یا دوسرے)

الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ

مواشی ہوئے اور زراعت ہوئی (لیکن) یہ سب استعمالی چیزیں ہیں دنیوی زندگانی کی اور

الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴿۱۴﴾

انجام کار کی خوبی تو اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے

عارضی فائدہ اس کے بعد حق تعالیٰ ان دنیاوی نعمتوں کو بیان فرماتے ہیں جو کفار کو خوشنما معلوم ہوتی ہیں، ان لوگوں کو محبت مرغوب چیزوں کی مثلاً باندیاں اور عورتیں غلام اور لڑکے اور مالوں کے ڈھیر سونے اور چاندی کے سکے قناطیر قنطار کی جمع ہے سونے اور چاندی سے بھری ہوئی تھیلی کو کہتے ہیں، اور یہ بھی معنی بیان کئے گئے ہیں، ایک ہزار دو سو مثقال کو قنطار کہتے ہیں۔ اور قناطیر تین[۳] اور مقنطرۃ نو[۹] کو بولتے ہیں، اور نشان لگائے ہوئے خوبصورت گھوڑے اور اونٹ گائے بکریاں اور کھیتیاں یہ سب چیزیں ان کو خوشنما معلوم ہوتی ہیں۔

مگر یہ تمام چیزیں دنیاوی زندگی میں کار آمد ہیں پھر ان کا خاتمہ ہوجائے گا، اور یہ بھی معنی بیان کئے گئے ہیں کہ ان مذکورہ چیزوں کی بقا اور زندگی گھر کے سامان رکابی اور پیالہ کے طریقہ پر ہے، اور جو ان تمام چیزوں کو چھوڑے اس کے لئے حقیقی خوبی آخرت میں یعنی جنت ہے جیسا کہ حق تعالیٰ نے دنیاوی نعمتیں بیان کی ہیں ۔

قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ۭ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ

آپ فرما دیجئے کہ کیا میں تم کو ایسی چیز بتلا دوں جو (بدرجہا) بہتر ہو ان چیزوں سے (سو سنو) ایسے لوگوں کیلئے

رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

جو اللہ سے) ڈرتے ہیں انکے مالک (حقیقی) کے پاس ایسے ایسے باغ ہیں جن میں نہریں جاری ہیں ان میں ہمیشہ

وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ؀

ہمیشہ کو رہیں گے اور (انکے لئے) ایسی بیبیاں ہیں جو صاف ستھری کی ہوئی ہیں اور (ان کیلئے) خوشنودی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ خوب دیکھتے ہیں بندوں (کے احوال) کو

اخروی نعمتوں کا مقام اب اسی طرح آخرت کی نعمتیں اور ان کا بقاء اور انکی افضلیت بیان فرماتے ہیں، اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان کفار سے فرما دیجئے کہ تمہیں ایسی چیز بتلاؤں جو ان مذکورہ دنیاوی چیزوں سے بدرجہا بہتر ہو تو سنو ایسے حضرات کے لئے جو کفر و شرک اور تمام بیحیائیوں کی باتوں سے ڈرتے ہیں جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رض اور ان کے ساتھی ان کے لئے ایسے باغات ہیں، جن میں درختوں اور مکانوں کے نیچے سے شراب طہور شہد دودھ اور پانی کی نہریں جاری ہیں، یہ لوگ ان بہشتوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، جس میں نہ موت آئے گی، اور نہ یہ لوگ وہاں سے نکالے جائیں گے، ان کے لئے ایسی بیبیاں ہونگی، جو حیض وغیرہ اور تمام چیزوں سے ہر طرح صاف ستھری ہوں گی اور مزید ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی جو خوشنودی ہوگی وہ ان تمام چیزوں سے بڑھ کر ہے۔

اور حق تعالیٰ مسلمانوں اور ان کے جنت میں مراتب، اور ان کے تمام اعمال دنیوی سے بخوبی واقف ہیں، اب

آگے ایسے حضرات کی بعض تفصیلی صفات بیان فرماتے ہیں :-

الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا إِنَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَقِنَا عَذَابَ

(وہ) ایسے لوگ (ہیں) جو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لے آئے سو آپ ہمارے گناہوں کو معاف کر دیجیے اور ہم کو دوزخ

النَّارِ ﴿١٦﴾ الصَّابِرِينَ وَالصَّادِقِينَ وَالْقَانِتِينَ وَالْمُنْفِقِينَ

سے بچا لیجیے (اور وہ لوگ) صبر کرنے والے ہیں اور راست باز ہیں اور (اللہ کے سامنے) فروتنی کرنے والے ہیں اور

وَالْمُسْتَغْفِرِينَ بِالْأَسْحَارِ ﴿١٧﴾ شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ

(مال) خرچ کرنیوالے ہیں اور اخیر شب میں اُٹھ اُٹھ کر گناہوں کی معافی چاہنے والے ہیں گواہی دی ہے

وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ ۚ لَا إِلَٰهَ إِلَّا

اللہ تعالیٰ نے اسکی کہ بجز اس ذات کے کوئی معبود ہونیکے لائق نہیں اور فرشتوں نے بھی اور اہل علم نے بھی اور وہ معبود بھی

هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١٨﴾

وہ اس شان کے ہیں کہ اعتدال کے ساتھ انتظام رکھنے والے ہیں اسکے سوا کوئی معبود ہونیکے لائق نہیں وہ زبردست ہیں حکمت والے ہیں۔

النصف

صالحین کا طریقہ دعاء

ایسے حضرات دنیا میں بارگاہ الٰہی میں یہ عرض کرتے ہیں کہ ہم آپ پر اور آپکے رسول ﷺ پر ایمان لائے ہیں، تو ہمارے زمانہ جاہلیت والے اور جاہلیت کے بعد والے تمام گناہوں کو معاف فرما دیجئے اور ہم سے دوزخ کے عذاب کو دور کر دیجیے یہ ایسے حضرات ہیں جو فرائض خداوندی اور گناہوں سے بچنے میں ثابت قدم رہنے والے ہیں، اور ایمان میں راست باز ہیں اور حق تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنے والے ہیں، اور راہ خدا میں اپنے اموال کو خرچ کرنے والے ہیں اور اخیر شب میں نمازیں پڑھنے والے ہیں۔

اب حق تعالیٰ اپنی توحید کو خود بیان فرماتے ہیں، اگرچہ اس کی ذات کے علاوہ اور کوئی اس کی توحید کے متعلق گواہی نہ دے؟ اور فرشتے اور انبیاء کرام اور مومنین بھی اس کی توحید کی گواہی دیتے ہیں۔

اور معبود حقیقی ہر ایک چیز کا اعتدال کے ساتھ انتظام رکھنے والے ہیں، اور جو اس پر ایمان نہ لائے اس سے انتقام لینے میں غالب ہیں اور حکمت والے ہیں کہ اس بات کا حکم دیا کہ اس کے علاوہ اور کسی کی عبادت نہ کی جائے

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ قف وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِیْنَ

بلاشبہ دین (حق اور مقبول) اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف اسلام ہی ہے اور اہل کتاب نے جو اختلاف کیا (کہ اسلام کو

اُوْتُوا الْکِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَھُمُ الْعِلْمُ بَغْیًۢا بَیْنَھُمْ ط

باطل کہا) تو ایسی حالت کے بعد کہ انکو دلیل پہنچ چکی تھی محض ایک دوسرے سے بڑھنے کے سبب سے اور جو شخص

وَمَنْ یَّکْفُرْ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ فَاِنَّ اللّٰہَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹﴾

اللہ تعالیٰ کے احکام کا انکار کرے گا تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت جلد اس کا حساب لینے والے ہیں

محبوب دین

بلاشبہ پسندیدہ دین اسلام ہے اور یہ معنی بھی بیان کئے گئے ہیں کہ اس مقام پہ تقدیم و تاخیر ہے اور مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ دین اسلام کی اور اس چیز کی حق تعالیٰ اور تمام فرشتوں اور انبیاء کرام اور مومنین نے گواہی دی ہے یہ آیت شام کے دو آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی جنہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا کہ کون سی گواہی کتاب اللہ میں سب سے بڑی ہے چنانچہ آپ نے یہ بیان کی اور وہ مشرف باسلام ہو گئے، یہود و نصاریٰ نے اسلام اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں باوجودیکہ ان کی کتابوں میں اس چیز کے متعلق دلیل پہنچ چکی تھی جو اختلاف کیا ہے اس کا منشاء محض حسد ہے، اور جو شخص محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا انکار کرے تو حق تعالیٰ سخت عذاب دینے والے ہیں ؞

فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْھِیَ لِلّٰہِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ط

پھر بھی اگر یہ لوگ آپ سے حجتیں نکالیں تو آپ فرما دیجئے کہ (تم مانو یا نہ مانو) میں تو اپنا رخ خاص اللہ کی طرف کر چکا

وَقُلْ لِّلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ وَالْاُمِّیّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ط فَاِنْ

اور جو جو میرے پیرو تھے وہ بھی اور کہئے اہل کتاب سے اور (مشرکین) عرب سے کہ کیا تم بھی اسلام لاتے ہو سو اگر وہ

اَسْلَمُوْا فَقَدِ اھْتَدَوْا ج وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْكَ الْبَلٰغُ ط

لوگ اسلام لے آویں تو وہ لوگ بھی راہ پر آجاویں گے اور اگر وہ لوگ روگردانی رکھیں تو

وَاللّٰہُ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰﴾ ع

آپکے ذمہ صرف پہنچا دینا ہے اور اللہ تعالیٰ خود دیکھ (اور سمجھ) لیں گے بندوں کو

خصومت کفار

ان لوگوں کو دین اسلام کے بارے میں جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خصومت تھی اب حق تعہ اس کو بیان فرماتے ہیں کہ اگر یہود و نصاریٰ اسکے بعد بھی آپ سے دین میں جھگڑیں تو آپ فرما دیجیے کہ میں تو اپنے دین اور عمل کو خالص حق تعہ کے لئے کر چکا ہوں اور میرے پیرو بھی اور آپ یہود و نصاریٰ اور عرب سے فرما دیجیے کہ جیسا کہ ہم اسلام لائے ہیں کیا تم بھی اسلام لاتے ہو اللہ تعہ فرماتے ہیں اگر وہ اسلام لے آئیں تو راہ راست پر آگئے، اور اگر اس سے روگردانی کی تو آپ پر تو احکام کا پہنچا دینا ہے۔ اللہ تعہ خود سمجھ لیں گے کہ کون ایمان لایا اور کون ایمان نہیں لایا :

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ حَقٍّ

بے شک جو لوگ کفر کرتے ہیں اللہ تعہ کی آیات کے ساتھ اور قتل کرتے ہیں پیغمبروں کو ناحق اور قتل کرتے

وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْهُمْ

ہیں وہ ایسے شخصوں کو جو (افعال و اخلاق کے) اعتدال کی تعلیم دیتے ہیں سو ایسے لوگوں کو

بِعَذَابٍ أَلِيمٍ (۲۱)

خبر سنا دیجیے ایک سزائے دردناک کی۔

کفر کا مآل

بے شک جو لوگ کفر کرتے ہیں محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا اور انبیاء کرام کو قتل کرتے ہیں در آنحالیکہ یہ قتل کرنا خود ان کے نزدیک بھی برا ہے نیز ایسے لوگوں کو بھی قتل کرتے ہیں جو انبیاء کرام پر ایمان لائے اور توحید کا حکم دیتے ہیں، تو ایسے لوگوں کو ایک سزائے دردناک کی خبر سنا دیجیے کہ شدت انکے دلوں تک سرایت کر جائے گی :

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ز

(اور) یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے سب اعمال (صالحہ) غارت ہو گئے دنیا میں اور آخرت میں اور (سزا کے

وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ (۲۲) أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا

وقت) ان کا کوئی حامی مددگار نہ ہوگا (اے محمد) کیا آپ نے ایسے لوگ نہیں دیکھے جنکو کتاب (توراۃ) کا ایک

مِنَ الْكِتَابِ يُدْعَوْنَ إِلَىٰ كِتَابِ اللَّهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ

(کافی) حصہ دیا گیا اور اسی کتاب اللہ کی طرف اس غرض سے ان کو بلایا بھی جاتا ہے کہ وہ ان کے درمیان

فَرِيقٌ مِّنْهُمْ وَهُم مُّعْرِضُونَ ﴿۲۳﴾

فیصلہ کردے پھر (بھی) ان میں سے بعض لوگ انحراف کرتے ہیں بے رخی کرتے ہوئے

خسارہ میں رہنے والے ایسے لوگوں کی سب نیکیاں غارت ہوگئیں، اور ان کو آخرت میں بھی اسپر کوئی ثواب نہیں ملے گا۔

خیبر والوں میں سے بنی قریظہ اور نظیر نے زانی کے سنگسار کرنے سے انکار کیا تھا، اس کا حق تعالیٰ تذکرہ فرماتے ہیں۔

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کیا آپ نے ایسے لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں علم تورات کا ایک کافی حصہ دیا گیا ہے، جس میں رجم وغیرہ کا بھی بیان ہے۔

اور اسی غرض سے قرآن کریم کی طرف ان کو بلایا بھی جاتا ہے، تاکہ ان شادی شدہ مرد و عورت کے درمیان جنہوں نے خیبر میں زنا کیا ہے، سنگسار کرنے کا اپنی کتاب کے مطابق فیصلہ کریں تو اس میں سے بنو قریظہ اور اہل خیبر اس حکم سے اعراض کرتے ہیں اور اس کو جھٹلاتے ہیں اور یہ اعراض و تکذیب محض اس وجہ سے ہے کہ ان کا اعتقاد یہ ہے کہ ہمیں آخرت میں دوزخ کی آگ صرف چالیس دن تک چھوئے گی ؎

لباب النقول فی اسباب النزول فرمان الٰہی اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا الخ ابن ابی حاتم اور ابن منذر نے عکرمہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیت المدراس میں یہودیوں کی ایک جماعت کے پاس تشریف لے گئے، اور ان کو توحید خداوندی کی دعوت دی تو ان میں سے نعیم بن عمرو اور حارث بن زید بولے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم کون سے دین پر ہو، رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت ابراہیم ؑ کے دین اور انکی ملت پر تو وہ بولے ابراہیم ؑ تو یہودی تھے، رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، چلو تورات دیکھ لیں، وہ ہمارے اور تمہارے درمیان فیصل ہے اس چیز سے انہوں نے انکار کیا، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، کیا آپ ایسے لوگوں کو نہیں دیکھتے، جن کو کتاب سماوی کا ایک کافی حصہ دیا گیا ہے ؎

ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لَن تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ

(اور) یہ اس سبب سے ہے کہ وہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ ہم کو صرف گنتی کے تھوڑے دنوں تک دوزخ کی آگ لگے گی اور انکو

وَغَرَّهُمْ فِي دِينِهِم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿۲۴﴾ فَكَيْفَ إِذَا

دھوکہ میں ڈال رکھا ہے انکی تراشی ہوئی باتوں نے سو ان کا کیا (برا) حال ہوگا جبکہ ہم ان کو اس تاریخ میں

جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ قف وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ

جمع کر لینگے جسکے (آنے) میں ذرا شبہ نہیں اور (اس تاریخ میں) پورا پورا بدلہ مل جاویگا ہر شخص کو

مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۵﴾

جو کچھ اس نے (دنیا میں کیا تھا) اور ان (شخصوں) پر ظلم نہ کیا جاوے گا۔

یہود کی خوش فہمی

اور ان یہودیوں کی ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ آخرت کے دنوں میں سے سات دن ہم دوزخ میں جائیں گے کہ ان میں ایک دن ایک ہزار سال کے برابر ہوگا، اور یہ سزا کے وہ دن ہونگے، جن میں ہمارے آباؤ اجداد نے گوسالہ کی پرستش کی تھی، اور ان کی اس تراشی ہوئی باتوں نے یہودیت پر قائم رہنے کے لئے ان کو دھوکہ میں ڈال رکھا ہے یا یہ کہ عذاب کی تاخیر نے، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مرنے کے بعد اس دن جس کے آنے میں ذرا بھی شک نہیں ان لوگوں کا کیا ہوگا، اور یہ کیا کریں گے اور اس دن ہر ایک نیک و بد کو اس کی نیکی اور بدی کا پورا پورا بدلہ مل جائے گا، در آں حالیکہ نہ ان کی نیکیوں میں کسی قسم کی کمی کی جائے گی، اور نہ انکی برائیوں میں کوئی اضافہ اور زیادتی کی جائے گی۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ

(اے محمد) آپ (اللہ تعالیٰ سے) یوں کہیئے کہ اے اللہ مالک تمام ملک کے آپ ملک جسکو چاہیں دے دیتے ہیں اور جس سے

الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ز وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ

چاہیں ملک لے لیتے ہیں، اور جس کو آپ چاہیں غالب کر دیتے ہیں اور جس کو آپ چاہیں پست کر دیتے ہیں آپ

تَشَآءُ ط بِيَدِكَ الْخَيْرُ ط اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۶﴾

ہی کے اختیار میں ہے سب بھلائی بلاشبہ آپ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں

طریقۂ حمدِ باری

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ اللہ تعالیٰ سے یوں عرض کیجیئے، اے اللہ ہمیں نیکی کے راستہ پر ڈال، اے تمام ملک کے مالک آپ ملک کا جتنا حصہ جسکو چاہیں دے دیتے ہیں یعنی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کو اور جس سے چاہیں مثلاً فارس و ملک روم لے لیتے ہیں، اور جسے چاہیں یعنی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو عزت دیتے ہیں، اور عبداللہ بن ابی سلول اور اس کے ساتھیوں اور اہل فارس اور روم کو ذلیل کرتے ہیں، عزت و ذلت بادشاہت اور مال غنیمت نصرت و دولت یہ سب آپ کے قبضہ قدرت میں ہے، اور آپ تمام چیزوں پر قادر ہیں۔

یہ آیت عبداللہ بن ابی بن سلول منافق کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جس وقت مکہ مکرمہ فتح ہوا تھا، تو اس نے کہا کہ فارس و روم کی بادشاہت ان کو کہاں سے حاصل ہوگی، اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے، کہ یہ آیت قریش کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ وہ کہتے تھے کہ کسریٰ بادشاہ دیباج کے بستروں پر سوتا ہے، اگر آپ نبی ہیں تو پھر آپ کی بادشاہت کہاں گئی ؟

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ الخ ابن ابی حاتم نے قتادہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار سے دعا فرمائی کہ روم اور فارس کی بادشاہت آپ کی امت کو دے دی جائے، اس پر حق تعالیٰ (قبولیت دعا میں) یہ آیت نازل فرمائی ؟

تُولِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ز وَتُخْرِجُ

آپ رات (کے اجزاء) کو دن میں داخل کر دیتے ہیں اور (بعض فصلوں میں) دن (کے اجزاء) کو رات میں داخل کر دیتے ہیں

الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ

اور آپ جاندار چیز کو بیجان سے نکال لیتے ہیں (جیسے بیضہ سے بچہ) اور بیجان چیز کو جاندار سے نکال لیتے ہیں (جیسے پرندسے بیضہ) اور جس کو چاہتے ہیں بے شمار رزق عطا فرماتے ہیں

مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٢٧﴾

نظارہ قدرت

اس کے بعد حق تعالیٰ اپنی قدرت کا نظارہ کراتے ہیں کہ وہ کبھی دن کو رات سے زیادہ بڑا کرتا اور کبھی رات کو دن سے بڑا کر دیتا ہے، اور وہ ذات نطفہ سے بچہ کو پیدا کر دیتی ہے اور نطفہ کو انسان سے نکالتی ہے، اور یہ معنی بھی بیان کیے گئے ہیں، کہ وہ ذات انڈے سے مرغی کو اور مرغی سے انڈے کو اور گیہوں کے دانے سے بالوں کو اور بالوں سے دانوں کو نکال دیتی ہے، اور جس کو چاہتا ہے، بغیر محنت و مشقت کے رزق دیتا ہے، یا یہ کہ جس پر چاہتا ہے بغیر کسی تنگی اور سختی کے مال کی فراخی کر دیتا ہے ؟

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ج

مسلمانوں کو چاہیے کہ کفار کو (ظاہراً یا باطناً) دوست نہ بناویں مسلمانوں (کی دوستی) سے تجاوز کر کے

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا

اور جو شخص ایسا (کام) کرے گا سو وہ شخص اللہ کے ساتھ دوستی رکھنے کے کسی شمار میں نہیں مگر ایسی

مِنْهُمْ تُقٰىةً ط وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ط وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸﴾

صورت میں کہ تم ان سے کسی قسم کا (قوی) اندیشہ رکھتے ہو اور اللہ تعالیٰ تم کو اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور خدا ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے

نازیبا بات

مسلمانوں کے لئے یہ چیز زیبا نہیں کہ وہ عبد اللہ بن ابی یہودی اور اس کے ساتھیوں کو خالص ایمان والوں سے تجاوز کر کے دوست بنائیں۔

اور جو ایسی دوستی رکھے گا، تو وہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور دوستی کے کسی شمار میں نہیں ہوگا، مگر یہ کہ صرف زبانی دوستی کر کے ان سے نجات حاصل کرنا چاہتے، اور اللہ تعالیٰ تم کو ناحق قتل کرنے اور حرام کاری اور حرام مال شراب پینے اور جھوٹی گواہیوں اور حق تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے سے ڈراتا ہے، اور مرنے کے بعد اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

حکم خداوندی لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الخ۔ ابن جریر نے سعید یا عکرمہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رض سے روایت نقل کی ہے کہ حجاج بن عمرو اور ابن الحقیق اور قیس بن زید نے انصار کی ایک جماعت سے دوستی کی تاکہ ان کے دین میں فتنہ ڈالیں، تو رفاعۃ بن منذر اور عبد اللہ بن جبیر اور سعد بن حثمہ ان حضرات نے انصار سے کہا، یہودیوں کی اس جماعت سے بچو، اور ان سے دوستی کرنے میں احتیاط کرو کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ تمہارے دین میں کوئی فتنہ پردازی کریں، مگر ان انصاریوں نے ان کی بات ماننے سے انکار کیا، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ کفار کو دوست نہ بنائیں۔

قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ط

آپ فرمادیجئے کہ اگر تم پوشیدہ رکھو گے اپنا مافی الضمیر یا اس کو ظاہر کرو گے اللہ تعالیٰ اسکو (ہر حال میں) جانتے ہیں

وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ط وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ

اور وہ تو سب کچھ جانتے ہیں جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے، اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت بھی کامل

شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۹﴾ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ

رکھتے ہیں جس روز (ایسا ہوگا) کہ ہر شخص اپنے اچھے کئے ہوئے کاموں کو سامنے لایا ہوا

مُّحْضَرًا ج وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ج تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗ

پائیگا اور اپنے برے کئے ہوئے کاموں کو (بھی اور) اس بات کی تمنا کرے گا کہ خوب ہوتا جو اس شخص کے اور

اَمَدًۢا بَعِيْدًا ؕ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ؕ وَاللّٰهُ

اس روز کے درمیان میں دور دراز کی مسافت (حائل) ہوتی اور خدا تعالیٰ تم کو اپنی ذات (عظیم الشان) سے

رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ع ﴿۳۰﴾

ڈراتے ہیں اور اللہ تو نہایت مہربان ہیں بندوں پر

عالم الغیب ذات

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرما دیجیے کہ اگر تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عداوت و دشمنی دل ہی میں پوشیدہ رکھو یا آپ کی شان میں گستاخیاں کر کے زبان سے ظاہر کرو، وہ سب کو جانتا ہے، اور سب پر بدلہ دے گا، اور اسی کی کیا تخصیص ہے، وہ تو تمام خیر و شر اور ہر ایک ظاہر و پوشیدہ باتوں کو جانتے ہیں، وہ تو تمام آسمانوں اور زمینوں پہ اور آدمیوں کو جزا و سزا دینے پر قادر مطلق ہیں، یہ آیت منافقین اور یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، اور قیامت کا دن تو ایسا ہو گا جس دن ہر ایک اپنے اچھے اور بُرے کاموں کو اپنے سامنے نامۂ اعمال میں مکتوب پائے گا اور یہ تمنا کرے گا کہ کیا اچھا ہوتا اس نفس اور اس بُرے عمل کے درمیان ایک دور دراز زمانہ کی مسافت حائل ہو جاتی، اور تم کو حق تعالیٰ گناہ کرنے سے ڈراتے ہیں کیونکہ وہ مسلمانوں پر بہت ہی مہربان ہیں ؂

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ

آپ فرما دیجیے کہ اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میرا اتباع کرو خدا تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے اور

ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۱﴾ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ

تمہارے سب گناہوں کو معاف کر دیں گے اور اللہ تو بڑے معاف کرنے والے بڑی عنایت فرمانے والے ہیں (اور)

وَالرَّسُوْلَ ج فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾

آپ (یہ بھی) فرما دیجیے کہ تم اطاعت کیا کرو اللہ کی اور اسکے رسول کی پھر (اس پر بھی) اگر وہ لوگ اعراض کریں سو

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ

(سن رکھیں کہ) اللہ تو کافروں سے محبت نہیں کرتے بیشک اللہ تو نے (نبوت کے لئے) منتخب فرمایا ہے حضرت آدم علیہ السلام کو

عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۳﴾

(اور حضرت) نوح علیہ السلام کو اور (حضرت) ابراہیم علیہ السلام کی اولاد (میں) سے بعضوں کو اور عمران کی اولاد (میں) سے بعضوں کو تمام جہان پر

تقاضائے محبت

محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان لوگوں سے فرما دیجئے کہ اگر تم حق تعہ اور اس کے دین سے محبت رکھتے ہو، تو میرے دین کی اتباع کرو، اللہ تعہ تمہاری محبت میں اضافہ فرمائیں گے، اور تمہاری یہودیت کو معاف فرمائیں گے۔ کیونکہ جو توبہ کرے حق تعہ غفور ہیں اور جو توبہ نہ کرے تو اللہ تعہ رحیم ہیں، یہ آیت کریمہ یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، کیونکہ وہ اس بات کے قائل تھے کہ ہم اللہ تعہ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں۔

جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو عبداللہ ابن ابی بولا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہمیں اس بات کا حکم دیتے ہیں کہ ہم ان سے اس طرح محبت کریں، جیسا کہ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰؑ سے محبت کی اور بقیہ یہودی بولے ان کا منشاء یہ ہے کہ ہم ان کو رب حنان بنالیں، جیسا کہ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰؑ کو حنان بنایا۔

تو حق تعہ نے اگلی آیت نازل فرمائی کہ فرائض و واجبات میں اطاعت کرو اور اگر اللہ تعہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت سے روگردانی کرتے ہو، تو حق تعہ یہودیوں اور کافروں سے محبت نہیں فرماتے، جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، تو یہودی بولے کہ ہم تو آدم علیہ السلام کے دین پر ہیں، اور مسلمان ہیں، اس پر حق تعہ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اللہ تعہ نے حضرت آدم اور اولاد ابراہیم موسیٰ و ہارون علیہم السلام کو اسلام کی وجہ سے تمام جہان والوں پر فضیلت عطا کی ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ عمران سے حضرت موسیٰؑ کے والد مراد نہیں

ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٣٤﴾

بعضے ان میں بعضوں کی اولاد ہیں اور اللہ تعہ خوب سننے والے ہیں خوب جاننے والے ہیں جبکہ عمران (پدر مریمؑ) کی

إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي

بی بی نے (حالت حمل میں) عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میں نذر مانتی ہے آپکے لئے اس بچہ کی جو میرے شکم میں ہے کہ

مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي ۖ إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٣٥﴾ فَلَمَّا

وہ آزاد رکھا جاویگا سو آپ مجھ سے (بعد ولادت) قبول کر لیجئے بیشک آپ خوب سننے والے جاننے والے ہیں پھر جب

وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنْثَىٰ ۗ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا

لڑکی جنی (حسرت سے) کہنے لگیں کہ اے میرے پروردگار میں نے تو وہ حمل لڑکی جنی حالانکہ خدا تعہ زیادہ جانتے ہیں

وَضَعَتْ ۗ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثَىٰ ۖ وَإِنِّي سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ

اسکو جو انہوں نے جنی اور وہ لڑکا جو انہوں نے چاہا تھا، اس لڑکی کے برابر نہیں اور میں نے اس لڑکی کا نام مریم رکھا

وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ (۳۶)

اور میں اس کو اور اس کی اولاد کو (اگر کبھی اولاد ہو) آپکی پناہ میں دیتی ہوں شیطان مردود سے

علیم و خبیر بعض ان میں سے بعض کے دین پر ہیں اور بعض ان میں سے بعض کی اولاد ہیں، اور حق تعالیٰ یہود کے اس دعوے کو خوب سننے والے اور ان کے انجام کو، اور جو ان کے دین پر ہو، اس کے انجام وسزا کو بخوبی جاننے والے ہیں۔

اور اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم وہ وقت بھی یاد کیجئے جبکہ حسنہ حضرت مریمؑ کی والدہ نے کہا کہ جو میرے شکم میں ہے میں نے اس کو بیت المقدس کی خدمت کے لئے کر دیا ہے، آپ دعاؤں کے سننے والے اور اسکی قبولیت اور جو کچھ میرے پیٹ میں ہے اس کو بخوبی جاننے والے ہیں، چنانچہ جب انہوں نے لڑکی جنی تو حسرت سے عرض کرنے لگیں۔ پروردگار میں نے تو لڑکی جنی ہے، حالانکہ جو انہوں نے جنا حق تعالیٰ تو اسے زیادہ جانتے تھے، اور لڑکا خدمت وغیرہ میں کسی طرح اس لڑکی کے برابر نہیں ہو سکتا، اور میں اس لڑکی کو اور اگر اس کے اولاد ہو تو آپ کی پناہ اور حفاظت میں دیتی ہوں شیطان مردود سے :-

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَّأَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ

بس اُن (مریم علیہا السلام) کو ان کے رب نے بوجہ احسن قبول فرمالیا اور عمدہ طور پر اُن کو نشو ونما دیا اور

وَّكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۖ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ

(حضرت زکریاؑ کو ان کا سرپرست بنایا سو) جب کبھی زکریا (علیہ السلام) اُنکے پاس عمدہ مکان میں

وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ أَنّٰى لَكِ هٰذَا ۖ قَالَتْ

تشریف لاتے تو ان کے پاس کچھ کھانے پینے کی چیزیں پاتے (اور) یوں فرماتے کہ اے مریمؑ یہ چیزیں تمہارے

هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۖ إِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ (۳۷)

واسطے کہاں سے آئیں وہ کہتیں کہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آئیں بیشک اللہ تعالیٰ جسکو چاہتے ہیں بے استحقاق رزق عطا فرماتے ہیں

احسان ربانی غرضکہ حق تعالیٰ نے ان پر احسان فرمایا، اور لڑکے کی جگہ مریم علیہ السلام کو قبول فرمالیا، اور عبادات کے سالوں، مہینوں، دنوں اور گھڑیوں میں عمدہ طور پر غذاؤں سے انکی نشو ونما فرمائی اور ان کو زکریا علیہ السلام کی تربیت کے لئے سپرد فرمایا۔

اور اس عمدہ مکان میں جس میں مریم علیہا السلام عبادت خداوندی میں مصروف تھیں،

جس وقت حضرت زکریا تشریف لاتے تو سردیوں کے میوے گرمیوں میں جیسا کہ گنا، اور گرمیوں کے میوے سردیوں میں جیسا کہ انگور ان کے پاس پاتے، تو وہ یہ دیکھ کر فرماتے کہ بغیر وقت کے یہ چیزیں تمہارے پاس کہاں سے آئیں وہ فرماتیں کہ منجانب اللہ بواسطۂ جبریل امین آئی ہیں بے شک حق تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں وقت بے وقت کے بغیر استحقاق اور اندازہ کے عطا فرماتے ہیں ::

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ

اس موقعہ پر دعا کی (حضرت) زکریا (علیہ السلام) نے اپنے رب سے عرض کیا کہ اے میرے رب عنایت کیجئے مجھ کو خاص

لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۸﴾ فَنَادَتْهُ

اپنے پاس سے کوئی اچھی اولاد بیشک آپ بہت سننے والے ہیں دعاء کے پس پکار کے کہا

الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّیْ فِی الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ

اُن سے فرشتوں نے اور وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے محراب میں کہ اللہ تعالیٰ آپکو بشارت دیتے ہیں

بِيَحْيٰى مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا

یحییٰؑ کی جنکے احوال یہ ہونگے کہ وہ کلمۃ اللہ کی تصدیق کرنیوالے ہوں گے اور مقتدا ہونگے اور اپنے نفس کو

مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۳۹﴾

(لذات سے) بہت روکنے والے ہونگے اور نبی بھی ہونگے اور اعلیٰ درجہ کے شائستہ ہونگے

حضرت زکریاؑ کی دُعاء اسی موقع پر حضرت زکریاؑ نے دعا فرمائی کہ خاص اپنے پاس سے کوئی نیک اولاد عطا فرمائیے، بے شک آپ دعا کے قبول فرمانے والے ہیں، سو ان سے پکار کر جبریل نے کہا، اور وہ بحالت نماز مسجد میں تھے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ایسے لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا، جن کی شان یہ ہوگی کہ وہ کلمۃ اللہ یعنی عیسیٰ بن مریم کی جو کہ بغیر باپ کے پیدا کئے گئے ہیں تصدیق کرنے والے ہونگے، دوسرے بردبار ہوں گے، تیسرے اپنے آپ کو لذات سے روکنے والے ہوں گے، اور چوتھے اعلیٰ درجہ کے نبی ہوں گے ::

قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِیَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِیْ

زکریاؑ نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میرے لڑکا کس طرح ہوگا حالانکہ مجھ کو بڑھاپا آپہنچا اور میری بی بی بھی بانجھ

عَاقِرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ﴿۴۰﴾

جننے کے قابل نہیں رہی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اسی حالت میں لڑکا ہو جائیگا کیونکہ اللہ تعالیٰ تو جو کچھ ارادہ کریں کر دیتے ہیں

عرض زکریا { حضرت زکریا علیہ السلام نے بواسطۂ جبریل جناب باری تعالیٰ میں عرض کیا، کہ میرے لڑکا کس طرح ہوگا، حالانکہ مجھے بڑھاپا آپہنچا اور میری بیوی بھی بچہ جننے کے قابل نہیں ہے، ندا آئی کہ جیسا تم سے کہا گیا اسی طرح ہوگا۔

قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ؕ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ

انہوں نے عرض کیا اے پروردگار میرے واسطے کوئی نشانی مقرر کر دیجئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہاری نشانی یہی ہے کہ تم لوگوں سے

ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ؕ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ

تین روز تک باتیں نہ کر سکو گے، بجز اشارہ کے اور اپنے رب کو (دل سے) بکثرت یاد کیجیو اور (زبان سے بھی) تسبیح (و

بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ﴿۴۱﴾ ع وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ

تقدیس) کیجیو دن ڈھلے بھی اور صبح کو بھی (کہ اسکی قدرت رہیگی) اور (وہ وقت قابل ذکر ہے) جبکہ فرشتوں نے کہا کہ اے

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ

مریم بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تم کو منتخب (یعنی مقبول) فرمایا ہے اور پاک بنایا ہے اور تمام جہان بھر کی بیبیوں کے مقابلہ

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۲﴾

میں منتخب فرمایا ہے۔

بشارت کی علامت { حضرت زکریا علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میری بیوی کے حمل کے ٹھہر جانے پر کوئی نشانی مقرر فرما دیجئے، ارشاد ہوا کہ تمہاری بیوی کے حاملہ ہونے پر تمہارے لئے نشانی یہ ہے کہ تم لوگوں سے بات نہ کر سکو گے اس میں گونگے ہونے کا کوئی عیب نہ ہوگا، بجز ہونٹوں آنکھوں اور ہاتھوں سے اشارہ کرنے کے یا یہ کہ زمین وغیرہ پر لکھنے کے۔

سوا اپنے رب کو دل اور زبان سے بکثرت یاد کیجیو، اور صبح و شام نماز پڑھیو، جیسا کہ پڑھتے ہو، جس وقت جبریل امین (اور فرشتوں نے) فرمایا، اے مریم حق تعالیٰ نے تم کو اسلام اور عبادت کے لئے منتخب فرما لیا،

ع ۴ / ۱۲

اور کفر و شرک اور تمام بری باتوں سے اور کہا گیا ہے قتل وغیرہ سے پاک صاف فرما لیا، اور تمام جہان بھر کی عورتوں کے مقابلہ میں تم کو چن لیا ہے ::

يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾ ذٰلِكَ

اے مریمؑ اطاعت کرتی رہو اپنے پروردگار کی اور سجدہ کیا کرو اور رکوع کیا کرو ان لوگوں کے ساتھ جو رکوع کرنے

مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ؕ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ

والے ہیں یہ قصے منجملہ غیب کی خبروں کے ہیں ہم انکی وحی بھیجتے ہیں آپکے پاس اور آپ ان لوگوں کے پاس نہ تو اسوقت

اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۪ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ

موجود تھے جبکہ وہ (قرعہ کے طور پر) اپنے اپنے قلموں کو (پانی میں) ڈالتے تھے کہ ان سب میں کون شخص حضرت مریمؑ کی کفالت

يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۴۴﴾ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ

کرے، اور نہ آپ انکے پاس اسوقت موجود تھے جبکہ باہم اختلاف کر رہے تھے (اسوقت کو یاد کرو) جبکہ فرشتوں نے (یہ بھی) کہا

بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۖ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا

اے مریمؑ بیشک اللہ تم کو بشارت دیتے ہیں ایک کلمہ کی جو منجانب اللہ ہوگا اس کا نام (و لقب) مسیح عیسیٰؑ بن مریم ہوگا

فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۵﴾

با آبرو ہوں گے دنیا میں اور آخرت میں اور منجملہ مقربین کے ہوں گے

تلقین اطاعت

لہٰذا اس چیز کے شکر ادا کرنے کے لئے اپنے پروردگار کی اطاعت کرتی رہو، یہ بھی معنی بیان کئے گئے ہیں، کہ اس چیز کے شکر یہ میں نمازیں خوب لمبی پڑھو، اور نماز والوں کے ساتھ نماز میں رکوع وسجدہ میں بھی مصروف رہو، اور حضرت مریمؑ اور زکریاؑ کے جو واقعات بیان کئے گئے ہیں، یہ منجملہ غیب کی خبروں کے ہیں کہ جن کو اے نبی کریم ہم آپ پر بواسطہ جبریل امین وحی بھیجتے رہتے ہیں، اور ظاہر ہے کہ آپ ان لوگوں کے پاس اسوقت موجود تھے جبکہ وہ حضرت مریم کی تربیت کے بارے میں کہ کون کرے، قرعہ اندازی کے لئے پانی میں اپنے قلموں کو ڈال رہے تھے، اور نہ آپ اس وقت ہی ان لوگوں کے پاس موجود تھے، جبکہ وہ قبل قرعہ اندازی حضرت مریمؑ کی تربیت کے بارے میں اختلاف کر رہے تھے ::

وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۴۶﴾

اور آدمیوں سے کلام کریں گے گہوارہ میں اور بڑی عمر میں اور شائستہ لوگوں میں سے ہوں گے

قَالَتْ رَبِّ أَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ ۭ قَالَ كَذٰلِكِ

حضرت مریم علیہا السلام، یوں بیں اے میرے پروردگار کس طرح ہوگا میرے بچہ حالانکہ مجھ کو کسی بشر نے ہاتھ نہیں لگایا،

اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۭ إِذَا قَضٰٓى أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایسے ہی (بلا مرد کے) ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ جو چاہیں پیدا کر دیتے ہیں جب کسی چیز کو پورا کرنا چاہتے ہیں

فَيَكُوْنُ ﴿۴۷﴾ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْإِنْجِيْلَ ﴿۴۸﴾

تو اس کو کہہ دیتے ہیں کہ ہو جا بس وہ چیز ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کو تعلیم فرمائیں گے (آسمانی) کتابیں اور سمجھ کی باتیں اور بالخصوص

مقرب خدا

وہ وقت یاد کرو جبکہ فرشتوں نے مریم علیہا السلام سے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بشارت دیتے ہیں، ایک کلمہ کی جو منجانب اللہ ہوگا اس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہوگا کیونکہ وہ تمام شہروں میں سیاحت کریں گے، یا یہ کہ بادشاہت والے ہوں گے، اس واسطے مسیح لقب ہوگا، اور دنیا میں بھی لوگوں میں انکی قدر و منزلت ہوگی، اور آخرت میں بھی عند اللہ وہ باآبرو ہوں گے، اور جنت عدن میں وہ منجانب اللہ مقربین میں سے ہوں گے۔

وَرَسُوْلًا إِلٰى بَنِيْٓ إِسْرَآءِيْلَ ۵ أَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ

اور اُن کو (تمام) بنی اسرائیل کی طرف بھیجیں گے (پیغمبر بنا کر) کہ میں تم لوگوں کے پاس (اپنی نبوت پر) کافی دلیل لیکر

رَّبِّكُمْ ۙ أَنِّيْٓ أَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَأَنْفُخُ

آیا ہوں وہ یہ ہے کہ میں تم لوگوں کیلئے گارے سے ایسی شکل بناتا ہوں جیسے پرندہ کی شکل ہوتی ہے پھر اسکے اندر پھونک

فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ

مار دیتا ہوں جس سے وہ (جاندار) پرندہ بن جاتا ہے خدا کے حکم سے اور میں اچھا کر دیتا ہوں مادرزاد اندھے کو اور

وَأُحْيِ الْمَوْتٰى بِإِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَأْكُلُوْنَ

برص (جذام) کے بیمار کو اور زندہ کر دیتا ہوں مردوں کو خدا کے حکم سے اور میں تم کو بتلا دیتا ہوں جو کچھ اپنے

وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ

گھروں میں کھا کر آتے ہو اور جو رکھ آتے ہو بلاشبہ ان میں (میری نبوت کی) کافی دلیل ہے تم

كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۴۹﴾

لوگوں کے لئے اگر تم ایمان لانا چاہو

پیش گوئی

اور وہ گہوارہ میں جبکہ چالیس دن کے ہونگے، اور نبوت ملنے کے بعد ایک ہی جیسا کلام کرینگے حضرت مریم علیہا نے عرض کیا اے میرے پروردگار میرے لڑکا کیسے ہوگا، جبکہ کسی بشر نے جائز یا ناجائز طریقہ پر میرے ہاتھ تک نہیں لگایا۔ جبریل امین کے واسطہ سے کہا جیسا تم سے کہا گیا اسی طرح ہوگا،

جب حق تعالیٰ تم سے بغیر باپ کے لڑکا پیدا کرنا چاہے گا تو کن کہتے ہی وہ پیدا ہو جائے گا، اور حق تعالیٰ ان مولود کو انبیاء کرام کی کتابوں کی تعلیم فرمائے گا اور حلال و حرام کی یا انبیاء سابقین کی حکمت اور ماں کے پیٹ میں توراۃ کی اور پیدا ہونے کے بعد انجیل کی۔

وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ

اور میں اس طور پر آیا ہوں کہ تصدیق کرتا ہوں اس کتاب کی جو مجھ سے پہلے تھی یعنی توراۃ کی اور اسلئے آیا ہوں کہ

الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۣ فَاتَّقُوا اللّٰهَ

تم لوگوں کے واسطے بعض ایسی چیزیں حلال کر دوں جو تم پر حرام کر دی گئی تھیں اور میں تمہارے پاس دلیل (نبوت) لیکر

وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۵۰﴾

آیا ہوں حاصل یہ کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات

اور تینتیس سال کے بعد تمام بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجیں گے ان سے جا کر کہیں گے کہ میں تم لوگوں کے پاس اپنی نبوت پر کافی دلیل لیکر آیا ہوں وہ یہ کہ پرندے کی شکل کی طرح مٹی کی مصنوعی صورت تمہارے سامنے بنا کر اس میں پھونک مارتا ہوں اور وہ پرندہ بن کر بحکم الٰہی آسمان و زمین کے درمیان اڑنے لگے گا، چنانچہ ان کے سامنے چمگادڑ بنا دی تو لوگ بولے یہ تو جادو ہے، اس کے علاوہ اور کوئی دلیل لاؤ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام بولے کہ میں مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کر دیتا ہوں تو اس پر بھی وہ لوگ کہنے لگے کہ یہ جادو ہے تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں تم کو وہ بھی بتا دیتا ہوں

جو تم صبح و شام کھا کر آتے ہو، اور جو صبح و شام کے لئے گھروں میں ذخیرہ کر کے آتے ہو اگر تم تصدیق کرنے والے ہو تو ان باتوں میں میری نبوت کے لئے کھلے دلائل موجود ہیں ؛

إِنَّ اللّٰهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۗ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿۵۱﴾

بیشک اللہ تعالیٰ میرے بھی رب ہیں سو تم لوگ اسکی عبادت کرو بس یہ ہے راہ راست سو جب

فَلَمَّا أَحَسَّ عِيسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللّٰهِ ۗ

حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے ان سے انکار دیکھا تو آپ نے فرمایا کوئی ایسے آدمی بھی ہیں جو میرے

قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ

مددگار ہو جاویں اللہ کے واسطے حواریین بولے کہ ہم ہیں مددگار اللہ (کے دین) کے ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان

بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ﴿۵۲﴾ رَبَّنَا اٰمَنَّا بِمَا أَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُولَ

لائے اور آپ اسکے گواہ رہیئے کہ ہم فرمانبردار ہیں اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لے آئے ان چیزوں (یعنی

فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ﴿۵۳﴾ وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۗ وَاللّٰهُ

احکام) پر جو آپ نے نازل فرمائیں اور پیروی اختیار کی ہم نے (ان) رسول کی سو ہم کو ان لوگوں کے ساتھ لکھ

خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ﴿۵۴﴾ ع

ع ۵ / ۱۳

دیجئے جو تصدیق کرتے ہیں اور ان لوگوں نے خفیہ تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ نے خفیہ تدبیر فرمائی اور اللہ تعالیٰ سب تدبیریں

حضرت عیسیٰؑ کا ارشاد اور میں تمہارے پاس ایسا دین اور توحید لے کر آیا ہوں جو تورات اور مجھ سے پہلی ساری کتابوں کے موافق ہے، اور اس لئے آیا ہوں کہ تم لوگوں کے لئے بعض ایسی چیزیں حلال کر دوں جو تم پر حرام کر دی گئی تھیں، مثلاً اونٹ کا گوشت اور گائے بکری کی چربی اور شنبہ کو شکار کھیلنا وغیرہ لہذا جن باتوں کا میں تم کو حکم دیتا ہوں، آپس اللہ رب العزت سے ڈرو اور کفر و شرک سے توبہ کرو اور میرے دین اور میرے حکم کی اتباع کرو ؛

إِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيسٰى إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ

جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عیسیٰ (کچھ غم نہ کرو) بیشک میں تم کو وفات دینے والا ہوں اور (فی الحال) میں تم کو

مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ

اپنی طرف اٹھائے لیتا ہوں اور تم کو ان لوگوں سے پاک کرنیوالا ہوں جو منکر ہیں اور جو لوگ تمہارا کہنا ماننے والے ہیں انکو

كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ

غالب رکھنے والا ہوں ان لوگوں پر جو کہ (تمہارے) منکر ہیں روز قیامت تک پھر میری طرف ہوگی سب کی

بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۵۵﴾

واپسی سو میں تمہارے درمیان (عملی) فیصلہ کردوں گا ان امور میں جن میں تم باہم اختلاف کرتے تھے

لائق عبادت بے شک حق تعالیٰ میرے بھی اور تمہارے بھی رب ہیں اسی کی توحید بیان کرو، یہی راہ راست اس کو خوش کرنے والا دین اسلام ہے سو جب حضرت عیسیٰؑ نے ان کے قتل کی سازش محسوس کی، یا یہ کہ ان کے انکار کو دیکھا تو بولے کچھ آدمی ایسے بھی ہیں جو دین حق اور کفر کے ابطال میں میرے معین و مددگار ہوں تو بارہ مخلص آدمی بول اٹھے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کے اس کے دشمنوں کے مقابلہ میں ہم مددگار ہیں، اور آپ اے عیسیٰؑ ہمارے اقرار عبادت اور توحید پہ گواہ رہیے، اے ہمارے پروردگار ہم خصوصاً انجیل پر ایمان لائے، اور حضرت عیسیٰؑ کے دین کی اتباع و پیروی کی۔

سو ہمیں ان سابقین اولین کے ساتھ لکھ دیجیے جنہوں نے ہم سے پہلے گواہی دی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے ساتھ، یہودیوں نے حضرت عیسیٰؑ کو قتل کرنے اور ان کو سولی پر چڑھانے کی تدبیر کی، حق تعالیٰ نے ان ہی کے لوگوں میں سے طیطانوس نامی کو حضرت عیسیٰؑ کی شکل میں کر کے سولی پر چڑھوا دیا۔ اور حق تعالیٰ جل شانہ سب تدبیریں کرنے والوں سے اچھے ہیں۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِي الدُّنْيَا

تفصیل (فیصلہ کی) یہ ہے کہ جو لوگ (ان اختلاف کرنے والوں میں) کافر تھے سو ان کو سخت سزا دوں گا دنیا میں بھی

وَالْاٰخِرَةِ ۡ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور آخرت میں بھی اور ان لوگوں کا کوئی حامی (طرفدار) نہ ہوگا اور جو لوگ مومن تھے اور انہوں نے نیک کام کئے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۷﴾

تھے سو ان کو اللہ تعالیٰ انکے (ایمان اور نیک کاموں کے) ثواب دیں گے اور اللہ محبت نہیں رکھتے ظلم کرنے والوں سے



عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ۞

اللہ کی لعنت بھیجیں ان پر جو (اس بحث میں) ناحق پر ہوں۔

ماثلت

اب حق تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بغیر باپ کے جو خلقت ہوئی، اس کو بیان فرماتے ہیں۔ کیونکہ وفد بنی نجران نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ تم جو یہ کہتے ہو کہ حضرت عیسیٰؑ خدا کے بیٹے نہیں ہیں، اس پر کچھ ثبوت قرآنی لے کر آؤ، تو حق تعالیٰ ان کے جواب میں فرماتے ہیں، کہ حضرت عیسیٰؑ کی حالت عجیبہ اللہ تعالیٰ کی تجویز ازلی میں حضرت آدمؑ کی حالت عجیبہ کے طریقہ پر ہے کہ ان کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا اور پھر ان کے قالب کو یا حضرت عیسیٰ کو حکم دیا کہ جاندار یا پیدا ہو جا سو وہ ہو گئے، یہ امر واقعی کہ حضرت عیسیٰ العیاذ باللہ خدا تھے۔ اور نہ اس کے بیٹے اور نہ اس کے شریک یہ آپکے پروردگار کی طرف سے ہے، سو آپ خلقت عیسیٰ پر میں شبہ کرنے والوں میں سے نہ ہو جئے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

اور عوفی کے واسطے سے ابن عباسؓ سے اس طرح روایت نقل کی ہے، کہ نجران سے ایک جماعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، اس میں انکے سردار اور پیرو بھی تھے۔ اور بولے کہ آپ ہمارے صاحب کا کیا تذکرہ کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا وہ کون ہیں، وہ بولے عیسیٰ علیہ السلام آپ کا خیال ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں، آپ نے فرمایا جی ہاں وہ بولے کیا عیسیٰ علیہ السلام جیسا تم نے کوئی دیکھا ہے یا ان کے متعلق تم کو کوئی اطلاع دی گئی ہے پھر اس کے بعد وہ لوگ آپ کے پاس سے چلے گئے، اس کے بعد جبریل امین آپ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ جب وہ تمہارے پاس آئیں تو ان سے کہدو کہ بے شک حالت عجیبہ عیسیٰؑ کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشابہ حالت عجیبہ آدمؑ کے ہے الخ۔

اور بیہقی نے دلائل میں بواسطہ سلمہ، عبد یشوع بواسطہ ان کے والد روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر طس سلیمان۔ نازل ہونے سے قبل آپ نے اہل نجران کے پاس یہ لکھکر روانہ کیا، کہ ابراہیم، اسحٰق، یعقوب علیہم السلام کے خدا کے نام سے یہ خط شروع کرتا ہوں اور نبی کریم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ہے الخ اور آپ نے انکی طرف شرجیل بن وداعہ ہمدانی اور عبد اللہ بن شرجیل اصبحی اور جبار حرقی کو بھی روانہ کیا۔ چنانچہ ان حضرات نے ان سے جاکر گفت وشنید کی اور ان لوگوں نے ان سے گفتگو کی، یہاں تک کہ آپسمیں گفتگو جاری رہی، پھر وہ لوگ حضورؐ کو مخاطب کر کے بولے کہ آپ حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں، آپ نے فرمایا ابھی تک میرے اوپر ایسی بات نازل نہیں ہوئی، جس کی یہ لوگ اقتدا کریں۔ لہذا یہ لوگ قیام کریں، تاکہ میں ان کو وحی الہٰی سے آگاہ کردوں، چنانچہ اگلے دن صبح ہوگئی، تب حق تعالیٰ نے اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی سے کٰذِبِیْنَ تک یہ آتیں نازل فرمائیں۔

ور ابن سعد نے طبقات میں ازرق بن قیس سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس نجران کا راہب اور اس کے پیرو آئے، آپ نے ان دونوں پر اسلام کو پیش کیا وہ بولے ہم تو آپ سے پہلے ہی سے مسلمان ہیں، آپ نے فرمایا جھوٹ بولتے ہو تم کو اسلام قبول کرنے سے تین چیزوں نے روک رکھا ہے، تمہارا یہ کہنا کہ العیاذ باللہ حق تعالیٰ نے لڑکا بنا لیا ہے تمہارا سور کا گوشت کھانا تیسرے بتوں کو سجدہ کرنا، وہ بولے تو پھر حضرت عیسیٰؑ کے والد کون ہیں، آپ فی الحال بغیر وحی الہٰی کے ان کو کوئی جواب نہ دے سکے۔ تا آنکہ حق تعالیٰ نے آپ پر اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی الخ یہ آیت نازل فرمائی اس کے بعد آپ نے انکو

مباہلہ کے لئے بلایا تو انہوں نے آنے سے انکار کر دیا آپ نے ان پر جزیہ مسلط کر دیا۔ اور وہ واپس ہو گئے۔

إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا اللَّهُ ۚ وَإِنَّ اللَّهَ

بیشک یہ (جو کچھ مذکور ہوا) وہی ہے سچی بات اور کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں۔ بجز اللہ تعالیٰ کے اور بلاشک اللہ تعالیٰ

لَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٦٢﴾ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِالْمُفْسِدِينَ ﴿٦٣﴾ ع

ہی غلبہ والے حکمت والے ہیں　پھر (بھی) اگر سرتابی کریں تو بیشک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والے ہیں فسادوالوں کو

بنی نجران کا مخاصمہ

وفد بنی نجران نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس ناچیز کے بیان کر دینے کے بعد کہ حق تعالیٰ کے یہاں حضرت عیسٰی کی مثال حضرت آدم کے طریقہ پر ہے، جو مخاصمہ کیا اس کا حق تعالیٰ ذکر فرماتے ہیں:۔ "وہ لوگ بولے کہ حضرت عیسٰی کے بارے میں جیسا کہ آپ کہتے ہیں کہ وہ نہ خدا ہیں اور نہ اس کے لڑکے اور نہ اس کے شریک ہیں ایسا نہیں، تو حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو شخص حضرت عیسٰی کے بارے میں اب بھی آپ سے حجت کرے جبکہ آپکے پاس علم واقعی آچکا، کہ حضرت عیسٰی نہ خدا ہیں اور نہ اس کے بیٹے اور نہ اس کے شریک ہیں، تو اگر دلیل سے نہیں مانتے تو فرما دیجئے کہ ہم بھی اپنے بیٹوں کو باہر نکالتے ہیں تم بھی نکال لو اور ہم بھی اپنی عورتوں کو باہر لاتے ہیں، تم بھی لے آؤ اور ہم خود بھی آتے ہیں تم بھی آجاؤ پھر سب مل کر خوب جدوجہد اور آہ وزاری کے ساتھ دعا کریں اس طور پر کہ حضرت عیسٰی کے بارے میں جو ہم میں سے جھوٹا ہو، اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت بھیجیں۔

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ

آپ فرما دیجئے کہ اے اہل کتاب آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو کہ ہمارے اور تمہارے درمیان (مسلّم ہونے میں) برابر ہے یہ کہ بجز

إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن

اللہ تعالیٰ کے ہم کسی اور کی عبادت نہ کریں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی کسی دوسرے کو

دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ﴿٦٤﴾

رب قرار دے خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر پھر اگر وہ لوگ (حق سے) اعراض کریں تو تم لوگ کہہ دو کہ تم (ہمارے) اس (اقرار) کے گواہ رہو کہ ہم تو ماننے والے ہیں

سچی بات

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ آپکے سامنے حضرت عیسٰیؑ اور وفد نجران کے بارے میں بیان کیا گیا ہے وہ ہی سچی بات ہے کہ حضرت عیسٰی نہ خدا ہیں اور نہ خدا کے بیٹے اور نہ اس کے شریک ہیں اور وحدہٗ لاشریک کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور جو ایمان نہ لائے اس پر حق تعالیٰ غلبہ والے ہیں حکمت والے ہیں کہ اس کے علاوہ اور

کسی کی عبادت نہ کی جائے، اور حکیم کے یہ معنی بھی بیان کئے گئے ہیں کہ ان پر لعنت پختہ ہو گئی۔ اس لئے انہوں نے اس سے روگردانی کی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مباہلہ کے لئے نہیں آئے کیونکہ یہ جانتے تھے کہ ہم جھوٹے ہیں اور حضور سچے ہیں، اور آپ کے اوصاف اور نعت خود ان کی کتابوں میں موجود ہیں، پھر اگر یہ آپ کے مباہلہ کے لئے بلانے کے باوجود بھی آپ کے ساتھ نہ نکلیں، اور حق کو قبول نہ کریں، تو حق تعالیٰ بنی نجران کے ان مفسد عیسائیوں کو خوب جاننے والے ہیں۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ

اے اہل کتاب کیوں حجت کرتے ہو (حضرت) ابراہیم ؑ کے بارے میں حالانکہ نہیں نازل کی گئی تورات اور انجیل مگر

وَالْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۵﴾ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَاۗءِ

ان کے (زمانہ کے بہت) بعد کیا پھر سمجھتے نہیں ہو ہاں تم ایسے ہو کہ ایسی بات تو حجت کر ہی چکے تھے جس سے تم کو

حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ

کسی قدر تو واقفیت تھی سو ایسی بات میں حجت کرتے ہو جس سے تم کو اصلاً واقفیت نہیں اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں

عِلْمٌ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ

اور تم نہیں جانتے ابراہیم (علیہ السلام) نہ تو یہودی تھے اور نہ نصرانی تھے لیکن

يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ۭ وَمَا كَانَ

(البتہ) طریق مستقیم والے (یعنی) صاحب اسلام تھے اور مشرکین میں سے (کبھی)

مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۶۷﴾

نہ تھے

دعوت توحید

اب ان کو توحید کی دعوت دی جاتی ہے کہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مسلم ہے۔ اور یہ کہ ہم حق تعالیٰ ہی کی عبادت کریں، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ان میں سے کوئی کسی دوسرے کو حق تعالیٰ کی نافرمانی میں اپنا رب نہ بنائے، چنانچہ انہوں نے اس کے تسلیم کرنے سے انکار کیا۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں اگر وہ اعراض اور توحید کے اقرار سے انکار کریں تو تم کہدو کہ تم لوگ اس بات پر گواہ رہو کہ ہم حق تعالیٰ کی عبادت اور اس کی توحید کا اقرار کرنے والے ہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

قُلْ یٰۤاَھْلَ الْکِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ الخ ابن اسحق نے اپنی سند متصل کے ساتھ ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے کہ نجران کے عیسائی اور یہود کے عالم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آکر جھگڑنے لگے، یہود کے عالم بولے کہ حضرت ابراہیم یہودی تھے اور نجران کے عیسائی بولے حضرت ابراہیم عیسائی تھے، اس پر حق تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی کہ حضرت ابراہیم کے بارے میں کیوں جھگڑتے ہو تورات انجیل تو ان کے بہت بعد نازل ہوئیں اس روایت کو بیہقی نے بھی دلائل میں نقل کیا ہے۔

اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِبْرٰھِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْہُ وَھٰذَا النَّبِیُّ وَالَّذِیْنَ

بلاشبہ سب آدمیوں میں زیادہ خصوصیت رکھنے والے (حضرت) ابراہیم ؑ کے ساتھ البتہ وہ لوگ تھے جنہوں نے ان کا اتباع کیا

اٰمَنُوْا ؕ وَاللّٰہُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۶۸﴾ وَدَّتْ طَّآئِفَۃٌ مِّنْ اَھْلِ

تھا اور یہ نبی (صلعم) ہیں اور یہ ایمان والے اور اللہ تعالے حامی ہیں ایمان والوں کے دل سے چاہتے ہیں بعضے لوگ اہل کتاب میں سے

الْکِتٰبِ لَوْ یُضِلُّوْنَکُمْ ؕ وَمَا یُضِلُّوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَھُمْ وَمَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۶۹﴾

اس امر کو کہ تم کو (دین حق سے) گمراہ کردیں اور وہ کسی کو گمراہ نہیں کرسکتے مگر خود اپنے آپ کو اور اس کی اطلاع

یٰۤاَھْلَ الْکِتٰبِ لِمَ تَکْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَاَنْتُمْ تَشْھَدُوْنَ ﴿۷۰﴾

نہیں رکھتے اے اہل کتاب کیوں کفر کرتے ہو اللہ تعالے کی آیتوں کے ساتھ حالانکہ تم اقرار کرتے ہو

یٰۤاَھْلَ الْکِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَکْتُمُوْنَ الْحَقَّ

اے اہل کتاب کیوں مخلوط کرتے ہو واقعی (مضمون یعنی نبوت محمدیہ) کو غیر واقعی سے اور چھپاتے ہو واقعی

وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۱﴾ ع

بات کو حالانکہ تم جانتے ہو۔

ع ۷ / ۱۵

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مباحثہ

اب حق تعالے ان نصارے کے محاجہ کا ذکر فرماتے ہیں کہ یہ لوگ رسول اکرمؐ سے آکر مباحثہ کرنے لگے اور کہنے لگے کہ ہم دین ابراہیمؑ پر مسلمان ہیں، اور تورات کو ثبوت میں پیش کرنے لگے۔ چنانچہ حق تعالے فرماتے ہیں کیوں حضرت ابراہیمؑ کے دین کے بارے میں حجت کرتے ہو، یہ کتابیں تو حضرت ابراہیمؑ کے بہت بعد نازل ہوئی ہیں، تورات و انجیل میں کسی مقام پر یہ نہیں ہے کہ حضرت ابراہیمؑ یہودی یا نصرانی تھے، اے گروہ یہود اور نصاریٰ تم اپنی کتاب میں تو حجت کرچکے ہو، جس میں یہ صراحتہً موجود ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ

علیہ وسلم نبی مرسل ہیں، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی اور پھر تم اس بات کا انکار کرتے ہو، تو پھر ایسے امور میں کیوں حجت کرتے ہو، جو تمہاری کتابوں میں موجود نہیں، اور پھر بکواس کرتے ہو کہ ابراہیم علیہ السلام یہودی یا نصرانی تھے، حق تعالیٰ خوب جانتے ہیں کہ حضرت ابراہیم نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی، اور تم نہیں جانتے کہ وہ یہودی تھے یا نصرانی، اب حق تعالیٰ صاف طور پر ان کے اقوال کی تکذیب فرماتے ہیں، کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نہ دین یہودیہ پر تھے اور نہ دین نصاریٰ پر البتہ طریق مستقیم والے صاحب اسلام تھے :-

وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ

اور بعضے لوگوں نے اہل کتاب میں سے کہا کہ ایمان لے آؤ اس پر جو نازل کیا گیا ہے مسلمانوں پر (یعنی قرآن پر) شروع دن

اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۷۲﴾

میں اور (پھر) انکار کر بیٹھو آخر دن میں (یعنی شام کو) عجب کیا وہ پھر جاویں۔

دین ابراہیمی کے متبع

اب حق تعالیٰ ان حضرات کو بیان فرماتے ہیں، جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر تھے البتہ سب سے زائد دین ابراہیمی کے وہ حقدار ہیں، جنہوں نے ان کے زمانہ میں ان کا اتباع کیا۔ اور یہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ان کے دین پر ہیں، اور جو حضرات رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے وہ دین ابراہیمی پر ہیں، اور حق تعالیٰ ہی ایمان والوں کا محافظ و مددگار ہے۔

اصحاب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم میں سے حضرت معاذ حذیفہ اور عمار کو غزوہ احد کے دن کعب بن اشرف اور اس کے ساتھیوں نے اپنے دین یہودیت کی دعوت دی کہ اسلام کو چھوڑ دیں، اور اس کو قبول کرلیں، حق تعالیٰ اس کا ذکر فرماتے ہیں، اہل کتاب کی جماعت اس بات کی تمنا و آرزو کرتی ہے، کہ تمہیں تمہارے دین اسلام سے گمراہ کردیں، مگر حقیقت میں وہ خود دین الٰہی سے گمراہ ہوچکے ہیں۔ اور وہ یہ نہیں جانتے کہ حق تعالیٰ اپنے نبی کو اس چیز کی اطلاع کردے گا، جن باتوں کا تم اپنی کتابوں میں اقرار کرتے ہو، کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نبی مرسل ہیں، پھر کیوں انکار کرتے ہو، اور کیوں اپنی کتابوں میں حق بات کے ساتھ باطل کو ملاتے ہو۔ اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت وصفت میں تبدیلی کرتے ہو۔ اور کیوں آپ کی نعت وصفت کو چھپاتے ہو، حالانکہ تم اپنی کتابوں میں اس چیز کو جانتے ہو:

تحویل قبلہ کے بعد کعب بن اشرف اور اس کے ساتھیوں نے جو مشورہ کیا حق تعالیٰ اس کا ذکر فرماتے ہیں، یعنی کعب وغیرہ سرداران یہود نے اپنے لوگوں سے کہا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر دن کے شروع میں یعنی صبح کی نماز کے وقت ایمان لے آؤ اور ظہر کی نماز کے وقت انکار کر بیٹھو، تو لوگ یہ دیکھ کر کہیں گے کہ اہل کتاب اس قبلہ پر ایمان لے آئے جس کی طرف منہ کرکے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں نے صبح کی نماز پڑھی اور اس قبلہ سے انکار کیا، جس کی طرف منہ کرکے ان لوگوں نے ظہر کی نماز پڑھی ممکن ہے اس طرح شبہ میں ڈالنے سے عوام الناس تمہارے قبلہ اور تمہارے دین کی طرف لوٹ آئیں :-

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی وَقَالَتْ طَّائِفَةٌ الخ ابن اسحٰق نے ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن صیف، عدی بن زید، اور حارث بن عوف ان لوگوں میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب جو احکام بیان کرتے ہیں ہم ان پر صبح کو ایمان لائیں اور شام کو ان کا انکار کر دیں، تاکہ انکے اصحاب پر ان کا دین ملتبس ہو جائے، اور یہ لوگ بھی اسی طرح کرنے لگیں اور پھر ممکن ہے کہ یہ ہمارے دین کی طرف لوٹ آئیں، اس پر حق تعالیٰ نے یَآاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ سے وَاسِعٌ عَلِيْمٌ تک آیتیں نازل فرمائیں اور ابن ابی حاتم نے بواسطہ سدی ابومالک رضہ سے نقل کیا ہے کہ یہود کے علماء اپنے متبعین سے کہتے تھے کہ جو تمہارے دین کی پیروی کرے اس پر ایمان لاؤ، اس پر حق تعہ نے یہ آیت نازل فرمائی قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ، اور امام بخاری رحہ اور مسلم رحہ نے اشعث رضہ سے روایت نقل کی ہے کہ میری اور ایک یہودی کی مشترک زمین تھی، اس نے میرا حصہ دینے سے انکار کیا، میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے مجھ سے فرمایا کیا تیرے پاس گواہ موجود ہیں، میں نے کہا نہیں پھر آپ نے اس یہودی سے کہا، کہ قسم کھا، اس پر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ تو جھوٹی قسم کھا کر میرا ابھی حصہ لے جائیگا تب حق تعہ نے اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ الخ یہ آیت نازل فرمائی۔

اور امام بخاری نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضہ سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص بازار میں سامان لایا اور خدا کی قسم کھائی کہ میں جس قیمت پر فروخت کر رہا ہوں اس پر کوئی نہیں دے گا تاکہ مسلمانوں میں سے کوئی اس کے جال میں پھنس جائے اس پر حق تعہ نے یہ آیت اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ نازل فرمائی، حافظ ابن حجر عسقلانی رحہ شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں کہ دونوں حدیثوں میں کسی قسم کی کوئی منافات نہیں، کیونکہ ممکن ہے کہ دونوں واقعے ایک ساتھ آیت کریمہ کے نزول کا سبب ہوں۔

اور ابن جریر نے عکرمہ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ یہود میں سے حیی بن اخطب اور کعب بن اشرف وغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، حق تعہ نے تورات میں جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت بیان فرمائی تھی ان لوگوں نے اس کو چھپا لیا تھا، اور اس میں تبدیلی کر کے قسمیں کھاتے تھے کہ یہی منجانب اللہ ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں اس معنی کا بھی احتمال ہے، مگر زیادہ صحیح وہی شان نزول ہے جو بخاری میں مروی ہے۔

وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ ۭ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ ۙ

اور (صدق دل سے) کسی کے روبرو اقرار مت کرنا مگر ایسے شخص کے روبرو جو تمہارے دین کا پیرو ہو اے محمد آپ کہہ دیجئے کہ

اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَاۗجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ ۭ قُلْ

یقیناً ہدایت ہدایت اللہ کی ہے ایسی باتیں اسلئے کرتے ہو کہ کسی اور کو بھی ایسی چیز مل رہی ہے جیسی تم کو ملی تھی یا وہ لوگ

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۚ (۷۳)

تم پر غالب آجاویں تمہارے رب کے نزدیک (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کہہ دیجئے کہ بیشک فضل تو خدا کے قبضہ میں ہے، وہ اسکو جسے چاہیں عطا فرماویں۔

يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۴﴾

اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والے ہیں خوب جاننے والے ہیں خاص کر دیتے ہیں اپنی رحمت (وفضل) کے ساتھ جس کو چاہیں اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں۔

معیارِ تصدیق

اور نبوت میں کسی کی بھی تصدیق مت کرو۔ الا یہ کہ جو یہودیت اور تمہارے قبلہ بیت المقدس کی پیروی کرے، حق تعالیٰ ان کی تدبیر کے بے کار ہونے کا اظہار فرماتے ہیں، کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان یہودیوں سے فرما دیجیے کہ دین الٰہی وہ اسلام ہے، اور قبلہ خداوندی بیت اللہ ہے اور تم اے اہل کتاب ایسی باتیں اس لئے کرتے ہو کہ کسی اور کو ایسا دین اور ایسا قبلہ ملا ہے، جیسا کہ اصحاب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا ہے یا یہ کہ یہود قیامت کے دن اس دین اور اس قبلہ میں تم سے مخاصمت کر سکیں گے (ہرگز نہیں یہ صرف حسد و بغض ہے عابد) آپ فرما دیجیے کہ بے شک نبوت و اسلام اور قبلہ ابراہیمی کی عطا حق تعالیٰ کے قبضہ میں ہے اس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو اس نعمت عظمیٰ کے ساتھ خاص فرمایا ہے۔

اور حق تعالیٰ بخششوں میں وسعت والا اور جس کو دے رہا ہے جاننے والا ہے اس نے اپنے دین کے لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو منتخب فرمایا، اور حق تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں کہ نبوت و اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی۔

وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْهُمْ

اور اہل کتاب میں سے بعض شخص ایسا ہے کہ (اے مخاطب) اگر تم اسکے پاس انبار کا انبار مال بھی امانت رکھدو تو وہ (مانگنے کے ساتھ ہی) اسکو

مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ؕ

تمہارے پاس لا رکھے اور ان ہی میں سے بعض وہ شخص ہے کہ اگر تم اسکے پاس ایک دینار بھی امانت رکھدو تو وہ بھی تم کو ادا نہ کرے مگر جبتک

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِى الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ

کہ تم اس کے سر پر کھڑے رہو یہ (امانت کا ادا نہ کرنا)، اس سبب سے ہے کہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم پر غیر اہل کتاب (کے مال کے) بارہ میں کسی طرح

عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى

کا الزام نہیں اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ لگاتے ہیں اور (دل میں) وہ بھی جانتے ہیں (کہ خائن پر) الزام کیوں نہ ہوگا جو

فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۷۶﴾

شخص اپنے عہد کو پورا کرے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرے تو بیشک اللہ تعالیٰ محبوب رکھتے ہیں ایسے متقیوں کو۔

امانت وخیانت کی وضاحت

اب اہل کتاب کی امانت وخیانت کو حق تعالیٰ واضح فرماتے ہیں، یہود میں سے حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی ایسے ہیں، کہ اگر سونے کی تھیلیاں اور انبار ان کے پاس بطور امانت کے رکھ دو، تو وہ بغیر کسی قسم کی رکاوٹ کے مانگتے ہی اسی طرح تم کو لاکر دے دیں، اور بعض ایسا ہے کہ اگر دینار بھی تم اس کو دوگے تو وہ بھی چٹ کرجائے گا، اور واپس نہیں دے گا الا یہ کہ تم اس کے سر پر تقاضہ کرتے رہو، اور یہ کعب اور اس کے ساتھی ہیں۔

اور یہ دوسرے کے مالوں کا کھاجانا اور خیانت کرنا اس بنا پر ہے کہ وہ اس بات کے مدعی ہیں کہ اہل کتاب کے علاوہ عربوں کا مال کھاجانے میں کوئی گناہ نہیں، اور وہ خود جانتے ہیں کہ ہم اس چیز میں یقیناً جھوٹے ہیں، خائن پر الزام ضرور ہوگا، کیونکہ جو شخص عہد خداوندی اور لوگوں کے وعدوں کو پورا کرے، اور خیانت اور نقض عہد سے ڈرے، تو یقیناً حق تعالیٰ ایسے لوگوں کو محبوب رکھتے ہیں اور وہ عبداللہ بن سلام رضا اور ان کے ساتھی ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ

یقیناً جو لوگ معاوضہ حقیر لے لیتے ہیں بمقابلہ اس عہد کے جو اللہ تعالیٰ سے (انہوں نے) کیا ہے اور (بمقابلہ) اپنی قسموں کے ان لوگوں کو

لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ

کچھ حصہ آخرت میں (وہاں کی نعمت کا) نہ ملے گا اور نہ خدا تعالیٰ ان سے (لطف کا) کلام فرماویں گے اور نہ انکی طرف (نظر محبت سے) دیکھیں گے قیامت

الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۷﴾

کے روز اور نہ ان کو پاک کریں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا

عہد توڑنے والے

اب اس قسم کے یہودیوں کا انجام بیان فرماتے ہیں، کہ جو لوگ اس عہد کو جو انہوں نے خدا سے کیا اور اپنی ان قسموں کو جو انبیاء کرام کے ساتھ کھائیں حقیر سے دنیاوی نفع کے بدلہ میں توڑتے ہیں، تو ایسے لوگوں کے لئے جنت میں کسی قسم کا کوئی حصہ نہیں، اور نہ ان سے حق تعالیٰ کلام فرمائے گا، اور نہ رحمت فرمائے گا اور نہ یہودیت سے ان کو پاک صاف کرے گا، اور ان کے لئے ایسا دردناک عذاب ہوگا کہ اس کی شدت ان کے دلوں تک سرایت کرجائے گی اور کہا گیا ہے کہ یہ آیت کریمہ عبدان بن اشوع اور امرئ القیس کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیونکہ ان دونوں میں باہمی خصومت تھی نیز یہود کے بارے میں حسب ذیل آیات بھی نازل ہوئی ہیں۔

وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ

اور بیشک ان میں سے بعضے ایسے ہیں کہ کج کرتے ہیں اپنی زبانوں کو کتاب (پڑھنے) میں تاکہ تم لوگ اس (ملائی ہوئی چیز) کو بھی

مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ ۚ وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ

کتاب کا جز سمجھو حالانکہ وہ کتاب کا جز نہیں اور کہتے ہیں کہ یہ (لفظ یا مطلب) خدا کے پاس سے ہے حالانکہ وہ (کسی طرح)

وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَيَقُولُونَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿۷۸﴾

خدا تعالیٰ کے پاس سے نہیں اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولتے ہیں اور وہ جانتے ہیں ۔

یہودیوں کا افترا

اور ان میں کعب بن اشرف اور اس کے ساتھیوں کی جماعت ہے جو توریت میں تبدیلی کر کے دجال کی حالت پڑھتے ہیں اور اپنی زبانوں کو کج کر لیتے ہیں، تاکہ بے وقوف اس کو توریت سمجھیں حالانکہ یہ خود اس بات کو سمجھتے ہیں کہ یہ توریت میں نہیں ہے اور کہا گیا ہے کہ یہ آیت یہود کے دو عالموں کے بارے میں نازل ہوئی، توریت میں جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی صفت موجود تھی، اس میں ان لوگوں نے تبدیلی کر دی تھی ۔

مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ

کسی بشر سے یہ بات نہیں ہو سکتی کہ اللہ تعالیٰ کتاب اور فہم اور نبوت عطا فرما دیں پھر وہ لوگوں سے

لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِّي مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُونُوا رَبّٰنِيّٖنَ

کہنے لگے کہ میرے بندے بن جاؤ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر ولیکن کہے گا کہ تم لوگ اللہ والے بن جاؤ بوجہ اسکے

بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ ﴿۷۹﴾ وَلَا يَأْمُرَكُمْ

کہ تم کتاب سکھاتے ہو اور بوجہ اس کے کہ پڑھتے ہو اور نہ یہ بات بتلادے کہ تم فرشتوں

أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ أَرْبَابًا ؕ أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ

کو اور نبیوں کو رب قرار دے لو کیا وہ تم کو کفر کی بات بتلادے گا

بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُّسْلِمُونَ ﴿۸۰﴾ ع

بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو

ع ۸ / ۹ / ۱۶

امر حال

انبیاء کرام میں سے کسی سے یہ نہیں ہو سکتا، کہ دین کی فہم عطا ہونے کے بعد وہ کہیں تم لوگ میرے بندے بن جاؤ بلکہ وہ تو یہی کہے گا کہ تم علماء، فقہاء، تابعدار حق تعالیٰ کے بندے ہو جاؤ، کیونکہ تم خود بھی کتاب الٰہی کو جانتے ہو اور دوسروں کو بھی اس کی تعلیم دیتے ہو، اور اے گروہ قریش یہود و نصاریٰ وہ فرشتوں کو بیٹیاں

بنانے کے متعلق ہرگز نہیں کہے گا اور مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام جبکہ تم کو اسلام کا حکم دے چکے کہ فلا تموتن الا وانتم مسلمون پھر العیاذ باللہ وہ کفر کے بارے میں کیسے فرمائیں گے۔

حق تعالیٰ نے جس رسول کو بھی بھیجا، اسے دعوت اسلام پر مامور کر کے بھیجا ہے، یہودیت نصرانیت اور بت پرستی کے لئے نہیں بھیجا، جیسا کہ یہ کفار بکتے ہیں، اور کہا گیا ہے کہ یہ آیت کریمہ یہودیوں کے مقولہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، وہ حضورؐ سے کہتے تھے کہ آپ ان باتوں کا اس لئے ہمیں حکم دیتے ہیں کہ ہم آپ سے محبت کریں، اور جیسا کہ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو معبود بنایا، اسی طرح آپ کو بھی معبود بنائیں، اسی طرح نصاریٰ اور مشرکین کہتے تھے :

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان خداوندی ماکان لبشر الخ ابن اسحٰق اور بیہقی نے ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے کہ جس وقت اہل نجران میں سے یہود اور نصاریٰ کے عالم رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے، اور آپ نے سب کو اسلام کی دعوت دی، تو رافع قرظی بولا، کہ محمدؐ آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کو معبود بنالیں، جیسا کہ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو معبود بنایا آپ نے یہ سنکر فرمایا معاذ اللہ اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ ماکان لبشر الخ کسی انسان سے ایسی بات نہیں ہو سکتی، الخ نازل فرمائی اور عبدالرزاق نے اپنی تفسیر میں حسن رضہ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچتی ہے کہ ایک شخص نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم آپ کو اس طرح سلام کرتے ہیں، جیسا کہ آپس میں کرتے ہیں تو کیا پھر آپ کو سجدہ کریں، آپ نے فرمایا بلکہ اپنے نبی کی عزت کرو اور جو حق بات وہ کہتا ہے اسے سمجھو۔

کسی کے لئے ہرگز یہ جائز نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کے سامنے سر جھکائے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ ماکان لبشر نازل فرمائی :

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ

اور جبکہ اللہ تعالیٰ نے عہد لیا انبیاءؑ سے کہ جو کچھ میں تم کو کتاب اور علم دوں پھر تمہارے پاس کوئی پیغمبر

ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ

آوے جو مصدق ہو اس کا جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور اس رسول پر اعتقاد بھی لانا اور

قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا

اس کی طرفداری بھی کرنا فرمایا کہ آیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا عہد قبول کیا وہ بولے ہم نے اقرار کیا

قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۱﴾

ارشاد فرمایا تو گواہ رہنا اور میں اس پر تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

انبیاء کا عہد و میثاق

اب حق تعالیٰ اس عہد و میثاق کا تذکرہ فرماتے ہیں جو اس نے تمام انبیاء کرام (اور ان کی قوموں) سے لیا کہ وہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں گے اور آپکی مدد فرمائیں گے چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر ایک نبی سے یہ میثاق لیا گیا کہ وہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت اور آپکے فضائل کو بیان کریگا، جبکہ میں تم کو ایسی کتاب دوں گا، جس میں حلال و حرام تمام چیزوں کا بیان ہوگا اور پھر تم اس بات کا اپنی امت سے بھی عہد لوگے کہ اگر تمہارے پاس ایسا رسول آئے جو تمہاری کتابوں کی توحید کے بیان میں تصدیق کرنے والا ہو، تو ضرور تم لوگ اس پر اور اس کے فضائل پر ایمان لاؤ گے اور اس کے دشمنوں کے خلاف جہاد میں اس کی مدد کرو گے۔

پھر حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، آیا تم نے اقرار کیا اور میرا یہ عہد قبول کیا، تمام انبیاء کرام نے عرض کیا، بے شک ہم نے اس چیز کو قبول کیا ارشاد ہوا، اس اقرار نامہ پر گواہ رہنا اور میں بھی اس پر گواہ ہوں۔

حق تعالیٰ نے انبیاء کرام سے اس چیز کا عہد لیا، اور خود بھی اس چیز پر گواہ بنے، چنانچہ ہر ایک نبی نے اپنی امت کے سامنے اس چیز کو بیان کیا، اور ہر ایک نے اپنی امت سے اس چیز پر عہد لیا، اور خود بھی انبیاء کرام اس کے گواہ بنے :۔

فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۸۲﴾ اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ

سو جو شخص روگردانی کرے گا بعد اس کے تو ایسے ہی لوگ بے حکمی کرنے والے ہیں کیا پھر دین خداوندی کے سوا

يَبْغُوْنَ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا

اور کسی طریقہ کو چاہتے ہیں حالانکہ حق تعالیٰ کے سامنے سب سرافگندہ ہیں جتنے آسمانوں اور زمین میں ہیں خوشی سے اور

وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾

بے اختیاری سے اور سب خدا ہی کی طرف لوٹائے جاویں گے :۔

عدول حکمی پر تنبیہ

اب امتوں میں سے اس عہد و میثاق سے روگردانی کرے گا تو ایسے ہی لوگ پوری بے حکمی کرنے والے کافر ہیں۔

اب حق تعالیٰ یہود و نصاریٰ کی خصومت اور ان کے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کا تذکرہ فرماتے ہیں، انہوں نے آپ سے دریافت کیا کہ ہم میں سے کون حضرت ابراہیمؑ کے دین پر ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم دونوں جماعتوں میں سے کوئی بھی ملت ابراہیمی پر نہیں ہے، وہ بولے ہم آپ کی اس بات سے راضی نہیں ہیں اس پر حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ کیا اس دین اسلام کے علاوہ اور کسی طریقہ کو چاہتے ہو حالانکہ توحید اور اسلام کے سامنے تمام فرشتے اور مؤمنین سرافگندہ ہیں، تمام آسمانوں والے اور زمین والے زبردستی اور یہ معنی بھی کئے گئے ہیں کہ اخلاص والے لوگ خوشی خوشی اور منافق بے اختیاری سے اور کہا گیا ہے کہ مسلمانوں کی اولاد خوشی اور اختیار سے اور جو لوگ جہاد کے ڈر کی وجہ سے اسلام میں داخل ہوئے ہیں وہ بے اختیاری کے ساتھ سرافگندہ ہیں۔ اور مرنے کے بعد سب اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے :۔

قُلۡ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنۡزِلَ عَلَيۡنَا وَمَآ اُنۡزِلَ عَلٰٓى اِبۡرٰهِيۡمَ وَ

آپ فرما دیجئے کہ ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اس پر جو ہمارے پاس بھیجا گیا اور اس پر جو ابراہیمؑ و اسمٰعیل

اِسۡمٰعِيۡلَ وَاِسۡحٰقَ وَيَعۡقُوۡبَ وَالۡاَسۡبَاطِ وَمَآ اُوۡتِىَ مُوۡسٰى

علیہ السلام و اسحٰق علیہ السلام اور یعقوبؑ اور اولاد یعقوب کی طرف بھیجا گیا اور اس پر بھی جو موسیٰؑ و

وَعِيۡسٰى وَالنَّبِيُّوۡنَ مِنۡ رَّبِّهِمۡ لَا نُفَرِّقُ بَيۡنَ اَحَدٍ مِّنۡهُمۡ

عیسیٰؑ اور دوسرے نبیوں کو دیا گیا ان کے پروردگار کی طرف سے اس کیفیت سے کہ ہم ان میں سے کسی ایک میں

وَنَحۡنُ لَهٗ مُسۡلِمُوۡنَ ﴿۸۴﴾ وَمَنۡ يَّبۡتَغِ غَيۡرَ الۡاِسۡلَامِ دِيۡنًا

بھی تفریق نہیں کرتے اور ہم تو اللہ ہی کے مطیع ہیں اور جو شخص اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کو

فَلَنۡ يُّقۡبَلَ مِنۡهُ ۚ وَهُوَ فِى الۡاٰخِرَةِ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ ﴿۸۵﴾

طلب کرے گا تو وہ اس سے مقبول نہ ہوگا اور وہ آخرت میں تباہ کاروں میں سے ہوگا۔

حقیقتِ اسلام

اب حق تعالیٰ اسلام کی حقیقت کو واضح فرماتے ہیں، تاکہ ان لوگوں کو اس کی طرف راہنمائی ہو، اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ حاصل دین اسلام کے لئے فرما دیجئے، کہ ہم اس ذات وحدہٗ لاشریک پر اور قرآن کریم اور حضرت ابراہیم اور ان کی کتاب پر اسمٰعیل اور ان کی کتاب پر اور اسحٰق اور ان کی کتاب پر اور یعقوب اور ان کی کتاب پر اور حضرت یعقوب کی اولاد میں جو انبیاء گذرے ہیں ان پر اور انکی کتابوں پر، موسیٰ علیہ السلام اور ان کی کتاب پر اور حضرت حضرت عیسیٰؑ اور انکی کتاب پر اور کلی طور پر تمام انبیاء کرام اور ان کی کتابوں پر ایمان رکھتے ہیں، اس کیفیت کے ساتھ کہ ہم ان انبیاء کرام میں سے کسی کا بھی انکار نہیں کرتے، یا یہ کہ نبوت و اسلام میں کسی میں بھی تفریق نہیں کرتے، اور ہم اس ذات خداوندی کی عبادت کرنیوالے اور اس کی توحید اور دین کا اقرار کرنے والے ہیں۔

اور جو شخص اسلام کے علاوہ کسی دوسرے دین کو طلب کرے گا، تو وہ جنت اور اس کی نعمتوں سے محروم ہونے اور دوزخ اور اس کے عذاب کے لازم ہونے کی وجہ سے تباہ کاروں میں سے ہوگا۔

كَيۡفَ يَهۡدِى اللّٰهُ قَوۡمًا كَفَرُوۡا بَعۡدَ اِيۡمَانِهِمۡ وَشَهِدُوۡٓا

اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو کیسے ہدایت کریں گے جو کافر ہو گئے بعد اپنے ایمان لانے کے اور بعد اپنے، اس اقرار کے کہ رسول

اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ

سچے ہیں اور بعد اس کے کہ ان کو واضح دلائل پہنچ چکے تھے اور اللہ تعالیٰ ایسے بے ڈھنگے لوگوں کو ہدایت

الظّٰلِمِيْنَ ۝۸۶ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ

نہیں کرتے ایسے لوگوں کی سزا یہ ہے کہ ان پر اللہ تعالیٰ کی بھی لعنت ہوتی ہے اور

وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝۸۷ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ

فرشتوں کی بھی اور آدمیوں کی بھی سب کی اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کو اس میں رہیں گے ان پر سے

عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝۸۸

عذاب ہلکا بھی نہ ہونے پاویگا اور نہ ان کو مہلت ہی دی جاوے گی۔

ارتداد کا انجام

اور اللہ تعالیٰ اپنے دین کی ایسے لوگوں کو کیسے ہدایت فرمائیں گے، جو حق تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے، باوجودیکہ ان کو واضح دلائل حقانیت اسلام کے پہنچ چکے تھے اور اللہ تعالیٰ ایسے مشرکوں کو جو اس چیز کے اہل نہ ہوں ہدایت نہیں کیا کرتے۔

ایسے لوگوں کی سزا یہی ہے کہ ان پر عذاب الٰہی اور فرشتوں اور تمام مسلمانوں کی لعنت نازل ہوتی ہے، اس لعنت میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے کسی قسم کی ان کو مہلت نہیں دی جائے گی۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی كَيْفَ يَهْدِى اللّٰهُ قَوْمًا الخ امام نسائی حاکم اور ابن حبان نے ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے کہ انصار میں سے ایک شخص نے اسلام قبول کیا پھر وہ مرتد ہو گیا، اس کے بعد اس کو اپنے فعل پر ندامت ہوئی تو اس نے اپنی قوم کے پاس قاصد بھیجا، کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کرو کہ میرے لئے کچھ توبہ کا امکان ہے، اس پر كَيْفَ يَهْدِى اللّٰهُ سے اخیر تک یہ آیتیں نازل ہوئیں، چنانچہ اس کی قوم نے اس کو اس چیز سے مطلع کر دیا اور وہ مشرف باسلام ہو گیا اور مسدد نے اپنی سند میں اور عبد الرزاق نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ حارث بن سوید رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آیا اس کے بعد وہ مرتد ہو کر پھر اپنی قوم سے جا کر مل گیا تو اس کے بارے میں قرآن کریم کی یہ آیتیں كَيْفَ يَهْدِى اللّٰهُ الخ نازل ہوئیں تو اس کی قوم میں سے ایک شخص نے ان آیتوں کو یاد کر کے اس کو جا کر سنایا تو حارث سن کر بولے خدا کی قسم یقیناً تو سچا ہے اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تجھ سے زیادہ سچے ہیں، اور حق تعالیٰ تم سے زیادہ سچا ہے



چنانچہ

اس نے کفر سے توبہ کی اور مشرف باسلام ہو گئے،

اور پھر ان کا اسلام بھی بہت اچھا ہوا۔



اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۸۹﴾

ہاں مگر جو لوگ توبہ کرلیں اس کے بعد اور اپنے کو سنواریں سو بیشک خدا تعالیٰ بخش دینے والے رحمت کرنیوالے ہیں

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ

بیشک جو لوگ کافر ہوئے اپنے ایمان لانے کے بعد پھر بڑھتے رہے کفر میں ان کی توبہ ہرگز مقبول نہ ہوگی

تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ ۚ وَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ ﴿۹۰﴾

اور ایسے لوگ پکے گمراہ ہیں ؀

شانِ مغفرت البتہ جو لوگ مرتد ہونے کے بعد اس کفر و شرک سے توبہ کرلیں، اور خلوص کے ساتھ توحید خداوندی کے قائل ہوجائیں، تو حق تعالیٰ توبہ کرنے والوں کی مغفرت فرمانے والے اور جو توبہ کرے اس پر رحمت فرمانے والے ہیں اور جو لوگ ایمان باللہ کے بعد مرتد ہو کر اسی پر جمے رہے، تو جب تک اس پر قائم رہیں گے ہرگز انکی توبہ قبول نہیں کی جائے گی، اور یقیناً ایسے لوگ ہدایت اور دین اسلام سے بے راہ ہیں ؀

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ

بیشک جو لوگ کافر ہوئے اور وہ مر بھی گئے حالت کفر میں سو ان میں سے کسی کا زمین بھر سونا

مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ ؕ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ

بھی نہ لیا جاوے گا اگرچہ معاوضہ میں اس کو دینا بھی چاہے ان لوگوں کو سزائے دردناک

وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ﴿۹۱﴾

ہوگی۔ اور ان کے لئے کوئی حامی بھی نہ ہوں گے۔

ع ۱۱ / ۱۷

ناگزیر سزا اور جو اسی حالت میں مرگئے، تو اگر وہ اپنی جان بچانے کے لئے زمین وزن بھر سونا دیں تو وہ بھی قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہوگا کہ اس کی شدت ان کے دلوں تک سرایت کرجائے گی، اور کوئی بھی ان سے اس عذاب الٰہی کو ٹالنے والا نہ ہوگا۔ وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ سے لے کر یہاں تک یہ آیت منافقین میں سے دس آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو دین اسلام سے مرتد ہو کر مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ چلے آئے تھے، چنانچہ ان میں بعض مرتد ہونے کی حالت میں مرگئے تھے، اور بعض اسی حالت میں مارے گئے تھے۔ اور

بعض نے ان میں سے پھر اسلام کو قبول کر لیا تھا ؛

الحمد للہ
تفسیر ابن عباس کا
پارہ تلک الرسل ۳ ختم ہوا ؛



ادارۂ درسِ قرآن، دیوبند (یوپی)

کتبہ فاروقی سہارنپوری سنہ ۱۳۹۳ھ

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

اللّٰھم علمہ الکتاب

اے اللہ! ابن عباسؓ کو قرآنِ کریم کی تفسیر کا علم عطا فرما (صحیح بخاری شریف)

تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہما

کامل اردو

پارہ لن تنالوا ۴

جلیل القدر صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مشہور و مقبول تفسیر تنویر المقباس من تفسیر ابن عباسؓ کا سلیس و شگفتہ ترجمہ

مع ترجمہ

لباب النقول فی اسباب النزول

از

علامہ جلال الدین سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ)

ترجمۂ قرآن

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

ترجمۂ تفسیر

مولانا عابد الرحمٰن صدیقی

ناشر

ادارۂ درس قرآن (رجسٹرڈ) دیوبند یوپی

عتیق

قرآنِ کریم کی قدیم ترین اور جامع تفسیر

جس کی

صحت پر دنیائے اسلام کے تمام علماء کا اتفاق ہے

تنویر المقیاس من تفسیر ابن عباسؓ ← جامع مجد الدین ابو طاہر محمد بن یعقوب شیرازیؒ

ترجمۂ تفسیر ← مولانا عابد الرحمٰن صدیقی

تفسیری عنوانات ← مولانا مفتی کفیل الرحمٰن نشاط عثمانی فاضلِ دیوبند

تعارف!

تفسیر ابن عباسؓ اردو

رضی اللہ عنہ

- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ کی روح پرور تقریر، جس سے بعد کے تمام مفسرین نے استفادہ کیا ہے۔
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ارشاد فرمودہ قرآنی تشریحات کا وہ اولین مجموعہ جو ایک ہی واسطے سے ہمیں قرآنی مطالب تک پہنچا دیتا ہے۔
- ایک ایسا شرف جو کسی دوسری تفسیر کو حاصل نہیں۔
- اردو زبان میں یہ نادر تفسیر علامہ سیوطی کے مرتبہ شانِ نزول کے ساتھ پیش کی جا رہی ہے

ترتیب { (۱) متن قرآنِ کریم۔ (۲) ترجمہ حکیم الامت تھانویؒ۔ (۳) صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس تفسیر (۴) آیاتِ قرآنی کی دلنشین شانِ نزول از علامہ سیوطی۔ (۵) جامع اور اثر انگیز عنوانات۔

طریق اشاعت { ہر دو ماہ میں یکجا دو پارے شائع ہو رہے ہیں۔

ھدیہ { فی پارہ۔ چار روپے۔/۴

رعایت { ممبران میں شامل ہونے کے لئے صرف ایک کارڈ لکھ بھیجئے، آپ کو بحیثیت ممبر صرف چھ روپے کی وی پی ارسال کی جائیگی اور محصول ڈاک بذمہ ادارہ ہوگا۔

تعاون { ایک عظیم صحابی رسول کی مقدس اشاعت اور دعوت قرآنی کو عام کرنے میں ادارے سے تعاون فرمائیے

دو ماہی پروگرام بابت ماہ جولائی ۱۹۷۶ء
ممبران کے لئے محصول ڈاک بذمہ ادارہ

ہدیہ فی پارہ ——— چار روپے۔/۴
مطبوعہ ——— راحت پریس دیوبند

ناشر:- ادارۂ درسِ قرآن دیوبند۔ یو۔ پی



پیارے کسی کو نہیں معلوم مگر یہ تو مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن ← تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ

فہرست مضامین

پارۂ لن تنالوا ۴

ناشر:- قاری اخلاق احمد صدیقی، ناظم ادارہ درس قرآن، دیوبند، یوپی،

لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰى تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ ؕ وَمَا

تم خیر کامل کو کبھی نہ حاصل کر سکو گے یہاں تک کہ اپنی پیاری چیز کو خرچ نہ کرو گے اور جو کچھ بھی خرچ کرو گے

تُنۡفِقُوۡا مِنۡ شَىۡءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيۡمٌ ﴿۹۲﴾ كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ

اللہ تعالیٰ اس کو خوب جانتے ہیں سب کھانے کی چیزیں نزول تورات

حِلًّا لِّبَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسۡرَآءِيۡلُ عَلٰى نَفۡسِهٖ مِنۡ

کے قبل باستثناء اس کے جس کو یعقوب نے اپنے نفس پر حرام کر لیا تھا

قَبۡلِ اَنۡ تُنَزَّلَ التَّوۡرٰٮةُ ‌ؕ قُلۡ فَاۡتُوۡا بِالتَّوۡرٰٮةِ فَاتۡلُوۡهَاۤ

بنی اسرائیل پر حلال تھیں فرما دیجیے کہ پھر تورات لاؤ پھر اس کو پڑھو اگر تم

اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿۹۳﴾

سچے ہو۔

اِنفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو راہ خدا میں اپنے اموال خرچ کرنے کی ترغیب دلا رہے ہیں، کہ حق تعالیٰ کے یہاں ثواب و بزرگی اور جنت نہیں حاصل کر سکو گے تاوقتیکہ اپنی بہت پیاری چیز کو راہ خدا میں نہ خرچ کرو، اور ایک معنی یہ بھی بیان کیے گئے کہ توکل اور تقویٰ اس کے بغیر ہرگز نہیں حاصل ہو سکتا، اور جو بھی اموال خرچ کرتے ہو وہ ذات اس میں تمہاری نیتوں سے بخوبی واقف ہے، کہ حق تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے خرچ کیا ہے، یا لوگوں کی تعریف کے لئے سب کھانے کی چیزیں نزول تورات کے قبل باستثناء اس کے جس کو یعقوبؑ نے اپنے اوپر حرام کر لیا تھا، بنی اسرائیل پر حلال تھیں وہ سب کھانے کی چیزیں آج رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت پر حلال ہیں۔

تورات کے نازل ہونے کے قبل حضرت یعقوب علیہ السلام نے نذر مانی تھی، جس کی بنا پر انہوں نے اپنے اوپر اونٹ کا گوشت اور اس کا دودھ حرام کر لیا تھا، (تورات میں اس کی حرمت نہیں)۔

جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہود سے دریافت کیا کہ یعقوب علیہ السلام نے اپنے اوپر کون سے کھانوں کو حرام کیا تھا، وہ بولے حضرت یعقوب نے اپنے اوپر کھانے کی کسی بھی چیز کو حرام نہیں کیا تھا، اور جو چیزیں آج ہم پر حرام ہیں، جیسا کہ اونٹ کا گوشت اور اس کا دودھ اور گائے بکری کی چربی وغیرہ وہ حضرت آدم سے لے کر حضرت موسیٰ تک ہر ایک نبی پر حرام رہی ہیں اور تم ان چیزوں کو حلال سمجھتے ہو۔ پھر یہودی

بولے کہ ان چیزوں کی حرمت تورات میں موجود ہے، اس پر حق تعالیٰ نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ آپ ان لوگوں سے فرما دیجیے کہ اگر تم لوگ اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو تورات لاکر دکھا دو مگر وہ لے کر نہ آئے اور بخوبی سمجھ گئے، کہ ہم ہی جھوٹے ہیں، حق تعہ فرماتے ہیں کہ اس واضح بیان کے بعد جو حق تعہ پر افترا پردازی کرے، وہ پکا کافر ہے ؛

فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

سو جو شخص اس کے بعد اللہ تعہ پر جھوٹ بات کی تہمت لگائے تو ایسے لوگ بڑے بے انصاف ہیں

الظّٰلِمُوْنَ ﴿۹۴﴾ قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ط

آپ کہہ دیجیے کہ اللہ تعہ نے سچ کہدیا سو تم ملت ابراہیم کا اتباع کرو

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۹۵﴾ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ

جس میں ذرا بھی کجی نہیں اور وہ مشرک نہ تھے یقیناً وہ مکان جو سب سے پہلے لوگوں کے واسطے مقرر

لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۶﴾

کیا گیا وہ مکان ہے جو کہ مکہ میں ہے جس کی حالت یہ ہے کہ وہ برکت والا ہے اور جہان بھر کے لوگوں کا راہنما ہے۔

سب سے پہلی مسجد

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجیے کہ حق تعہ نے سچ کہا کہ ابراہیم نہ یہودی تھے اور نہ عیسائی تھے۔ یا یہ کہ حلت و حرام جو بیان کی گئی ہے، اس میں حق تعہ نے سچ فرمایا، لہٰذا دین ابراہیمی کا اتباع کرو جس میں ذرہ برابر کجی نہیں۔
سب سے پہلی مسجد جو مسلمانوں کے لئے بنائی گئی، یعنی خانہ کعبہ، اور مکہ کو بکہ اس واسطے کہا گیا، کیونکہ طواف میں ہجوم کی بناء پر ایک دوسرے پر گرتے ہیں اور بڑے بڑے سرکش آکر وہاں آہ و زاری کرتے ہیں اور وہ مقام مغفرت و رحمت والا ہے، اور وہ ہر ایک نبی رسول صدیق اور مؤمن کا قبلہ ہے ؛

فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ط

اس میں کھلی نشانیاں ہیں منجملہ ان کے ایک مقام ابراہیم ہے۔ اور جو شخص اس میں داخل ہو جاوے وہ امن والا

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ط

ہو جاتا ہے۔ اور اللہ کے واسطے لوگوں کے ذمہ اس مکان کا حج کرنا ہے یعنی اس شخص کے ذمہ جو کہ طاقت رکھے وہاں تک کی

وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۷﴾ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ

اور جو شخص منکر ہو تو اللہ تعالیٰ تمام جہان والوں سے غنی ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ اے اہل کتاب تم کیوں

لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۸﴾

انکار کرتے ہو اللہ تعالیٰ کے احکام کا حالانکہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب کاموں کی اطلاع رکھتے ہیں۔

واضح نشانیاں

اور اس میں کھلی ہوئی نشانیاں موجود ہیں، اور اسمٰعیل علیہ السلام کا پتھر اور حجر اسود موجود ہے اور اس میں جو داخل ہو وہ حملہ سے امن والا ہو جاتا ہے، اور مسلمانوں میں سے اس شخص پر جو وہاں تک جانے آنے کھانے پینے اور اپنی واپسی تک اپنے اہل وعیال کو خرچہ دینے کی طاقت رکھتا ہو تو اس پر زیارت بیت اللہ فرض ہے۔ اور جو شخص حق تعالیٰ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم و قرآن کریم اور حج کا منکر ہو، تو حق تعالیٰ کو ایسے لوگوں کے ایمان اور حج کی کوئی ضرورت نہیں۔

اے اہل کتاب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا کیوں انکار کرتے ہو، حالانکہ حق تعالیٰ تمہارے کفر و معاصی کے چھپانے کو جانتا ہے:

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ الخ کے۔ سعید بن منصور نے عکرمہ سے نقل کیا ہے کہ جب وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، تو یہودی بولے کہ ہم مسلمان ہیں، تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ مسلمانوں پر حق تعالیٰ نے حج بیت اللہ فرض کیا ہے، وہ بولے ہم پر فرض نہیں ہے اور حج کرنے سے انکار کیا اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ جو منکر ہو تو حق تعالیٰ تمام جہان والوں سے غنی ہیں:

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا

آپ فرما دیجئے اے اہل کتاب کیوں ہٹاتے ہو اللہ کی راہ سے ایسے شخص کو جو ایمان لاچکا اس طور پر کہ کجی ڈھونڈتے ہو

عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَآءُ ۗ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۹﴾

اس راہ کے لئے حالانکہ تم خود بھی اطلاع رکھتے ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں

گمراہ کرنے کی سعی

اور کیوں ایسے شخص کو حق تعالیٰ کی اطاعت اور اس کے دین سے ہٹانے کی کوشش میں ہو جو کہ حق تعالیٰ اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لاچکا ہے، کجی اور گمراہی کے تلاش کرنے کی وجہ سے ہٹاتے ہو حالانکہ حق تعالیٰ تمہاری کفر و معاصی کی پوشیدہ کارروائیوں سے باخبر ہے۔ یہ آیت کریمہ حضرت عمار اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جبکہ یہودیوں نے

ان کو اپنے دین کی دعوت دی تھی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

اے ایمان والو اگر تم کہنا مانو گے کسی فرقہ کا ان لوگوں میں سے جن کو کتاب دی گئی ہے

يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ

تو وہ لوگ تم کو تمہارے ایمان لائے پیچھے کافر بنادیں گے اور تم کفر کیسے کر سکتے ہو حالانکہ تم کو

تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ۭ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ

اللہ تعالیٰ کے احکام پڑھ کر سنائے جاتے ہیں اور تم میں اللہ کے رسول موجود ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو

بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ ع

مضبوط پکڑتا ہے تو ضرور راہ راست کی ہدایت کیا جاتا ہے۔

اہل کتاب کی آرزو

اہل کتاب کی ایک جماعت تمہارے ایمان لانے کے بعد یہ چاہتی ہے کہ تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ؐ کے منکر ہو جاؤ اور تم کیسے حق تعالیٰ کے منکر ہو سکتے ہو درانحالیکہ تم پر قرآن کریم کے اوامر و نواہی پڑھے جاتے ہیں، اور تمہارے پاس رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم موجود ہیں، لہٰذا جو شخص دین الٰہی اور اس کی کتاب پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہا تو ایسا شخص ضرور راہ راست یعنی ملت بیضاء کی ہدایت کیا جاتا ہے اور اس پر استقامت حاصل ہوتی ہے، یہ آیت حضرت معاذ اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی، اور پھر اس کے بعد دوبارہ قبیلہ اوس اور خزرج کے بارے میں نازل ہوئی ہے، کیونکہ ان میں سے ثعلبہ بن غنم اور سعد بن ابی زیادہ نے اپنے زمانہ جاہلیت کی قتل و غارت گری پر فخر کیا تھا۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا الخ فریابی اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے کہ قبیلہ اوس اور خزرج کے درمیان زمانہ جاہلیت سے لڑائی تھی ایک دن وہ سب مل کر بیٹھے اور آپس کی کشیدگی کا ذکر کیا تا آنکہ غصہ میں بھر گئے، اور ایک ایک پر ہتھیار لے کر کھڑا ہو گیا اس پر وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ اور اس کے بعد والی دو آیتیں نازل ہوئیں۔

ابن اسحاق اور ابو الشیخ نے زید بن اسلم سے روایت نقل کی ہے کہ شاس بن قیس یہودی اوس اور خزرج کے پاس سے گذرا، اور ان کو آپس میں باتیں کرتا ہوا دیکھ کر غضبناک ہوا، کہ زمانہ جاہلیت میں ان میں کس قدر

دشمنی تھی۔ اور اب آپس میں کس قدر محبت ہو گئی چنانچہ اگر ایک یہودی نوجوان کو حکم دیا کہ ان کی مجلس میں جاکر بیٹھے، اور جنگ بعاث کا تذکرہ چھیڑے اور ان کو وہ وقت یاد دلائے چنانچہ اس نے آکر ایسا ہی کیا، اگلی یہ باتیں سُن کر انہوں نے آپس میں لڑائی اور ایک دوسرے پر فخر کرنا شروع کیا، تا آنکہ قبیلہ اوس سے اوس بن قیظی اور خزرج سے جبار بن صخر یہ دونوں آدمی کھڑے ہو گئے اور آپس میں گفتگو کی جس سے دونوں قبیلے غضبناک ہو کر لڑائی کے لیے آمادہ ہو گئے، اس چیز کی اطلاع رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو پہنچی، آپ وہاں تشریف لائے، اور ان کو نصیحت کر کے آپس میں صلح کرا دی ؎
ان سب حضرات نے آپ کی بات کو بسر و چشم سُنا اور اطاعت و فرمانبرداری کے لئے اپنی گردنیں جھکا دیں
حق تعالیٰ نے قبیلہ اوس و خزرج اور جوان کے ساتھ تھے ان کے بارے میں یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تُطِیْعُوْا الخ
یہ آیت کریمہ نازل فرمائی، اور شاس بن قیس کے بارے میں یٰاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ یہ آیت نازل فرمائی

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ

اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرو ڈرنے کا حق بجز اسلام کے اور کسی حالت پر جان مت

مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا

دینا اور مضبوط پکڑے رہو اللہ تعالیٰ کے سلسلہ کو اس طور پر کہ باہم سب متفق بھی رہو

وَ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ

اور باہم نااتفاقی مت کرو اور تم پر جو اللہ تعالیٰ کا انعام ہے اسکو یاد کرو جب کہ تم دشمن تھے پس اللہ تعالیٰ نے

قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا ۚ وَ كُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَةٍ

تمہارے قلوب میں الفت ڈال دی سو تم خدا تعالیٰ کے انعام سے آپس میں بھائی بھائی ہو گئے۔ اور تم لوگ

مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰیٰتِهٖ

دوزخ کے گڑھے کے کنارے پر تھے سو اس سے خدا تعالیٰ نے تمہاری جان بچائی اسی طرح اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو

لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾

اپنے احکام بیان کر کے بتلاتے رہتے ہیں تاکہ تم لوگ راہ پر رہو۔

استقامت ناگزیر ہے } حق تعالیٰ کی اس طریقہ پر اطاعت کرو کہ پھر اس کی نافرمانی نہ ہو اور ایسا

شکر کرو کہ پھر کبھی اس کی ناشکری نہ ہو، اور اس طرح یاد کرو کہ کبھی اس سے غافل نہ ہو، عبادت اور توحید کے اقرار کے بعد اسی پر خلوص کے ساتھ جمے رہو۔ اور دینِ الٰہی اور کتاب خداوندی کو مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہو، اور اسلام کی نعمت کو یاد کرو کہ جاہلیت میں دشمن تھے دینِ اسلام سے آپس میں بھائی بھائی ہو گئے۔

اور بوجہ کفر کے تم لوگ دوزخ کے کنارے پر کھڑے تھے، اس دوزخ سے تم کو بذریعہ ایمان نجات عطا کی، اسی طرح حق تعالیٰ اپنے اوامر و نواہی اور اپنے احسانات کو بیان فرماتا رہتا ہے تاکہ تم کو گمراہی سے ہدایت حاصل ہو۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ

اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونا ضرور ہے کہ خیر کی طرف بلایا کریں اور نیک کاموں کے کرنے

وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَلَا

کو کہا کریں اور بُرے کاموں سے روکا کریں اور ایسے لوگ پورے کامیاب ہونگے اور تم لوگ ان

تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ

لوگوں کی طرح مت ہو جانا جنھوں نے باہم تفریق کر لی اور باہم اختلاف کر لیا اُن کے پاس احکام واضحہ

الْبَيِّنٰتُ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۵﴾

پہنچنے کے بعد اور ان لوگوں کے لئے سزائے عظیم ہوگی

خیر کی طرف بلانے والے

اب اللہ تعالیٰ امر بالمعروف اور آپس میں صلح کرانے کا حکم دیتا ہے کہ تم لوگوں میں ہمیشہ ایک ایسی جماعت رہنی چاہیئے، جو نیکی اور صلح کی دعوت اور توحید اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم اور اطاعت، اور کفر و شرک سے روکتی اور منع کرتی رہے۔ ایسے ہی حضرات خدا کی ناراضگی اور عذاب سے نجات پانے والے ہیں، اور یہود و نصاریٰ نے جس طرح دین میں اختلاف کیا تم اس طرح اپنی کتاب میں اسلام کے واضح اور روشن دلائل آجانے کے بعد اختلاف مت کرنا ان یہود و نصاریٰ کے لئے بہت بڑی سزا ہے۔

يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ

اس روز کہ بعضے چہرے سفید ہو جاویں گے اور بعضے چہرے سیاہ ہونگے سو جن کے

وُجُوْهُهُمْ ۣ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ

چہرے سیاہ ہو گئے ہوں گے اُن سے کہا جاویگا کیا تم لوگ کافر ہوئے تھے اپنے ایمان لانے کے بعد سزا چکھو

تَكْفُرُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ۭ

بسبب اپنے کفر کے اور جن کے چہرے سفید ہو گئے ہوں گے وہ اللہ کی رحمت میں ہوں گے

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۭ

وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے یہ اللہ تعالیٰ کی آیتیں ہیں جو صحیح صحیح طور پر ہم تم کو پڑھکر سناتے ہیں

وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

اور اللہ تعالیٰ مخلوقات پر ظلم کرنا نہیں چاہتے اور اللہ ہی کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں

وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۱۰۹﴾ ع

اور زمین میں ہے اور اللہ ہی کی طرف سب مقدمات رجوع کئے جاویں گے۔

جنتی و جہنمی

جس دن بعض لوگوں کے چہرے سفید ہوں گے، اور بعض کے سیاہ تو ان سیاہ چہرے والوں سے فرشتے کہیں گے کہ کیا تم نے ہی ایمان باللہ کے بعد کفر کیا تھا، اور سفید چہرے والے جنت میں رہیں گے، نہ وہاں موت آئے گی، اور نہ وہ اس سے نکالے جائیں گے، یہ حق تعالیٰ کی قرآنی آیتیں ہیں، جن کو جبریل امین کے ذریعہ حق اور باطل کے واضح کر دینے کے لیے ہم آپ پر نازل کرتے ہیں، حق تعالیٰ کی جانب سے جن وانس میں سے کسی پر ظلم نہیں ہوگا، تمام مخلوقات اور یہ عجائبات اسی کی ملک ہیں اور آخرت میں اسی کی طرف جانا ہے ؛

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ

تم لوگ اچھی جماعت ہو کہ وہ جماعت لوگوں پر ظاہر کی گئی ہے تم لوگ نیک کاموں کو بتلاتے ہو اور بری باتوں سے

عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۭ وَلَوْ اٰمَنَ اَھْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ

روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہو اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو ان کے لئے زیادہ

خَيْرًا لَّهُمْ ۚ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿١١٠﴾ لَن

اچھا ہوتا ان میں سے بعض تو مسلمان ہیں اور زیادہ حصہ ان میں سے کافر ہیں وہ تم کو ہرگز کوئی ضرر

يَضُرُّوكُمْ إِلَّا أَذًى ۖ وَإِن يُقَاتِلُوكُمْ يُوَلُّوكُمُ الْأَدْبَارَ قف ثُمَّ لَا

نہ پہنچا سکیں گے مگر ذرا خفیف سی اذیت اور اگر وہ تم سے مقاتلہ کریں تو تم کو پیٹھ دکھا کر بھاگ جائینگے پھر کسی کی

يُنصَرُونَ ﴿١١١﴾

طرف سے انکی حمایت بھی نہ کی جاوے گی۔

خیرِ اُمت

تم لوگوں کے لئے بہترین جماعت ہو، اب بہترائی کو بیان فرماتے ہیں کہ توحید اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا حکم کفر و شرک اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت سے روکتے ہو، اور حق تعالیٰ اور تمام کتابوں پر ایمان رکھتے ہو۔

اور اگر یہود و نصاریٰ ایمان لے آئیں تو ان کے لئے اچھا ہے، ان میں سے بعض مثلاً عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی مؤمن اور اکثر کافر ہیں۔

یہود تم کو نقصان نہیں پہنچا سکیں گے، مگر زبانی گالی گلوچ دیں گے، اور اگر دین کے اندر لڑائی کی جرأت کریں گے تو شکست کھا جائیں گے، نہ تمہاری تلواروں کے واروں کو روک سکیں گے اور نہ قید سے بچ سکیں گے

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ أَيْنَ مَا ثُقِفُوا إِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللَّهِ وَحَبْلٍ

جمادی گئی ان پر بے قدری جہاں کہیں بھی پائے جاوینگے مگر ہاں ایک تو ایسے ذریعہ کے سبب جو اللہ کی طرف سے ہے اور ایک

مِّنَ النَّاسِ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ۚ

ایسے ذریعہ سے جو آدمیوں کی طرف سے ہے اور مستحق ہوگئے غضب الٰہی کے اور جمادی گئی ان پر پستی اور یہ اسوجہ

ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ الْأَنبِيَاءَ بِغَيْرِ

سے ہوا کہ وہ لوگ منکر ہو جاتے تھے احکام الٰہیہ کے اور قتل کر دیا کرتے تھے پیغمبروں کو ناحق

حَقٍّ ۚ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ ﴿١١٢﴾ ق

اور اس وجہ سے ہوا کہ ان لوگوں نے اطاعت نہ کی اور دائرہ سے نکل نکل جاتے تھے۔

ناقدری کے حامل جہاں کہیں بھی یہ موجود ہوں گے جزیہ کی ذلت ان پر جمادی گئی ہے، مؤمنین کے مقابلہ میں ایمان باللہ یا جزیہ کے عہد و پیمان کے بغیر ہرگز نہیں ٹھہر سکیں گے، یہ لعنت کے مستحق ہوگئے، اور ان پر پستی جمادی گئی، یہ ذلت و مسکنت اسی بناء پر ہے، کہ یہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا انکار کرتے تھے، اور یہ غصہ اور ذلت سینچر کے دن میں نافرمانی کرنے انبیاء کرام کے قتل کرنے اور حرام چیزوں کو حلال سمجھنے کی وجہ سے ہے ؛

لَيْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ

اور یہ سب برابر نہیں ان اہل کتاب میں سے ایک جماعت وہ بھی ہے جو قائم ہیں اللہ کی آیتیں اوقات شب میں

اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

پڑھتے ہیں اور وہ نماز بھی پڑھتے ہیں اللہ پر اور قیامت والے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور

وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ

نیک کام بتلاتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں اور نیک کاموں میں دوڑتے ہیں اور

فِى الْخَيْرٰتِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۴﴾

یہ لوگ شائستہ لوگوں میں ہیں ؛

منصف گروہ اہل کتاب میں سے جو حضرات مشرف باسلام ہوگئے ہیں، وہ ان کی طرح نہیں ہیں جو ایمان نہیں لائے، ان میں سے انصاف والی ایک جماعت وہ بھی ہے جو ہدایت اور توحید خداوندی پر قائم ہے، جیسا کہ یہ عبداللہ رضؓ بن سلام اور ان کے ساتھی یہ حضرات راتوں کو نماز میں قرآن کریم پڑھتے ہیں، اور پابندی سے نمازوں کا اہتمام رکھتے ہیں، اور تمام کتب سماویہ اور تمام رسولوں اور مرنے کے بعد زندہ ہونے اور جنت کی نعمتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔

اور اس کے ساتھ ساتھ توحید اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا حکم اور کفر و شرک اور شیطان کی پیروی سے روکتے اور نیکیوں میں سبقت کرتے ہیں۔ یہی لوگ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے نیکوکار ہیں۔ یا یہ کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں جو حضرات سب سے بڑھ کر نیکوکار ہیں، جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اور ان کے ساتھی یہ لوگ جنت میں ان حضرات کے ساتھ ہوں گے ؛

لباب النقول فی اسباب النزول فرمان الٰہی لَيْسُوْا سَوَآءً۔ ابن ابی حاتم، طبرانی، اور ابن مندہ نے ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے، کہ جس وقت حضرت عبداللہ بن

سلام، ثعلبہ بن سعید، اسید بن عبد اور ان کے ساتھ یہودیوں میں سے اور جو حضرات مشرف باسلام ہوگئے اور انہوں نے سچائی کے ساتھ ایمان قبول کیا، اور اسلام میں جوش اور رغبت پیدا کی، تو یہود کے علماء اور ان میں سے کافر بولے کہ ہم میں جو برے ہیں وہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہیں اور جو ہم میں پسندیدہ ہیں انہوں نے اپنے آباؤ اجداد کے دین کو نہیں چھوڑا، اور نہ دوسرے دین کو اختیار کیا اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اہل کتاب میں سے یہ سب برابر نہیں۔

اور امام احمد وغیرہ نے ابن مسعود رضہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز عشاء میں کچھ تاخیر فرمائی پھر مسجد میں تشریف لائے تو صحابہ کرام کو دیکھا کہ وہ نماز کے انتظار میں بیٹھے ہوتے ہیں آپ نے فرمایا تم لوگوں کے علاوہ کوئی دین والا ابھی ایسا نہیں جو اسوقت حق تعالیٰ کو یاد کرے، اور اسوقت یہ لَيْسُوْا سَوَآءً الخ سے عَلِيْمٌ ۢ بِالْمُتَّقِيْنَ تک یہ آیت کریمہ نازل کی گئی ۔

وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ ۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۱۵﴾

اور یہ لوگ جو نیک کام کریں گے اس سے محروم نہ کیے جاویں گے اور اللہ تعالیٰ اہل تقویٰ کو خوب جانتے ہیں

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ

جو لوگ کافر رہے ہرگز ان کے کام نہ آدیں گے ان کے مال اور نہ انکی اولاد اللہ تعالیٰ کے مقابلہ

مِّنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِيْھَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۱۶﴾

میں ذرا بھی اور وہ لوگ دوزخ والے ہیں وہ ہمیشہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے

عظیم اجر کے حقدار

اور عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی مذکورہ باتوں میں سے جو بھی نیکیاں یا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضہ کے ساتھ جو بھی احسان کریں گے اس کے ثواب سے محروم نہیں کیے جائیں گے، بلکہ ان حضرات کو اس کا ثواب ضرور دیا جائے گا اور جو حضرات کفر و شرک اور تمام فواحش سے بچتے ہیں، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی حق تعالیٰ ان کو خوب جانتا ہے۔ اور جن لوگوں نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا انکار کیا جیسا کہ کعب اور اسکے ساتھی تو ان کے اموال و اولاد کی زیادتی انہیں عذاب الٰہی سے نہیں بچاسکے گی یہ دوزخ والے ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے ۔

مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ ھٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْھَا صِرٌّ اَصَابَتْ

وہ جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس دنیوی زندگانی میں اسکی حالت کے مثل ہے کہ ایک ہوا ہو جس میں تیز سردی ہو

حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ ۭ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ

وہ لگ جاوے ایسے لوگوں کی کھیتی کو جنہوں نے اپنا نقصان کر رکھا ہو پس وہ اس کو برباد کر ڈالے اور اللہ تعالیٰ نے

وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۷﴾

ان پر ظلم نہیں کیا لیکن وہ خود ہی اپنے آپ کو ضرر پہنچا رہے ہیں۔

عمدہ مثال یہود یہودیت کے زمانہ میں جو خرچ کرتے ہیں اس کی مثال سخت ٹھنڈی یا بہت گرم ہوا کی طرح ہے۔ جو ایسے لوگوں کی کھیتی کو لگ جائے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائگی سے اپنے آپ کو روک رکھا ہے، پھر وہ اس کو جلا دے جیسا کہ اس قسم کی آندھی کھیتی کو برباد کر دیتی ہے، اسی طرح مشرک تمام خرچ کیے مالوں کو ہلاک کر دیتا ہے۔

اپنی کھیتیوں اور صدقہ خیرات کے منافع کفر کی وجہ سے اور کھیتی میں سے حق اللہ کی ادائگی نہ کرنے کی بنا پر برباد ہونے کی وجہ سے یہ لوگ اپنا ہی نقصان کر رہے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ

اے ایمان والو اپنے سوا کسی کو صاحب خصوصیت مت بناؤ وہ لوگ تمہارے ساتھ

خَبَالًا ۭ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاۗءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ښ صلے

فساد کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتے تمہاری مضرت کی تمنا رکھتے ہیں واقعی بغض انکے منہ سے ظاہر

وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُھُمْ اَكْبَرُ ۭ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ

ہو پڑتا ہے اور جس قدر ان کے دلوں میں ہے وہ تو بہت کچھ ہے ہم علامات تمہارے سامنے ظاہر کر چکے

كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾

اگر تم عقل رکھتے ہو

محبت یہود سے احتراز یعنی مؤمنین خالصین کے علاوہ یہود کو دوست مت بناؤ وہ تم لوگوں میں فساد برپا کرنے کے کوشاں رہتے ہیں اور اس بات کے متمنی رہتے ہیں کہ جیسا کہ وہ لوگ شرک کرتے ہیں، اسی طرح تم بھی شرک کرو اور گنہگار بنو۔

اس چیز کا اظہار ان کی زبانی گالی گلوچ سے ہو رہا ہے، اور جو دشمنی اور کینہ غصہ وہ اپنے دلوں میں چھپائے

ہوئے ہیں۔ وہ اس سے بہت بڑھ کر ہے یہ حسد کی نشانی تمہارے سامنے ہم نے بیان کر دی ۔
اور یہ بھی معنی بیان کیے گئے ہیں کہ ہم نے اوامر و نواہی تمہارے سامنے بیان کر دیے ہیں، تاکہ جس چیز کا تمہیں حکم دیا جا رہا ہے تم اس کو سمجھو ۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا الخ ابن جریر اور ابن اسحاق نے ابن عباس رض سے نقل کیا ہے کہ جاہلیت کی دوستی اور معاہدہ کی بناء پر مسلمانوں میں سے کچھ حضرات یہودیوں کے ساتھ دوستی رکھا کرتے تھے حق تعالیٰ نے اس سے آگاہ فرمایا اور فتنہ کی بنا پر ان سے تعلقات رکھنے کی ممانعت فرما دی، اور یہ آیت نازل فرمائی یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ یعنی اپنے علاوہ کسی کو صاحب خصوصیت نہ بناؤ ۔

هٰۤاَنْتُمْ اُولَاۤءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا یُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ

ہاں تم ایسے ہو کہ ان لوگوں سے محبت رکھتے ہو اور یہ لوگ تم سے اصلاً محبت نہیں رکھتے حالانکہ تم تمام

كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا ۚۖ وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَیْكُمُ

کتابوں پر ایمان رکھتے ہو۔ اور یہ لوگ جب تم سے ملتے ہیں کہہ دیتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے اور جب الگ ہوتے

الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَیْظِ ؕ قُلْ مُوْتُوْا بِغَیْظِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌۢ

ہیں تو تم پر اپنی انگلیاں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں مارے غیظ کے آپ کہہ دیجیے کہ تم مر رہو اپنے غصہ میں

بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (۱۱۹) اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ؗ وَاِنْ

بیشک خدا تعالیٰ خوب جانتے ہیں دلوں کی باتوں کو اگر تم کو کوئی اچھی حالت پیش آتی ہے تو ان کے لئے موجب رنج ہوتی ہے اور اگر

تُصِبْكُمْ سَیِّئَةٌ یَّفْرَحُوْا بِهَا ؕ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا یَضُرُّكُمْ

تم کو کوئی ناگوار حالت پیش آتی ہے تو اس سے خوش ہوتے ہیں اور اگر تم استقلال اور تقویٰ کے ساتھ رہو

كَیْدُهُمْ شَیْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا یَعْمَلُوْنَ مُحِیْطٌ (۱۲۰)

تو ان لوگوں کی تدبیر تم کو ذرا بھی ضرر نہ پہنچا سکے گی بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال پر احاطہ رکھتے ہیں

یہودیوں کا بغض

مسلمانو! تم حرمت مصاہرت اور رضاعت کی وجہ سے یہود سے محبت رکھتے ہو، اور وہ دین کی وجہ سے تم سے محبت نہیں رکھتے، اور تم تمام کتابوں اور رسولوں کا

اقرار کرتے ہو اور وہ ایسا نہیں کرتے، اور منافقین یہود جب تم سے ملتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ہم ایمان لائے اور آپ کی نعت وصفت ہماری کتابوں میں موجود ہے اور جب اپنے ساتھیوں میں جاتے ہیں تو غیظ و غضب میں انگلیاں چباتے ہیں، تمہارے دلوں میں جو بغض و عداوت ہے، حق تعہ اسے خوب جانتا ہے۔

اور اگر تم لوگوں کو فتح و غنیمت حاصل ہو جاتی ہے تو یہود اور منافقوں کو بہت ہی ناگوار گذرتا ہے اور اگر قحط سالی قتل و غارت گری اور شکست سے سابقہ پڑ جاتا ہے، تو اس سے یہودی خوش ہوتے ہیں اور اگر انکی تکالیف پر تم استقلال سے کام لو اور حق تعہ کی نافرمانی نہ کرو، تو پھر انکی دشمنی اور کینہ کچھ نہیں کر سکتا، اللہ تعہ ان کی اس مخالفت اور ان کی دشمنی کو خوب جانتا ہے ؛

وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ۗ

اور جب کہ آپ صبح کے وقت اپنے گھر سے چلے مسلمانوں کو مقاتلہ کرنے کے لئے مقامات پر جما رہے تھے اور

وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (۱۲۱) إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ

اللہ تعہ سب جان رہے تھے جب تم میں سے دو جماعتوں نے دل میں خیال کیا کہ ہمت ہار دیں اور

تَفْشَلَا ۙ وَاللَّهُ وَلِيُّهُمَا ۗ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ (۱۲۲)

اللہ تعہ تو ان دونوں جماعتوں کا مددگار تھا اور پس مسلمانوں کو تو اللہ ہی پر اعتماد کرنا چاہیئے

غزوۂ احد اور غزوۂ احد کے دن جب آپ مدینہ منورہ سے چلے، اور احد پہنچکر دشمنوں کے مقابلہ کے لئے مؤمنین کے مقامات جما رہے تھے۔ حق تعہ تمہاری باتوں کو سننے والا، اور جو کچھ تم کو مورچہ چھوڑنے کی بنا پر پریشانی لاحق ہوئی اس کا جاننے والا ہے۔ اسی وقت یہ واقعہ بھی ہوا کہ مسلمانوں میں سے دو جماعتوں بنو سلمہ اور بنو حارث نے اپنے دلوں میں یہ سوچا کہ ہم بھی احد کے دن دشمنوں سے مقابلہ نہ کریں، حق تعہ اس خیال سے ان دونوں کی حفاظت اور نگرانی فرمانے والا تھا۔ اور مؤمنین پر تو یہ چیز لازم و ضروری ہے، کہ فتح و نصرت ہر ایک حالت میں حق تعہ ہی پر توکل کریں ؛

لباب النقول فی اسباب النزول فرمان الٰہی وَاِذْ غَدَوْتَ الخ ابن ابی حاتم اور ابو یعلیٰ نے مسور بن مخرمہ رضہ سے نقل کیا ہے بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمٰن رضہ بن عوف سے کہا کہ غزوۂ احد کے اپنے واقعہ سے مطلع کرو۔ انہوں نے فرمایا کہ سورۂ آل عمران میں ایک سو بیس ۱۲۰ آیتوں کے بعد پڑھو، ہمارا واقعہ مل جائے گا وَاِذْ غَدَوْتَ سے طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا تک اور یہ وہ جماعتیں ہیں جنہوں نے مشرکین سے امن طلب کی تھی ؛

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ

اور یہ بات محقق ہے کہ حق تعالیٰ نے تم کو بدر میں منصور فرمایا حالانکہ تم بے سروسامان تھے سو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے

تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ

رہا کرو تاکہ تم شکرگزار رہو۔ جبکہ آپ مسلمانوں سے یوں فرما رہے تھے کہ کیا تم کو یہ امر کافی نہ ہوگا کہ تمہارا

رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ بَلٰٓى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا

رب تمہاری امداد کرے تین ہزار فرشتوں کے ساتھ جو اتارے جاویں گے ہاں کیوں نہیں اگر مستقل رہوگے

وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ

اور متقی رہوگے اور وہ لوگ تم پر یک دم سے آپہنچیں گے تو تمہارا رب تمہاری امداد فرمائیگا

اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ﴿۱۲۵﴾

پانچ ہزار فرشتوں سے جو کہ ایک خاص وضع بنائے ہوں گے

نصرتِ ملائکہ اور بدر میں بھی جبکہ تمہاری تعداد صرف تین سو تیرہ تھی تمہاری مدد کی لہذا لڑائی میں بھی حق تعالیٰ سے ڈرو، اور اس ذات کی مخالفت نہ کرو جو تمہارے ساتھ ہے تاکہ تم حق تعالیٰ کی نصرت اور اس کے انعام پر شکر کر سکو۔

غزوۂ احد کے دن جب آپ فرما رہے تھے کہ تمہارا پروردگار تین ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد فرمائے گا، جو تمہاری مدد کے لئے آسمان سے اتریں گے، یہ تعداد تمہاری کفایت کر جائے گی اپنے نبی کے ساتھ لڑائی میں ثابت قدم رہو اور ان کی نافرمانی اور مخالفت سے ڈرتے رہو، اور مکہ والے مکہ کی جانب سے تم پر ایک دم آپڑیں گے، اس وقت تمہارا رب پانچ ہزار فرشتے روانہ فرمائے گا جو خاص وضع بنائے ہوئے ہوں گے، یا یہ کہ ان کے (سفید یا زرد) عمامے باندھے ہوئے ہوں گے۔

لباب النقول فی اسباب النزول وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ الخ تک یہ مسلمانوں نے دشمنوں سے ملنے کی تمنا کی تھی، اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ یہ اس وقت کا فرمان ہے جبکہ احد کے دن شیطان نے شور مچا دیا تھا کہ العیاذ باللہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم قتل کر دیئے گئے۔ اَمَنَةً نُّعَاسًا تک ان پر اونگھ آگئی تھی۔

اور بخاری ومسلم نے جابر رضؓ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے قبائل میں سے بنو سلمہ اور بنی حارثہ کے بارے میں اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ الخ یہ آیت نازل ہوئی ہے، اور ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور ابن ابی

حاتم نے شعبی سے نقل کیا ہے کہ غزوہ بدر کے دن مسلمانوں کو یہ اطلاع ملی کہ کرز بن جابر محاربی مشرکین کو کمک روانہ کر رہا ہے اس سے مسلمان پریشان ہوئے، اس پر حق تعالیٰ نے اَلَنْ یَّكْفِیَكُمْ سے مُسَوِّمِیْنَ تک یہ آیتیں نازل فرمائیں، پھر کرز کو شکست کی اطلاع پہنچ گئی، تو نہ مشرکین کے لیے کمک آئی، اور نہ مسلمانوں کی امداد کے لئے پانچہزار فرشتے نازل ہوئے۔

وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ؕ وَمَا

اور اللہ تعالیٰ نے یہ امداد محض اسلیے کی کہ تمہارے لیے بشارت ہو اور تاکہ تمہارے دلوں کو قرار ہو جائے اور نصرت

النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۱۲۶﴾ لِيَقْطَعَ طَرَفًا

صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے جو کہ زبردست ہیں حکیم ہیں تاکہ کفار میں سے ایک گروہ کو

مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ﴿۱۲۷﴾

ہلاک کردے یا ان کو ذلیل و خوار کردے پھر وہ ناکام لوٹ جاویں۔

وعدہ مدد کی حکمت

اور حق تعالیٰ نے اس کمک کا وعدہ محض تمہاری مدد اور سکون کے لئے کیا ہے، اور فرشتوں سے امداد منجانب اللہ جو اس ذات پر ایمان نہ لائے، اسے سزا دینے میں غالب اور حکیم ہے جس کی چاہے مدد فرمائے یا یہ کہ احد کے دن جو واقعہ تم کو پیش آیا، اس میں حکمت والے ہیں، اور یہ مدد اسی واسطے نازل کی گئی ہے تاکہ کفار مکہ میں سے ایک جماعت کا بالکل خاتمہ کردے اور ایک جماعت کو شکست دیدے، پھر وہ دولت اور غنیمت سے مایوس ہو کر واپس ہو جائیں۔

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَىْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ

آپ کو کوئی دخل نہیں یہاں تک کہ خدا تعالیٰ ان پر یا تو متوجہ ہو جاویں یا ان کو کوئی سزا دے دیں کیونکہ

ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ

وہ ظلم بھی بڑا کر رہے ہیں اور اللہ ہی کی ملک ہے جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے اور جو کچھ کہ زمین میں ہے

يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۹﴾

وہ جسکو چاہیں بخش دیں اور جس کو چاہیں عذاب دیں اور اللہ تعالیٰ تو بڑے مغفرت کرنے والے بڑے رحمت کرنیوالے ہیں

مختارِ کائنات

اے نبی کریم آپ کے قبضہ میں خود توبہ اور عذاب نہیں کہ آپ غزوۂ احد کے شکست خوردہ یا ان کے تیر اندازوں کے لئے بددعا کریں، حق تعالیٰ کی اگر مرضی ہوگی تو ان پر توجہ فرمائیگا اور ان کے گناہوں کو اسلام کی توفیق دے کر معاف کردے گا جو مغفرت کا اہل ہوتا ہے اسکی مغفرت اور جو عذاب کا مستحق ہوتا ہے اسے عذاب دیتا ہے، کہا گیا ہے کہ یہ آیت دو قبیلوں عصیہ اور ذکوان کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جب انہوں نے کچھ صحابۂ کرام کو شہید کر دیا تھا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے بددعا فرمائی تھی۔

لباب النقول فی اسباب النزول

حکم خداوندی لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ الخ امام احمدؒ اور مسلمؒ نے حضرت انس رضؓ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد کے دن رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے کے چار دندان مبارک میں سے ایک دانت شہید ہوگیا، اور آپ کا چہرۂ انور بھی زخمی ہوگیا، تا آنکہ چہرۂ انور سے خون بہنے لگا، اسوقت آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایسی قوم کو کیسے فلاح ہوگی، جنہوں نے اپنے نبی کے ساتھ ایسا کیا حالانکہ وہ نبی ان کو خدا کی طرف بلا رہا ہے تو اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی، یعنی آپ کو کسی کے مسلمان ہونے یا کافر رہنے کے متعلق خود کوئی دخل نہیں، اور امام احمدؒ اور امام بخاریؒ نے ابن عمر رضؓ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں، کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرما رہے تھے، الٰہ العالمین فلاں پر لعنت نازل فرما، اے اللہ حارث بن ہشام پر لعنت فرما، اے اللہ سہل بن عمرو پر لعنت فرما اے اللہ صفوان بن امیہ پر لعنت فرما، اس پر اخیر تک یہ آیت نازل ہوئی، اور پھر ان سب کو اسلام کی توفیق ہوگئی نیز امام بخاریؒ نے ابوہریرہ رضؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں، دونوں روایتوں میں تطبیق اس طرح ہے کہ ان مذکورہ لوگوں کے لئے آپ نے اپنی نماز میں جبکہ غزوۂ احد میں آپ کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا، اس کے بعد بددعا فرمائی، تو آیت ایک ساتھ ان دونوں واقعوں کے بارے میں نازل ہوئی، جو آپ کے ساتھ پیش آیا، اور جو ان لوگوں نے صحابہؓ کے ساتھ کیا، فرماتے ہیں، لیکن اس توجیہ پر صحیح مسلم کی اس حدیث سے اشکال پیدا ہوتا ہے، جو ابوہریرہ رضؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز میں فرماتے تھے۔ الٰہ العالمین رعل، ذکوان، عصیہ پر لعنت نازل فرما تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اور اشکال کی وجہ یہ ہے کہ آیت احد کے واقعہ میں نازل ہوئی اور رعل و ذکوان کا واقعہ بعد کا ہے، مگر حدیث کی علت پھر بعد میں میری سمجھ میں آئی، وہ یہ کہ اس روایت میں اوراج ہے وہ یہ کہ حتی انزل اللہ علیہ کا جو مسلم میں متصلا لفظ مروی ہے، وہ امام زہری کی روایت میں موجود نہیں، اور یہ بھی احتمال ہے کہ رعل و ذکوان کا واقعہ اس واقعہ سے مؤخر ہو، اور نزول آیت میں اپنے سبب سے کچھ تاخیر ہوگئی ہو، پھر آیت کریمہ تمام واقعات کے بارے میں نازل ہوئی ہو، امام سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ آیت کے سبب نزول کے بارے میں ایک روایت اور مروی ہے۔ جو بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابن اسحاق نے سالم بن عبداللہ بن عمر رضؓ سے نقل کی ہے کہ قریش میں سے ایک شخص رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا کہ آپ گالی گلوچ سے منع کرتے ہیں۔ اس کے بعد اس نے اپنا منہ آپکی طرف پھیر لیا۔ اور اپنی گدّی آپ کی طرف کردی، تا آنکہ اس کی سرین کھل گئی تو اسپر

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی اور اس کے لئے بد دعا کی تب یہ آیت لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ نازل ہوئی پھر اس کے بعد اس شخص کو اسلام کی توفیق ہوئی، اور اس کا اسلام بھی اچھا ہو گیا، یہ روایت مرسل غریب ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰۤوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۪

اے ایمان والو سود مت کھاؤ (یعنی نہ لو اصل سے) کئی حصے زائد کر کے) اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو

وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۳۰﴾ وَ اتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْۤ اُعِدَّتْ

امید ہے کہ تم کامیاب ہو اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے اور

لِلْكٰفِرِیْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾

خوشی سے کہنا مانو اللہ تعالیٰ کا اور رسول کا امید کہ تم رحم کئے جاؤ گے

سود کی ممانعت

ثقیف والو روپیہ پر مدت میں سود مت لو اور اللہ سے اس بارے میں ڈرو تاکہ تم کو غصہ اور عذاب سے نجات حاصل ہو اور سود کھانے میں دوزخ کی آگ سے ڈرو جو حق تعالیٰ نے حرمت سود کے منکرین کے لئے پیدا کی ہے، حرمت سود اور سود کے چھوڑ دینے میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحمت ہو اور عذاب الٰہی سے تمہیں نجات ملے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ فریابی نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ لوگ مدت مقررہ پر ادھار چیزوں کو فروخت کیا کرتے تھے، جب وہ مدت پوری ہو جاتی تو قرض میں اضافہ کر دیتے تھے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، اے ایمان والو! کئی حصہ کر کے سود مت کھاؤ۔

اور فریابی نے عطاء سے نقل کیا ہے کہ قبیلہ ثقیف بنو نضیر سے زمانہ جاہلیت میں قرض کے طریقہ پر لین دین کیا کرتے تھے، جب قرض کی مدت آجاتی تو یہ لوگ کہتے کہ ہم تم کو سود دینگے، مدت میں اضافہ کر دو، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت کہ کئی حصہ کر کے سود مت کھاؤ نازل فرمائی۔

وَ سَارِعُوْۤا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ

اور دوڑو طرف مغفرت کی جو تمہارے پروردگار کی طرف سے ہو اور طرف جنت کی جس کی وسعت ایسی ہے

وَ الْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ ﴿۱۳۳﴾ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ

جیسے آسمان اور زمین وہ تیار کی گئی ہے خدا سے ڈرنے والوں کے لئے ایسے لوگ جو کہ خرچ کرتے ہیں فراغت میں

وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ ط

اور تنگی میں اور غصہ کے ضبط کرنے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے اور اللہ تعالیٰ ایسے

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۳۴﴾

نیکوکاروں کو محبوب رکھتا ہے

رجوع الی اللہ کا حکم سود اور تمام گناہوں سے توبہ کرنے میں اپنے پروردگار کی طرف سبقت کرو اور اعمال صالحہ کرکے اور سود کو چھوڑ کر جنت کی تیاری کرو، جس کی وسعت تمام آسمانوں اور زمینوں کے برابر ہے، جو کہ کفر و شرک فواحش اور سود کے ترک کرنے والوں کے لئے بنائی گئی ہے، اب ایسے حضرات کی صفات بیان فرماتے ہیں کہ جو حضرات تنگی اور خوشحالی میں اپنے اموال کو راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں اور غصہ کے جوش و ہیجان کو ضبط کرتے ہیں، اور غلاموں کی تقصیرات سے درگزر کرتے ہیں۔

وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ

اور ایسے لوگ کہ جب کوئی ایسا کام کر گزرتے ہیں جس میں زیادتی ہو یا اپنی ذات پر نقصان

فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ قف وَمَن يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللّٰهُ قف ص

اٹھاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کو یاد کر لیتے ہیں پھر اپنے گناہوں کی معافی چاہنے لگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا

وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿۱۳۵﴾

اور ہے کون جو گناہوں کو بخشتا ہو اور وہ لوگ اپنے فعل پر اصرار نہیں کرتے اور وہ جانتے ہیں

خدا سے ڈرنے والے اگلی آیت انصار میں سے ایک شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس نے قبیلہ ثقیف کی ایک عورت کی طرف دیکھا تھا اور ہاتھ وغیرہ لگایا تھا، (اس کے بعد ندامت اور شرمندگی میں سر پر مٹی ڈال کر توبہ و استغفار کرنے کے لئے دور نکل گیا)۔

اور ایسے لوگ جب کوئی دیکھنے چھونے کا کام کر جاتے ہیں، تو حق تعالیٰ سے ڈرتے ہیں، اور اپنے گناہوں کی معافی طلب کرتے ہیں، اور اللہ کے علاوہ کون توبہ قبول کرنے والا ہے، اور یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ کام حق تعالیٰ کی نافرمانی کا باعث ہے اس پر اصرار نہیں کرتے۔

أُولَٰئِكَ جَزَاؤُهُم مَّغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَجَنَّاتٌ تَجْرِي مِن

ان لوگوں کی جزا بخشش ہے ان کے رب کی طرف سے اور ایسے باغ ہیں کہ ان کے نیچے سے نہریں چلتی ہوں گی

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ قَدْ

یہ ہمیشہ ہمیشہ ان ہی میں رہیں گے اور یہ اچھا حق الخدمت ہے ان کام کرنے والوں کا بالتحقیق

خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ ۙ فَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا

تم سے قبل مختلف طرق گزر چکے ہیں تو تم روئے زمین پر چلو پھرو اور دیکھ لو کہ آخر انجام

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۳۷﴾

تکذیب کرنے والوں کا کیسا ہوا

انعامات ربّانی

ان حضرات کے لئے ایسے باغات ہیں، جہاں گھروں اور درختوں کے نیچے سے شہد، دودھ، شراب اور پانی کی نہریں جاری ہیں، یہ لوگ جنت میں ہمیشہ رہیں گے اس سے نکالے نہیں جائیں گے توبہ کرنے والوں کا نعم البدل جنت ہی ہے۔ امم سابقہ سے یہ دستور چلا آرہا ہے کہ توبہ کرنے والے کے لئے مغفرت و ثواب ہے اور جو توبہ نہ کرے اس کے لئے ہلاکت و بربادی ہے، غور کرو جن لوگوں نے رسولوں کی تکذیب کی اور اپنی اس تکذیب سے توبہ نہیں کی۔ ان کا آخری انجام کیا ہوا۔

هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۸﴾ وَلَا

یہ بیان کافی ہے تمام لوگوں کے لئے اور ہدایت و نصیحت ہے خاص خدا سے ڈرنے والوں کیلئے اور

تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾

تم ہمت مت ہارو اور رنج مت کرو اور غالب تم ہی رہو گے اگر تم پورے مومن رہے اگر

اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ؕ وَتِلْكَ

تم کو زخم پہنچ جاوے تو اس قوم کو بھی ایسا ہی زخم پہنچ چکا ہے اور ہم ان ایام کو ان لوگوں کے

الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

درمیان ادلتے بدلتے رہا کرتے ہیں اور تاکہ اللہ ایمان والوں کو جان لیوے اور تم

وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۰﴾

میں سے بعضوں کو شہید بنانا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والوں سے محبت نہیں رکھتے

صحیفۂ ہدایت یہ قرآن کریم ان حضرات کے لئے جو کفر و شرک سے بچنے والے ہیں، حلال و حرام کو بیان کرنے والا اور نصیحت والا ہے۔

غزوۂ احد میں مسلمانوں کو جو پریشانی لاحق ہوئی تھی اس کی تسلی فرماتے ہیں، کہ دشمنوں کے مقابلہ میں کمزور مت بنو، اُحد کے دن جو مال غنیمت وغیرہ تم سے فوت ہوگیا اور جو تم کو پریشانی لاحق ہوئی تھی آخرت میں اس پر تم کو ثواب دے گا اور تمہیں غلبہ حاصل ہوگا، اگر تم اس بات پر یقین کرتے رہے کہ غلبہ اور غنیمت سب حق تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اگر غزوۂ احد کے دن تم کو کوئی صدمہ پہنچ جائے تو اسی طرح کا صدمہ و غم مکہ والوں کو بدر کے دن پہنچ چکا ہے، کیونکہ دنیا کے دنوں کو ہم اسی طرح تبدیل کرتے رہتے ہیں، کبھی مسلمانوں کو کافروں پر غلبہ دیدیا، اور کبھی کفار کو غلبہ دیدیا، تاکہ میدان جہاد میں حق تعالیٰ مسلمانوں کو دیکھ لیں، پھر جس کو وہ چاہیں شہادت کی وجہ سے عزت و شرافت عطا فرمادیں اور حق تعالیٰ مشرکین اور ان کے دین اور انکی دولت کو پسند نہیں کرتے ؛

لباب النقول فی اسباب النزول فرمان الٰہی وَيَتَّخِذَ مِنكُمْ شُهَدَاءَ الخ ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ جب عورتوں پر احد کے دن (غلط بات مشہور ہونے کے بعد) صورت حال کی تحقیق میں دیر ہوئی، تو وہ معلومات کرنے کے لئے نکلیں، دیکھتی کیا ہیں کہ دو آدمی اونٹ پر چلے آرہے ہیں، تو ایک عورت نے ان سے دریافت کیا کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا اطلاع ہے، ان سواروں نے کہا کہ آپ زندہ ہیں، تو وہ عورت بولی اب کسی بات کا غم نہیں حق تعالیٰ جس قدر چاہے اپنے بندوں کو شہید کردے تو اسی عورت کے الفاظ کے مطابق قرآن کریم کی یہ آیت وَيَتَّخِذَ مِنكُمْ شُهَدَاءَ نازل ہوگئی ؛

وَلِيُمَحِّصَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَمْحَقَ الْكَافِرِينَ ﴿۱۴۱﴾

اور تاکہ میل کچیل سے صاف کردے ایمان والوں کو اور مٹا دیوے کافروں کو

أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ

ہاں کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ جنت میں جا داخل ہوگے حالانکہ ہنوز اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو تو دیکھا

الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ ﴿۱۴۲﴾

ہی نہیں جنہوں نے تم میں سے جہاد کیا ہو اور نہ ان کو دیکھا جو ثابت قدم رہنے والے ہیں

جہاد کی مصلحت اور تاکہ حق تعالیٰ جہاد میں جو باتیں پیش آئیں ان کی مغفرت فرمائے اور لڑائی میں کفار کو نیست و نابود کردے، ہاں اے گروہ مسلمین کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ جنت میں بغیر جہاد ہی کے داخل ہو جاؤ گے، ہنوز اللہ تعالیٰ نے ظاہری طور پر تو ان لوگوں کو دیکھا ہی نہیں جنہوں نے

کے دن خوب جہاد کیا، اور نہ ان لوگوں کو جو اپنے نبی کے ساتھ کفار کے مقابلہ میں جمے رہے ÷

وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَلْقَوْهُ ۖ فَقَدْ رَأَيْتُمُوهُ

اور تم تو مرنے کی تمنا کر رہے تھے موت کے آنے کے پہلے سے سو اُس کو تو کھلی آنکھوں دیکھ لیا تھا اور

وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ﴿۱۴۳﴾ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ ۚ قَدْ خَلَتْ

محمدؐ نرے رسول ہی تو ہیں آپ سے پہلے اور بھی بہت رسول گذر چکے ہیں

مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ

سو اگر آپ کا انتقال ہو جاوے یا آپ شہید ہی ہو جاویں تو کیا تم لوگ اُلٹے

أَعْقَابِكُمْ ۚ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا ۗ

پھر جاؤ گے اور جو شخص الٹا پھر بھی جاوے گا تو خدا تعالیٰ کا کوئی نقصان نہ کرے گا

وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ﴿۱۴۴﴾

اور خدا تعالیٰ جلدی ہی عوض دے گا حق شناس لوگوں کو

تنبیہ و بشارت تم تو احد کے واقعہ سے قبل لڑائی میں مرجانے کی تمنا کر رہے تھے، اور پھر احد کے دن لڑائی میں کفار کی تلواریں دیکھ کر ان سے شکست کھا گئے اور اپنے رسول کریمؐ کے ساتھ ثابت قدم نہ رہے۔

صحابہ کرام نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہؐ احد کے دن ہمیں یہ اطلاع ملی کہ خدانخواستہ آپ شہید کر دیئے گئے اس پریشانی سے وقتی طور پر ہم کو شکست ہوگئی، حق تعالیٰ اس چیز کا تذکرہ فرما رہے ہیں کہ آپ سے قبل بہت سے رسول گذر چکے ہیں، اسی طرح اگر آپ انتقال فرما جائیں یا شہید کر دیئے جائیں تو کیا تم اپنے سابقہ دین کی طرف لوٹ جاؤ گے، اور جو شخص اپنے سابقہ دین کی طرف پھر جائیگا تو اس کا یہ لوٹنا حق تعالیٰ کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا، حق تعالیٰ مومنین کو ان کے ایمان اور جہاد کے عوض جلد ہی نیک بدلہ دے گا ÷

لباب النقول فی اسباب النزول فرمان خداوندی وَلَقَدْ كُنْتُمْ الخ ابن ابی حاتم نے عوفی کے واسطہ سے ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے کہ صحابۂ کرام میں سے کچھ حضرات کہتے تھے کاش ہم کفار کو پھر اس طرح قتل کریں جیسا کہ بدر کے دن قتل کیا تھا اور کاش بدر جیسا دن پھر پیش آئے، اور اس میں ہم کفار کو تہ تیغ کریں۔ اور بہت زیادہ ثواب کمائیں، یا

شہادت اور جنت حاصل کریں یا زندگی اور مال غنیمت لوٹیں، چنانچہ حق تعالیٰ نے اُحد کے دن کا مشاہدہ کرا دیا اور اس میں بجز ان حضرات کے جن کو حق تعالیٰ نے ثابت قدم رکھا کوئی نہ جم سکا اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ تم تو مرنے کی تمنا کر رہے تھے۔

فرمانِ الٰہی وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ الخ ابن منذر نے حضرت عمر فاروق رضہ سے نقل کیا ہے کہ احد کے دن ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے علیحدہ ہو گئے میں اچانک پہاڑ پر چڑھا، اچانک ایک یہودی سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم شہید کر دیئے گئے، میں نے یہ پختہ ارادہ کیا کہ جس کسی سے بھی یہ کہتے ہوئے سنوں گا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم شہید کر دیئے گئے تو اس کی گردن اڑا دوں گا، اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام تشریف لا رہے ہیں اسوقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ الخ۔

اور ابن ابی حاتم نے ربیع سے نقل کیا ہے، کہ غزوۂ احد میں جب مسلمان شہید اور زخمی ہوئے تو انہوں نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی تلاش شروع کی تو کچھ بدبخت بولے کہ آپ شہید کر دیئے گئے، اس پر کچھ لوگوں نے کہا کہ اگر آپ نبی ہیں تو آپ کو کوئی قتل نہیں کر سکتا، اور بعض لوگوں نے کہا کہ جس چیز پر تمہارے نبیؐ نے جہاد کیا، اسی پر تم جہاد کرو تاوقتیکہ تمہیں فتح حاصل ہو یا یہ کہ تم شہید ہو جاؤ، اسی کے بارے میں حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ

اور بیہقی نے دلائل میں ابو نجیح سے روایت نقل کی ہے کہ مہاجرین میں سے ایک شخص ایک انصاری کے پاس سے گزرا اور وہ اپنے بدن سے خون صاف کر رہے تھے، مہاجر بولا کہ تمہیں معلوم ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم شہید کر دیئے گئے، انصاری نے کہا کہ اگر ایسا ہی ہے تو آپ تو اپنے مقام اصلی پر پہونچ گئے، بس تم اپنے دین کی حمایت میں لڑتے رہو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اور ابن راہویہ نے مسند میں زہری سے نقل کیا کہ شیطان نے احد کے دن بلند آواز سے چیخ ماری کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم شہید کر دیئے گئے، کعب بن مالک رضہ بیان کرتے ہیں کہ میں پہلا وہ شخص ہوں جس نے میدان جنگ میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو دور سے پہچانا، میں نے آپکی آنکھوں کو خود کے نیچے سے دیکھا، دیکھتے ہی بلند آواز کے ساتھ میں نے پکار کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہ ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم نرے رسول ہی تو ہیں ؛

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ؕ وَمَنْ

اور کسی شخص کو موت آنا ممکن نہیں بدون حکمِ خدائے تعالیٰ کے اس طور سے کہ اسکی میعاد معین لکھی

يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ

ہوئی رہتی ہے اور جو شخص دنیاوی نتیجہ چاہتا ہے تو ہم اس کو دنیا کا حصہ دیدیتے ہیں اور جو شخص اُخروی

مِنۡهَا ۚ وَسَنَجۡزِى الشّٰكِرِيۡنَ ﴿۱۴۵﴾

نتیجہ چاہتا ہے تو ہم اس کو آخرت کا حصہ دیں گے اور ہم بہت جلد عوض دینگے حق شناکر دں کو

مشیتِ الٰہی

کسی بھی شخص کو بغیر حکم خداوندی اور مشیت الٰہی کے موت آنا ممکن نہیں اسکی زندگی اور روزی کی میعاد معین لکھی ہوئی رہتی ہے، جس میں ایک کو دوسرے پر تقدیم و تاخیر نہیں ہو سکتی، اور جو شخص اپنے عمل اور جہاد سے دنیاوی منافع حاصل کرنا چاہتا ہے تو ہم دنیا ہی میں اسکی نیت کے مطابق دے دیتے ہیں، باقی آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں رہتا۔

اور جو اپنے عمل اور جہاد سے ثواب اخروی کمانا چاہتا ہے تو ہم اسے اس کے ارادہ کے موافق آخرت میں دیتے ہیں، اور مومنین کو ہم ان کے ایمان اور جہاد کا جلد ہی نیک بدلہ دیں گے ۔

وَكَاَيِّنۡ مِّنۡ نَّبِىٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوۡنَ كَثِيۡرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوۡا لِمَاۤ

اور بہت نبی ہو چکے ہیں جن کے ساتھ ہو کر بہت بہت اللہ والے لڑے ہیں سو نہ تو ہمت ہاری انہوں نے

اَصَابَهُمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوۡا وَمَا اسۡتَكَانُوۡا ؕ وَاللّٰهُ

ان مصائب کی وجہ سے جو ان پر اللہ کی راہ میں واقع ہوئیں اور نہ ان کا زور گھٹا اور نہ وہ دبے

يُحِبُّ الصّٰبِرِيۡنَ ﴿۱۴۶﴾

اور اللہ تعالیٰ کو ایسے مستقل مزاجوں سے محبت ہے ۔

محبوبِ حق

اور بہت سے نبی ہو چکے ہیں جن کے ساتھ بڑی بڑی جماعتوں نے ہو کر کفار کے ساتھ مقابلہ کیا ہے، تو قتل و زخم کی وجہ سے نہ انہوں نے کام سے ہمت ہاری، اور نہ دشمنوں کے مقابلہ سے ان میں کسی قسم کی کوئی کمزوری آئی، اور یہ بھی معنی بیان کئے گئے ہیں کہ بہت سے نبی شہید کر دیئے گئے۔ دراں حالیکہ ان کے ساتھ مسلمانوں کی بڑی بڑی جماعتیں تھیں مگر جہاد فی سبیل اللہ میں جو ان کو پریشانیاں لاحق ہوئیں اور انکے نبی شہید کر دیئے گئے ان باتوں نے ان کو اطاعت خداوندی سے کمزور نہیں کیا۔

اور جو انبیاء کرام کے ساتھ دشمنوں کے مقابلہ میں ثابت قدم رہتے ہیں حق تعالیٰ ایسے ہی لوگوں کو پسند فرماتے ہیں ۔

وَمَا كَانَ قَوۡلَهُمۡ اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوۡا رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَاِسۡرَافَنَا

اور ان کی زبان سے بھی تو اس کے سوا اور کچھ نہیں نکلا کہ انہوں نے عرض کیا کہ اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہوں کو

فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾

اور ہمارے کاموں میں حد سے نکل جانے کو بخش دیجئے اور ہم کو ثابت قدم رکھئے اور ہم کو

فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ۭ وَاللّٰهُ

کافر لوگوں پر غالب کیجئے سو ان کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کا بھی بدلہ دیا اور آخرت کا بھی عمدہ بدلہ اور

يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۴۸﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ

اللہ تعالیٰ کو ایسے نیکوکاروں سے محبت ہے اے ایمان والو اگر تم کہنا مانو گے کافروں کا تو وہ تم کو الٹا

كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓي اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ بَلِ اللّٰهُ

پھیر دیں گے پھر تم ناکام ہو جاؤ گے بلکہ اللہ تعالیٰ تمہارا دوست ہے اور وہ سب سے بہتر

مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ﴿۱۵۰﴾

مدد کرنے والا ہے

مؤمنین کی دعا

اور ان مؤمنین کی تو اپنے نبی کے شہید ہو جانے کے بعد بارگاہ خداوندی میں یہ دعا تھی کہ ہمارے صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کو معاف فرما نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا میں بھی فتح وغنیمت دی اور آخرت میں بھی جنت عطا کی اور حق تعالیٰ ایسے مؤمنین کو جو جہاد میں ثابت قدم رہتے ہیں پسند فرماتے ہیں۔ حذیفہ رض اور عمار رض اگر کعب رض اور اس کے ساتھیوں کا کہا مانو گے تو وہ تمہیں تمہارے سابقہ دین کفر کی طرف الٹا پھیر دیں گے، اور اس لوٹنے کے بعد تم دنیا و آخرت کی بربادی اور حق تعالیٰ کی ناراضگی کی وجہ سے گھاٹے میں ہو جاؤ گے، بلکہ حق تعالیٰ تمہارا محافظ ہے۔ وہ ان کے مقابلہ میں تمہاری مدد فرمائے گا۔ اور وہ بہت زیادہ مدد فرمانے والے ہیں۔

سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ

ہم ابھی ڈالے دیتے ہیں ہول کافروں کے دلوں میں بسبب اس کے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا شریک ایسی چیز کو

يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۵۱﴾

ٹھہرایا ہے جس پر کوئی دلیل اللہ تعالیٰ نے نازل نہیں فرمائی اور ان کی جگہ جہنم ہے اور وہ بری جگہ ہے بے انصافوں کی

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰٓى اِذَا

اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے تو تم سے اپنے وعدہ کو سچا کر دکھایا تھا جس وقت کہ تم ان کفار کو بحکم خداوندی قتل کر رہے تھے

فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ

یہاں تک کہ جب تم خود ہی کمزور ہو گئے اور باہم حکم میں اختلاف کرنے لگے اور تم کہنے پر نہ چلے بعد اسکے

مَّا تُحِبُّوْنَ ۭ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ

کہ تم کو تمہاری دلخواہ بات دکھلا دی تھی تم میں سے بعض تو وہ شخص تھے جو دنیا کو چاہتے تھے اور بعض تم میں وہ تھے جو آخرت کے طالب تھے

لغزش کا اظہار

غزوۂ اُحد کے انجام میں کفار کو پھر واپسی کے ارادہ پر جو راستہ میں شکست ہوئی حق تعالیٰ اس کا تذکرہ فرماتے ہیں کہ ہم نے کفار مکہ کے دلوں میں تمہارا ڈر بٹھا دیا یہاں تک کہ وہ شکست کھا گئے، باوجودیکہ اس شرک پر ان کے لئے نہ کوئی کتاب ہے اور نہ کوئی رسول اور ان کا اصلی ٹھکانا دوزخ ہے۔

غزوۂ احد کے بارے میں جو مسلمانوں سے وعدہ فرمایا تھا اللہ تعالیٰ اس کا تذکرہ فرماتے ہیں کہ جب اُحد کے دن ابتدائے قتال میں تم کفار کو حق تعالیٰ کی مدد اور اس کے حکم سے قتل کر رہے تھے، لیکن جب تم خود ہی کمزور ہو گئے اور لڑائی کے مسئلہ میں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم میں مورچہ چھوڑنے کے اندر مختلف ہو گئے باوجودیکہ فتح اور غنیمت تم کو مل گئی تھی، بعض تیر انداز مورچہ چھوڑ کر جہاد سے صرف مال غنیمت ہی حاصل کرنا چاہتے تھے، اور بعض جہاد اور مورچہ پر کھڑے رہنے میں آخرت کے طلب گار تھے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن جبیر اور ان کے ساتھی اسی مورچہ پہ جمے رہے (جس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو متعین کیا تھا) یہاں تک کہ شہید ہو گئے

ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ۭ وَاللّٰهُ

اس سے اللہ تعالیٰ نے آئندہ کے لئے اپنی نصرت کو بند کر لیا اور پھر تم کو ان کفار سے ہٹا دیا تاکہ خدا تعالیٰ تمہاری آزمائش فرماوے

ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵۲﴾ اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ

اور یقین سمجھو کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو معاف کر دیا اور اللہ بڑے فضل والے ہیں مسلمانوں پر وہ وقت یاد کرو کہ جب تم چڑھے جاتے تھے

عَلٰٓي اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْٓ اُخْرٰىكُمْ فَاَثَابَكُمْ غَمًّۢا

اور کسی کو مڑ کر بھی تو نہ دیکھتے تھے اور رسول تمہارے پیچھے کی جانب سے تم کو پکار رہے تھے سو خدا تعالیٰ نے تم کو پاداش میں غم دیا

بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَا أَصَابَكُمْ ۗ وَاللَّهُ خَبِيرٌ

بسبب غم دینے کے تاکہ تم مغموم نہ ہوا کرو نہ اس چیز پر جو تمہارے ہاتھ سے نکل جاوے اور نہ اس چیز پر جو تم پر مصیبت پڑے

بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿۱۵۳﴾

اور اللہ تعالیٰ سب خبر رکھتے ہیں تمہارے سب کاموں کی۔

شانِ کریمی { پھر تم کو ان کفار پر غلبہ دینے سے حق تعالیٰ نے روک دیا، تاکہ تمہارے ایمان کی آزمائش فرمائے مگر اس عدول حکمی کے باوجود تم کو معاف کر دیا، اور ان تیر اندازوں سے کوئی مواخذہ نہیں لیا

دشمنوں کے ڈر سے غزوۂ اُحد میں صحابہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے جو علیحدہ ہوئے حق تعالیٰ اس کا ذکر فرماتے ہیں کہ جب تم ظاہری شکست سے پہاڑ کی طرف بھاگ رہے تھے اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف توجہ نہیں کر رہے تھے اور نہ آپ کے پاس کھڑے ہو رہے تھے، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تمہارے پیچھے کی طرف سے تم کو پکار رہے تھے، کہ مسلمانو! ادھر آؤ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہوں، مگر تم نے سُنا ہی نہیں تو اس پاداش میں حق تعالیٰ نے تم کو غم پر غم دیا۔ ایک غم خالد بن ولید کے دستہ کا اور دوسرا غم شکست کھا جانے اور زخمی ہو جانے کا اور حقیقی غم جس سے گھبراہٹ ہوئی خبر قتل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے جس سے حواس باختہ ہو گئے اور بدحواسی میں کچھ خبر نہیں رہی۔ عابد) تاکہ قتل وجراحت پر تم مغموم نہ ہوا کرو، کیونکہ حق تعالیٰ فتح و ہزیمت سب کو جانتا ہے:

ثُمَّ أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نُّعَاسًا يَغْشَىٰ طَائِفَةً

پھر اللہ تعالیٰ نے اس غم کے بعد تم پر چین بھیجی یعنی اونگھ کہ تم میں سے ایک جماعت پر تو اس کا غلبہ ہو رہا تھا اور

مِّنْكُمْ ۙ وَطَائِفَةٌ قَدْ أَهَمَّتْهُمْ أَنْفُسُهُمْ يَظُنُّونَ بِاللَّهِ غَيْرَ

ایک جماعت وہ تھی کہ انکو اپنی جان ہی کی فکر پڑ رہی تھی وہ لوگ اللہ کے خلاف واقع خیالات کر رہے تھے جو کہ محض

الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ۖ يَقُولُونَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْأَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ۗ

حماقت کا خیال تھا وہ یوں کہہ رہے تھے کہ ہمارا کچھ اختیار چلتا ہے آپ فرما دیجئے کہ

قُلْ إِنَّ الْأَمْرَ كُلَّهُ لِلَّهِ ۗ

اختیار تو سب اللہ ہی کا ہے

احسانِ پروردگار { اس غم کے بعد حق تعالیٰ نے تم پر احسان فرمایا کہ اہلِ صدق و یقین کو کفار سے بھاگنے

کے بعد اونگھ آگئی جس سے سارا غم دور ہو گیا، اور دوسری معتب بن قشیر منافق کی جماعت کو اپنی جان کی فکر ہو رہی تھی ان پر اونگھ طاری نہیں ہوئی، یہ لوگ جاہلیت کے عقیدہ کے مطابق یہ سمجھے ہوئے تھے، کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کی مدد نہیں فرمائے گا اور یہ کہہ رہے تھے کہ ہمارا کچھ اختیار چلتا ہے، محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجیے کہ دولت ونصرت سب حق تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَیْکُمْ، الخ ابن راہویہ نے زبیر سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ اُحد کے دن جس وقت ہم پر دشمنوں کا خوف ہوا، سمجھے دیکھتے کہ ہم میں سے ہر ایک پر ایک قسم کی اونگھ طاری ہو گئی اور میں خواب دیکھنے کی طرح معتب بن قشیرہ کا یہ قول سن رہا تھا کہ اگر ہمارا کچھ اور اختیار چلتا تو ہم یہاں مقتول نہ ہوتے، میں نے اس کے اس قول کو یاد کر لیا، حق تعالیٰ نے ثُمَّ اَنْزَلَ سے عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ تک یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ ۭ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا

وہ لوگ اپنے دلوں میں ایسی بات پوشیدہ رکھتے ہیں جس کو آپ کے سامنے ظاہر نہیں کرتے کہتے ہیں کہ اگر ہمارا کچھ اختیار

مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا ھٰهُنَا ۭ قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ

چلتا تو ہم یہاں مقتول نہ ہوتے آپ فرما دیجیے کہ اگر تم لوگ اپنے گھروں میں بھی رہتے تب بھی

لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ

جن لوگوں کے لئے قتل مقدر ہو چکا تھا وہ لوگ ان مقامات کی طرف نکل پڑتے جہاں وہ گرے ہیں

مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ

اور یہ جو کچھ ہوا اسلئے ہوا تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے باطن کی بات کی آزمائش کرے اور تاکہ تمہارے دلوں کی بات کو صاف

بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۵۴﴾

کرے اور اللہ تعالیٰ سب باطن کی باتوں کو خوب جانتے ہیں

النصف

منافقین کی خوش فہمی

یہ منافق اپنے دلوں میں ایسی بات پوشیدہ رکھتے ہیں جو آپ کے سامنے قتل ہونے کے ڈر سے ظاہر نہیں کرتے۔ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان منافقین سے فرما دیجیے کہ اگر تم مدینہ منورہ میں بھی ہوتے تو جن کے مقدر میں قتل ہونا لکھا جا چکا تھا وہ ضرور اُحد کے میدان میں آتے یہ اس لئے کہ حق تعالیٰ منافقین کے دلوں کی آزمائش کرتا اور ان کے نفاق کو ظاہر کرتا ہے اور

منافقوں کے دلوں میں جو خیر و شر ہے، اللہ تعالیٰ اسے خوب جانتا ہے ۞

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ

یقیناً تم میں جن لوگوں نے پشت پھیر دی تھی جس روز کہ دونوں جماعتیں باہم مقابل ہوئیں اس کے سوا اور

الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ

کوئی بات نہیں ہوئی کہ ان کو شیطان نے لغزش دیدی انکے بعض اعمال کے سبب سے اور یقین سمجھو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو

غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿١٥٥﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ

معاف فرمادیا واقعی اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت کرنے والے ہیں حلم والے ہیں اے ایمان والو تم ان لوگوں کی طرح مت ہو جانا جو کہ

كَفَرُوْا وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِى الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا

کافر ہیں اور کہتے ہیں اپنے بھائیوں کی نسبت جبکہ وہ لوگ کسی سرزمین میں سفر کرتے ہیں یا وہ لوگ کہیں

غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا ۚ لِيَجْعَلَ اللّٰهُ

غازی بنتے ہیں کہ اگر یہ لوگ ہمارے پاس رہتے تو نہ مرتے اور نہ مارے جاتے تاکہ اللہ تعالیٰ اس بات کو انکے

ذٰلِكَ حَسْرَةً فِىْ قُلُوْبِهِمْ ۗ وَاللّٰهُ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ ۗ

قلوب میں موجب حسرت کر دیں اور مارنا جلانا تو اللہ ہی ہے اور اللہ تعالیٰ

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿١٥٦﴾

جو کچھ تم کرتے ہو سب کچھ دیکھ رہے ہیں

عفو و درگزر

غزوۂ احد میں صحابہ کرام رض شکست کھا کر بھاگ رہے تھے ان میں حضرت عثمان بن عفان رض بھی تھے جب کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور ابو سفیان کی جماعت کا مقابلہ ہو رہا تھا اور وجہ یہ تھی کہ شیطان نے آواز بنا کر کہدیا تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قتل کر دیئے گئے، تو یہ حضرات اس غم میں چھ ہاتھ کے بقدر پیچھے ہٹ گئے اور یقین سمجھو کہ حق تعالیٰ نے ان کی اس لغزش کو کہ ان لوگوں نے مورچہ کو چھوڑ دیا تھا۔ معاف کر دیا۔

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان رکھنے والو! لڑائی میں عبداللہ بن ابی منافق اور اس کے

ساتھیوں کی طرح مت ہو جاؤ کہ وہ راستہ ہی میں سے مدینہ منورہ لوٹ گئے، اور پھر اپنے منافق ساتھیوں سے آکر کہتے ہیں، کہ اگر یہ لوگ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی سفر یا جہاد میں نہ جاتے اور مدینہ میں ہمارے ساتھ رہتے تو سفر اور جہاد میں نہ مرتے اور نہ مارے جاتے؛ ان کا یہ خیال خام حق تعالیٰ نے ان ہی کے لئے افسوس و حسرت کا باعث کر دیا، سفر میں بھی اللہ تعالیٰ زندہ رکھتا ہے اور اقامت میں بھی موت دے دیتا ہے۔

وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَحْمَةٌ

اور اگر تم لوگ اللہ کی راہ میں مارے جاؤ یا کہ مر جاؤ تو بالضرور اللہ تعالیٰ کے پاس کی مغفرت اور رحمت ان چیزوں

خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ﴿١٥٧﴾ وَلَئِنْ مُّتُّمْ أَوْ قُتِلْتُمْ لَإِلَى اللَّهِ

سے بہتر ہے جن کو یہ لوگ جمع کر رہے ہیں اور اگر تم لوگ مر گئے یا مارے گئے بالضرور اللہ ہی کے پاس جمع کئے جاؤ گے

تُحْشَرُونَ ﴿١٥٨﴾ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا

بعد اس کے خدا ہی کی رحمت کے سبب آپ ان کے ساتھ نرم رہے اور اگر آپ تند خو

غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ

سخت طبیعت ہوتے تو یہ آپ کے پاس سے سب منتشر ہو جاتے سو آپ ان کو معاف کر دیجئے اور

لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ۚ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ

آپ انکے لئے استغفار کر دیجئے اور ان سے خاص خاص باتوں میں مشورہ لیتے رہا کیجئے پھر جب

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ﴿١٥٩﴾

رائے پختہ کر لیں تو خدا تعالیٰ پر اعتماد کیجئے بیشک اللہ تعالیٰ ایسے اعتماد کرنے والوں سے محبت فرماتے ہیں

ارشادِ مغفرت اے گروہ منافقین اگر تم اپنے گھروں ہی میں خلوص ایمانی کے ساتھ مرتے تو یہ چیز تمہارے گناہوں کی مغفرت اور رحمت خداوندی کا باعث ہو جاتی اور تمہارے دنیاوی اموال سے بہتر ہوتی۔

سفر یا اقامت یا جہاد کہیں بھی موت آئے مرنے کے بعد حق تعالیٰ کے سامنے جمع کئے جاؤ گے، خدا ہی کی رحمت کی بنا پر آپ ان پر نرم رہے اور اگر آپ تند خو سخت مزاج ہوتے تو یہ سب آپ کے پاس سے منتشر ہو جاتے، لہٰذا آپ کے اصحاب سے جو لغزش ہو گئی آپ اس سے درگذر فرمائیے، اور ان کے لئے استغفار کیجئے، اور لڑائی میں ان سے مشورہ لیجئے، جب آپ

ایک جانب اپنی رائے پختہ کرلیں تو دولت ونصرت میں خدا پر اعتماد کیجیے ۞

إِنْ يَنْصُرْكُمُ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَإِنْ يَخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِي

اگر حق تعالیٰ تمہارا ساتھ دیں تب تو تم سے کوئی نہیں جیت سکتا اور اگر تمہارا ساتھ نہ دیں تو اس کے بعد ایسا کون ہے

يَنْصُرُكُمْ مِنْ بَعْدِهِ ۗ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١٦٠﴾ وَمَا

جو تمہارا ساتھ دے (اور غالب کردے) اور صرف اللہ تعالیٰ پر ایمان والوں کو اعتماد رکھنا چاہیے اور نبی کی یہ شان

كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ ۚ وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ

نہیں کہ وہ خیانت کرے حالانکہ جو شخص خیانت کرے گا وہ شخص اپنی اس خیانت کی ہوئی چیز کو قیامت کے دن

ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿١٦١﴾

حاضر کرے گا پھر ہر شخص کو اس کے کئے کا پورا عوض ملے گا اور ان پر بالکل ظلم نہ ہوگا۔

مؤمن کی شان

غزوہ بدر کے طریقہ پر حق تعالیٰ تمہارا ساتھ دیں تو پھر تمہارا کوئی بھی دشمن تم پر غالب نہیں آسکتا اور اگر احد کے طریقہ پر مغلوب کردیں تو کون ہے جو اس مغلوبیت کے بعد تمہارا ساتھ دے، مؤمنوں پر تو یہ چیز واجب وضروری ہے کہ فتح ونصرت میں حق تعالیٰ ہی پر توکل کریں، مجاہدین نے احد کے دن غنیمت کے لوٹنے میں مورچہ چھوڑ دیا تھا، اور بعض منافقوں کا گمان تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مال غنیمت میں کچھ تقسیم نہیں کرتے، اس کی تردید میں حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کسی بھی نبی کے لئے یہ چیز ہرگز جائز نہیں کہ وہ اموال غنیمت میں اپنی امت کے ساتھ خیانت کرے، اور اگر غنیمت میں سے کسی چیز کو رکھ لے گا تو وہ قیامت کے دن اپنی گردن پر لاد کر لائیگا اور وہاں اس کی سزا ملے گی، جہاں نہ کسی کی نیکیاں کم کی جائیں گی اور نہ گناہوں میں اضافہ کیا جائے گا ۞

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ الٰہی وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ الخ ابوداؤد اور ترمذی نے ابن عباس رضؓ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوہ بدر میں ایک سرخ چادر گم ہوگئی تو بعض لوگ بولے کہ شاید رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لے لی ہو اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ نبی کی یہ شان نہیں کہ وہ خیانت کرے، اور طبرانی نے کبیر میں سند صحیح کے ساتھ حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر روانہ کیا، اس کا جھنڈا لوٹا دیا گیا، پھر دوبارہ روانہ کیا پھر لوٹا دیا گیا، پھر سہ بارہ روانہ کیا تو ہرنی کے سر کے برابر سونے کی خیانت کی بنا پر جھنڈا قائم نہ ہوسکا اس پر یہ آیت نازل ہوئی ۞

أَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ

سو ایسا شخص جو کہ رضائے حق کا تابع ہو گیا وہ اس کے مثل ہو جاوے گا جو کہ غضب الٰہی کا مستحق ہو اور اس کا ٹھکانا

وَمَأْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶۲﴾ هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ

دوزخ ہو اور وہ جانے کی بری جگہ ہے یہ مذکورین درجات میں مختلف ہوں گے اللہ تعالیٰ کے

وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۳﴾ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ

نزدیک اور اللہ تعالیٰ خوب دیکھتے ہیں ان کے اعمال کو حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر

إِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ

احسان کیا جبکہ ان میں ان ہی کی جنس سے ایک ایسے پیغمبر کو بھیجا کہ وہ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی

وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَإِنْ كَانُوْا مِنْ

آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور ان لوگوں کی صفائی کرتے رہتے ہیں اور ان کو کتاب اور فہم کی

قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۶۴﴾

باتیں بتلاتے رہتے ہیں اور بالیقین یہ لوگ قبل سے صریح غلطی میں تھے۔

امین و خائن کا فرق

جو ذات اقدس خمس لینے اور خیانت کے چھوڑنے میں رضائے حق کا تابع ہو وہ کیا اس شخص کی طرح ہو جائے گا جس پر خیانت کی بناء پر خدا کا غصہ نازل ہوا۔ جو خیانت چھوڑے گا اس کے لئے جنت میں درجات عالیہ ہوں گے اور جو ایسا کام کرے گا اس کی سخت گرفت ہو گی۔

حق تعالیٰ مسلمانوں پر پھر اپنے خصوصی انعام کا تذکرہ فرماتے ہیں کہ اس نے ان ہی میں سے ان جیسا ایک قریشی عرب معروف النسب ذات کو رسول بنا کر بھیجا جو مسلمانوں کو قرآنی احکام پڑھ کر سناتے ہیں۔ اور ان کو توحید کے ذریعہ شرک سے اور زکوٰۃ لے کر گناہوں سے پاک صاف کرتے ہیں، اور قرآن اور حلال و حرام کی تعلیم دیتے ہیں۔ اور یقیناً رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم سے قبل یہ لوگ کفر صریح میں گرفتار تھے۔

أَوَلَمَّآ أَصٰبَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ أَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ قُلْتُمْ أَنّٰى

اور جب تمہاری ایسی ہار ہوئی جس سے دو حصے تم جیت چکے تھے تو کیا ایسے وقت میں تم یوں کہتے ہو کہ یہ کدھر سے ہوئی

قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۱۶۵﴾

آپ فرما دیجئے کہ یہ ہار خاص تمہاری طرف سے ہوئی بے شک اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے۔

شکست کا سبب

اور اب پھر اُحد کے دن کی پریشانی کا حق تعالیٰ تذکرہ فرماتے ہیں، تم کو اُحد میں ایسی شکست ہوئی، جس سے دو چند مکہ والوں کو بدر میں ہوئی تھی اور پھر تعجباً کہتے ہیں کہ ہم تو مسلمان ہیں، پھر اس قدر پریشانی کہاں سے ہوئی۔ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیجئے کہ مورچہ چھوڑ کر جو تم سے لغزش ہوئی اس بناء پر ہوئی، حق تعالیٰ سزا وغیرہ سب پر قادر ہے ؛

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ الٰہی اَوَلَمَّآ اَصَابَتْكُمْ الخ ابن ابی حاتم نے حضرت عمر فاروق رضہ سے روایت نقل کی ہے انہوں نے فرمایا کہ بدر کے قیدیوں کو فدیہ لے کر جو چھوڑ دیا تھا اس کی گرفت اُحد میں ہوئی، کہ ستر صحابہ کرام شہید ہوئے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے کے دندان مبارک شہید ہوئے کہ آپ کے سر مبارک پر خود ٹوٹ گیا، جس سے آپ کے چہرۂ انور پر سے خون بہنے لگا، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ؛

وَمَآ اَصَابَكُمْ یَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِیَعْلَمَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۶۶﴾ لا

اور جو مصیبت تم پر پڑی جس روز کہ وہ دونوں گروہ باہم مقابل ہوئے سو خدا تعالیٰ کی مشیت سے ہوئی اور تاکہ اللہ تعالیٰ

وَلِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ نَافَقُوْا ۚ صلے وَقِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ

مومنین کو بھی دیکھ لیں اور ان لوگوں کو بھی دیکھ لیں جنہوں نے نفاق کا برتاؤ کیا اور ان سے یوں کہا گیا کہ

اَوِ ادْفَعُوْا ؕ قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّا اتَّبَعْنٰكُمْ ؕ هُمْ لِلْكُفْرِ

آؤ اللہ کی راہ میں لڑنا یا دشمنوں کا دفعیہ بن جانا وہ بولے اگر ہم کوئی ڈھنگ کی لڑائی دیکھتے تو

یَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِیْمَانِ ۚ ج یَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَیْسَ

ضرور تمہارے ساتھ ہو لیتے یہ منافقین اس روز کفر سے نزدیک تر ہو گئے بہ نسبت اس حالت کے کہ وہ ایمان سے

فِیْ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا یَكْتُمُوْنَ ﴿۱۶۷﴾

نزدیک تھے یہ لوگ اپنے منہ سے ایسی باتیں کرتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں جو کچھ یہ اپنے دلوں میں چھپاتے ہیں

مصلحت خداوندی

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوسفیان کی باہم جنگ میں جو تم کو زخم اور شہادت

وغیرہ ہوئی وہ سب حق تعالیٰ کے حکم اور ارادہ سے ہوئی، تاکہ مؤمنین کی جہاد بہادری اور منافقین کے راستہ ہی سے مدینہ لوٹ جانے کا حق تعالیٰ مظاہرہ کرا دے اور ان منافقوں سے عبداللہ بن جبیر رضؓ نے کہا تھا کہ میدان جہاد میں آؤ، اور دشمنوں کو اپنے گھروں اور بال بچوں سے دور کرو، اور منافق ایمان اور مسلمانوں سے قریب تر ہونے کے بجائے کفر سے زیادہ قریب ہو گئے، اور کافروں سے بہت زیادہ قریب تھے، صرف اپنی زبانوں سے باتیں کرتے ہیں، اور حق تعالیٰ اہل کفر و نفاق کو خوب جانتا ہے ؛

اَلَّذِيْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا ؕ قُلْ فَادْرَءُوْا

یہ ایسے لوگ ہیں کہ اپنے بھائیوں کی نسبت بیٹھے ہوئے باتیں بناتے ہیں کہ اگر ہمارا کہنا مانتے تو قتل نہ کئے

عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۶۸﴾ وَلَا تَحْسَبَنَّ

جاتے آپ فرما دیجئے کہ اچھا تو اپنے اوپر سے موت کو ہٹاؤ اگر تم سچے ہو اور (اے مخاطب) جو لوگ

الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ

اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ان کو مردہ مت خیال کرو بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں اپنے پروردگار کے

رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ لا

مقرب ہیں ان کو رزق بھی ملتا ہے۔

منافقین کی بکواس اور یہ منافقین مدینہ منورہ میں بیٹھے ہوئے باتیں بنا رہے تھے کہ اگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکے ساتھی بھی مدینہ ہی میں بیٹھے رہتے تو جہاد میں مارے نہ جاتے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان منافقین سے فرما دیجئے اگر تم اپنے قول میں سچے ہو تو اپنے سے موت کو دور کرو۔ بدر اور اُحد میں جو حضرات قتل کر دیئے گئے ان کو تمام مردوں کے طریقہ پر مت سمجھو، بلکہ وہ ایک ممتاز حیات کے ساتھ ہیں ؛

لباب النقول فی اسباب النزول بشارت خداوندی وَلَا تَحْسَبَنَّ الخ امام احمد، ابو داؤد اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جب غزوہ اُحد میں صحابہ کرام رضؓ شہید ہو گئے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ان حضرات کی روحوں کو سبز پرندوں کے پوٹوں میں کر دیا ہے، وہ جنت کی انہار سے پانی پیتے اور اس کے اثمار سے کھاتے، اور سونے کے قنادیل میں عرش الٰہی کے سایہ میں رہتے ہیں۔ جب وہاں جا کر ان حضرات نے اپنے کھانے پینے اور کلام کی پاکیزگی کو دیکھا تو کہنے لگے کاش ہمارے بھائی بھی ان انعامات کو جان لیتے جو حق تعالیٰ نے ہم پر نازل فرمائے ہیں

تاکہ وہ جہاد فی سبیل اللہ سے کبھی بھی سستی نہ کرتے حق تعالیٰ نے فرمایا میں تمہارا پیغام ان کو پہنچا دیتا ہوں چنانچہ حق تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ حدیث کا اخیر کا حصہ امام ترمذی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے ؛

فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ

وہ خوش ہیں اس چیز سے جو ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عطا فرمائی اور جو لوگ ان کے پاس نہیں پہنچے

لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

ان سے پیچھے رہ گئے ہیں ان کی بھی اس حالت پر وہ خوش ہوتے ہیں کہ ان پر بھی کسی طرح کا خوف

يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ وَّاَنَّ اللّٰهَ

واقع ہونے والا نہیں اور نہ وہ مغموم ہوں گے وہ خوش ہوتے ہیں بوجہ نعمت و فضل خداوندی کے

لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۱﴾ اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ

اور بوجہ اسکے کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کا اجر ضائع نہیں فرماتے جن لوگوں نے اللہ اور رسول کے کہنے کو قبول کرلیا

مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا

بعد اس کے کہ ان کو زخم لگا تھا ان لوگوں میں جو نیک اور متقی ہیں ان کے لئے ثواب

اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۲﴾

عظیم ہے

کرم باری تعالیٰ

اور حق تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے جو انعامات ان کو عطا فرماتا ہے وہ اس سے خوش ہیں، اور جو ان کے بھائی دنیا میں رہ گئے اور ان تک نہیں پہنچے وہ ان کی بھی اس حالت پر خوش ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس کی خوشخبری دی ہے نیز وہ انعامات خداوندی اور درجات عالیہ کی وجہ سے بھی خوش ہیں، جہاد میں جو تکالیف لاحق ہوتی ہیں ان کو حق تعالیٰ ضائع نہیں کرتا۔

بدر صغریٰ لڑائی کے لئے تمام صحابہ کرام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمانے پر فوراً کمربستہ ہو گئے تھے، حق تعالیٰ اسی کا تذکرہ فرماتے ہیں، کہ جن حضرات نے باوجودیکہ ان کو احد میں زخم لگا ہوا تھا، حق تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے فرمانے پر بدر صغریٰ کے لئے فوراً تیار ہو گئے، ایسے حضرات جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیں، اور حق تعالیٰ کی نافرمانی اور اس کے رسولؐ کی مخالفت سے بچیں ان کے لئے جنت میں بڑا ثواب ہے ؛

وقف لازم ع ۱۷ عند المتقدمین

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ الٰہی اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا الخ ابن جریر نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضہ سے روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں، کہ اُحد کے واقعہ کے بعد حق تعہ نے ابوسفیان کے دل میں رعب ڈال دیا وہ مکہ مکرمہ لوٹا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوسفیان تم لوگوں سے گھبرا گیا ہے اور مکہ وہ جس وقت لوٹا حق تعہ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا اور اُحد کا واقعہ شوال میں پیش آیا تھا، اور تاجر ذیقعدہ میں مدینہ منورہ آتے تھے، اور راستہ میں بدر صغریٰ میں قیام کرتے تھے، چنانچہ وہ اُحد کے واقعہ کے بعد آئے اور مسلمان زخمی اور تھکے ہوئے تھے۔

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگوں میں اعلان کیا کہ آپ کے ساتھ چلیں، شیطان نے آکر اپنے دوستوں سے ڈرا دیا کہ کفار نے بہت بڑا لشکر تیار کر رکھا، اور لوگوں سے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلنے سے انکار کروا دیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں جہاد کے لئے ضرور جاؤں گا، اگرچہ میرے ساتھ کوئی بھی نہ جائے۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضہ، حضرت عمر فاروق رضہ، حضرت عثمان غنی رضہ، حضرت علی مرتضیٰ رضہ، حضرت زبیر رضہ، حضرت سعد رضہ، حضرت طلحہ رضہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضہ، حضرت حذیفہ بن الیمان رضہ، حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضہ غرضکہ ستر صحابۂ کرام نے آپ کے ساتھ چلنے پر لبیک کہی، چنانچہ یہ حضرات رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابوسفیان کی تلاش میں نکلے تا آنکہ مقام صفراء پر پہنچے تب حق تعہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ الخ نیز امام طبرانی نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے کہ جب مشرکین اُحد سے واپس ہوئے تو آپس میں کہنے لگے کہ نہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو تم نے قتل کیا، اور نہ کنواری لڑکیوں کو تم نے قید کیا تم تو بہت ہی ناکامی کے ساتھ واپس آرہے ہو پھر لوٹو، رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو ان کی اس گفتگو کی اطلاع ہوئی آپ نے صحابۂ کرام رضہ میں جہاد کا اعلان کیا، سب نے آپ کے اعلان پر لبیک کہا، چنانچہ سب روانہ ہو کر حمراء الاسد یا ابوعتبہ کے کنوئیں پر پہونچے اس پر حق تعہ نے یہ آیت نازل فرمائی، اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا الخ کہ جن حضرات نے حق تعہ اور اس کے رسول کے فرمان پر بسر وچشم لبیک کی اور ابوسفیان رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے کہہ گیا تھا کہ آئندہ سال میدان بدر میں جہاں تم نے ہمارے ساتھیوں کو مارا تھا مقابلہ ہوگا، چنانچہ بزدل تو ڈر کر بھاگ گئے، اور بہادر لڑائی اور تجارت کی تیاری کیوجہ سے چلے گئے۔

اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ

یہ ایسے لوگ ہیں کہ لوگوں نے ان سے کہا کہ ان لوگوں نے تمہارے لئے سامان جمع کیا ہے سو تم کو ان سے

فَزَادَهُمْ اِیْمَانًا ۖ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ ﴿۱۷۳﴾

اندیشہ کرنا چاہیئے تو اس نے انکے ایمان کو اور زیادہ کر دیا اور کہہ دیا کہ ہم کو حق تعہ کافی ہے اور وہی سب کام سپرد کرنے کے لئے اچھا ہے۔

فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ لا

پس یہ لوگ خدا کی نعمت اور فضل سے بھرے ہوئے واپس آئے کہ ان کو کوئی ناگواری ذرا

وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ﴿۷۴﴾

پیش نہیں آئی اور وہ لوگ رضائے حق کے تابع رہے اور اللہ تعالیٰ بڑا فضل والا ہے

صحابہ کرامؓ کی شجاعت

اور اگلی آیت بھی ان حضرات کے بارے میں نازل ہوئی ہے، نعیم بن مسعود اشجعی نے ان حضرات سے کہہ دیا تھا کہ ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں نے مکہ مکرمہ کے قریب لطیمہ نامی بازار میں ایک لشکر تمہارے مقابلہ کے لئے تیار کیا ہے مگر صحابہ کرام رضی میں یہ خبر سنکر اور بہادری پیدا ہوگئی، اور یہ کہہ کر بات ختم کردی کہ حق تعالیٰ سب جہات میں ہمیں کافی ہیں، اور جو کچھ کفار نے بازار میں اسباب جمع کر رکھے تھے، ان کو اور مال غنیمت اور حق تعالیٰ کی طرف سے ثواب لے کر لوٹ آئے۔ اور اس جانے آنے میں ان حضرات کو نہ لڑائی سے سابقہ پڑا، اور نہ کسی قسم کی کوئی شکست ہوئی، ان حضرات نے بدر صغریٰ میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و پیروی کی، اور حق تعالیٰ بڑے انعام و احسان والا ہے، ان سے دشمنوں کو دور کر دیا۔

لباب النقول فی اسباب النزول

غرضیکہ جب آپ صحابہ کرام کے ساتھ اس مقام پر پہنچے تو وہاں کوئی بھی نہ ملا، صحابہ نے اس مقام پر بازار لگایا، اسی بارے میں حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ الخ۔

اور ابن مردویہ نے ابو رافع سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں ایک جماعت ابوسفیان کے تعاقب کے لئے روانہ فرمائی راستہ میں ان کو ایک اعرابی ملا، اور بولا مکہ والوں نے تم لوگوں کے لئے بہت بڑا لشکر تیار کیا ہے، انہوں نے کہا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ حق تعالیٰ نے اسی طرح ان حضرات کے بارے میں یہ کلمات نازل کر دیئے۔

اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ ص فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ

اس سے زیادہ کوئی بات نہیں کہ یہ شیطان ہے کہ اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے سو تم ان سے مت ڈرنا اور مجھ ہی سے ڈرنا

اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۷۵﴾ وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ

اگر تم ایمان والے ہو اور آپ کے لئے یہ لوگ موجب غم نہ ہونے چاہئیں جو جلدی سے کفر میں جا پڑتے ہیں

اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ

یقیناً وہ لوگ اللہ تعالیٰ کو ذرہ برابر بھی ضرر نہیں پہنچا سکتے اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ آخرت میں سے

حَظًّا فِى الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۶﴾

ان کو اصلاً بہرہ نہ دے اور ان لوگوں کو سزائے عظیم ہوگی

شیطان کا چیلہ

بات اتنی ہے کہ تم لوگوں کو نعیم بن مسعود اشجعی نے (حق تعالیٰ نے اس کو شیطان فرمایا، کیونکہ یہ شیطان اور اس کے وساوس کا تابع تھا) اپنے کافر دوستوں سے آکر ڈرانا چاہا، لہذا باہر نکلنے میں ان سے مت ڈرو، اور گھروں میں بیٹھے رہنے میں مجھ سے ڈرو، اگر تم میری تصدیق کرنے والے ہو۔ منافقین نے یہود کا ساتھ دے کر جو بے وفائی کی، حق تعالیٰ اس معاملہ میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی تسلی فرما رہے ہیں کہ منافقین کا یہودیوں کے ساتھ ملنے میں سبقت کرنا آپ کے لئے موجب غم نہ ہونا چاہیئے۔ یقیناً ان منافقین کا یہودیوں کے ساتھ مل جانے میں سبقت کرنا دین خداوندی کو ذرہ برابر نقصان نہیں پہنچا سکتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کو ان کو بینا یہ منظور ہے کہ یہود اور منافقوں کو جنت میں قطعاً کوئی حصہ نہ دے، اور ان کی سختی سے زیادہ انکو سخت سزا ملے گی۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ

یقیناً جنہوں نے لوگوں نے ایمان کی جگہ کفر کو اختیار کر رکھا ہے یہ لوگ اللہ پاک کو ذرہ برابر ضرر نہیں پہنچا سکتے

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۷﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا

اور ان کو دردناک سزا ہوگی اور جو لوگ کفر کر رہے ہیں وہ یہ خیال ہرگز نہ کریں کہ ہمارا ان کو

نُمْلِىْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ؕ اِنَّمَا نُمْلِىْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا ۚ

مہلت دینا انکے لئے بہتر ہے بلکہ ہم ان کو صرف اس لئے مہلت دے رہے ہیں تاکہ جرم میں ان کو اور ترقی ہوجائے

وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۷۸﴾

اور ان کو توہین آمیز سزا ہوگی

عذاب پانے والے

اسی طرح جن لوگوں نے ایمان کو چھوڑ کر کفر کو اختیار کر لیا ہے اور وہ منافق ہیں، انکے کفر کے اختیار کر لینے میں حق تعالیٰ کا کچھ نقصان نہیں ہوگا، اور ان لوگوں کے لئے

ایسا دردناک عذاب ہوگا کہ اس کی شدت ان کے دلوں تک سرایت کر جائے گی۔
منافقین کو کفر میں جو حق تعالیٰ عذاب کے نازل کرنے سے کچھ مہلت دے رہے ہیں، اس کا ذکر فرماتے ہیں کہ یہود اس سے یہ نہ سمجھیں کہ ہم انھیں مہلت دے رہے ہیں، اور اموال اولاد دے رہے ہیں، تمام چیزیں اس لئے دے ہیں، تاکہ انکے کفر میں اور ترقی ہو جائے۔ اور ایک بار پوری پوری سزا مل جائے، اور روزانہ اور ایک ایک گھڑی کے بعد آخرت میں ان کو ذلیل و خوار کیا جائے گا، اور کہا گیا ہے کہ احد کے دن یہ آیتیں مشرکین مکہ کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس حالت پر رکھنا نہیں چاہتے جس پر تم اب ہو جب تک کہ ناپاک کو پاک سے

مِنَ الطَّيِّبِ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ

متمیز نہ فرمادیں اور اللہ تعالیٰ ایسے امور غیبیہ پر تم کو مطلع نہیں کرتے ولیکن ہاں جس کو خود

يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۪ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ

چاہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں ان کو منتخب فرما لیتے ہیں پس اب اللہ پر اور اس کے

تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۹﴾

سب رسولوں پر ایمان لے آؤ اور اگر تم ایمان لے آؤ اور پرہیز رکھو تو پھر تم کو اجر عظیم ملے

منشاء پروردگار مشرکین نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ ہم سے یہ کہتے ہیں کہ تم میں کافر بھی ہیں اور مومن بھی تو بتا دیجئے کہ ہم میں سے کون مومن ہے اور کون کافر، حق تعالیٰ جواب میں فرماتے ہیں اے گروہ منافقین حق تعالیٰ مسلمانوں کو اس حالت عدم امتیاز پر جس پر تم سب ہو نہیں رکھنا چاہتا کہ مومن کافر اور کافر مومن معلوم ہو بلکہ قضاء الٰہی میں یہ ہے، کہ شقی سعید سے اور کافر مومن سے اور منافق مخلص ممتاز اور جدا ہو جائے، کفار مکہ کو حق تعالیٰ بمقتضائے حکمت ایسے امور پر مطلع نہیں کرتا کہ کون ایمان لائیگا، اور کون انکار کریگا، لیکن اپنی مشیت سے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو اس چیز کے لئے منتخب فرمایا ہے بذریعہ وحی آپکو بعض امور سے حق تعالیٰ آگاہ کر دیتے ہیں، لہذا تمام رسولوں اور تمام کتابوں پر ایمان لاؤ اور اگر تم تمام رسولوں اور تمام کتابوں پر ایمان لے آؤگے اور اس کے ساتھ کفر و شرک سے بھی بچوگے تو حق تعالیٰ تم کو جنت میں عظیم الشان ثواب عطا فرمائے گا۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ

اور ہرگز نہ خیال کریں ایسے لوگ جو ایسی چیز میں بخل کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے انکو اپنے فضل سے دی ہے

خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ

کہ یہ بات کچھ ان کے لئے اچھی ہوگی بلکہ یہ بات انکی بہت ہی بری ہے وہ لوگ قیامت کے روز طوق پہنا

وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۸۰﴾ ع

دیئے جاوینگے اس کا جس میں انہوں نے بخل کیا تھا اور اخیر میں آسمان و زمین اللہ ہی کا رہ جاویگا اور اللہ تعالیٰ تمہارے سب اعمال کی پوری خبر رکھتے ہیں

کفار و منافقین کا حال

کفار و منافقین کو حق تعالیٰ نے جو مال و دولت عطا فرمایا تھا اس میں وہ بخل کرتے تھے اس کی مذمت فرماتے ہیں کہ یہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ عطاء خداوندی میں بخل ان کے لئے اچھا ہوگا، ہرگز نہیں، بلکہ ان کے سونے اور چاندی کے دوزخ میں اُن کی گردنوں میں قیامت کے دن طوق ڈالے جائیں گے، آسمانوں اور زمینوں کے تمام خزانے حق تعالیٰ ہی کے ہیں، یا یہ کہ اس دن تمام آسمان و زمین والے فنا ہو جائیں گے اور صرف واحد قہار کی بادشاہت باقی رہ جائے گی، وہ ان کے بخل اور سخاوت کو بخوبی جانتا ہے :-

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ ۘ م

بیشک اللہ تعالیٰ نے سن لیا ہے ان لوگوں کا قول جنہوں نے یوں کہا کہ اللہ تعالیٰ مفلس ہے اور ہم مال دار ہیں

سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا

ہم انکے کہے ہوئے کو لکھ رہے ہیں اور ان کا انبیاء کو ناحق قتل کرنا بھی اور ہم کہیں گے کہ چکھو آگ کا عذاب

عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۱۸۱﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ

یہ اُن اعمال کی وجہ سے ہے جو تم نے اپنے ہاتھوں سمیٹے ہیں اور یہ امر ثابت ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں پر

لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۸۲﴾ ج

ظلم کرنے والے نہیں

گستاخ لوگ

فنحاص بن عازوراء اور اس کے ساتھیوں نے کہا تھا کہ العیاذ باللہ حق تعالیٰ مفلس ہے ہم سے قرض چاہتا ہے، اور ہم اس کے قرض کے محتاج نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم ان کے اس قول کو نامۂ اعمال میں محفوظ کر کے رہیں گے اور اسی طرح ان کا حضرات انبیاء کو ناحق قتل کرنا اور زمانہ یہودیت میں جو کچھ انہوں نے کیا ہے اس کے عوض سخت ترین عذاب چکھائیں گے۔ اور ہم بغیر جرم کے گرفت نہیں کرتے :-

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ الخ ابن اسحٰق اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی بیت المدراس میں گئے، وہاں یہودیوں کو فنحاص نامی ایک شخص کے پاس مجتمع پایا وہ شخص بولا اے ابوبکر رضہ واللہ ہم کو خدا کی طرف کسی قسم کی احتیاج نہیں وہ ہمارا محتاج ہے، اور اگر وہ غنی ہوتا تو وہ ہم سے کیوں قرض لیتا، جیسا کہ تمہارا صاحب (نبی کریم) کہتا ہے، یہ سُنکر حضرت ابوبکر رضہ غضبناک ہو گئے، اور اس کے منہ پر ایک چانٹا مارا، فنحاص رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا، بولا دیکھئے آپ کے ساتھی نے میرے ساتھ کیا معاملہ کیا، رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضہ سے فرمایا کہ تم نے ایسا کیوں کیا، حضرت ابوبکر رضہ نے عرض کیا یارسول اللہ ؐ اس نے بہت بھاری بات کہی یہ کہتا ہے کہ العیاذ باللہ حق تعہ مفلس ہے، اور یہ لوگ مالدار ہیں، فنحاص اپنے قول سے پھر گیا۔ اس پر حق تعہ نے یہ آیت نازل فرمائی بے شک اللہ تعہ نے ان گستاخ لوگوں کا قول سُن لیا ہے، نیز ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ الخ تو یہود حضور ؐ کی خدمت میں آئے، اور کہنے لگے کہ اے محمد ؐ! تمہارا رب العیاذ باللہ محتاج ہے اپنے بندوں سے مانگتا ہے، اس پر حق تعہ نے یہ آیت لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ الخ نازل فرمائی ؎

اَلَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَیْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰی یَاْتِیَنَا

وہ ایسے لوگ ہیں کہ کہتے ہیں کہ اللہ تعہ نے ہم کو حکم فرمایا تھا کہ ہم کسی پیغمبر پر ایمان نہ لاویں جب تک کہ ہمارے

بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ؕ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِیْ بِالْبَیِّنٰتِ

سامنے معجزہ نذر و نیاز خداوندی کا ظاہر نہ کرے کہ اس کو آگ کھا جاوے آپ فرما دیجئے کہ بالیقین بہت سے

وَبِالَّذِیْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۱۸۳﴾

پیغمبر مجھ سے پہلے بہت سے دلائل لے کر آئے اور خود یہ معجزہ بھی جس کو تم کہہ رہے ہو سو تم نے ان کو کیوں

فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَیِّنٰتِ

قتل کیا تھا اگر تم سچے ہو سو اگر یہ لوگ آپ کی تکذیب کریں تو بہت سے پیغمبروں کی جو آپ سے پہلے گذرے

وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِیْرِ ﴿۱۸۴﴾

ہیں تکذیب کی جا چکی ہے جو معجزات لے کر آئے تھے اور صحیفے لے کر اور روشن کتاب لے کر

یہود کا افتراء اور یہود افتراء پردازی میں کہتے ہیں کہ حق تعہ نے ہمیں کتاب میں اس بات کا حکم دیا ہے کہ

ہم کسی رسول کی تصدیق نہ کریں تاوقتیکہ جیساکہ انبیاء کرام علیہ السلام کے زمانہ میں غیب سے آگ آکر نذر و نیاز خداوندی کو کھا جایا کرتی تھی اسی طرح اب بھی یہ بات ظاہر نہ کرو۔ اے نبی کریم آپ فرما دیجئے کہ بہت سے انبیاء کرام مثلاً زکریا یحییٰ عیسیٰ علیہم السلام اوامر و نواہی اور بہت سے دلائل اور خصوصیات کے ساتھ یہ قربانی والا معجزہ بھی لے کر آئے پھر کیوں تم نے حضرت یحییٰ اور زکریا کو قتل کیا۔ یہود بولے ہمارے آباؤ اجداد نے تو انبیاء کو ظلماً قتل نہیں کیا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، اے نبی کریم ان کی تکذیب سے غم نہ کیجئے، کیونکہ بہت سے انبیاء جو انکے پاس اوامر و نواہی دلائل نبوت پہلے لوگوں کے واقعات اور حلال و حرام کو ظاہر کردینے والی کتاب لے کر آئے تھے، مگر ان کی قوم نے پھر بھی انکی تکذیب کی۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ

ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور تم کو پوری پاداش تمہاری قیامت ہی کے روز ملے گی

فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۗ وَمَا الْحَيٰوةُ

تو جو شخص دوزخ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا سو پورا کامیاب وہ ہوا اور دنیاوی

الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۱۸۵﴾ لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۣ وقف

زندگی تو کچھ بھی نہیں صرف دھوکہ کا سودا ہے البتہ آگے اور آزمائے جاؤگے اپنے مالوں میں

وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ

اور اپنی جانوں میں اور البتہ آگے کو اور سنوگے بہت سی باتیں دل آزاری کی ان لوگوں سے جو تم سے پہلے

اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ۭ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ

کتاب دیئے گئے ہیں اور اُن لوگوں سے جو کہ مشرک ہیں اور اگر صبر کروگے اور پرہیز رکھوگے تو یہ تاکیدی

مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۸۶﴾

احکام میں سے ہے

ذائقۂ موت ناگزیر ہے

اب سنیئے کہ مرنے کے وقت اور اس کے بعد ان کا کیا انجام ہوگا، یقیناً ہر جاندار کو موت کا مزہ چکھنا ہوگا اور پھر تمہارے اعمال کی پوری پاداش ملے گی، سو جو شخص توحید اور عمل صالح کی بناء کی وجہ سے دوزخ سے بچا لیا گیا، سو وہ جنت اور اس کی نعمتیں اور دوزخ

اور اس کے عذاب سے نجات ملنے کی بناء پر کامیاب ہو گیا"
دنیا میں کسی قسم کی کوئی نعمت نہیں، صرف گھر کے سامان اور اس کے سنگریزوں کی طرح ہے" کفار رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کو جو تکالیف پہنچاتے تھے حق تعالیٰ اس کا تذکرہ فرماتے ہیں" اپنے اموال کے ختم ہو جانے بیماریوں اور قتل اور ہمہ قسم کی تکالیف سے آزمائے جاؤ گے، اور یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب سے بھی گالی گلوچ طعن و تشنیع اور حق تعالیٰ پر افترا پردازیاں سنو گے، اگر ان تکالیف میں صبر کر کے معصیت خداوندی سے بچو گے تو یہ صبر بہترین کاموں اور بہت تاکیدی امور سے ہے ؏

لباب النقول فی اسباب النزول

ارشاد خداوندی وَلَتَسْمَعُنَّ الخ ابن ابی حاتم اور ابن منذر نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت نقل کی ہے، اِنَّ اللّٰہَ فَقِیْرٌ الخ سے یہاں تک حضرت ابو بکر صدیق رضؓ اور فنحاص کے مابین جو معاملہ پیش آیا اس کے بارے میں یہ آیتیں نازل ہوئی ہیں۔ اور عبدالرزاق نے بواسطہ معمر، زہری، کعب بن مالکؓ سے نقل کیا کہ کعب بن اشرف یہودی جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام کی شان میں ہجو کے اشعار کہا کرتا تھا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی ؏

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ لَتُبَیِّنُنَّہٗ لِلنَّاسِ

اور جبکہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب سے یہ عہد لیا کہ اُس کتاب کو تمام لوگوں کے روبرو ظاہر کر دینا

وَلَا تَکْتُمُوْنَہٗ ز فَنَبَذُوْہُ وَرَآءَ ظُہُوْرِہِمْ وَاشْتَرَوْا بِہٖ

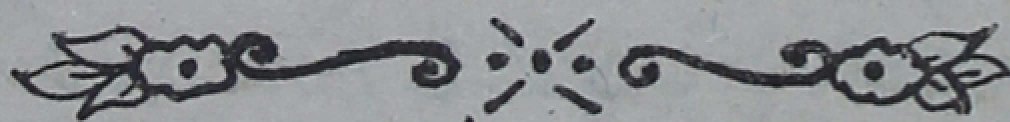
اور اس کو پوشیدہ مت کرنا سو اُن لوگوں نے اس کو اپنی پس پشت پھینک اور اسکے مقابلہ میں

ثَمَنًا قَلِیْلًا ؕ فَبِئْسَ مَا یَشْتَرُوْنَ (۱۸۷)

کم حقیقت معاوضہ لے لیا سو بری چیز ہے جس کو وہ لے رہے ہیں

یہود کی حق پوشی

اہل کتاب سے حق تعالیٰ نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت بیان کرنے کا جو عہد لیا تھا اس کا تذکرہ فرماتے ہیں جن لوگوں کو توراۃ و انجیل دی گئی تھی، ان سے عہد و پیمان لیا گیا تھا کہ اپنی کتابوں میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت کو نہیں چھپائیں گے، مگر انہوں نے کتاب اور عہد و پیمان کو بھی پس پشت ڈال دیا اور اس کی قدر نہ کی بلکہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت و اوصاف چھپا کر اس کے مقابلہ کم حقیقت کھانے پینے کی معمولی سی چیز لی، ان لوگوں کا ایسا کرنا اور یہودیت کو اپنے لئے پسند کرنا بہت ہی بُری اختیار کردہ چیز ہے ؏



لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا

جو لوگ ایسے ہیں کہ اپنے کردار پر خوش ہوتے ہیں اور جو کام نہیں کیا اس پر چاہتے ہیں کہ انکی

بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَلَهُمْ

تعریف ہو سوا یسے شخصوں کو ہرگز ہرگز مت خیال کرو کہ وہ خاص طور کے عذاب سے بچاؤ میں

عَذَابٌ اَلِيْمٌ (۱۸۸) وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ

رہیں گے اور ان کو دردناک سزا ہوگی، اور اللہ ہی کے لئے ہے سلطنت آسمانوں کی اور زمین کی

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (۱۸۹) ع

اور اللہ تعالیٰ ہر شئے پر پوری قدرت رکھتے ہیں

خوش فہمیاں

یہود جو نیک کام نہیں کرتے تھے اس پر تعریف اور مدح کے خواستگار ہوتے تھے اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان لوگوں کو ہرگز نہ خیال کیجیے جنہوں نے کتاب میں آپکی نعت وصفت میں تبدیلی کردی، اور اس بات کے متمنی ہیں، کہ انکی تعریف کی جائے، اور ملت ابراہیمی اور فقراء کے ساتھ احسان کرنے کے دعویدار ہیں، حالانکہ ذرہ برابر بھی ان میں نیکی نہیں کہ وہ عذاب الٰہی سے چھٹکارا حاصل کر جائیں گے، آسمان و زمین کے تمام خزانے اس کی ملکیت میں داخل ہیں، اور تمام آسمان و زمین والے اس کے مملوک ہیں ؛

لباب النقول فی اسباب النزول

انتباہ خداوندی لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ الخ بخاری و مسلم نے حمید بن عوف کے واسطہ سے نقل کیا ہے کہ مروان نے اپنے دربان سے کہا کہ رافع، ابن عباس رضہ کے پاس جاؤ، اور ان سے کہو کہ ہم میں سے ہر ایک شخص جو چیز اسکو دی گئی ہے اس پر خوش ہے، اور یہ چاہتا ہے کہ جو کام وہ نہیں کر سکتا، اس پر بھی اس کی تعریف کی جائے، ایسے شخص کو اگر عذاب ہوگا تو پھر سب عذاب میں گرفتار ہو جائیں گے، حضرت ابن عباس رضہ نے فرمایا تم لوگوں کو اس آیت سے کیا واسطہ یہ تو اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے ان لوگوں سے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی چیز کے متعلق دریافت کیا تھا انہوں نے اس بات کو تو چھپالیا اور دوسری بتلادی اور پھر آپکے پاس سے آکر یہ ظاہر کیا جو آپ نے پوچھا تھا وہ ہی آپ سے بتلایا ہے اور اس پر اپنی تعریف چاہی اور آپ کے سوال کے جواب کو جو چھپالیا تھا۔ اس پر آپس میں خوش ہوتے۔

اور بخاری و مسلم نے ابو سعید خدری رضہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم جہاد پر تشریف لے جاتے تو منافقین میں سے کچھ لوگ آپ کے ساتھ نہ جاتے اور حضور کی عدم موجودگی میں نہ جانے پر خوش ہوتے،

اور جب آپ واپس تشریف لاتے تو معذرت کرتے اور قسمیں کھاتے اور یہ چاہتے کہ جو کام انہوں نے نہیں کیا، اسپر انکی تعریف کی جائے تب حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، کہ جو لوگ ایسے ہیں کہ اپنے کردار پر خوش ہوئے الخ۔

عبد ابن حمید نے اپنی تفسیر میں زید بن اسلم سے روایت نقل کی ہے کہ رافع بن خدیج اور زید بن ثابت دونوں مروان کے پاس تھے۔ مروان بولا رافع۔ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ الخ یہ آیت کس چیز کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ رافع بولے یہ منافقین میں سے کچھ لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، کیونکہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم جب باہر تشریف لے جاتے تو یہ عذر کرتے اور کہتے کہ ہمیں ضروری کام ہے، اور حقیقت میں ہماری خواہش یہ ہے کہ ہم آپ کے ساتھ جائیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی، مروان نے اس واقعہ کا انکار کیا، اس پر رافع ناراض ہو کر زید بن ثابت رضہ سے بولے کہ میں تم کو خدا کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کیا تم جانتے ہو جو میں کہہ رہا ہوں۔ زید بن ثابت نے کہا جی ہاں، حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اس روایت اور ابن عباس رضہ کے فرمان میں تطبیق اس طرح ہے کہ ہو سکتا ہے یہ آیت دونوں قسم کے لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہو۔

اور فراء نے نقل کیا ہے کہ یہ آیت یہود کے قول کے بارے میں نازل ہوئی ہے، وہ اس بات کے مدعی تھے کہ ہم پہلے ہی سے کتاب والے نماز والے اور اہل طاعت ہیں اور اس کے باوجود رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لاتے تھے۔

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ

بلاشبہ آسمانوں کے اور زمین کے بنانے میں اور یکے بعد دیگرے رات اور دن کے آنے جانے میں دلائل

لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ﴿۱۹۰﴾ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى

ہیں اہل عقل کے لئے جن کی حالت یہ ہے کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی یاد کرتے ہیں کھڑے بھی اور بیٹھے

جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ج رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ

لیٹے بھی اور آسمانوں اور زمین کے پیدا ہونے میں غور کرتے ہیں کہ اے

هٰذَا بَاطِلًا ج سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾

ہمارے پروردگار بے شک آپ نے اس کو لایعنی پیدا نہیں کیا ہم آپکو منزہ سمجھتے ہیں سو ہم کو عذاب دوزخ سے بچا لیجئے

دلائل قدرت

کفار مکہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے کہتے تھے، جس چیز کے تم دعویدار ہو اس کے ثبوت کے لئے کوئی واضح دلیل لے کر آؤ حق تعالیٰ ان کے جواب میں اپنے دلائل قدرت بیان فرماتے ہیں

کہ جو کچھ آسمانوں میں فرشتے چاند، سورج، ستارے اور بادل پیدا کئے گئے، اور زمین کے پیدا کرنے، اور اس میں جو کچھ

پہاڑ دریا، سمندر، درخت و جانور ہیں، اور یکے بعد دیگرے رات دن کے آنے میں عقل سلیم والوں کے لئے اس کی توحید کے دلائل موجود ہیں۔ جن کی حالت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو کھڑے ہونے کی جب طاقت رکھتے ہیں کھڑے ہو کر اور جب اس کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر اور اگر اتنی بھی طاقت نہ ہو تو لیٹ کر یاد کرتے اور نمازیں پڑھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہمارے پروردگار ان چیزوں کو تو نے لایعنی نہیں پیدا کیا، ہم اس سے پاک منزہ کو سمجھتے ہیں، ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچائیے۔ اور ان مشرکوں کا دنیا و آخرت میں کوئی بھی مددگار نہیں ؛

لباب النقول فی اسباب النزول

ارشاد خداوندی اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ الخ طبرانی اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے کہ قریش یہود کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ موسیٰ علیہ السلام تمہارے پاس کیا معجزات لے کر آئے، انہوں نے کہا عصا اور ید بیضاء اور اس کے بعد نصاریٰ کے پاس آئے، ان سے بھی حضرت عیسیٰ ؑ کے بارے میں سوال کیا، انہوں نے کہا، کہ آپ مادر زاد اندھے کو اور برص کے بیمار کو اچھا کر دیتے تھے، اور مُردوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے۔

پھر یہ لوگ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ وہ ہمارے لئے صفا پہاڑی کو سونے کا کر دے، آپ نے دُعا فرمائی، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ بلا شبہ آسمانوں اور زمین کے بنانے میں الخ۔

رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَیْتَهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ

اے ہمارے پروردگار بے شبہ آپ جس کو دوزخ میں داخل کریں اس کو واقعی رسوا ہی کر دیا اور ایسے بے انصافوں کا

مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۱۹۲﴾ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ

کوئی ساتھ دینے والا نہیں اے ہمارے پروردگار ہم نے ایک پکارنے والے کو سُنا کہ وہ ایمان لانے کے واسطے اعلان

اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا

کر رہے ہیں کہ تم اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ سو ہم ایمان لے آئے، اے ہمارے پروردگار پھر ہمارے گناہوں کو بھی

سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ﴿۱۹۳﴾ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی

معاف فرما دیجئے اور ہماری بدیوں کو بھی ہم سے زائل کر دیجئے اور ہم کو نیک لوگوں کے ساتھ موت دیجئے اے ہمارے پروردگار

رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ﴿۱۹۴﴾

اور ہم کو وہ چیز بھی دیجئے جس کا ہم سے اپنے پیغمبروں کی معرفت آپ نے وعدہ فرمایا ہے اور ہم کو قیامت کے روز رسوا نہ کیجئے یقیناً آپ وعدہ خلافی نہیں کرتے

مؤمنین کی دعائیں

اور کہتے ہیں کہ ہمارے پروردگار ہم نے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو سُنا وہ توحید کی طرف بلاتے ہیں، ہم آپ پر اور آپکی کتاب اور آپکے رسول پر ایمان لے آئے، لہٰذا ہمارے بڑے گناہوں کو معاف فرمایئے اور چھوٹے گناہوں سے درگذر فرمایئے، ہماری روحوں کو عالت ایمان پر قبض فرمایئے، اور انبیاء کرام اور صالحین کی ارواح کے ساتھ ان کا حشر فرمایئے۔
اور وہ حضرات یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمارے پروردگار آپ نے جس چیز کا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پر وعدہ فرمایا ہے اس سے ہمیں بہرہ ور فرمایئے، اور کفار کی طرح ہمیں عذاب نہ دیجئے، یقیناً آپ بعث بعد الموت اور مؤمنین سے وعدہ فرمانے میں ہرگز خلاف نہیں کریں گے۔

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّىْ لَاۤ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ

سو منظور کر لیا انکی درخواست کو انکے رب نے اس وجہ سے کہ میں کسی شخص کے کام کو جو کہ تم میں سے کام کرنے والا ہو اکارت

مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا

نہیں کرتا خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہو تم آپس میں ایک دوسرے کے جزو ہو سو جن لوگوں نے ترک وطن کیا اور

وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِىْ سَبِيْلِىْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا

اپنے گھروں سے نکالے گئے اور تکلیفیں دیئے گئے میری راہ میں اور جہاد کیا اور شہید ہو گئے ضرور

لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ

ان لوگوں کی تمام خطائیں معاف کردوں گا اور ضرور ان کو ایسے باغوں میں داخل کروں گا جنکے

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ

نیچے نہریں جاری ہونگی یہ عوض ملے گا اللہ کے پاس سے اور اللہ ہی کے پاس

حُسْنُ الثَّوَابِ (۱۹۵)

اچھا عوض ہے

قبولیتِ دُعاء

ان کی درخواست کو منظور کیا کیونکہ عادت مستمرہ میری یہی ہے کہ میں کسی کے نیک کام کے ثواب کو جو تم سے کرنے والا ہو، ضائع نہیں کرتا، جبکہ ایک دوسرے کے دین کی مدد و نصرت میں حامی ہوں، اب مہاجرین کے درجات عالیہ کو حق تعالیٰ بیان فرماتے ہیں، کہ جن حضرات نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور آپ کے بعد مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کی، اور کفار مکہ نے ان کو ان کے مکانات سے نکال دیا،

اور جہاد فی سبیل اللہ میں دشمنوں کو قتل کیا اور خود بھی شہید ہوئے، تو میں انکی تمام خطاؤں کو معاف کردوں گا، اور ایسے باغات میں داخل کروں گا، جہاں محلات اور درختوں کے نیچے سے شہد دودھ، پانی اور شراب طہور کی نہریں بہتی ہونگی، حق تعالیٰ کے یہاں ان کے انعام اور بدلہ میں بہترین عوض ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

بشارت خداوندی فاستجاب لهم الخ عبدالرزاق سعید بن منصور، ترمذی، حاکم اور ابن ابی حاتم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ حق تعالیٰ نے ہجرت کے بیان میں عورتوں کا کوئی ذکر نہیں فرمایا، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، کہ حق تعالیٰ نے ان کی درخواست کو منظور کرلیا خواہ وہ مرد ہوں یا عورت۔

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي الْبِلَادِ ﴿١٩٦﴾ مَتَاعٌ قَلِيلٌ قف

تجھ کو ان کافروں کا شہروں میں چلنا پھرنا مغالطہ میں ڈال دے چند روزہ بہار ہے

ثُمَّ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ط وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿١٩٧﴾ لَٰكِنِ الَّذِينَ اتَّقَوْا

پھر ان کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا اور وہ برا ہی آرام گاہ ہے لیکن جو لوگ خدا سے ڈریں انکے

رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ

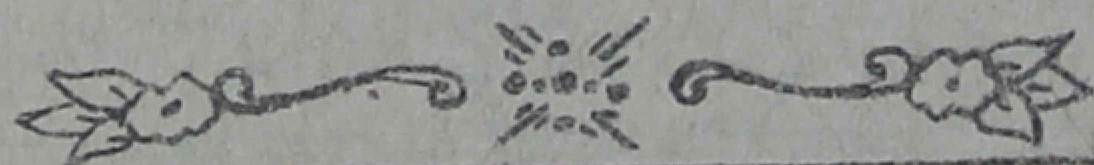
لئے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ

فِيهَا نُزُلًا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ط وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِلْأَبْرَارِ ﴿١٩٨﴾

رہیں گے یہ مہمانی ہوگی اللہ کی طرف سے اور جو چیز بھی خدا کے پاس ہیں وہ نیک بندوں کے لئے بدرجہا بہتر ہیں

کوشش کا محل

اور دنیا فانی ہے اس سے اعراض کرنا چاہیئے اور آخرت کی طلب و جستجو میں کوشاں رہنا چاہیئے اور اے مخاطب ان مشرکین اور یہود کے تجارتی سفر تجھ کو مغالطہ میں نہ ڈال دیں، یہ چند روزہ بہار ہے، اس کے بعد ان کا بدترین ٹھکانہ ہے لیکن جو حضرات کفر سے تائب ہوکر توحید خداوندی کے قائل ہوگئے، ان کو انعام میں ایسے باغات ملیں گے جہاں محلات اور درختوں کے نیچے سے دودھ، شہد، پانی اور شراب طہور کی نہریں بہتی ہوں گی، اور ان کا جنت میں قیام بھی ہمیشہ ہوگا، نہ وہاں انکو موت آئے گی اور نہ وہ اس سے نکالے جائیں گے، اور کفار کو جو کچھ دنیا میں دیا گیا نیک بندوں کا یہ ثواب اس سے بدرجہا بہتر ہے۔



وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ

اور بایقین بعضے لوگ اہل کتاب میں سے ایسے بھی ضرور ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اعتقاد رکھتے ہیں

وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

اور اس کتاب کے ساتھ بھی جو تمہارے پاس بھیجی گئی اور اس کتاب کے ساتھ بھی جو ان کے پاس بھیجی گئی اس طور پر کہ

ثَمَنًا قَلِيْلًا ۗ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ

اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی آیات کے مقابلہ میں کم حقیقت معاوضہ نہیں لیتے ایسے لوگوں کو ان کا نیک

سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹۹﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا

عوض ملے گا ان کے پروردگار کے پاس بلاشبہ اللہ تعالیٰ جلدی ہی حساب کر دیں گے اے ایمان والو خود صبر کرو اور مقابلہ میں صبر

وَرَابِطُوْا ۣ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۲۰۰﴾ ع

کرو اور مقابلہ کے لئے مستعد رہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پورے کامیاب ہو

ع ۲۰ / ۱۱

مخلصین کا مقام

یعنی قرآن کریم اور توراۃ پر بھی اعتقاد رکھتے ہیں، حق تعالیٰ کی اطاعت میں ذلیل و خاکسار ہیں، کم حقیقت معاوضہ کے بدلہ توراۃ میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت وصفت کو نہیں چھپاتے، جیسا کہ عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی ہیں ؛ ان حضرات کو جنت میں ثواب ملے گا، اور حق تعالیٰ جب حساب لیں گے تو بہت جلدی حساب کر دیں گے، آگے جہاد اور تکالیف پر ثابت قدم رہنے کی ترغیب فرماتے ہیں، کہ قرآن کریم اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھنے والو اپنے نبی کے ساتھ جہاد میں اس قدر ثابت قدم رہو کر دشمنوں کو مغلوب کر دو۔ اور اپنے نفسوں کو دشمنوں کے مقابلہ کے لئے مستعد رکھو۔ اور یہ بھی معنی بیان کئے گئے ہیں کہ فرائض کی ادائگی اور گناہوں سے بچنے پر جمے رہو، اور خواہشات نفسانیہ کا اتباع کرنے والوں اور بدعتیوں کا قلع قمع کر دو، اور اپنے گھوڑوں کو جہاد فی سبیل اللہ کے لئے مستعد رکھو۔ اور جن باتوں کا حق تعالیٰ نے حکم دیا ہے ان کو بجالاؤ، اور ہرگز ان سے غفلت مت کرو تاکہ عذاب الٰہی اور غصۂ خداوندی سے نجات پاؤ ؛

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ الخ امام نسائی نے حضرت انس رض سے روایت نقل کی ہے کہ جب نجاشی رض کے انتقال کی خبر آئی۔ تو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام سے فرمایا ان پر نماز پڑھو، صحابۂ کرام رض نے عرض کیا یارسول اللہ کیا ایک عبد حبشی کی نماز پڑھیں، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ الخ

اور ابن جریر نے جابر رضہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے؛ اور مستدرک میں عبداللہ بن زبیر رضہ سے مروی ہے کہ وَاِنَّ مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ الخ یہ آیت شاہ نجاشی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے ؛

آیاتہا ۱۷۶ (۴) سُوْرَةُ النِّسَآءِ مَدَنِیَّةٌ (۹۲) رکوعاتہا ۲۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ

اے لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک جاندار سے پیدا کیا اور اس جاندار سے اسکا

وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّنِسَآءً ج

جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا ئیں اور تم خدا تعالٰی سے ڈرو جسکے نام

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ط اِنَّ اللّٰهَ

سے ایک دوسرے سے سوال کیا کرتے ہو اور قرابت سے بھی ڈرو بالیقین اللہ تعالٰی

كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا ○

تم سب کی اطلاع رکھتے ہیں

زریں نصائح یہ پوری سورت مدنی ہے، اس میں تین ہزار نوسو چالیس کلمات اور سولہ ہزار تیس حروف ہیں۔ اس مقام پر حکم عام ہے اور کبھی خاص بھی ہوتا ہے، اپنے اس پروردگار کی عبادت کرو جس نے تم کو صرف نفس آدم علیہ السلام سے توالد و تناسل کے ذریعہ پیدا کیا، اور حضرت حوا کو بھی ان سے پیدا کیا، پھر ان دونوں سے بذریعہ توالد بہت سے مرد اور بہت سی عورتیں پیدا کیں۔

اسی کی اطاعت کرو جس کا نام لے کر ایک دوسرے سے اپنے حقوق کا مطالبہ کیا کرتے ہو، اور حقوق قرابت کے ضائع کرنے سے بھی ڈرو، حق تعالٰی ہی کی اطاعت و فرمانبرداری کرو، اور جن باتوں کا تم کو حکم دیا گیا جیسا کہ اطاعت خداوندی اور صلہ رحمی وغیرہ ان سب کے متعلق تم سے باز پرس ہوگی ؛

وَاٰتُوا الْیَتٰمٰۤى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِیْثَ بِالطَّیِّبِ

اور جن بچوں کا باپ مرجاوے ان کے مال انہیں کو پہنچاتے رہو اور تم اچھی چیز سے بری چیز کو

وَلَا تَأْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ

مت بدلو اور ان کے مال مت کھاؤ اپنے مالوں (کے رہتے) تک ایسی کارروائی کرنا

حُوْبًا كَبِيْرًا ۲

بڑا گناہ ہے

یتیموں کے حقوق — نیز یتیموں کے جو اموال تمہارے پاس ہیں ان کے بلوغ و رشد کے بعد وہ ان کو دیدو اور اپنے اموال بچا کر ان کے مالوں کو مت کھاؤ اور نہ اپنے اموال کے ساتھ ملا کر کھاؤ، ناحق یتیم کا مال کھانا حق تعالیٰ کے یہاں سزا کے اعتبار سے بہت بڑا جرم ہے۔

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِى الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ

اور اگر تم کو اس بات کا احتمال ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہ کر سکو گے تو اور عورتوں سے جو تم کو پسند

مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا

ہوں نکاح کر لو دو دو عورتوں سے اور تین تین عورتوں سے اور چار چار عورتوں سے پس اگر تم کو احتمال اس کا

فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا ③

ہو کہ عدل نہ رکھو گے تو پھر ایک ہی بی بی پر بس کر دیا جو لونڈی تمہاری ملک میں ہو وہی سہی اس امر مذکور میں زیادتی نہ ہونے کی

انصاف کا خیال — یہ آیت ایک غطفانی شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے اس کے پاس اپنے بھتیجے کا جو کہ یتیم تھا، بہت مال تھا، جب یہ آیت نازل ہوئی تو گناہ کے ڈر کی وجہ سے صحابۂ کرامؓ بولے ہم یتیموں کو علیحدہ کر دیتے ہیں، اس پر حق تعالیٰ نے اگلی آیت نازل فرمائی، یعنی جیسا کہ اموال یتیم کی حفاظت اور اس میں انصاف نہ کرنے سے ڈرتے ہو، اسی طرح تم عورتوں کے درمیان خرچ اور ان کے حقوق میں انصاف نہیں کر سکو گے اور اس حکم تک جتنی مرضی ہوتی تھی شادیاں کر لیتے تھے حتیٰ کہ نو اور دس تک چنانچہ قیس بن حارث کے نکاح میں آٹھ عورتیں تھیں، حق تعالیٰ نے اس کی ممانعت فرما دی، اور چار سے زیادہ شادیاں کرنے کو قطعاً حرام کر دیا۔ چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جس قدر شادیاں کرنا تمہارے لئے حلال کی گئی ہیں، اس قدر نکاح کرو خواہ ایک نکاح کرو یا دو یا تین یا آخری حد چار شادیاں کر لو۔ اس سے زیادہ کرنے کی ہرگز اجازت نہیں اور اگر چار عورتوں کے درمیان نفقہ اور تقسیم میں عدل و انصاف نہیں کر سکتے تو پھر ایک آزاد عورت سے شادی کرو، اور اگر ایک کے بھی حقوق ادا نہ کر سکو گے تو جو حسب قاعدہ شرعیہ باندی تمہاری ملک میں ہے وہ ہی کافی ہے، کیونکہ اس میں

نہ تقسیم ہے اور نہ عدت اس پر واجب ہے، ایک عورت سے شادی کرنے میں زیادتی اور بے انصافی نہ ہوگی تو قع زیادہ قریب ہے

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ

اور تم لوگ بیبیوں کو ان کے مہر خوش دلی سے دیدیا کرو ہاں اگر وہ بیبیاں خوش دلی سے چھوڑ دیں تم کو اس مہر میں کا

شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِیْٓــًٔا مَّرِیْٓــًٔا ④ وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ

کوئی جزو، تو تم اس کو کھاؤ مزہ دار خوشگوار سمجھ کر اور تم کم عقلوں کو اپنے وہ مال مت دو جن کو خدا تعالیٰ نے

اَمْوَالَكُمُ الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِیٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِیْهَا

تمہارے لئے مایۂ زندگانی بنایا ہے اور ان مالوں میں سے ان کو کھلاتے رہو پہناتے رہو اور ان سے

وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ⑤

معقول بات کہتے رہو

مہر کا اہتمام

اور تم عورتوں کو مہر دے دیا کرو، یہ منجانب اللہ ان کے لئے تحفہ اور تم پر فرض ہے اور اگر وہ عورتیں خوش دلی کے ساتھ تم کو مہر میں سے کچھ چھوڑ دیں، تو بغیر کسی گناہ اور ملامت کے اس کو استعمال کرو،

اور تم ان بے وقوف یتیم عورتوں اور لڑکوں کو وہ مال جو تمہارے لئے مایۂ زندگی ہے، مت دو باقی اس میں سے ان کو کھلاتے رہو اور تم ہی اس چیز کے نگران و محافظ رہو کیونکہ تم صحیح مصارف کو زیادہ جانتے ہو اور ان کی تسلی کے لئے معقول بات کہتے رہو کہ ابھی دوں گا وغیرہ ۔

وَابْتَلُوا الْیَتٰمٰی حَتّٰۤی اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ

اور تم یتیموں کو آزما لیا کرو یہاں تک کہ جب وہ نکاح کو پہنچ جاویں پھر اگر ان میں ایک گونہ تمیز

رُشْدًا فَادْفَعُوْۤا اِلَیْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ وَلَا تَاْكُلُوْهَاۤ اِسْرَافًا

دیکھو تو ان کے اموال ان کے حوالہ کردو اور ان اموال کو ضرورت سے زائد اٹھا کر اور اس

وَّبِدَارًا اَنْ یَّكْبَرُوْا ؕ وَمَنْ كَانَ غَنِیًّا فَلْیَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَنْ

خیال سے کہ یہ بالغ ہو جاویں گے جلدی جلدی اڑا کر مت کھالو اور جو شخص مستغنی ہو سو وہ تو اپنے کو بالکل بچائے

کَانَ فَقِیْرًا فَلْیَاْکُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ط فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَیْهِمْ

اور جو شخص حاجتمند ہو تو وہ مناسب مقدار سے کھالے پھر جب ان کے مال ان کے حوالہ کرنے لگو تو

اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَیْهِمْ ط وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِیْبًا ﴿۶﴾

ان پر گواہ بھی کر لیا کرو اور اللہ تعالیٰ ہی حساب لینے والے کافی ہیں

آزمائشِ عقل

اور یتیموں کی عقلوں کو آزمالیا کرو جب ان میں تم کو صلاحیت دین اور حفاظت مال کا ملکہ نظر آجائے تو ان کے وہ اموال جو تمہارے پاس ہیں وہ ان کو دے دو اور حرام طریقہ پر گناہوں اور اس خیال سے کہ یہ بالغ ہو جائیں گے پھر ان کے اموال ان کو دینے پڑیں گے جلدی چٹ مت کر جاؤ اور جو یتیم کے مال سے مستغنی ہو تو وہ اس سے بالکل بچتا رہے، اور اس کے مال میں کسی قسم کی کوئی کمی نہ کرے، اور جو محتاج ہو تو وہ اس اندازہ سے اپنی ضروریات پوری کرے کہ یتیم کے مال کی ضرورت ہی پیش نہ آئے۔

اور یہ بھی معنی بیان کیے گئے ہیں کہ جس قدر یتیم کے مال کی حفاظت میں محنت کرے اس اندازہ سے کھالے یا یہ کہ بطور قرض اس میں سے کھالے، اور یتیموں کے بلوغ و رشد کے بعد جب ان کے مال دو تو ان پر گواہ بھی بنا کرو، یہ آیت ثابت رفاعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

لِلرِّجَالِ نَصِیْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ص

مردوں کے لئے بھی حصہ ہے اس چیز میں سے جس کو ماں باپ اور بہت نزدیک کے قرابتدار

وَلِلنِّسَآءِ نَصِیْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ

چھوڑ جاویں اور عورتوں کے لئے بھی حصہ ہے اس چیز میں سے جس کو ماں باپ اور بہت نزدیک کے

مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ط نَصِیْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿۷﴾

قرابت دار چھوڑ جاویں خواہ وہ چیز قلیل ہو یا کثیر ہو حصہ ہے قطعی

زمانۂ جاہلیت کا دستور

زمانہ جاہلیت میں لڑکوں اور عورتوں کو میراث میں سے کچھ نہیں دیتے تھے اس لئے حق تعالیٰ مردوں اور عورتوں کے اصول کو بیان فرماتے ہیں کہ میراث خواہ کم ہو یا زیادہ ان کے لئے ایک متعین حصہ میراث میں مقرر ہے خواہ وہ کم ہو یا زیادہ مقدار اس مقام پر بیان نہیں، آگے تفصیل سے آئے گی، یہ آیت ام کجہ اور انکی لڑکیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، ان کا چچا تھا، جس نے انہیں میراث میں سے کچھ نہیں دیا تھا۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان الٰہی لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ الخ ابوالشیخ اور ابن حیان نے کتاب الفرائض میں بواسطہ کلبی، ابو صالح، ابن عباس رض سے روایت نقل کی ہے کہ اہل جاہلیت نابالغ لڑکوں اور لڑکیوں کو میراث میں سے کچھ نہیں دیتے تھے، انصار میں سے اوس بن ثابت نامی ایک شخص کا انتقال ہوا، اور اس نے دو چھوٹے لڑکے اور دو چھوٹی لڑکیاں چھوڑ دیں، اس کے دو چچازاد بھائی خالد اور عرفطہ آئے اور وہ عصبہ تھے اور پوری میراث لے گئے ان کی بیوی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں، اور پورا واقعہ عرض کیا، آپ نے فرمایا میں کیا جواب دوں، اس پر حق تعالٰی نے یہ آیت نازل فرمائی کہ مردوں کے لئے بھی حصہ ہے :

وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُوا الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينُ

اور جب (وارثوں میں ترکہ کے) تقسیم ہونے کے وقت آموجود ہوں رشتہ دار (دور کے) اور یتیم اور غریب لوگ تو ان کو بھی اس

فَارْزُقُوهُم مِّنْهُ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ﴿٨﴾ وَلْيَخْشَ الَّذِينَ

(ترکہ) میں سے (جس قدر بالغوں کا ہے اس میں سے) کچھ دے دو اور انکے ساتھ خوبی سے بات کرو اور ایسے لوگوں کو ڈرنا

لَوْ تَرَكُوا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا خَافُوا عَلَيْهِمْ

چاہیئے کہ اگر اپنے بعد چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ جاویں تو انکی ان کو فکر ہو سو ان لوگوں کو چاہیئے

فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ﴿٩﴾

کہ خدا تعالٰی سے ڈریں اور موقع کی بات کہیں

مستحب طریقہ اور تقسیم میراث کے وقت جب میت کے ایسے رشتہ دار جن کا میراث میں کوئی حصہ نہ ہو اور مسلمان یتیم اور مسلمان فقراء آجائیں، تو ان کو بھی تقسیم سے قبل بطور استحباب کچھ دے دیا کرو، اور اگر نابالغوں کا مال ہو تو ان لوگوں کو تسلی دے کر نرمی کے ساتھ ٹال دیا کرو۔ اور ان لوگوں کو جو مریض کے پاس ہوتے ہیں اور تہائی مال سے زیادہ وصیت کرنے کا حکم دیتے ہیں ان کو ان یتیم بچوں کے بارے میں ڈرنا چاہیئے کیونکہ اگر وہ اپنے چھوٹے بچوں کو چھوڑ کر مر جائیں تو ان کو اپنی اولاد کی فکر ہو، اسی طرح ان لوگوں کو مرنے والے کی اولاد کی فکر ہونی چاہیئے :

إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ

بلاشبہ جو لوگ یتیموں کا مال بلا استحقاق کھاتے (برتتے) ہیں اور کچھ نہیں اپنے شکم میں

ع ۱۲

فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا ﴿۱۰﴾

آگ بھر رہے ہیں اور عنقریب جلتی آگ میں داخل ہوں گے

جہنم کا ایندھن اور یہ لوگ مریض کے پاس آتے تھے، اور اس سے کہتے تھے کہ اپنا مال فلاں کو دے، اور فلاں کو دے، اس طریقہ سے اس کا سارا مال تقسیم کرا دیتے تھے، اور اس کے چھوٹے بچوں کے لئے کچھ نہیں رہتا تھا، حق تعالیٰ نے اس چیز کی ممانعت فرما دی، لہٰذا یہ لوگ جو تہائی مال سے زیادہ مرنے والے کو وصیت کا حکم کرتے ہیں، ان کو حق تعالیٰ سے ڈرنا چاہیئے۔ اور بیمار سے انصاف کی بات کہیں، اور جو بلا استحقاق یتیم کا مال کھاتے ہیں وہ قیامت کے دن اپنے پیٹوں میں دوزخ کے انگارے بھریں گے، اور اس کی جلتی آگ کا ایندھن ہوں گے یہ آیت حنظلہ بن شمرو کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

یُوْصِیْكُمُ اللّٰهُ فِیْۤ اَوْلَادِكُمْ ۗ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ ۚ

اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے باب میں لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے حصہ کے برابر

فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَیْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ

اور اگر صرف لڑکیاں ہی ہوں گو دو سے زیادہ ہوں تو ان لڑکیوں کو دو تہائی ملیگا اس مال کا جو کہ مورث

كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ؕ وَلِاَبَوَیْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ

چھوڑ کر مرا ہے اور اگر ایک ہی لڑکی ہو تو اس کو نصف ملے گا اور ماں باپ کے لئے یعنی دونوں میں سے

مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ

ہر ایک کے لئے میت کے ترکہ میں سے چھٹا حصہ ہے اگر میت کے کچھ اولاد ہے اور اگر اس میت

یَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗۤ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ

کے کچھ اولاد نہ ہو اور اسکے ماں باپ ہی اسکے وارث ہوں تو اسکی ماں کا ایک تہائی ہے

میراث کے حصے میراث میں مرد و عورت کے کیا حصے ہیں حق تعالیٰ ان کو بیان فرماتے ہیں، کہ تمہارے مرنے کے بعد تمہاری اولاد میں میراث کی کس طرح تقسیم ہے کہ لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے۔ اور اگر دو یا دو سے زیادہ اولاد میں صرف لڑکیاں ہی ہوں تو ان کو مال دو تہائی ملیگا اور اگر ایک ہی لڑکی چھوڑی تو ترکہ کا آدھا ملے گا، اور اگر میت کے لڑکا ہو یا لڑکی کوئی اولاد ہو تو ترکہ میں